احكام الشيعة

اردو

المجلد الأول

من فتاوى المرجع الديني
الإمام المصلح آية الله العظمى سماحة
الحاج ميرزا حسن الحائري الاحقاقي
« دام ظله العالي »

ترجمه

محمد حسنين السابقي النجفي

« يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ »

الإمام المصلح سماحة آية الله العظمى الحائري الإحقاقي مدظله

احكام الشيعة

اردو

المجلد الأول

الجزء الأول والثاني

في العبادات

من فتاوى المرجع الديني

الإمام المصلح آية الله العظمى سماحة

الحاج ميرزا حسن الحائري الإحقاقي

«دام ظله العالي»

الأوحد

موقع الأوحد

Awhad.com

اسلامی اصلاحی ٹرسٹ

جامعة الثقلین ـــ احمد پارک ـــ خانیوال روڈ

ـــ ملتان پاکستان ـــ

نام کتاب ------- احکام الشیعہ
تالیف --------- آیتہ اللہ العظمیٰ میرزا حسن الاحقاقی الحائری
ترجمہ -------- علامہ محمد حسنین السابقی النجفی مدرس اعلیٰ جامع الثقلین ملتان
-------- جلد اول --------------
ایڈیشن دوم --------- جون ۱۹۹۳ء
تعداد ---------- ۲ ہزار
پبلشر -------- مدرسہ جامعتہ الثقلین خانیوال روڈ ملتان (پاکستان)
کمپوزنگ -------- نایاب کمپیوٹر گرافک ملتان

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احکام الشیعہ رسالۂ عملیہ سرکار عمدہ الفقہاء الامام المصلح میرزا حسن الحائری الاحقاقی کے پہلے جلد کا اردو ترجمہ ہم نے ۱۹۸۴ء میں شائع کیا تھا۔ الحمد اللہ کہ وہ مؤمنین کرام نے اس قدر پسند فرمایا کہ چند سالوں میں ختم ہوگیا عرصہ دراز سے مؤمنین کی طرف سے پُرزور اصرار تھا کہ اس کو دوبارہ شائع کیا جائے چنانچہ ہم گزشتہ ایڈیشن پر نظر ثانی کرنے کے بعد نہایت ہی اعلیٰ معیار کے ساتھ اس کو زیور طبع سے آراستہ کر کے منظرِ عام پر لارہے ہیں اس کتاب کے جلد دوم کے اردو ترجمہ کی کتاب آخری مراحل میں ہے۔ جو کہ جلد ہی منظرِ عام پر لائی جارہی ہے۔ اس سلسلہ میں ہم جناب مولانا مقبول حسنین خان جندی کے سپاسی گزار ہیں۔ جنہوں نے اس کتاب کی طباعت میں حسبِ روایات بھرپور تعاون کیا ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

محمد حسنین السابقی النجفی
صدر اسلامی اصلاحی ٹرسٹ رجسٹرڈ
صدر مجلس عمل علماء شیعہ پاکستان
مدرس اعلیٰ مدرسہ جامعتہ الثقلین ملتان
۲۰ ذی الحجہ ۱۴۱۳ھ

حالاتِ زندگی

سرکار آیتہ اللہ العظمیٰ المرجع الدینی المجاہد الاسلامی العظیم

میرزا حسن الحائری

سابق مقیم (کربلا معلیٰ عراق) حال کویت

اسمِ گرامی اور ولادت باسعادت:

آپ کا اسمِ گرامی میرزا حسن بن موسیٰ بن محمد باقر الاسکوئی الحائری الاحقاقی ہے آپ کی ولادت باسعادت ۲ محرم الحرام ۱۳۱۸ھ کو کربلا معلیٰ میں ہوئی۔

آپ کا عظیم علمی خاندان:

آپ کا تعلق تبریز کے ایک معروف علمی خاندان سے ہے۔ جس میں اکابر مجتہدین پیدا ہوئے آپ کے جد امجد آیتہ اللہ میرزا محمد باقر اسکوئی متوفی ۱۳۰۱ھ زہد و تقویٰ میں سلمان العصر کے لقب سے مشہور تھے جو کہ حوزہ علمیہ نجف اشرف کی موجودہ علمی و تحقیقی فقہی رونق کے بانی سرکار شیخ مرتضیٰ انصاریؒ صاحب رسائل و مکاسب کے جلیل القدر شاگرد تھے۔ اور اپنے زمانہ میں کربلا معلیٰ کے مرجع تقلید تھے۔ اور حرم حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام میں ضریح مبارک سے متصل مغربی گوشہ میں نماز باجماعت پڑھایا کرتے تھے۔ اور آپ کی تقلید اور دینی مرجعیت کا دائرہ عراق سواحل خلیج قفقاز ترکستان آذربائیجان تبریز تک پھیلا ہوا تھا۔ آپ نے ساٹھ عدد علمی کتب تالیف فرمائیں جن میں بعض نجف اشرف میں طبع ہو چکی ہیں۔

آپ کے والد گرامی آیتہ اللہ شیخ موسیٰ بھی اپنے دور کے فاضل فقیہہ فلسفی محقق اور جلیل القدر مرجع تقلید تھے اور اپنے والد کے بعد ان کی قائم مقامی میں حرم مبارک حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام میں امام الجماعت کے فرائض انجام دیتے رہے آپ کا حلقہ تقلید بھی سعودی عرب کویت قطیف بصرہ تبریز میلان خسرو شاہ گورگان دستگیر طہران مشہد مقدس قوچان، شیروان و دیگر علاقہ ہائے خراسان سمرقند بخارا تک پھیلا ہوا تھا۔ آپ کا رسالہ عملیہ نجف اشرف اور تبریز میں عربی و فارسی میں بارہا طبع ہوا اس طرح آپ کی کئی بیش بہا تالیفات نجف اشرف سے طبع ہو کر علماء سے خراجِ تحسین وصول کر چکی

ہیں۔ آپ بھی ۱۲۷۹ھ میں کربلا معلیٰ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۶۴ھ میں فوت ہوئے اور کربلا معلیٰ کی مقدس سرزمین میں دفن ہوئے عراق کے مشہور شیعہ خطیب سید علی حسین ہاشمی نے آپ کا مرثیہ اور یہ قطعہ تاریخ لکھا

ورضوان بها ارخ ينادى

ثوى موسىٰ بجنات النعيم

۱۳۶۴ھ

آپ کے برادر بزرگ آیتہ اللہ میرزا علی حائری بھی اپنے دور کے جلیل القدر مجتہد اور مرجع تقلید تھے اور آپ نے نجف اشرف کے اجلہ فقہاء و مجتہدین سے اجازہ اجتہاد حاصل کیا ہے اور آیتہ اللہ شیخ الشریعہ اصفہانی ورئیس المجتہدین محمد کاظم خراسانی صاحب کفایتہ الاصول آیتہ اللہ شیخ مصطفیٰ کاشانی اور آقا محمد علی خوانساری جیسے اکابر اہلِ علم کے سرچشمۂ فیض سے علم حاصل کیا۔

الامام المصلح کی تعلیم و تربیت:

موصوف کی ابتدائی تعلیم ملا فخر الاسلام خسرو شاہی سے ہوئی آپ نے پانچ سال کی عمر میں کلام پاک ختم کیا اور ضروری قرأت و کتابت سے فراغت پا کر نجف اشرف تشریف لے گئے اور فقہ و اصول و کلام سے افاضل نجف اشرف کے علاوہ اپنے والد گرامی سے بھی استفادہ فرمایا جو ان دنوں میں نجف اشرف میں مقیم تھے۔

پھر آپ نے مشہد مقدس کا رخ کیا اور وہاں کے اکابر مجتہدین آیتہ اللہ فقیہ سبزواری اور آیتہ اللہ شیخ محمد حسن الطوسی اور آیتہ اللہ شیخ احمد کفائی خلف صاحب الکفایہ کے سامنے زانوے ادب تہ کیا اور آپ کو مجتہدین کرام مشہد مقدس و نجف اشرف و کربلا معلیٰ کی جانب سے اجازہ اجتہاد حاصل ہے۔

الامام المصلح مراجع عظام کی نظر میں:

سرکار آیتہ اللہ احقاقی کی شخصیت کے خلاف پاکستان میں دین فروش ملاؤں کی کھیپ نے زہر فشانی کا دھندا شروع کیا تو ہم نے ان کی شخصیت کے بارے میں حقیقت معلوم کرنے کے لئے مجتہدین کرام ایران و عراق و شام سے رابطہ قائم کیا ان علماء میں سے چند جلیل القدر علماء کے بیانات پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۔ سرکار آیتہ اللہ السید ابراہیم موسوی زنجانی

امام الجماعتہ حرم مبارک امیرالمؤمنین نجف اشرف حال دمشق شام

سرکار آیتہ اللہ زنجانی جو مولانا صفدر حسین پرنسپل جامع المنتظر لاہور کے استاد بھی ہیں نجف اشرف کے اکابر فضلاء اور صاحب رسالہ عملیہ مجتہدین میں سے ہیں۔ اور آج کل شام میں مقیم ہیں۔ آپ نے آیتہ اللہ احقاقی کے متعلق تحریر فرمایا

"اما سوال سرکار عالی از حضرت آیتہ اللہ المجاہد آقائے میرزا حسن احقاقی مارائیت منہ الا جمیلاً مرد شریف ومتدین ومجاہد وخادم اہل البیت است واگر اخوے ایشاں مرحوم آیتہ اللہ میرزا علی و آقائے احقاقی نبودند در کویت شعار و رمز شہادت ثالثہ امیرالمؤمنین در بالائے مسذنہ گفتہ نمی شد و خدماتیکہ آقایان اخوان در ترویج مذہب حقہ نمودند در کویت و در ایران و در شام فراموش شد نی نیست و تاریخ خدمات آنہارا ثبت خواہد کرد۔

احکام الشیعہ مال احقاقی باسائر کتب عقائد الشیعہ واحکام انہا ابداً فرقے نہ وارد۔

۲۔ رجب ۱۳۹۸ھ

آپ نے مجھ سے جو سوال آیتہ اللہ مجاہد آقائے میرزا حسن احقاقی کے متعلق فرمایا ہے۔ میں نے موصوف میں خوبیاں ہی خوبیاں دیکھی ہیں موصوف ایک شریف النفس ومتدین مجاہد وخادم اہلِ البیت علیہ السلام ہیں اگر آپ اور آپ کے برادر بزرگ مرحوم آیتہ اللہ میرزا علی حائری نہ ہوتے تو آج کویت میں شیعہ مساجد کے گلدستہ ہائے اذان سے (علی ولی اللہ) کی صدائیں سنائی نہ دیتیں۔ مذہب حقہ کی ترویج میں ان بزرگوں نے ایران، کویت، شام میں جو خدمات انجام دی ہیں ناقابلِ فراموش ہیں جن کو تاریخ سنہری حروف میں اجاگر کرے گی۔

آقائے احقاقی کی احکام الشیعہ مذہب حقہ کی کتب عقائد و اعمال سے قطعاً کوئی اختلاف نہیں رکھتی۔ اور یہ حضرات شیعہ ہیں ہم میں اور ان میں قطعاً کوئی فرق نہیں۔

دستخط مہر شریف

۲- مجاہد کبیر آیتہ اللہ العظمیٰ آقائے السید محمد شیرازی

الحائری مجتہد العصر کربلا (حال کویت)

موصوف نے جواب میں تحریر فرمایا:

اما آیتہ اللہ الاحقاقی جنابہ ایدہ اللہ عالم کسائر العلماء وما یقولو نہ غیر صحیح ۔

جناب آیتہ اللہ احقاقی ان کو اللہ مؤید و موفق فرمائے دیگر شیعہ علماء کی طرح ایک عالم ہیں اور ان کے مخالفین نے جوان کے خلاف ہرزہ سرائی اور ژاژخائی شروع کر رکھی ہے وہ بالکل غلط ہے۔

دستخط محمد شیرازی

۳- حجتہ الاسلام علامہ آقا السید محمود النجفی الفاطمی:

فارغ التحصیل جامعتہ النجف الاشرف نزیل طرطوس (شام)

سرکار آیتہ اللہ احقاقی دام مجدہ کی خدمات دینیہ کے متعلق اپنے رسالہ شریفہ اصفیٰ المناہل فیجواب السائل ص ۱۴ مطبوعہ بیروت میں ارشاد فرماتے ہیں۔

الحاج الشیخ میرزا احسن الحائری الاحقاقی وھومن العلماء العظام الذین یعملون بصورۃ حشیشتہ للعمل علیٰ جمع کلمتہ المسلمین والتوحید بین مذاھبھم وقد وجد نافے سماحتہ عالماً تقیاً ورعا جھبذا مداللہ فی عمرہ وکثر من علماء المسلمین امثالہ۔

الحاج الشیخ میرزا حسن احقاقی ان عظیم الشان علماء میں سے ہیں جو خصوصی طور پر مسلمانوں میں یکجہتی اور یک نوائی اور مختلف مذاہب اسلام میں اتحاد و خیر سگالی پیدا کرنے کے لئے کام کر رہے ہیں۔ ہم نے آپ کی شخصیت میں پرہیز گار نیک سیرت عالم جلیل القدر پایا ہے۔ اللہ آپ کی عمر دراز فرمائے اور مسلمان علماء میں آپ جیسے مصلح علماء کثرت سے پیدا کرے۔

۴۔ حجتہ الاسلام آقا شیخ علی عزیز طرابلسی صدر
جمعیت امام رضا علیہ السلام طرابلس شام

اپنی کتاب العلویون ص ۱۵۰ میں سرکار آیتہ اللہ احقاقی کے اصلاحی کارناموں پر سیر حاصل تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جناب آیتہ اللہ احقاقی نے شام میں نادار شیعوں کے لئے شاندار مساجد امام بارگاہیں کتب خانے اور دینی مدارس کھولے ہیں اور شام کے جو طلباء دینی نجف و کویت و قم وغیرہ میں زیرِ تعلیم ہیں ان کو وظائف دے رہے ہیں۔

۵۔ حجتہ الاسلام خطیب العراق شیخ عبدالمنعم الکاظمی النجفی

نزیل نجف اشرف عراق نے کتاب مستطاب امن کنت مولا جلد دہم ص ۵ پر آقائے آیتہ اللہ احقاقی کے حالات و خدمات کا تذکرہ کیا ہے اسی کتاب کے صفحہ ۶ پر جناب آیتہ اللہ العظمیٰ آقا السید ابوالقاسم خوئی دام ظلہ کی تقریظ بھی موجود ہے۔ جس میں اس کتاب کی علمی قدر و منزلت اجاگر کی گئی ہے۔ آقائے منعم لکھتے ہیں (صرف ترجمہ چونکہ عربی عبارت شہادت ثالثہ ص ۶/۱۷۷ میں نقل کی جا چکی ہے) عالم باعمل ہمارے شیخ اور ہمارے ملجاء و ماویٰ حجتہ الاسلام والمسلمین آیتہ اللہ فی العالمین شیخ میرزا حسن احقاقی حائری جن کا نفس اوائل زندگی سے لے کر آج تک حق کی نشر و اشاعت و اعلاء کلمہ اسلام کے لئے بطور تدریس و خطابت و تالیف جلوہ فگن ہے جس کے بارے میں عراق ایران حجاز کویت و تبریز کی علمی محافل گواہ ہیں اور آپ کے اخلاق اور علم و ادب کی خوشبو سے علمی مجالس اور دینی مدارس معطر ہیں اور آپ سے علم و عمل کے فیوض و برکات حاصل کر رہے ہیں۔ اور آپ اہلِ علم اور مجاہدین دین کی تعظیم اور ان سے حسنِ سلوک اور ان کی محسنانہ اعانت کی وجہ سے معروف ہیں۔

حجتہ الاسلام سرکار آقا شیخ محمد رضا حلیمی
سابق خطیب عراق کربلا معلیٰ

آپ کی کتاب القرآن یسبق کی ساتویں جلد جو حال ہی میں طبع ہوئی ہے۔ اس جلد کے ص ۳ پر آقائے حلیمی نے سرکار آیتہ اللہ احقاقی کو آیتہ اللہ العظمی المرجع الدینی الامام المصلح الحاج الشیخ المیرزا حسن الاحقاقی الحائری کے گرانقدر اور قابلِ احترام القاب سے نوازا ہے۔

مجاہدِ اسلام آیتہ اللہ شیرازی کا بیان

مجاہد کبیر سرکار آیتہ اللہ سید محمد شیرازی مجتہد العصر قم مقدسہ نے جناب احقاقی کو اپنے ایک مکتوب میں اس طرح مخاطب فرمایا ہے۔

حضرت آیتہ اللہ آقائے حاج میرزا حسن احقاقی دام ظلہ۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ!

انشاء اللہ جناب کا مزاج کمالِ صحت کے ساتھ ہو گا۔ مبلغ پانچ لاکھ تومان مستضعفین کے لئے مکانات تعمیر کرنے کے لئے جو آپ نے حضرت حجتہ الاسلام آقائے الحاج سید علی فالی دام بقاہ کے ذریعہ بطور لطف مرحمت فرمائے ہیں ان کو انشاء اللہ اسی منصوبہ پر صرف کر دیا جائے گا۔

والسلام

دستخط و مہر سید محمد شیرازی

رئیس حوزۂ علمیہ زینبیہ آیتہ اللہ کلباسی کا بیان

آپ نے آقائے احقاقی کے نام اپنے مکتوب میں اس طرح آپ کے خدمات کا اعتراف کیا ہے:

محضر مقدس حضرت حجتہ الاسلام والمسلمین آیتہ اللہ آقا الحاج شیخ میرزا حسن احقاقی دام ظلہ العالی
امید ہے کہ آپ کا مزاج ملال سے خالی اور کمال صحت و عافیت میں ہو گا۔ خداوند عالم نے مجھے توفیق دی ہے کہ آپ کی طرف یہ خط ارسال کروں اور سلام و آداب عرض کروں۔ اور جناب کے مراحم والطاف پر سپاس گزاری کروں۔ مبلغ ایک لاکھ لیرہ شامی بتوسط عمدہ الفضلاء عماد العلماء جناب آقا حاج علی خلخالی مجھے حوزۂ علمیہ زینبیہ کے لئے وصول ہوا۔ میں جناب کے مراحم والطاف پر متشکر ہوں اور مزید ایک لاکھ لیرہ شام کے فقراء و محتاج لوگوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ خدا آپ کو اسلام کی طرف سے محسنین کی جزاء خیر دے اور آپ کو اسلام و مسلمین کے لئے بطور ذخیرہ محفوظ رکھے۔ امید ہے کہ طلاب حوزہ علمیہ زینبیہ کو فراموش نہ کریں گے اور ان کی فکر میں رہیں گے۔ سردست یہاں کے مادی حالات اس طرح ہیں اور آپ خود اس طرف متوجہ ہوں گے اور سردست تمام راہیں بند ہیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ ہمارے راستے کشادہ کرے گا اور تمام مشکلات دور ہو جائیں گی۔ اور خداوند عالم ہمیں آپ کے فیض سے محروم نہ رکھے گا۔

محمد صادق کلباسی

بیروت، ۵ شوال ۱۴۰۳ھ

آپ کے متعلق شیخ خلخالی کا بیان

شام میں سرکار آیتہ اللہ العظمیٰ خمینی دام ظلہ کے وکیل مطلق جناب امین المراجع شیخ علی بن حجتہ الاسلام آیتہ اللہ نصر اللہ خلخالی آپ کے متعلق کئے جانے والے سوال کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:
ان حالات میں جن سے آج مسلمان دنیا میں دوچار ہیں اور جبکہ اسرائیلی جنگوں کے بعد جو مسلمانوں کی سرزمینوں پر جاری ہیں اور مسلمانوں کی حق تلفی ہو رہی ہے ہمیں گزشتہ اوقات کی نسبت آج اس بات کی زیادہ ضرورت ہے کہ ہم یک نوا ہو جائیں اور ان علماء اسلام کے ارد گرد رہیں جو ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے ہاتھ میں عترت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام رکھتے ہیں اور مسلمانوں کی عزت اسی میں مضمر ہے کہ وہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق کتاب و عترت کی طرف رجوع کریں۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں کتاب اللہ اور عترت اہل بیت اگر تم دونوں سے متمسک رہو گے حدیث بالکل واضح ہے لہذا زندگی میں کوئی سعادت کوئی کامیابی اس وقت تک ممکن نہیں کہ جب تک قرآن اور تعلیمات اہل بیت کی طرف رجوع نہ کیا جائے اور ہمارا ہدف یہ ہے کہ ہم قرآن و عترت کے بیان شدہ اسلام کی آواز کو تمام عالم کے گوشے گوشے تک پہنچائیں

خصوصاً اس زمانہ میں جبکہ ذرائع ابلاغ سب کو میسر ہیں اور ہم بخوبی جانتے ہیں کہ خالی اور لاشیئی آواز میں اسلام نہیں چل سکتا۔ اور اس بات کی ضرورت ہے کہ راہ خدا میں کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جائے اور ان سے اذیت دور کی جائے۔ اور ان کے ساتھ صف بصف ہو کر تبلیغ رسالت و اداء امانت کے فریضہ کو انجام دیا جائے اور مسلمانوں کے درمیان اسلامی پیغامات عام کئے جائیں۔ خصوصاً اسی لئے قرآن کریم کہتا ہے کہ جو تم پر سلام کرتا ہے اس کو یہ مت کہو کہ تو مومن نہیں یہ آیت کریمہ انسانی و اجتماعی تعلقات میں نقطۂ محور تصور کی جاتی ہے۔ اسلام ظاہر کے ساتھ برتاؤ کرتا ہے۔ باطن کے ساتھ نہیں اگر انسان کا ظاہر اچھا ہو اور اس کے اعمال اس کے اقوال کے مطابق ہوں تو اسلام ہم سے یہ تقاضا نہیں کرتا کہ ہم اسکے دل کو چیر کر اس کو پڑھنے کی کوشش کریں۔ ہم سے اسلام یہ تقاضا کرتا ہے کہ ہم اس کے بازو کی قوت بڑھائیں اور اس کا ہاتھ پکڑ کر راستے کی آخری حد تک اس کو پہنچا دیں۔ اسی روح اسلامی عالی کے ذریعہ سے ہم استطاعت رکھتے ہیں کہ ہر طاقت کو تعمیر پر صرف کریں نہ تخریب پر تاکہ ہم اس قابل ہو جائیں۔ کہ دنیا میں مسلمانوں کے حقوق غصب کرنے والوں اور یہودیوں کے مقابلہ میں بیک صف ہو کر مقابلہ کر سکیں۔ اور اب اس سوال کی طرف توجہ کرتا ہوں جو آپ نے خصوصی طور پر سماحت آیۃ اللہ العظمٰی زاہد متقی مصلح کبیر الحاج میرزا حسن الحائری احقاقی اوام اللہ ظلہ کے بارے میں فرمایا ہے۔ مجھے آنجناب کے ساتھ کام کرنے میں جو مکمل طور پر اطمینان حاصل ہوا ہے میرے تجربے گواہ ہیں کہ موصوف ایسے شخص ہیں جو کہ بھلائی سے محبت کرتے ہیں اور ان کی زندگی کی سیرت اس پر گواہ ہے وہ راہ خدا میں اموال عطا کرتے ہیں خرچ کرتے ہیں مساجد بناتے ہیں امام بارگاہیں، دینی مدارس قائم کرتے ہیں تاکہ طلبہ وہاں علوم دینیہ حاصل کریں۔ اور دینی کتب کی نشر و اشاعت کرتے ہیں وہ لبنان، سوریا، پاکستان، ہندوستان، اور افریقہ میں بلکہ چند سالوں میں ایران میں بھی فقراء و محتاج لوگوں کی نقد مالی امداد کر رہے ہیں جو میرے ہاتھ سے یا میرے واسطہ سے ہو رہی ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ علماء دین کی شان کو کمزور کرنا اور ان کو باطل تہمتوں سے ملوث کرنا لازمی طور پر مسلمانوں کی کمزوری اور ان کی قوت کو ختم کرنے کا موجب بن رہا ہے۔ اور ان کی شخصیتوں کو ضائع کیا جا رہا ہے۔ اسی لئے ہم سب کو چاہیئے کہ تمام علماء اعلام کا احترام و اکرام کریں۔ خصوصاً جو علماء کارکن فعال اور مخلص ہیں اور آخر میں آپ اپنے لئے اور تمام علماء پاکستان کے لئے میرے تحیات و اشواق قبول فرماویں اور میں سوال کرتا ہوں کہ ہمیں اللہ ایسے امور کے لے موفق فرماوے جن میں خیر اور صلاح ہے۔ تحقیق وہ بہترین سرپرست اور بہترین مددگار ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۸ رجب ۱۴۰۴ھ

شیخ علی نصر اللہ خلخالی

وکیل مطلق نائب الامام خمینی دام ظلہ

شیخ المراجع آقائے آیتہ اللہ فتح اللہ شیخ الشریعہ اصفہانی نجفی

جنہوں نے سرکار آیتہ اللہ احقاقی دام ظلہ کو سند اجتہاد عطاء فرمائی۔ نجف اشرف کے مراجع عظام میں نمایاں مقام رکھنے کے علاوہ اپنے دور کے اعلم زمانہ تھے۔ جن کا ذکر سرکار آیتہ اللہ شیخ عباس قمی نے کتاب سفینتہ البحار جلد اول باب الشین اور آیتہ اللہ شیخ نمازی مستدرک سفینتہ البحار جلد ۵ ص ۲۲۹ میں کیا ہے۔ آپ کی ولادت نجف اشرف میں ہوئی۔ آپ کے ایک فرزند آیتہ اللہ شیخ محمد شریعت کراچی میں مقیم تھے۔ جن کے متعلق اسلام آباد کے علامہ حسین عارف تذکرہ علماء امامیہ ص ۳۱۰ میں لکھتے ہیں:

"مولانا شیخ محمد شریعت اصفہان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم جلیل القدر والد حضرت آیتہ اللہ شیخ فتح اللہ شریعت سے حاصل کی" ان کے استاد عظیم آقائے میرزا حبیب اللہ رشتی تھے۔"

آقائے احقاقی ان کے خاص تلامذہ میں سے تھے اور جب نجف اشرف سے کربلا معلیٰ منتقل ہوئے تو آقائے احقاقی کو ساتھ لے آئے۔ ان کے علاوہ آپ کے پاس دیگر اکابر مراجع عظام کے اجازات بھی تھے جو کربلا معلیٰ میں محفوظ ہیں۔

ہم یہاں اس اجازۂ اجتہاد کا عکس اور ترجمہ پیش کرتے ہیں جو انہوں نے آقا کو عطا فرمایا۔ یہ بھی یاد رہے کہ سرکار شیخ الشریعہ سرکار آقائے سید ابوالقاسم خوئی اور امام خمینی مرحوم جیسے اکابر مجتہدین کے استاد تھے۔ اور انہوں نے بھی ان سے اجازۂ اجتہاد حاصل کیا تھا۔

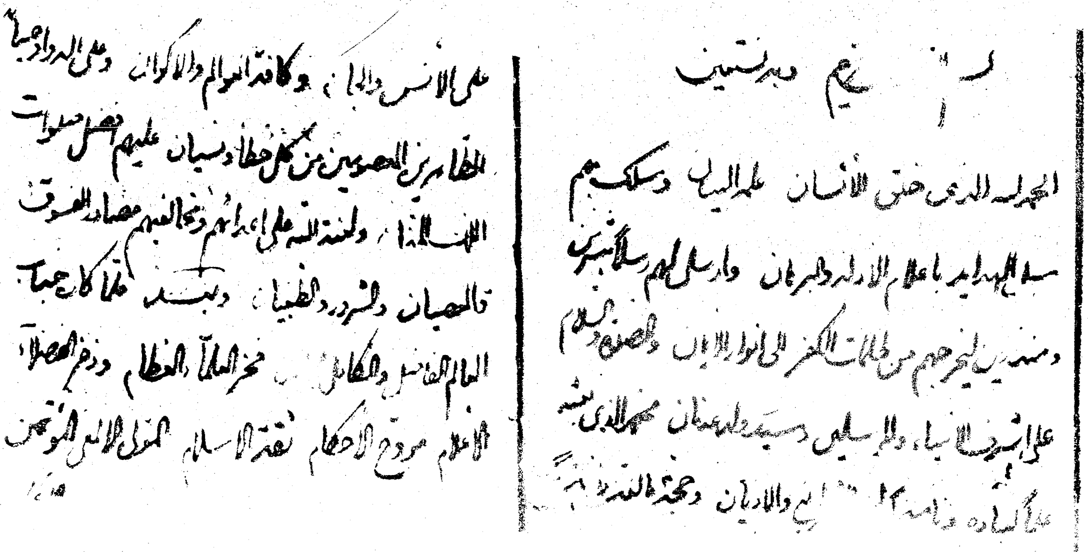
بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي خلق الانسان علمه البيان وسلک بهم
سبل الهداية باعلام الادلة والبرهان وارسل اليهم رسلا مبشرين
ومنذرين ليخرجهم من ظلمات الكفر الى انوار الايمان والصلوة والسلام
على اشرف الانبياء والمرسلين سيد ولد عدنان محمد الذي بشر
[illegible] والاديان وحجة الله [illegible]
على الانس والجان وعلى آله الكرام [illegible]
الطاهرين المعصومين من كل خطاء ونسيان عليهم افضل صلوات
الله [illegible] ولعنة الله على اعدائهم [illegible]
[illegible] وبعد فان جناب
العالم الفاضل والكامل [illegible] فخر العلماء العظام وذخر الفضلاء
الاعلام مروج الاحكام ثقة الاسلام المولى الاجل المؤتمن

الآغا ميرزا حسن سلمه الله تعالى ابن حجة الاسلام والمسلمين
عماد الملة والدين شيخ الفقهاء والمجتهدين العلامة الحاج ميرزا موسى اعلى الله مقامه
الاشكوري الحائري متع الله المسلمين بطول بقائه ونفع الله الورى ببركاته
فوجدته في حداثة سنه وعنفوان شبابه جامعاً للكمالات حاوياً
عن المشكلات قد كمل الفقه والاصول والدراية وغيرها من المعقول
والمنقول واتقن المتون والشروح بالمذاكرة والدرس والتدريس ومباحثه
وشغفه بتحصيل العلوم الرياضية والخوض في لجج ... جعلت
له بحمد الله ملكة يقتدر بها على استنباط الاحكام الشرعية عن ادلتها
استجاز من الحقير الفاني الدخول في زمرة حملة الاخبار و
رواة الآثار وحفظاً لتلك الروايات بالاتصال عن سلسلة
وصوناً لها عن الاندراس والاهمال فاجزت له ادام الله ايامه
وبلغه اعلى مقامه ان يروي عني وعن مشايخي الذين ذكرت بعضهم
في خاتمة الاجازة كلما صح لي روايته وجاز لي اجازته من رواية
الاحاديث الطيبة الآثار من الكتب المعروفة المشهورة المتداولة
بين العلماء الاخيار خصوصاً الكتب الاربعة التي عليها المدار
في هذه الاعصار وهي الكافي والفقيه والاستبصار والاربعة
الاخر المعتبرة الجامعة لشتات الآثار وهي الوسائل والوافي و...
والبحار وسائر كتب الحديث والتأليفات والمصنفات
وجميع ما خرج من قلمي من مؤلفاتي وتصنيفاتي وتقريراتي
وسائر تصانيف مشايخي واساتيدي الاساطين

اعلى الله مقامهم ومنحني من الجنان اعلاها وارجو منه سلمه الله
بالتمسك بحبل الاحتياط وملازمة التقوى في الصراط وممارسة
كتب الاخبار واحاديث العترة الطيبين الاطهار
وان لا ينساني من صالح الدعوات في اوقات الخلوات
وادبار الصلوات والله خليفتي عليه وهو الحفيظ ونعم الوكيل
ولنختم الاجازة بذكر طريق واحد من طرقي ومشايخ
اجازاتي لانها كثيرة عديدة لا يسعني الوقت ذكرها كلاً
وطراً ونكتفي بذكر اعلى اسنادها واشرفها سلسلة تبركاً وتيمناً
فاقول حدثني [illegible] عن السيد العلامة السيد محمد [illegible] القزويني
عن شيخه الجليل العظيم [illegible] عن [illegible] العلامة [illegible]
[illegible] عن [illegible] المجلسي [illegible]
المجلسي [illegible] المجلسي [illegible]
[illegible] الوسائل [illegible]
[illegible] عامة [illegible]

ترجمہ اجازۃ اجتہاد

تمام تعریفات اس اللہ کے لئے جس نے انسان کو خلق فرمایا۔ اور اس کو بیان کی تعلیم دی۔ اور اس کو دلائل و براہین کے جھنڈوں کے ساتھ ہدایت کے راستوں پر گامزن کیا۔ اور اس کے لئے بشارت دینے والے اور اللہ کے عذاب سے ڈرانے والے انبیاء مرسلین بھیجے تاکہ وہ انسان کو ظلمات کفر سے نکال کر نور ایمان کی طرف لائیں اور دورد و سلام ہو اشرف انبیاء و مرسلین پر اور سید اولاد عدنان حضرت محمد مصطفیٰ پر جنھوں نے اللہ کے بندوں کے لئے علم ہدایت بنایا اور تمام سابقہ شرائع وادیان کو منسوخ کرنے والا قرار دیا۔ اور تمام جن وانس اور تمام عوامل پر حجت بالغہ دائمہ بنایا اور درود و سلام ہو ان کی آل واوصیاء طاہرین مطہرین پر جو ہر قسم کی خطاء اور نسیان سے پاکیزہ اور معصوم ہیں۔

ان پر مہربان بادشاہ کی طرف سے افضل درود و سلام ہو۔
اور انکے دشمنوں اور مخالفوں پر لعنت ہو جو کہ فسق و فجور، بدکاری اور شر و سرکشی کا سرچشمہ ہیں۔

اما بعد! جناب عالم فاضل کامل باذل فخر العلماء العظام اور ذخر الفضلاء الاعلام مروج الاحکام ثقتہ الاسلام آقائے صاحب فہم و فراست و اعتماد آغا میرزا حسن سلمہ اللہ فرزند حجتہ الاسلام والمسلمین، عماد الملتہ والدین، شیخ الفقہاء والمجتہدین العلامہ الحاج میرزا موسیٰ آغا اسکوئی حائری متع اللہ المسلمین بطول بقائہ و نفع اللہ المؤمنین بانوار فیوضہ۔

آپ چونکہ اپنی کم سنی میں اور آغاز جوانی میں جامع کمالات تھے اور مشکلات کے محقق تھے آپ نے فقہ و اصول کا دورہ مکمل کر لیا اور علوم عقلیہ و نقلیہ میں بلند پایہ مقام حاصل کر لیا۔ اور مذاکرہ و مباحثہ درس و دریس اور علوم ریاضیہ کی خصوصی دلچسپی کی وجہ سے اور حکمت الہیہ کی گہرائیوں میں غوطہ زنی کر کے متون و سطوح کا دورہ پختہ کر لیا۔ تو اب ان کو بحمد خدا ملکہ اجتہاد حاصل ہو گیا ہے جس کے ذریعے یہ دلائل تفصیلہ سے احکام شرعیہ کا استنباط کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ انہوں نے اس احقر فانی سے اجازہ طلب کیا تاکہ یہ راویان حدیث و سلسلہ محدثین میں شامل ہو جائیں تاکہ وہ روایات اتصال سلسلہ کی وجہ سے مرسل رہنے سے محفوظ رہ سکیں۔ اور مٹنے اور مضمحل ہونے سے بچ سکیں۔

پس میں نے ان کو اجازہ دیا اللہ تعالیٰ ان کو اپنی مرضات کی توفیق دے۔ اور ان کو اپنی اعلیٰ اطاعات پر فائز کرے۔

یہ مجھ سے میرے ان مشائخ کے حوالہ سے احادیث نقل کر سکتے ہیں جن کو میں نے خاتمہ اجازہ میں نقل کیا ہے جو روایات میرے نزدیک صحیح ہیں اور ان کی روایت میرے لئے روا ہے۔ اور وہ روشن احادیث ہماری کتب معتبرہ معروفہ متداولہ میں ہمارے علماء اخیار کے درمیان موجود ہیں۔ خصوصاً کتب اربعہ، کافی، الفقیہ، تہذیب، استبصار جن پر ہر زمانہ میں دارومدار رہا ہے۔ اسی طرح اور جوامع احادیث و تالیفات و تصانیف اور جو خود میری ذاتی تالیف میں اور میری تقریرات ہیں اور میرے اساتذہ کی تالیفات ہیں خدا ان کے مقامات بلند کرے۔

اور میں ان کو وصیت کرتا ہوں کہ احتیاط سے مستمسک رہیں اور صراطِ مستقیم کو لازم پکڑے رہیں۔ اور کتب احادیث عترت اطہر کا مطالعہ اور بحث و تمحیص جاری رکھیں۔ اور مجھے نیک دعاؤں میں فراموش نہ کریں۔

اس کے بعد آپ نے اپنا ایک سلسلہ روایت نقل کیا ہے۔

سرکار آیتہ اللہ احقاقی کی دینی مرجعیت اور گرانقدر خدمات

سرکارِ آیتہ اللہ! احقاقی شیعان حیدر کرار کے مایۂ ناز اکابر مجتہدین میں سے ہیں اور مقام مسرت ہے کہ شام کے اکثر شہروں لاذقیہ، طرطوس، حمص، دریکیش کے شیعہ آیتہ اللہ العظمیٰ آقائے محسن حکیم اعلیٰ اللہ مقامہ کی وفات کے بعد آپکی تقلید کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ایران کے شہروں تبریز اس کو خسرو شاہ گورگان دستگیر اور آزاد روسی ریاست ترکستان کے شہر قفقاز وغیرہ کے شیعہ بھی آپ کی تقلید کر رہے ہیں۔ ریاستہائے خلیج اور سعودی شیعہ ریاستوں احساء و قطیف میں بھی آپ کے مقلدین کی کافی تعداد موجود ہے۔ آپ ایک زمانہ تک حرم امام حسین علیہ السلام میں امام الجماعت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ عراقی حکومت کے علماء پر تشدد کے بعد دیگر علماء کی طرح آپ اور آیتہ اللہ سید محمد شیرازی نے کویت کی طرف ہجرت کی اور وہاں مقیم ہیں۔

کویت میں آپ کی تاریخی عظیم خدمت یہ ہے کہ کویت جیسے کٹر متعصب سعودی عقیدہ اور سعودیوں کے پڑوسی ملک میں باوجود مخالفین کی شدید مخالفت کے آپ نے شیعوں کی اذانمیں شہادت ثالثہ اشھد ان امیرالمؤمنین وامام المتقین علیاً ولی اللہ کی قانونی اور شرعی حیثیت تسلیم کرالی اور آج پوری آزادی سے کویت کی فضاؤں میں کلمۂ ولایت گونجرہا ہے۔ اور آپ کے علاوہ کسی مجتہد اور کسی سیاسی رہنما کو اس پر کامیابی حاصل نہ ہوسکی۔ یہ فضیلت اللہ نے آپ کے مقدر میں رکھی تھی۔

۱ تبریز میں آپ نے ایک شاندار تاریخی مسجد تعمیر کرائی ہے جس میں پچپن حجرے اور چالیس ستون ہیں۔ ستونوں میں سیاہ رنگ کا قیمتی پتھر استعمال کیا گیا ہے۔ یہ مسجد شمال سے جنوب کی طرف ۷۵ میٹر لمبی اور مشرق سے مغرب تک ۲۵ میٹر اور ۳۵ سینٹی میٹر چوڑی ہے۔ جس کے پانچ بڑے بڑے دروازے ہیں ہر دروازے کو پنجتن پاک کے اسماء مبارکہ سے موسوم کیا گیا ہے۔ اور دیواروں پر چاروں طرف آئمہ معصومین علیہم السلام کے فضائل و مناقب پر مشتمل احادیث لکھی گئی ہیں جو کہ فنِ خطاطی کا نادر و نایاب نمونہ ہیں۔ یہ مسجد اپنی فنی تعمیر کی انفرادیت کی وجہ سے پورے ایران میں بے نظیر ہے اور اس سے متصل آپ نے ایک عظیم الشان دینی مدرسہ بھی تعمیر فرمایا ہے جو مدرسہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کے نام سے موسوم ہے۔ جہاں دینی طلبہ کی ایک معتد بہ تعداد خدمتِ دین میں مصروف رہتی ہے۔

سرکار آقا نے امریکہ کی ریاست کیلیفورنیا میں بھی مرکز اسلامی جعفری جیسے عظیم ادارہ کی بنیاد رکھی ہے اور آپ صومالیہ، سواحل عاج افریقہ کے پسماندہ ممالک میں بھی مذہب حقہ پھیلانے کے جہاد میں مصروف ہیں۔ آج پاکستان میں آپ کے مخالفین کی طرف سے منفی رویہ کے باوجود آپ کے دینی مدارس کی تعداد بیس سے تجاوز کر چکی ہے اور متعدد پسماندہ غریب شیعوں کے لئے آپ مساجد اور امام بارگاہیں تعمیر کرارہے ہیں اور آپ کے مقلدین کی تعداد میں اضافہ ہورہا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہیں کہ وہ آپ کی توفیقات میں اضافہ فرمائے"۔

الاحقر (محمد حسنین السابقی النجفی) صدر اسلامی اصلاحی ٹرسٹ ملتان پاکستان

۲ ذی الحج ۱۴۱۳ھ

بحث عقائد

مقدمہ:

فضلاء و برادران دینی کی ایک جماعت کے اصرار پر یہ ایک رسالہ اصولِ فروع دین پر نہایت ہی سادہ اور عام فہم طریقہ سے تالیف کیا گیا ہے تاکہ عمومی طور پر موردِ استفادہ قرار پائے اُن کی فرمائش کے مطابق میں نے عجلت سے اس مختصر کو تالیف کیا اور اس کا نام احکامِ شیعیان رکھا اور اس کو برادرانِ شیعہ اثناء عشری کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور خداوندِ عالم سے اُمید کرتا ہوں کہ میرا فریضہ دنیا و آخرت میں حصولِ ثواب کا سبب قرار پائے۔

اصولِ دین:

اُصولِ دین میں تقلید جائز نہیں ہے بلکہ ہر مکلف پر لازم ہے کہ قرآن مجید کی آیات اور احادیثِ معصومین علیہم السلام اور عقلِ سلیم کی رہنمائی کے ساتھ اپنے اسلامی پنجگانہ اصولِ دین کے متعلق یقین حاصل کرے دوسروں کی تقلید سے یا حدس و تخمین سے حاصل شدہ گمان و ظن اس سلسلہ میں کافی نہیں ہے۔

اصولِ دین پانچ ہیں۔ توحید، عدل، نبوت، امامت، قیامت۔

توحید نبوت معاد یہ تین ظاہری اسلام کے اصول ہیں۔ ظاہری اسلام سے انسان دائرہ اسلام میں داخل ہوجاتا ہے اور اس سے اس کا خون محفوظ ہوجاتا ہے۔ اور جزیہ ادا کرنے سے مستثنیٰ ہوتا ہے جیسے کہ امام صادق کا فرمان ہے اور حقیقی اسلام سعادت دنیاوی و اخروی کا موجب بنتا ہے۔

پہلے تین اصول پر تمام مسلمان متفق ہیں اگر کوئی ان میں سے سب یا بعض کا انکار کرے یا ان میں شک وتردد کرے وہ کافر نجس اور ملتِ اسلام سے خارج ہے۔ اور اس انکار یا تردد پر عقیدہ رکھنے کی حالت میں اگر موت واقع ہوجائے تو وہ دائمی طور پر آتشِ دوزخ میں ہوگا۔ عدل و امامت جیسا کہ ہم نے کہا ہے "حقیقی اسلام" کے اصول میں سے اور شرطِ ایمان ہے ان دونوں اصول کا منکر اگرچہ ظاہری طور پر مسلمان ہے لیکن فی الواقع نعمتِ ایمان اخروی سے بے بہرہ ہے ہم یہاں ہر ایک اصول کی مختصر طور پر وضاحت کرتے ہیں۔

مبحث توحید:

ہر مکلف پر واجب ہے کہ روشن دلائل کے ساتھ یہ یقین حاصل کرے کہ اس جہاں کا خالق موجود ہے۔ یعنی یہ حیرت انگیز وسیع و عریض جہان اور اس کے بے شمار موجودات اپنا ایک خالق رکھتے ہیں اور اس موضوع کو ثابت کرنے کے لئے بہت سے عقلی و منطقی دلائل موجود ہیں۔ بلکہ اہلِ علم و دانش و اہلِ بصیرت کے نزدیک تمام کائنات کا ایک ایک ذرہ اپنے مقام پر وجودِ خالق پر ایک روشن دلیل ہے۔

اور اس مقصد کے لئے اجمالی دلیل ہی کافی ہے جیسا کہ ایک بڑھیا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال کیا کہ تیرے پاس اللہ کے وجود پر کیا دلیل ہے تو اس نے اپنے چرخے کو روکا اور ہاتھ اٹھا کر کہا یہ چرخہ اپنی حرکت کے لئے میرا محتاج ہے اس طرح افلاکِ عالم کے لئے کسی نہ کسی مدبر کی ضرورت ہے۔

یا اس اعرابی کی دلیل جس نے کہا تھا کہ اونٹ کی مینگنی اونٹ کے گزرنے پر دلالت کرتی ہے اور قدموں کے نشان گزرنے والے پر دلالت کرتے ہیں۔ برجوں والا آسمان اور بے شمار راستوں والی یہ زمین کسی لطیف و خبیر خالق پر دلالت کیوں نہیں کرتے!

چونکہ ہمارا مقصد اختصار کو ملحوظ رکھنا ہے لہذا ہم یہاں ایک ہی سادہ دلیل پر اکتفا کرتے ہیں۔

وجودِ خداوندِ عالم کا اثبات

ہر موجود جو کسی دوسرے موجود کا محتاج ہو اس کو ممکن کہتے ہیں اور جو موجود دوسروں کا محتاج نہ ہو بلکہ دوسرے اس کے محتاج ہوں اس کو واجب کہتے ہیں۔ اور یہ بات بالکل بدیہی ہے کہ یہ جہان گوناگوں اور بے شمار موجودات پر مشتمل ہے اگر ہم ان کے وجود میں شک کریں تو حتمی طور پر ہم گویا خود اپنے وجود میں بھی شک کرتے ہیں۔ اور خود ہمارے لئے ہمارا وجود بھی قابلِ انکار ہے؟ حالانکہ کوئی بھی اپنے وجود کا انکار نہیں کر سکتا۔

یہ موجود جس کے وجود کو ہم نے بلا تردید قبول کیا ہے یا ممکن ہوگا یعنی اپنے وجود میں دوسرے کا محتاج ہوگا۔ اور یا واجب ہوگا یعنی اپنے وجود میں دوسرے کا محتاج نہ ہوگا یا بعبارت دیگر اس کا وجود خود کا کا ذاتی ہے یا دوسرے سے حاصل شدہ۔

اگر اس کا وجود خود اس کا ذاتی ہے تو ہمارا مقصود ثابت ہوا نتیجتاً ہم نے اللہ کے وجود کا اقرار کر لیا۔ چونکہ اسی کا وجود ایسا وجود ہے جو کسی دوسرے کا محتاج نہیں چونکہ ہم نے واجب کی جو تعریف بیان کی ہے وہ اسی وجود مقدس پر منطبق ہوتی ہے جس کو ہم اور دیگر موحد لوگ "خدا" سے تعبیر کرتے ہیں۔ لیکن یہ موجود جس کی ہستی کو ہم نے قبول کیا ہے اگر اس کا وجود اپنی طرف سے نہیں ہے بلکہ وہ اپنے صفحۂ ہستی پر آنے میں دوسرے کا محتاج ہے تو یہ دوسرا موجود جس نے پہلے کو وجود سے نوازا ہے اس کا وجود یقینی ہوگا چونکہ معدوم چیز کسی کو وجود کی بخشش نہیں دے سکتی۔ پھر ہم اس موجود کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ دوسرا موجود جس نے پہلے موجود کو وجود دیا ہے اس کا وجود اس کا ذاتی ہے یا دوسرے سے استفادہ شدہ اگر ہم کہیں کہ ذاتی ہے تو ہمارا مقصود حاصل ہے۔ اور گویا ہم نے واجب یا خدا کے وجود کو تسلیم کیا اگر ہم اس موجود کو بھی کسی دوسرے موجود کا محتاج قرار دیں گے تو بات کا سلسلہ اس موجود کی طرف منتقل ہوگا۔ اور اس طرح ہمارے سوال کا سلسلہ آگے بڑھتا رہے گا۔ اگر علت و معلول کا یہ سلسلہ کسی جگہ رکے گا تو یقینی طور پر ہم ایک ایسے موجود پر ہی جا پہنچیں گے جس کا وجود اس کا ذاتی ہے۔ اور کسی دوسرے سے حاصل شدہ نہیں ہے۔ اور دوسرے کا محتاج بھی نہیں ہے اور نتیجہ میں ہمیں ایک واجب الوجود لذاتہ یا خداوند عالم کے وجود کا اعتراف کرنا پڑے گا۔

اور اگر یہ سلسلہ علت و معلول کسی جگہ ختم ہوئے بغیر چلتا رہے تو آخر کہیں نہ کہیں ٹوٹ ہی جائے گا اور تسلسل نہ رہ گا اس کو اصطلاح میں تسلسل کہتے ہیں اور عقلی دلائل اور فلسفی براہین نے اس کو باطل قرار دیا ہے جس کا تفصیلی بیان کتب منطق و فلسفہ میں درج ہے۔ ہم نے بوجہ اختصار اس کو بیان کرنے سے انحراف کیا ہے۔

مندرجہ بالا دلیل جس کو "علم خدا شناسی" کی اصطلاح میں "وجوب و امکان" کہتے ہیں خداوند عالم کے وجود کو ثابت کرنے میں مضبوط ترین دلیل ہے اور شیعوں کے آٹھویں امام حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کے کلام سے اقتباس شدہ ہے۔

آنحضرت ﷺ سے لوگوں نے خدا کے وجود پر دلیل کا سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

اُنْتَ مَاکَوَّنْتَ نَفْسَکَ وَلاَ کَوَّنَکَ مَنْ ھُوَ مِثْلُکَ۔

یعنی تو خود بخود اس دنیا میں نہیں آیا چونکہ اگر تو خود اپنا خالق ہوتا تو اپنے وجود کو نہایت ہی حُسن و زیبائش اور قدرت و کمال سے خلق کرتا۔ اور اپنے آپ سے تمام عیوب، امراض، بڑھاپے اور موت کو دُور رکھتا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ رہتا۔ اور جب ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے تو ہم یقین کرتے ہیں کہ تیرا خالق تیرا غیر ہے اور نیز تجھے اس نے بھی خلق نہیں کیا جو تیرا نظیر ہے۔ (بدلیل مذکورہ)

پس چاہیئے کہ تیرا خالق ایسا ہو جو تیری طرح محتاج نہ ہو اور ایسا موجود سوائے خدا کے کوئی نہیں ہو سکتا۔ خالق و آفرید گار جہاں کے وجود کا اقرار کرنے کے بعد واجب ہے کہ یہ اعتقاد بھی رکھا جائے کہ خداوندِ عالم صفات کمال رکھتا ہے۔ اور ہر گز اس میں کوئی نقص و عیب نہیں ہے اور اس کی یہ صفات دو طرح میں تقسیم کی جاتی ہیں۔

صفاتِ ثبوتیہ ذاتیہ

یعنی وہ صفات جو ہمیشہ خدا میں ثابت ہیں اور اس سے جُدا نہیں ہیں۔ وہ اس کی صفات عین ذات کہلاتی ہیں۔ اور یہ سات ہیں جو ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔

اول: خدا کا یکتا اور بلاشریک ہونا:

ہر خدا شناس شخص کے لئے واجب ہے کہ یہ اعتقاد رکھے کہ جہان عالم کا پیدا کرنے والا واحد اور لاشریک ہے چونکہ اگر خدا متعدد ہوتے یعنی کم از کم دو خدا ہی اگر اس جہان پر حکومت کرتے تو یہ بات دو حال سے خالی نہیں ہو سکتی کہ یہ دو فرضی خُدا آپس میں متفق ہیں یا مختلف۔ اگر مختلف ہیں تو ہم کہتے ہی ہیں کہ مثلاً ایک خدا نے ایک چیز کے کرنے کا ارادہ کیا اور دوسرے نے اس کے نہ کرنے کا ارادہ کیا تو یہ دو مختلف ارادے واقع ہوں گے یا ایک واقع ہو گا اور دوسرا واقع نہ ہو گا تو اس کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔

دونوں کا ارادہ واقع ہو۔
کسی ایک کا ارادہ واقع نہ ہو۔
ایک کا ارادہ واقع ہو اور دوسرے کا نہ ہو۔

پہلی صورت:

روئے عقل و علم محال ہے چونکہ ایک ہی چیز کا ایک ہی زمانہ میں ہونا اور نہ ہونا محال ہے۔

دوسری صورت:

میں لازم آتا ہے کہ دونوں میں سے کوئی بھی خدا نہ ہو چونکہ جس کا ارادہ واقع نہیں ہوتا وہ خدائی

کے لئے سزاوار و شائستہ نہیں۔

تیسری صورت:

میں بدیہی بات ہے کہ جس کا ارادہ واقع نہیں ہوا وہ خدا نہیں اور خدا وہی ہے جس کا ارادہ واقع ہوا ہے اور اتفاق کی صورت میں ہم کہتے ہیں کہ آیا ان دونوں کا اتفاق اور یگانگت ہر لحاظ سے ہے۔ (یعنی دونوں کی ذات اور ارادہ ایک ہی ہے) یا ذات میں اختلاف اور ارادہ میں اتفاق ہے۔ پہلی صورت میں بدیہی ہے کہ دونوں متعدد نہیں اور دونوں ایک ہی ہیں۔ اور دونوں میں دوئیت ہی ممکن نہیں بلکہ وہ فی الحقیقت واحد ہے۔

دوسری صورت میں یعنی جبکہ ذات میں اختلاف اور ارادہ میں اتفاق ہو تو ہم سوال کرتے ہیں کہ دونوں کے درمیان ہونے والا اختلاف حادث ہے یا قدیم۔ اگر ہم فرض کریں کہ یہ ما بہ الامتیاز حادث ہے تو لازم آئے گا کہ یہ دونوں فرضی خُدا اس ما بہ الامتیاز کے وجود سے قبل متحد و متفق تھے اور اس کے بعد دوہ ہوگئے اس صورت میں لازم آئے گا کہ موجود حادث ان جو خود ان کا پیدا کردہ ہے اس نے ان کے اندر تاثیر پیدا کی ہو اور یہ باطل اور غیر منطقی ہے چونکہ حادث کبھی بھی قدیم میں مؤثر نہیں ہو سکتا اور اگر ہم فرض کریں کہ یہ ما بہ الامتیاز قدیم ہے تو لازم آئے گا یہ واجب الوجود در حقیقت تین ہیں اور اگر ان کے ما بہ الامتیاز دو علیحدہ علیحدہ ہیں تو لازم آئے گا کہ دونوں قدیم ہوں اس طرح ان قدیم چیزوں کی تعداد پانچ ہو گی اور یہ پانچوں نیز چونکہ مختلف ہیں اور چار ما بہ الامتیاز ان کے لئے لازم ہیں تو نتیجتاً ان قدماء کی تعداد نو ہو جائے گی۔ اور پھر نو، سترہ، سترہ، تینتیس، تینتس، پینسٹھ، پینسٹھ اور ایک سو تیس اور اس طرح قدماً کی تعداد غیر متناہی ہوتی چلی جائے گی اور کہیں ختم نہیں ہو گی اور یہ فرض باطل اور غیر منطقی ہے چونکہ کسی نے بھی ایسے خدا کا دعویٰ نہیں کیا جو غیر متناہی ہو اور کوئی ایسی بات کرے تو عقلِ سلیم اور منطق صحیح اس کو قبول کرے گی۔

اور اگر ان کا ارادہ متفق ہے تو ہم کہتے ہیں کہ آیا یہ دونوں فرضی خدا اس بات پر قادر ہیں کہ اپنی خدائی اور الوہیت میں منفرد ہو جائیں اگر قادر نہیں تو ان میں کوئی بھی خدا نہیں اور اگر قادر ہے اور دوسرا عاجز تو قادر ہی در حقیقت خدا اور معبود ہے۔

خداوند عالم نے قرآن مجید میں اس استدلال کی طرف یوں اشارہ فرمایا ہے:

مَااتَّخَذَ اللّٰہُ مِنْ وَلَدٍ وَّمَا کَانَ مَعَہٗ مِنْ اِلٰہٍ اِذًا لَّذَھَبَ کُلُّ اِلٰہٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُھُمْ عَلٰی بَعْضٍ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ (سورۂ مومنون آیت ۹۱)

"یعنی خدا نے اپنے لئے کوئی بیٹا نہیں بنایا اور کبھی بھی اس کے ساتھ کوئی دوسرا شریک نہیں رہا ورنہ ہر خدا اپنی ہی مخلوق کو لئے پھرتا اور سب ایک دوسرے پر غلبہ کرتے اور خدا مشرکوں کے شرک سے پاک و منزہ ہے۔"

اس دلیل کو اصطلاح میں دلیل فرجہ کہتے ہیں۔ یہ بھی قرآن مجید اور آثار آئمہ اہل بیت علیہم السلام سے ماخوذ ہے ہم نے اختصار کی رعایت کرتے ہوئے آیات و احادیث و علمی اصطلاحات بیان کرنے سے خودداری کی ہے۔

شریعت کی اصطلاح میں اللہ کی وحدانیت کے اقرار کو توحید کہتے ہیں اور توحید کے مراتب چار قسم پر ہیں۔

توحید ذات:

یعنی خدائے مقدس واحد ہے اور کوئی بھی اس کی ذات میں شریک نہیں ہے اور وہ دوسروں کی محتاجی اور مدد سے بے نیاز ہے نہ اس کی ذات مقدس سے کسی کی پیدائش ہوئی ہے اس کی ذات ہمیشہ اور ہر جگہ مخلوقات کے تعقل و اندیشہ سے بالاتر ہے۔ خداوند عالم نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے:

قَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ۔ (سورۂ نحل آیت ۱۵)

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا دو خداؤں کو معبود نہ بناؤ وہ ایک ہی خدا ہے اور مجھ ہی سے ڈرو (اور کسی سے نہ ڈرو)۔"

توحید صفات:

یعنی خداوند وحدہ لاشریک کا صفات میں بھی کوئی شریک نہیں ہے۔ اور اس کی صفات اس کی عین ذات ہیں کوئی بھی اس کی کسی صفت میں شریک نہیں ہے ان صفات کو اصطلاح میں صفات ثبوتیہ ذاتیہ کہتے ہیں۔ جن کی تفصیل کو ہم ذکر کریں گے۔ علم، قدرت، حیات اور اس کی مثل دیگر صفات بطور استقلال اس کی ذات کے سوا کہیں بھی نہیں پائی جا سکتیں۔ وہ تمام ذرات اور حقائق جہان کا علم رکھتا ہے۔ اس کا علم تمام گزشتہ و آئندہ حالات زمان و آسمان کا احاطہ کئے ہوئے ہے اگر ان کا علم کسی فرشتے یا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا وصیٔ پیغمبر علیہ السلام کو حاصل ہے تو محض اس کی تعلیم و عطیہ کے سبب سے ہے وہ ان علوم و معارف میں اپنے خالق کے محتاج ہیں اور اس کے فیض کے بغیر کوئی بھی کسی کمال کو پانے والا نہیں اور اس جہان میں خداوند عالم کے لطف و کرم کے بغیر کوئی چیز حاصل نہیں کر سکتے اور

یہ عام مخلوق اس کے ان طبعی انعامات سے استفادہ کرتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عنایت فرمائے ہیں۔ اور جو خداوند حق کی برگزیدہ مخلوق ہے جنہیں اللہ نے عالم کی تربیت کے لئے بھیجا ہے وہ بھی اللہ ہی سے کسبِ فیض کرتے ہیں اور وہی ہر حالت میں عالم و قادر مطلق ہے جس کے علم و توانائی کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔

وہ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ وَ ھُوا السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ۔

"یعنی اس خداوند عالم کے لئے کوئی بھی مثل و مانند نہیں ہے وہ بندوں کے کردار و گفتار کو سننے اور جاننے والا ہے"۔

توحید افعال:

یعنی وہ اپنے افعال اور ان کی بجا آوری میں کوئی شریک نہیں رکھتا بلکہ اپنے ہر فعل اور ہر قدرت میں واحد و یگانہ ہے۔ کسی کو بھی اس کی قدرت میں مداخلت و شرکت کا حق نہیں ہے۔ والدین، زمین و آسمان، ابر باد، سورج اور چاند، روشن ستارے ثوابت و سیارگان یہ تمام چیزیں محض اسباب ہیں جن کو خداوندِ عالم نے اپنی قدرت کاملہ سے خلق فرما کر اپنی حکمت و دانائی کے مطابق رواں دواں قرار دیا ہے۔

اگر ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی فرشتہ یا کوئی نبی یا وصی بھی اس قسم کے افعال احیاء، امامت، رزق وغیرہ سرانجام دے تو وہ محض بامر الٰہی اور بعنوان معجزہ خارق عادت یا اپنی قدرت نمائی اور ان کی حقانیت پر دلیل کے طور پر ہو گا۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چمگادڑ کو خلق کیا اور مردوں کو زندہ کیا اور خداوندِ عالم نے قرآن مجید میں ان دونوں افعال کو حضرت مسیح کی طرف نسبت دی ہے۔ اور یا پھر خالقِ کائنات نے ان میں سے بعض کو وسائل خلقت اور اسباب ہستی کے طور پر قرار دیا ہے جیسا کہ خداوند عالم نے قرآن میں عزرائیل کے لئے خصوصی طور پر ارشاد فرمایا ہے:

قُلۡ یَتَوَفّٰکُمۡ مَّلَکُ الۡمَوۡتِ الَّذِیۡ وُکِّلَ بِکُمۡ۔

"یعنی اے رسول ان سے کہہ دیں کہ موت کا فرشتہ ہی تمہاری روح قبض کرنے پر معین ہے"۔ اس آیت میں عزرائیل کو قبض روح کا وسیلہ قرار دیا گیا ہے۔ مگر وہ اپنے اس وظیفہ کی انجام دہی میں استقلالی حیثیت نہیں رکھتا۔ بلکہ محض وسیلہ اور حکم خالق کا پابند ہے۔

بنا بریں یہ تمام افعال اور قدرت نمایاں اور تاثیرات و موثرات جو اس جہان میں وقوع پذیر

ہوتے ہیں سب خدا کی جانب سے ہیں اور کسی کو اس کے اختیارات حاصل نہیں ہے جیسا کہ وہ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

هَذا خَلقُ اللهِ فَاَرُونِی مَاذا خَلقَ الَّذِینَ مِنْ دُونِہٖ بَلِ الظَّالِمُونَ فِی ضَلَالٍ مُّبین۔

"یعنی یہ سب اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ مخلوق ہے پس مجھے دکھاؤ کہ جو اللہ کے غیر ہیں۔ انہوں نے کیا خلق کیا بلکہ ظالم کھلم کھلا گمراہی میں ہیں۔"

توحید عبادت:

یعنی معبود حق کے سوا کسی کی عبادت جائز نہیں اور خالق دوجہان کے سوا کوئی بھی تسبیح و ستائش کے لائق نہیں ہے۔ رکوع، سجدہ بلکہ ہر وہ عمل جو اطاعت و خضوع و خشوع و بندگی کی علامت ہے فقط سی ذات کبریا کے لائق ہے۔ فرشتوں نے حضرت آدم کا سجدہ از روئے عبادت نہیں کیا تھا بلکہ وہ حضرت ابوالبشر کے احترام کی علامت تھی اور اللہ کے حکم کی تعمیل تھی۔

اس طرح خانۂ کعبہ یا بیت المقدس کی طرف رُخ کرنا محض توجہ ہے حتیٰ کہ ہم شیعوں کے نزدیک ہر عبادت یا اطاعت جس میں حضرت معبود حق کی قربت و اطاعت کے قصد کے علاوہ ذرا سی آلودگی اور ریاکاری ہو وہ بھی ناقابلِ قبول ہے۔ عبادات ہوں یا صدقات ہمارا انبیاء عظام اور آئمہ کرام علیہم السلام کی تعظیم و تقدیس کرنا بھی محض امر خدا کی پیروی اور رضا الہیٰ کے ماتحت ہے پس خداوند دو جہاں کا عبادت میں کوئی بھی شریک نہیں اور تمام عبادات بھی محض اللہ تعالیٰ کے لئے بجا لائی جاتی ہیں۔

قرآن مجید میں ارشادِ باری ہے:

فَمَنْ کانَ یَرْجُو لِقاءَ رَبِّہٖ فَلیَعمل عَمَلاً صَالِحاً وَلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖ اَحَداً۔

"یعنی جو بھی اللہ کی رحمت کے دیدار کا امیدوار ہے اس کو چاہیئے کہ نیک کام کرے اور اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے"۔

صفت دوم حیات:

یہ اعتقاد و یقین رکھنا واجب ہے کہ خداوند عالم حی و زندہ ہے چونکہ اسی نے مخلوق کے اندر مادہ حیات کو پیدا کیا ہے اور یہ کیونکر ممکن ہے کہ مخلوق کو جس کے سرچشمہ سے آبِ زندگانی نصیب ہوا

ہو وہ خود زندہ نہ ہو چونکہ ہم مخلوقات میں زندگی کا مشاہدہ کرتے ہیں اور روشن طور پر دیکھتے ہیں کہ ہر لحہ لاکھوں زندہ ہوتے ہیں اور حیات کی نعمت پاتے ہیں اور ہمیں قطع و یقین حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ خالق قادر جس نے اس وسیع جہان ہستی کو پیدا کیا ہے حتماً وہ خود زندہ ہے اور یہ اس کی صفت ذات ہے۔

سوم قدرت:

واجب ہے کہ ہم بطور یقین یہ عقیدہ رکھیں کہ خداوند دوجہاں قادر و توانا ہے اور وہ اپنی قدرت میں فاعل مختار ہونے کی وجہ سے قادر مختار ہے۔

چونکہ اگر وہ قادر نہ ہوگا تو عاجز ہو گا اور صفت عاجزی حادث ہے جو ذات قدیم پر صادق نہیں آسکتی۔ اسی طرح اگر وہ مختار نہ مانا جائے تو لازمی طور پر مجبور ہو گا اور مجبور ہونا محتاج کی صفت ہے۔ اور ہر محتاج حادث ہے۔

چہارم "علم":

یہ اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام امور کا عالم ہے چونکہ اس نے علم و دانش کی نعمت مخلوقات کو بخشی ہے اور یہ ناممکن ہے کہ کسی چیز کا دینے والا خود محروم ہو نیز یہ اعتقاد رکھنا بھی واجب ہے کہ اللہ کا علم تمام موجودات پر محیط ہے۔

لَایَعْزُبُ عَنْہُ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ۔

"اس سے آسمانوں اور زمین کا کوئی ذرہ بھی مخفی نہیں ہے۔

نیز اگر اللہ کا علم احاطی نہ مانا جائے تو لازم آئے گا وہ بعض چیزوں سے جاہل ہو اور جہل ہر موجود میں نقص ہے اور نقص دلیل احتیاج ہے اور احتیاج ممکن کی صفت ہے اور ہم نے مبحث اول میں ثابت کر دیا ہے کہ خالقِ دوجہان واجب ہے ممکن ہے۔

پنجم و ششم سمع و بصر:

یہ عقیدہ رکھنا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر ہے یعنی تمام آوازوں کو سنتا ہے اور تمام چیزوں کو دیکھتا ہے۔

اگر سمیع نہ ہو تو اپنے بندوں کی مناجات و حاجات کو نہیں سُن سکے گا اور اگر بصیر نہ ہو گا تو بندوں کے حالات کو نہ دیکھے گا اور نہ اعمال کی جزا و سزا دے سکے گا اور یہ ماننا بھی واجب ہے کہ سمیع و بصیر ہونا اللہ کی صفت عین ذات ہے۔ وہ ان صفات میں آلہ یا عضو کا محتاج نہیں ہے بلکہ اس کے سمیع و بصیر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تمام مخلوقات اس کے لئے حاضر ہیں ورنہ لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ

صفت سمع و بصر میں عضو کا محتاج ہو اور احتیاج ممکن کے لوازم میں سے ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا اور ہر ممکن حادث ہے۔

ہفتم قدیم ہونا:

یہ اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ قدیم ہے۔ قدیم کا لفظ کبھی تو جدید کی ضد میں بولا جاتا ہے جیسا کہ فارسی میں کہنہ اور اردو میں پرانا کہتے ہیں۔ یہ قدیم کا لغوی معنی ہے۔ اور اصطلاح میں یہاں قدیم سے وہ مراد ہے جو حادث کے مقابلہ میں ہے چونکہ ہم اللہ تعالیٰ کو قدیم مانتے ہیں اگر وہ حادث ہوتا تو اپنے وجود میں کسی کا محتاج ہوتا اور حادث کی یہ صفت ہے کہ کبھی وہ ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔ اس پر صفت عدم واقع ہوتی ہے اور مختلف حالات رکھنے والی چیز ہمیشہ حادث ہوتی ہے چونکہ حادث محتاج ہوتا ہے اور احتیاج ممکن کی صفت ہے لہذا ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ قدیم بالذات ہے۔

بنا بریں اللہ کی صفات ثبوتیہ سات ہوئیں جن کی شرح آپ پڑھ چکے ہیں۔

صفات ذاتی اور صفات فعلی

علم توحید و خدا شناسی میں قرآن مجید اور آثار اہل بیت علیہم السلام کی روشنی میں علماء نے ثابت کیا ہے کہ اللہ کی صفات دو قسم کی ہیں۔ صفات ذاتیہ اور صفات فعلیہ۔

صفات ذاتیہ وہ ہیں جو اللہ کے لئے عین ذات ہیں اور ایک لحہ بھی وہ اللہ تعالیٰ سے جدا نہیں ہو سکتیں۔

صفات فعلیہ:

جو اس کے افعال کا اثر ہیں اور اللہ کا فعل اس کے لئے عین ذات نہیں چونکہ فعل کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔

ان دونوں قسم کی صفات میں یہ فرق ہے کہ صفات عین ذات کو ذات خدا سے نفی نہیں کیا جا سکتا چونکہ اس سے کفر لازم آتا ہے۔

مثلاً یہ نہیں کیا جا سکتا کہ اللہ تعالیٰ کبھی عالم ہے اور کبھی عالم نہیں ہے۔ اور وہ ایک زمانہ میں قادر ہے اور ایک زمانہ میں قادر نہیں اسی طرح اس کی سات صفات ذاتیہ اس کے لئے ہمیشہ ہمیشہ ثابت ہیں اور اس کے لئے عین ذات ہیں اور کسی لحہ بھی اس سے نفی نہیں کی جا سکتیں۔ لیکن صفت فعل اس کے لئے کبھی ثابت ہوتی ہیں اور کبھی ثابت نہیں ہوتیں۔ مثلاً خلق، ارادہ، رزق تکلم، مثلاً یہ کہا جا سکتا ہے کہ

خدا نے فلاں چیز کو خلق کیا ہے اور فلاں چیز کو خلق نہیں کیا مثلاً خدا نے اپنے لئے خود کوئی شریک پیدا نہیں کیا یا ممتنع الوجود اشیاء کو خلق نہیں کیا۔

اسی طرح یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنین پر مہربان ہے اور ان کو دوست بھی رکھتا ہے۔ مگر کفار و مشرکین کو دوست نہیں رکھتا۔ یا خدا نے فلاں کام کا ارادہ کیا اور فلاں کام کا ارادہ نہیں کیا۔ اس کی مثالیں بے شمار ہیں۔ ذاتِ خدا سے صفات فعلیہ کی نفی کے متعلق قرآن مجید میں متعدد آیات ہیں مثلاً:

اُولٰئِکَ الَّذِینَ لَمْ یُرِدِ اللّٰہُ اَنْ یُّطَہِّرَ قُلُوبَہُم۔

"یعنی وہ وہی لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ نے نہیں چاہا کہ ان کے دلوں کو پاک کرے"۔ (نفی ارادہ)

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ۔

"اللہ ہر متکبر اور ناز کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا"۔ (نفی محبت)

ان آیات اور دیگر آیات و احادیث میں دیکھا جا سکتا ہے کہ خداوند عالم نے صفت ارادہ و محبت کو خاص شرائط کے ساتھ موردِ نفی قرار دیا ہے اگر یہ صفات ذاتی ہوتیں تو اللہ ہرگز کسی جگہ ان کی نفی نہ کرتا۔ جیسا کہ ہم نے وضاحت کے ساتھ دونوں اقسام کے درمیان فرق بیان کر دیا ہے۔

صفاتِ سلبیہ:

یہ وہ صفات ہیں جو کہ ہمیشہ خداوند عالم سے سلب ہوتی ہیں کہ بناء بر مشہور سات ہیں۔

اول۔ نفی ترکیب:

یعنی خداوند تعالیٰ مرکب نہیں ہے اور اجزاء و جزئیات سے نہیں بنایا گیا چونکہ ہر مرکب اپنے ہر ہر جزء کا محتاج ہوتا ہے اور احتیاج حادث کی صفت ہے اور خدا اس سے بلند تر اور منزہ ہے۔

دوم۔ نفی جسمیت و عرضیت:

یعنی خداوند عالم جسم اور عرض نہیں ہے۔ (جسم وہ ہے جو اپنے وجود میں کسی محل کا محتاج نہ ہو اور اس میں طول عرض و عمق پایا جائے اور عرض وہ ہے جو اپنے وجود میں محل کا محتاج ہو مثلاً رنگ اور صفات معنوی وغیرہ)

سوم۔ نفی رؤیت:

یعنی خداوند تعالیٰ دنیا و آخرت میں ہرگز دکھائی نہیں دے گا چونکہ دیکھنے والے اور دیکھی جانے

والی چیز کے مابین ایک قسم کی سنخیت و تجانس ہونا ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ مخلوق حادث اور خدائے قدیم کے درمیان ایسی مشابہت نہیں لہذا مخلوقات کے لئے خدا کا مشاہدہ کرنا محال ہے جیسا کہ خداوندِ عالم نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

لا تُدرِکُہُ الاَبصَارُ ھُوَ یُدرِکُ الاَبصَارَ۔

"اس کو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں مگر وہ آنکھوں کو دیکھتا ہے"۔

اسی طرح حضرت موسی کلیم اللہ علیہ السلام سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتا ہے۔

لن ترانی۔

اے موسیٰ علیہ السلام تم مجھے ہر گز نہیں دیکھ سکو گے اور معلوم ہے کہ حرف لن عربی میں نفی ابدی کے لئے آتا ہے۔ جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے۔

لن ترانی گفت ایزد با کلیم
تا یفتند در طمع عبدا لنعیم

چہارم۔ نفی ظرف و نفی محل حوادث:

یعنی ذات خدا کسی چیز کے لئے ظرف و محل قرار نہیں پاتا اور خداوندِ عالم ایسی چیز نہیں جس میں کسی چیز کا نفوذ و صدور ممکن ہو اس نے خود ارشاد فرمایا ہے:

لم یلد ولم یولد

یعنی نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا ورنہ لازم آتا ہے کہ وہ محلِ حوادث ہو اور اس میں تغیر واقع ہو حالانکہ تغیر و تبدل لوازم احتیاج میں سے ہے اور احتیاج صفتِ حادث ہے۔

پنجم۔ نفی شریک:

یعنی خالق دو جہان کے لئے ذات و صفات افعال و عبادات میں کوئی بھی شریک نہیں ہے جیسا کہ ہم نے مبحث توحید میں ثابت کیا۔

ششم۔ نفی احتیاج:

یعنی وہ اپنی ذات اور افعال میں کسی کا محتاج و نیاز مند نہیں ہے بلکہ تمام مخلوقات اس کی محتاج ہیں ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ احتیاج ممکن کی صفت ہے اور خداوندِ عالم اس صفت سے منزہ و مبرا ہے۔

ہفتم۔ نفی معانی و احوال:

یعنی ذاتِ باری تعالیٰ، تعبیر و تفسیر و معنی کے مورد میں مواقع نہیں ہوتی اور اس کی بسیط ذات پر مختلف حالات عارض نہیں ہوتے مثلاً جوانی، پیری، سلامتی، بیماری چونکہ یہ صفات ممکن ہیں اور اللہ تعالیٰ سے بعید ہیں۔ صفات سلبیہ کا کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ صفت جو مخلوقات کے لئے مخصوص ہے نقص و عیب و احتیاج پر دلالت کرتی ہے وہ صفت سلبی ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی ذات سے سلب کرنا چاہیئے۔

ذاتِ خداوندی کی معرفت محال ہے

خداوند عالم نے تمام موجودات کو اپنی معرفت اور اپنی شناسائی کے لئے خلق فرمایا ہے۔ اور ان موجودات کی خلقت کی علت غائی یہی ہے جیسا کہ وہ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون۔

"یعنی میں نے جنات اور انسانوں کو محض اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ مجھے پہچانیں اور میری ہی پرستش کریں"۔

اور حدیث قدسی میں وارد ہے:

كُنتُ كَنزاً مَخفِياً فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ فَخَلَقتُ الْخَلقَ لِكَي اُعرَفَ۔

"یعنی میں ایک مخفی خزانہ تھا اور میں نے چاہا کہ میری پہچان ہو پس میں نے مخلوقات کو خلق کیا تاکہ وہ مجھے پہچانیں اور جاننا چاہیئے کہ یہ معرفت اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق نہیں ہے اور ذاتِ الٰہی کی معرفت سب کے لئے محال ہے۔

چونکہ علمی قوانین کے مطابق مُدرِک اور مُدرَک یعنی پہچاننے والے اور پہچانے جانے والے کے درمیان ذاتی ہم آہنگی سخنیت و جنسیت ضروری ہے یا بلفظ دیگر ایک لحاظ سے مشابہت و مناسبت لازم ہے اور چونکہ اولاً تو ذات خداوند اور مخلوقات کے درمیان کسی قسم کی ذاتی ہم آہنگی نہیں ہے یعنی ایک جنس سے نہیں ہیں اور دوم اینکہ ذات الٰہی کے لئے کوئی بھی مشابہ و نظیر موجود نہیں جیسا کہ خود اس کا فرمان ہے کہ:

ليس كمثله شئ

"کوئی بھی اس کی مثل نہیں ہے"۔ بنا بریں مخلوقات کے لئے ذاتِ الٰہی کی معرفت محال ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ ممکن واجب بن جائے اور یہ دونوں باتیں عقلاً ممتنع ہیں۔

اسی طرح کسی معرفت حاصل کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اسکی حقیقت کا احاطۂ علمی حاصل کیا جائے اور یہ حقیقت بدیہی ہے کہ ذاتِ واجب پر احاطہ حاصل کرنا ناممکن ہے اور جو اس کا دعویٰ کرے گا وہ کاذب اور کافر ہے حتیٰ کہ انبیاء و اولیاء بھی اس وادی میں حیران و سرگرداں ہیں اور اشرف کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَاعَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ وَمَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ

"یعنی اے خداوند ہم نے تجھے اس طرح نہیں پہچانا جس طرح کہ پہچاننے کا حق ہے اور تیری کماحقہ عبادت بھی نہیں کی"۔

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

اِنْتَهیٰ الْمَخْلُوقُ اِلیٰ مِثْلِهِ وَاَلْجَاهُ الطَّلَبُ اِلیٰ شَکْلِهِ۔

"یعنی ہر مخلوق اپنی شبیہہ اور نظیر ہی کا ادراک کر سکتی ہے اور طلب نے اس کو اپنے ہمشکل کی طرف ہی رجوع کرنے پر مجبور کیا اور کسی کا پرندۂ فکر اپنے حدود و دائرہ سے تجاوز نہیں کر سکتا۔

اسی طرح امام ہشتم جناب امام رضا علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے:

فَلَيْسَ اللّٰهَ عَرَفَ مَنْ عَرَفَ بِالتَّشْبِيهِ ذَاتَهُ وَلَا اِيَّاهُ وَحَّدَ مَنِ اكْتَنَهَهُ وَلَا حَقِيقَتَهُ اَصَابَ مَنْ مَثَّلَهُ وَلَا بِهِ صَدَّقَ مَنْ نَهَّاهُ وَلَا حَمِدَ حَمْدَهُ مَنْ اَشَارَ اِلَيْهِ وَلَا اِيَّاهُ عَنیٰ مَنْ شَبَّهَهُ وَلَا لَهُ تَذَلَّلَ مَنْ بَعَّضَهُ وَلَا اِيَّاهُ اَرَادَ مَنْ تَوَهَّمَهُ كُلُّ مَعْرُوفٍ بِنَفْسِهِ مَصْنُوعٌ وَكُلُّ قَائِمٍ فِي سِوَاهُ مَعْلُولٌ

"یعنی جس نے خدا کو مخلوق سے تشبیہ دی اس نے اللہ کو نہیں پہچانا اور جس نے اس کی ذات کی معرفت کا دعویٰ کیا اس نے اس کی توحید کو نہ مانا بلکہ وہ مشرک قرار پایا۔ اور جس نے اس کی مثال بیان کی اس نے اس کی حقیقت کو نہ پایا اور جس نے اس کی حد بندی کی گویا اس کی تصدیق نہیں کی اور جس نے اس کی طرف اشارہ کیا اس کی حمد نہیں کی اور جس نے اس کی تشبیہہ قرار دی اس نے اس کا قصد نہیں کیا۔ اور جس نے اس کا تجزیہ کیا یعنی اس کے اجزاء قرار دیئے اس نے اس کے آگے خضوع و خشوع نہیں کیا اور جس نے اس کا وہم کیا اس نے اس کا ارادہ نہیں کیا اور جس چیز کی ذات و حقیقت پہچان لی جائے وہ مخلوق ہے اور ہر وہ چیز جو اپنے غیر میں قائم ہو وہ معلول ہے"۔

پس ان شواہد کی بدولت جو کہ حضرات معصومین علیہم السلام سے منقول ہیں ان سے یہی ثابت

ہوتا ہے کہ ذاتِ الٰہی کی حقیقت کا ادراک کرنا کسی بھی مخلوق کے لئے ممکن نہیں چاہے وہ انبیاء و اولیاء ہی کیوں نہ ہوں اور یہی عقیدہ صحیح ہیں چونکہ معصومین علیہم السلام ہی توحید کے حقیقی اساتذہ ہی جنہوں نے یہ ارشاد فرمایا:

الطریقُ الیہ مَسْدودٌ وَالطلبُ مَرْدودٌ دلیلُہ آیاتہٗ وَوُجُودُہ اِثْبَاتہٗ۔

"یعنی ذاتِ خداوندی کی معرفت کی طرف راہیں بند ہیں اور اس کا طلب کرنا غلط اور قابلِ تردید ہے اس کی نشانیاں ہی اس کی دلیل اور اس کا اثبات ہی اس کا وجود ہے۔"

اس حدیث میں جناب امیر المومنین علیہ السلام نے واضح فرمایا ہے اول اللہ کی حقیقت کی پہچان محال ہے۔ دوم اینکہ اس کی معرفت کی کیفیت اور راہ جو اس کی معرفت کے چاہنے والوں کی رہنمائی کرتی ہے وہ صرف یہ ہے کہ اس کی آیات اور آثار الٰہیہ کو پہچانا جائے۔

یعنی ہر فرد پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ان آیات و آثار میں غور و خوض کرے جو پورے عالمِ کائنات میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور نہایت ہی باریکی کے ساتھ ان کا مطالعہ کرے۔ جہانِ آفرینش کے نظم و ترتیب، عجائب و غرائب میں فکر کرے تاکہ اس پر یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ اس جہان کا ہر ذرہ اس خالقِ حقیقی کے وجود اور جمال و جلال قدرت کی غمازی کرتا ہے۔ قرآن مجید میں خلاق عالم نے مخلوقات کو اسی معرفت کے لئے دعوت دی ہے۔ اور ارشاد فرمایا ہے۔

سَنُرِیھم آیاتِنا فی الآفاق وفی انفسِھم حَتّیٰ یَتَبیّن لَھُمْ انَّہ الحَقّ۔

"یعنی ہم آفاقِ عالم اور نفوسِ خلائق میں اپنی قدرت و حکمت کے آثار کو مکمل طور پر روشن کر کے دکھلائیں گے تاکہ وہ ان میں غور کر کے خالق کو پہچانیں اور ان پر ظاہر ہو جائے کہ اللہ اور اس کی آیات اور انبیاء کی رسالت یہ سب برحق ہیں"۔

اس آیت میں آپ ملاحظہ فرمائیں کہ خداوند عالم نے سنریھم آیاتنا کہا ہے ذاتنا نہیں کہا اسی وجہ سے ہم نے کہا تھا کہ ذاتِ الٰہیٰ کی معرفت تمام مخلوقات کے لئے ناممکن ہے اور خداوندِ عالم کسی کو محال کی تکلیف نہیں دیتا۔

پس ہمارا وظیفہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی آیات اور اس کے آثار کی معرفت حاصل کریں جن سے اس نے اپنے تمام عوالم کو پُر کر دیا ہے تاکہ ہم ان کے سبب سے اس کے وجود پر دلیل حاصل کریں۔

البتہ ہماری معرفت ان آثار الٰہیہ کے بارے میں جس قدر وسیع تر ہو گی ہمارا درجۂ معرفت و توحید اسی قدر کامل تر ہو گا۔

اور ہماری معرفت کے آثات جس قدر اشرف و اعلیٰ ہوں گے ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کی طرف اسی قدر بہتر رہبری حاصل ہو گی۔ بنا بریں اس شخص کا درجۂ معرفت اور ہو گا جس نے اللہ تعالیٰ کے وجود و قدرت کو ایک عام موجود کے ذریعے پہچانا اور اس شخص کا درجۂ توحید اکمل و اشرف ہو گا جس نے اللہ کو حضرات چہاردہ معصومین علیہم السلام جیسے کامل ترین مخلوق کے ذریعے سے پہچانا اور ظاہر ہے کہ پہلے درجہ کی توحید نہایت ہی سادہ مرحلہ میں ہے جبکہ دوسرے درجہ کی توحید بلند ترین درجۂ کمال پر فائز ہے چنانچہ خود معصوم ارشاد فرماتے ہیں:

بنا عرف الله و بنا عبدالله۔

"یعنی لوگوں نے ہمارے وسیلہ سے اللہ کو پہچانا اور ہمارے وسیلہ سے اللہ کی عبادت کی"۔

اور یہیں سے درجات توحید و ایمان میں فرق پیدا ہو جاتا ہے مثلاً ایک موحد حضرت سلیمان فارسی ہیں جو منا اھل البیت کے درجہ پر فائز ہیں اور دوسرے توحید کے ابتدائی درجات پر ہی باقی رہ گئے۔

جاننا چاہیئے کہ اس بلند مرتبہ اور کامل درجہ پر پہنچنے کی اہم ترین شرط جو کہ ہماری آفرینش و خلقت کی علت غائی ہے اور تقویٰ اور پرہیز گاری ہے اور یہ کہ محرمات و مکروہات سے اجتناب کر کے واجبات و مستحبات پر عمل کیا جائے اور بلفظ دیگر مکمل طور پر حضرات آئمہ معصومین علیہم السلام کی پیروی کی جائے۔

خداوند عالم نے ایمان و تقویٰ کے شرائط کو متعدد آیات میں بیان فرمایا ہے۔ جن میں غور و فکر کرنا اور ان پر عمل کرنا رمز توفیق اور دو جہانوں میں کلید سعادت کا حصول ہے منجملہ ان کے کچھ آیات سورۂ مومنون کی ابتداء میں اس طرح منقول ہیں:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُومنونَ الَّذِینَ هُمْ فِی صَلَاتِهِم خَاشِعُونَ وَالذِین هُمْ عَنِ اللَّغوِ مُعْرِضُون وَالَّذِین هم لِلزکوة فاعلُونَ والذین هُم لفرُوجهم حافظون اِلَّا علی اَزْوَاجِهم۔ اَوْمَامَلَکَتْ اَیْمانُهُم فَاِنَّهُمْ غیرُ ملُومِینَ فَمَنِ اِبْتغیٰ وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰئِکَ هُم العادُوْن۔ وَالَّذِینَ هُم لِاَمَانَاتهم وَعَهْدهم رَاعُون۔ وَالذِین هُمْ عَلٰ صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُونَ اُولٰئِکَ هُمُ الْوَارِثُونَ، الذین یرِثُونَ الفردوس هم فِیها خٰلِدُون۔

یعنی وہی مومنین کامیاب ہو گئے جو اپنی نمازوں میں خضوع و خشوع کرتے ہیں اور جو بے ہودہ اور لغو باتوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں اور کنیزوں پر چونکہ یہ مستحق ملامت نہیں ہیں اور وہ جو اپنی امانتوں اور عہد و پیمان کو پورا کرتے ہیں اور جو اپنی

نمازوں کے اوقات کی پابندی کرتے ہیں یہی لوگ بہشت کے وارث ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

مبحث عدل:

ہمارے مذہب اثنا عشری کے اصول مذہب اور شرائط ایمان میں سے بھی ہے کہ خداوند عالم کے عدل کا اقرار کیا جائے اور ہر فرد پر واجب ہے کہ یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ عادل ہے وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ عدل سے مراد یہ ہے کہ وہ صاحب عمل کو اس کے عمل کی جزاء دے گا اگر اس کا عمل اچھا ہوگا تو جزاء اچھی ہوگی اور اگر عمل بُرا ہوگا تو سزا بُری دی جائے گی۔ عدل کا معنی یہ ہے کہ اس چیز کو اس کے مناسب مقام پر رکھا جائے۔

ظلم، عدل کی ضد ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص جس کا سزاوار ہو اس کو وہ چیز نہ دی جائے یعنی ہر مستحق کو اسکے استحقاق کے خلاف دینا ظلم ہے مثلاً مستحق عذاب کو انعام دینا اور مستحق نعمت کو عذاب دینا اسی طرح طالب علم کو جہل دینا اور طالبِ جہل کو علم دینا یہ بھی ظلم ہے۔

اول:

ہر عاقل و منصب کے نزدیک یہ بات بالکل واضح اور بدیہی ہے کہ ظلم ایک ناپسندیدہ فعل اور مذموم صفت ہے اور ظالم ہر شخص ہر کسی کے نزدیک قابل نفرت و مذمت ہے۔ اور ذاتِ باری تعالیٰ ہر صفاتِ کمال کو رکھنے والا اور تمام عیوب و نقائص سے مبرّا ہے وہ موجب نقص و پستی صفات کو پسند نہیں کرتا اس نے خود قرآن مجید میں ظلم کرنے والے کی مذمت کی ہے اور وہ ایسی صفت کا مرتکب کیونکر ہو سکتا ہے جس کی خود مذمت کرے۔

دوم:

جو شخص ظلم کا ارتکاب کرتا ہے تو دو باتوں سے خالی نہیں یا تو وہ ظلم کی قباحت سے باخبر ہے یا بے خبر اگر باخبر ہے تو یا مجبوراً ظلم کرتا ہے یا بطورِ عبث ولہو ہو یہ تینوں قسمیں باری تعالیٰ کے حق میں نقص ہیں چونکہ وہ قادر اور غنی مختار ہے یعنی نہ جاہل ہے نہ محتاج نہ عبث اور لہو ولغو کاموں کو بجا لانے والا ہے۔

فتعالیٰ اللہ عن ذلک علواً کبیراً۔

"پس خداوندِ عالم اس سے بہت ہی بلند تر ہے"۔

سوم:

ظلم و عدل کی جو شرح بیان کی گئی ہے اس کے مطابق اگر نعوذ باللہ خدا ظلم کرتا ہے تو پھر اس کے فرمانبردار اور نافرمان بندوں میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا اور انبیاء علیہم السلام کے اوامر و نواہی پر اعتماد بھی ممکن نہیں رہتا۔

چونکہ اگر ہم کہیں کہ ظلم کا معنی یہ ہے کہ نیکوں کو جزائے بد اور گنہگاروں کو جزاء دی جائے اور اگر نیک بندوں کو عذاب اور بُرے آدمیوں کو انعام و اکرام سے نوازے تو پھر ان تمام نیک و بداعمال اور فرمانبردار بندوں کی عبادات کا کوئی فائدہ اور ثمرہ باقی نہیں رہتا۔

چہارم:

قرآن مجید کی کافی سے زیادہ آیات میں خدائے مہربان نے صفت ظلم کو اپنے آپ سے نفی کیا ہے؟ مثلاً:

(ا) وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰه ولکن کَانُو اَنفُسَهَم یظلِمُونَ۔

"یعنی خُداوند مہربان نے ان پر ستم نہیں کیا بلکہ وہ اپنے نفسوں پر خود ظلم کرتے تھے"۔ (سورہٴ نحل)

(ب) اِنَّ اللّٰه لَا یَظلِمُ مِثقَالَ ذَرَّةٍ وَاِن تَکُ حَسَنَةً یُضَاعِفهَا۔ وَیُؤتِ مِن لَّدُنہ اَجرَاً عَظیماً۔ (سورهٔ نساء)

"یعنی اللہ تعالیٰ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اور اگر کوئی نیکی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو دوگنا کرتا ہے اور اپنی طرف سے اجرِ عظیم عطا فرماتا ہے"۔

(ج) ان اللّٰه لا یظلم الناس شیئاً ولکنّ الناس کانو انفسهم یظلمون۔ (سورهٔ یونس)

"یعنی خدا ہرگز لوگوں پر ظلم نہیں کرتا بلکہ لوگ اپنے نفسوں پر خود ظلم کرتے ہیں۔

(د) ولا یظلم ربک احداً۔

"اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا"۔ (سورہ کہف)

(ہ) وَاَنَّ اللّٰه لیسَ بظلّامٍ للعَبید۔

"اور خداوند عالم ہرگز بندوں کے حق میں ظلم کرنے والا نہیں ہے"۔ (سورہٴ آل عمران)

اس قسم کی آیات قرآن مجید میں بہت ہیں جن کی واضح طور پر دلالت موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ مہربان، عادل ہے اور ظلم نہیں کرتا۔

پنجم:

اللہ تعالیٰ کے عدل کا منکر اگرچہ ظاہراً مسلمان ہے لیکن فی الواقع وہ کافر اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہنے والا ہے۔

مبحث نبوت:

نبوت اصولِ اسلام میں سے ہے جس کا منکر کافر اور نجس العین ہے۔

تمام مکلفین پر واجب ہے کہ اعتقاد رکھیں کہ انبیاء علیہم السلام خدا اور مخلوق کے درمیان واسطہ اور سفراء ہیں۔ ان میں سے اول حضرت آدم علیہ السلام اور آخری نبی حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں اور نیز یہ بطور قطع و یقین لازم ہے کہ ہر مکلف اس بات کا اعتقاد رکھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیغمبر خدا، خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں اور ان کے بعد کوئی دوسرا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا جو اس قسم کا دعویٰ کرتا ہے وہ کذاب ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوقات کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمائے گئے اور آپ کی فرمانبرداری سب پر لازم ہے آپ ہی خالق و مخلوق کے مابین واسطہ ہیں اور کائنات کی ابتداء آپ سے ہی ہوئی ہے۔ آپ معصوم اور پاک و پاکیزہ ہیں اور تمام عیوب و نقائص سے منزہ و مبرا ہیں۔ اور تمام علوم و معارف کے دانا اور تمام مخلوقات سے اعلم واکمل ہیں۔

آپ کے نسب مبارک اس طرح ہیں۔

حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نظر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نذار بن معد بن عدنان علیہم السلام یہ نسب شریف حضرت ابراہیم خلیل اللہ تک جا پہنچتا ہے۔

آپ کی والدہ گرامی حضرت آمنہ بنت وہب سلام اللہ علیہا ہیں۔

اثبات نبوّت کے دلائل

ہم نے توحید کی بحث میں ثابت کیا ہے کہ انسان اور تمام مخلوقات کی علت غائی معرفت و عبادت ہے نیز ہم نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ خداوند عالم کے ساتھ مخلوقات کا براہِ راست رابطہ اور اس کا مشاہدہ غیر ممکن اور محال ہے۔

بنا بریں خداوند مہربان نے مخلوقات کی تربیت و ہدایت کے لئے ایک بزرگ راہنما کو فرمایا جس کو ہم نبی یا پیغمبر اور اللہ کے آسمانی قانون اور دستور العمل کو دین و آئین کہتے ہیں۔ نبی کی ضرورت اس لئے ہے تاکہ وہ ہمیں اللہ کے حکم سے مطلع کرے اور وظائف ظاہری و باطنی کی ہمیں تعلیم دے تاکہ ہمارے اندر وسائل سعادتِ دنیا و آخرت مہیا ہوں اور ہمیں خوش نصیبی اور حیات معنوی و دائمی نصیب ہو چونکہ ازراہِ لطف خداوند عالم پر لازم ہے کہ بشر کے درمیان کسی ممتاز فرد کو برگزیدہ فرمائے اور اس کو تمام نکات عالم اور دقائق حیات اور معارف جسمانی و روحانی عطا فرمائے۔ عقلاء و اہلِ دانش کے لئے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کو انسانی معاشرہ کے اندر عام کرے اور بنی نوع انسان کی معرفت و عبادت کی طرف رہنمائی کرے۔

ہم بحث معاد میں ثابت کریں گے کہ خداوند عالم قیامت کے دن تمام مخلوقات کو میدانِ محشر میں جمع کرے گا اور بندوں کو ان کے اعمال کی جزاء دے گا نیکوں کو بہشت اور بدکاروں کو دوزخ میں بھیجے گا۔ بنا بریں اس لئے بھی نبی کا وجود لازم ہوا کہ وہاں کسی کے لئے جائے عذر باقی نہ رہے اور کسی کو بہانہ تراشنے کا موقعہ نہ ملے اور لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ خداوند تو نے ہماری طرف کوئی رہبر اور پیغمبر بھیجا ہی نہیں جو ہمارے لئے نیکی و بدی، حلال و حرام کا فیصلہ کرتا تاکہ ہم اس کے فرمان کی اطاعت کر کے اس پر عمل کرتے اور عقل سلیم بھی یہ فیصلہ کرتی ہے کہ تکلیف شرعی کے تعین اور اتمامِ حجت سے قبل اللہ کے لئے قبیح ہے کہ وہ ہماری باز پرس کرے لہٰذا اربابِ لطف خداوند عالم لازم ہوا کہ اتمام حجت کے لئے اور ہلاکت سے محفوظ رکھنے کے لئے بنی نوع بشر میں انبیاء بھیجے جو بندوں کے وظائف و فرائض بیان کریں اور حق و نجات کی طرف ان کی راہنمائی کریں تاکہ بروزِ قیامت کسی کو عذر خواہی اور بہانہ جوئی کا موقعہ نہ مل سکے۔

رسول اور نبیؐ میں فرق

ہر وہ انسان جس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی آئے اس کو شریعت کی اصطلاح میں نبی کہتے ہیں چاہے اس کو خدا کی طرف سے حکم ملے یا نہ ملے کہ وہ اس کی وحی میں ملنے والے فرمان بندوں تک پہنچانے ہیں چونکہ بسا اوقات اللہ کی طرف سے بعض انبیاء پر وحی تو ہوتی ہے مگر اس کو یہ حکم نہیں ہوتا کہ وہ اس کی وحی کو بندوں تک پہنچائے۔ مثلاً بنی اسرائیل کے اکثر انبیاء اپنی حد تک خداوند عالم کی طرف سے مامور تھے اور کسی سے کچھ سروکار نہ رکھتے تھے۔ بنا بریں نبی ہر وہ انسان ہے جو خداوند عالم کی جانب سے موردِ وحی ہو چاہے وہ تبلیغ پر مامور ہو یا نہ ہو۔

لیکن اگر وہ اللہ کی طرف سے ملنے والی وحی کو بندوں تک پہنچائے اور انہیں احکامِ شریعت کی طرف رہبری کرے تو اس کو نبی کے علاوہ رسول بھی کہتے ہیں۔ پس رسول وہ انسان ہے جو اللہ کے بذریعہ وحی ملنے والے احکام کو بندوں تک پہنچانے پر مامور ہو۔ ہمارے اس بیان کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہر رسول نبی ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں ہے لہذا ہمارے عظیم الشان پیغمبر رسول بھی تھے اور نبی بھی تھے۔ اسی وجہ سے آیات قرآن مجید میں کہیں انہیں نبی کہا گیا ہے اور کہیں رسول کہا گیا ہے نیز علماء نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ نبی وحی کے موقعہ پر فرشتے کی آواز کو سنتا ہے مگر اس کو نہیں دیکھتا اور رسول وحی کی آواز بھی سنتا ہے اور فرشتے کو بھی دیکھتا ہے۔

انبیاء اُولوالعزم

انبیاء دو قسم کے ہوتے ہیں۔

۱۔ انبیاء اولوالعزم ۲۔ انبیاء غیر اولوالعزم

کلمہ عزم یا العزم مصدر ہے اور لغت میں اس کا معنی ثبات و استقامت ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص صاحبِ عزم ہے یعنی درپیش ہونے والے حالات میں استقامت اور صبر و استقلال رکھنے والا ہے۔

انبیاء اولوالعزم سے مراد وہ انبیاء ہیں جو اپنے تمام آسمانی فرائض کی بجا آوری میں انتہائی صبر و ثبات رکھتے تھے اور اپنے عہدہ کے متعلقہ رموز کی بجا آوری میں پوری طرح کوشاں تھے۔ اسی طرح احادیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ انبیاء اولوالعزم وہ پیغمبر تھے جو اپنی شریعتوں میں مستقل تھے اور ان کی

شریعتوں نے پہلی شریعتوں کو منسوخ کر دیا انبیاء اولوالعزم کی تعداد کل پانچ ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور جناب رسول اکرم خاتم الانبیاء حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ انبیاء اوالوالعزم کو اولوالعزم کہنے کی وجہ کے متعلق متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں ہم یہاں کتاب علل الشرائع تألیف شیخ صدوق قدس اللہ سرہ سے نقل شدہ صرف ایک حدیث پر اکتفا کرتے ہیں۔ حضرت ثامن الاولیاء امام علی بن موسیٰ الرضاء علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ انبیاء اولوالعزم کو اولوالعزم کیوں کہتے ہیں۔ امام نے ارشاد چونکہ وہ عزائم و شرائع رکھتے تھے۔ عزائم سے مراد وہ دستور ہیں جن کو اللہ نے اپنے بندوں پر واجب قرار دیا چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام کی شریعت کے تابع تھے اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک تمام انبیاء شریعت ابراہیم علیہ السلام کے تابع تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد سے لے کر حضرت عیسیٰ تک کے انبیاء حضرت موسی علیہ السلام کی شریعت کے تابع تھے ور حضرت عیسیٰ کے عہد سے لے کر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ظہور تک آنے والے انبیاء حضرت عیسیٰ کی شریعت کے تابع تھے۔ پس یہی پانچ انبیاء اولوالعزم تمام انبیاء سے شرف و برتر ہیں اور ہمارے پیغمبر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت قیامت تک باقی ہے اور تمام سابقہ شرائع کے لئے ناسخ ہے اور ان کے بعد نہ کوئی نبی بھیجا گیا ہے اور نہ بھیجا جائے گا بلکہ حضور کے بعد جو شخص بھی دعوائے نبوت کرے گا یا آسمانی کتاب رکھنے کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہے اور شریعت کے مطابق وہ واجب القتل ہے اور اس کا خون حلال ہے۔

نبوت خاصہ و نبوت عامہ

جیسا کہ ہم نے پہلے کہا ہے کہ نبوت و رسالت اس بات سے عبارت ہے کہ حق و خلق کے درمیان واسطہ ہو جو احکام و شرائع کو اللہ سے لے کر بندوں تک پہنچائے۔ بعض انبیاء اللہ کی طرف سے مبعوث تھے ان کی نبوت نبوت خاصہ تھی۔ جیسے انبیاء بنی اسرائیل جو صرف اپنی اپنی قوم کی ہدایت کے لئے مبعوث تھے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت لوط اور جناب یونس وغیرہ کا دائرہ رسالت بھی محدود تھا اور ان کی نبوت بھی نبوت خاصہ تھی اور بعض انبیاء نبوت عامہ کے رتبہ پر فائز تھے چونکہ ان کا دائرہ رسالت غیر محدود اور تمام افراد بشر پر احاطہ کئے ہوئے تھے۔ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام و حضرت ختمی المرتبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم چونکہ ان کی نبوت عامہ پر قرآنی آیات گواہ

ہیں جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

تَبَارَکَ الَّذِی نَزَّلَ الْفُرقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُونَ لِلْعَالَمِینَ نَذِیراً۔

"یعنی وہ خدا بابرکت ہے جس نے اپنے عبد پر قرآن اس لئے نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہانوں کے لئے راہنما قرار پائے۔"

اس بارے میں بے شمار روایات بھی وارد ہوئی ہیں جن کو اس مختصر کتاب میں نقل کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ بنا بریں یہ اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ ہمارے پیغمبر بزرگوار نبوت عامہ کے مالک اور تمام موجودات کی عالمگیر تبلیغ پر مامور تھے۔ چونکہ عالمین کا لفظ عالم کی جمع ہے جو تمام جہانوں پر دلالت کرتا ہے۔

حضرت نوح اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عظیم القدر کی نبوت عامہ میں واضح فرق موجود ہے۔ چونکہ حضرت نوح علیہ السلام بھی اپنے تمام اہلِ زمانہ پر مبعوث تھے مگران کی شریعت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ تک کے لئے محدود تھی۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء کی شریعت عام اور مطلقہ ہے۔ اور ظاہراً بلا اختلاف اپنے زمانہ سے لے کر قیامت تک آنے والے لوگوں کے لئے واجب الاطاعت ہے اور باطنی طور پر یہ شریعت ازلی و ابدی ہے یعنی آپ کی ذات اللہ کی طرف سے تمام افراد کائنات اور تمام عوالم قبل و بعد پر مرتبۂ رسالت رکھتے ہیں اور بعبارت دیگر آپ ماسوا اللہ تمام موجودات عالم کے لئے نبی ہیں۔ اور آپ کا وجود مقدس اس قدر فضائل و مدارج عالیہ رکھتا ہے۔ جن کو ہم اس مختصر کتاب میں بیان نہیں کر سکتے۔ شائقین اس موضوع کی مفصل کتب کی طرف رجوع فرماویں۔

حضرت خاتم الانبیاء کی نبوت کے دلائل

نبوت کا بلند ایک رُتبہ الٰہیہ اور درجہ ملکوتیہ ہے جس کو اللہ کی تعیین و تائید کے بغیر کوئی شخص حاصل نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ابتدائے آفرینش سے آج تک ہر زمانہ میں ہر صدی میں جس شخص نے ناشائستہ اور بلا استحقاق جھوٹا دعوائے نبوت کیا خداوند عالم نے ارباب لطف بندوں میں باطل و گمراہی کے انتشار کو روکنے کے لئے اس جھوٹے نبی کو رُسوا کیا اور اس کے بطلان کو بندوں پر واضح کر دیا۔

ابتدائے تاریخ سے آج تک ہزاروں عیار منش دھوکے بازوں نے یہ مقام حاصل کرنا چاہا مگر تھوڑی ہی مدت میں ان کے جیتے جی اس کے فریب کو طشت از بام کر دیا۔ اور لوگوں میں بے آبرو و رُسوا ہوئے اور ان کے منصوبے خاک میں مل گئے۔ اور عقلاء نے ان پر نفرین و لعن کی بوچھاڑ کر دی مگر حضرت خاتم الانبیاء کا وجود مقدس ہی تھا کہ جس روز سے آپ نے بحکم خُدا اپنی نبوت کا اعلان فرمایا ان کی روشن شریعت اور آئین ملکوتی کا دائرہ وسیع ہوتا گیا حتیٰ کہ حجاز کے تنگ زاویے سے نکل کر تمام اطرافِ عالم میں پھیل گیا اور تھوڑی ہی دیر میں تمام عالمِ تمدن پر چھا گیا اور اب تک روز بہ روز اس کی شہرت واضح سے واضح تر ہوتی جا رہی ہے آج کے علمی دور میں جبکہ سائنس نے بہت سے مجہولات کی گرہ کھول دی اور کئی فرضی خیالات کو بے بنیاد ثابت کر دیا اور دن بدن علم و دانش کے نئے دروازے کھل رہے ہیں اور کئی علوم و حقائق یکے بعد دیگرے منکشف ہو رہے ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اس آسمانی شریعت مقدسہ کے قوانین و احکام کی برتری دن بدن کھُل کر سامنے آ رہی ہے بلکہ علم جس قدر ترقی کرے گا اس دین کی حقانیت اور متانت روشن سے روشن تر ہوتی چلی جائے گی۔

اگر العیاذ باللہ یہ شریعت باطل اور خود ساختہ تھی تو اس طولانی مدت میں ان متعدد صدیوں کے بعد ۱۳۹۷ سال گزر جانے کے بعد اب تک حتمی طور پر اس کا باطل ہونا ثابت ہو جانا چاہیئے تھا۔ اور خداوند حکیم و توانا ضرور اس دوران کوئی اور سچا پیغمبر بھیجتا تاکہ لوگ گمراہی سے نجات پا کر صحیح راستہ کی طرف ہدایت پائیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ خدا نے ان کے بعد کسی کو مبعوث نہیں فرمایا۔ اور نہ دینِ اسلام کی تکذیب کی اور ہم قطع و یقین کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی برحق تھے اور انکا بتلایا ہوا راستہ ہی سعادت دینوی و اخروی کا واحد راستہ ہے اور یہی وہ آسمانی شریعت ہے جس کو خداوند مہربان نے کائنات عالم کی ہدایت کے لئے ارسال فرمایا۔

حضرت خاتم الانبیاءؐ کے معجزات

خداوند مہربان نے حق کو باطل سے ممتاز کرنے کے لئے اور حقیقی کی معرفی کے لئے ایک معیار بنایا ہے چونکہ حقیقی انبیاء ہمیشہ کے لئے ملکوت اعلیٰ سے وابستہ ہیں اور جھوٹے دعویداران نبوت ہمیشہ کذاب و عیار ہوتے ہیں۔ لہذا خلاق دو عالم نے ہر نبی کے زمانہ کے تقاضوں کے مطابق ان کو خارق عادت اور محیر العقول افعال کے ساتھ مخصوص فرمایا جن کو اصلاح میں معجزہ کہتے ہیں۔

لفظ معجزہ، عجز سے مشتق ہے یعنی وہ حیرت انگیز امر جس کی بجا آوری سے عام بشر عاجز ہو۔ ہر نبی نے اپنے زمانہ کی ضرورت کے تقاضوں کے مطابق متعدد معجزات دکھلائے جو ایک لحاظ سے ان کی نبوت کے اثبات کی دلیل تھے تو دوسری طرف مخالفین و معاندین کو عاجز و مغلوب کر دیتے تھے۔ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ روشن اور مافوق العادت معجزات کے مالک تھے خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ملکوتی اپنے اخلاق و فعال کے لحاظ سے ارباب بصیرت کے لئے روشن معجزہ تھی۔ اور جو شخص بھی آپ کی سیرت طیبہ اور حیرت انگیز اخلاقی خصائص سے کچھ نہ کچھ وابستگی رکھتا ہے اس پر مخفی نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات عظیم الشان بلاتردید نبوت و رسالت کے لائق ہے۔ حتیٰ کہ اکثر آپ کے معاصر زمانہ جاہلیت کے عرب قبائل محض آپ کے اخلاق کریمانہ کو دیکھ کر اسلام لے آئے اور انہوں نے کوئی معجزہ طلب نہیں کیا۔ خداوندِ عالم نے آپ کے اخلاق کو اس عظمت کے ساتھ یاد فرمایا ہے۔

انک لعلی خلق عظیم۔

"اے رسول آپ خلق عظیم پر فائز ہیں"۔ بایں ہمہ حضور کی ذات ستودہ صفات معجزات و آیات کاملہ کی مالک ہے۔ جن میں سے ایک ایک معجزہ ہی آپ کی نبوت پر قطعی اور روشن دلیل ہے۔ ان معجزات کی تعداد علماء نے ایک ہزار سے زیادہ لکھی ہے۔ ان میں سے مشہور معجزہ قرآنِ کریم، آپ کی معراجِ جسمانی، شق القمر، آپ کی انگشت کے درمیان سے پانی کا پھوٹنا، آپ کا تھوڑی سے غذا سے انبوہِ کثیر کو سیر کرنا، آپ کے دست مبارک میں سنگریزوں کا تسبیح و تقدیس کرنا اور آپ کا پتھروں پر مہر شریف لگانا جن میں سے ہر ایک کی تفصیل نہایت شیریں ہے مگر ہم اختصار کی وجہ سے ان کو بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ شائقین کو چاہیئے کہ وہ اس موضوع کی کتابوں کی طرف رجوع فرمادیں۔

مبحثِ امامت

۱۔ امامت:

مذہب حقہ اثنا عشریہ کے اصول اور شرائط ایمان میں سے ہے اور ہر فرد پر لازم ہے اور واجب ہے کہ بارہ آئمہ کی امامت و ولایت اور وجوب اطاعت کا اعتقاد رکھے جن میں سے اول حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب صلوٰت اللہ علیہ اور آخری امام حضرت قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجت ابن

حسن عسکری۔

ارواحنالہ فداہ و عجّل اللہ فرجہ

اور یہ اعتقاد یقین پر مبنی ہونا چاہیئے اگرچہ منکرینِ اصل امامت پر ظاہراً اسلام کا حکم جاری ہوتا ہے۔ مگر درحقیقت یہ لوگ راہِ راست سے منحرف اور حقیقتِ ایمان سے بے بہرہ ہیں۔

اثباتِ امامت کے دلائل

مبحث نبوت میں یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ خداوند مہربان نے ازراہِ لطف و کرم ہر زمانہ میں بنی نوع بشر کی ہدایت اور ان کے فرائض کے تعین کے لئے ایک مقدس مخلوق کو بعنوانِ پیغمبر مبعوث فرمایا تاکہ وہ ان کو تکالیف شرعی اور پیغامِ الٰہی سے روشناس کرائیں۔ البتہ معلوم ہے کہ تمام زمانوں میں ایسے راہنماؤں کا وجود لازم و واجب ہے۔ جو شریعت الٰہیہ کو مخلوقات تک پہنچائیں چونکہ زمین حجت الٰہیہ سے خالی نہیں رہتی ہمارے عظیم ترین پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ہیں جو کہ خاتم الانبیاء اور فخر موجودات اور اشرف کائنات ہیں اور اپنی کامل ترین شریعت کی محکم ترین کتاب یعنی قرآن مجید کے ساتھ مخلوقات کی ہدایت و راہنمائی کے لئے مبعوث ہوئے اور آپ نے خداوند عالم کی شریعت مطہرہ کو لوگوں تک پہنچایا جو کہ تمام مخلوقات کے لئے ہدایت اور رستگاری کا ذریعہ ہے اور اپنے فریضہ تبلیغ کی تکمیل کرنے کے بعد آپ نے خداوند عالم کے ارادہ و مشیت سے اس فانی اور ناپائیدار دنیا کو الوداع کر کے عالمِ بقاء اور جہانِ جاویدان کی طرف سفر اختیار فرمایا اور یقیناً یہ بات بدیہی ہے کہ جس طرح لوگوں کی ہدایت کے لئے خداوند عالم پر لازم ہے کہ وہ ازراہ لطف انبیاء اور شریعت بھیجے اس طرح ازراہ لطف شریعت کی حفاظت اور نگہبانی کے لئے اس پر بھی لازم ہے کہ خلیفہ اور امام کا تعین کرے جو کہ علم لدنی اور دانش ازلی کا مالک ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد شریعت کو دشمنانِ دین اور خیانت کاروں کی دستبرد سے محفوظ کرے جو کہ ابتداء اسلام سے آج تک ہمیشہ موجود رہے ہیں اور اختلافات و مشکلات کے وقت حکمِ الٰہیٰ اور شریعت کو لوگوں تک پہنچا کر ان کو گمراہی سے نجات بخشے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حفظِ شریعت کے اس عہدیدار اور مروج دین کو "امام" کہتے ہیں۔

ولایت مطلقۂ معصومین علیہم السلام:

۲۔ اگر ہم بنظر دقیق و باتحقیق دنیائے عالم کی خلقت کا مطالعہ کریں تو اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ خداوند مہربان نے از روئے حکمت موجودات میں سے ہر موجود کے لئے چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا ایک مرکز اور قطب مقرر کیا ہے اور تمام اعضاء و جوارح اس کے تابع اور ان کی بقاء اس کی بقاء کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور عالم وجود کا اہم ترین مرکزی جزء ایٹم اور عظیم نظامِ شمسی کا قلب آفتاب عالم تاب کو قرار دیا ہے کہ بیشمار الیکٹرون اور ستارے اس کے ارد گرد چکر لگاتے ہیں۔ اور اس سے کسب نور و فیض و حیات حاصل کرتے ہیں۔ یہ قانون تمام افراد خلقت اور خود انسان کے وجود میں بھی قائم اور ناقابلِ تبدیلی ہے۔ البتہ عالم اکبر اور جہانِ ہستی میں بھی اس کی رعایت کی گئی ہے اور تدبیر و بقاء عالم کے لئے اس کو مرکز اور قطب قرار دیا گیا ہے اور واضح ہے کہ یہ عظیم مخلوق جو کہ بامر الٰہی عالمِ امکان کے لئے قطب اور جہانِ ہستی کے لئے قلب کی منزلت رکھتی ہے وہ صرف ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبوب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو کہ اشرف موجودات ہیں اور کوئی بھی اس مقام معنوی اور رُتبہ ملکوتی تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔

اسی مقام کو ولایت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور آنحضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس مرتبہ کے مالک حضرت صاحب ولایت مولائے اہل عالم حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب اور ان کے گیارہ فرزندان بزرگواران ہیں جن میں سے ہر ایک اپنے مقام پر قطب عالمِ امکان اور دائرہ وجود کا نقطۂ مرکزی ہیں اور بامر و نگہبانی خداوندی یہ ذوات مقدسہ عوالمِ ہستی کے حاکم اور مدبر ہیں اور یہ رُتبہ کبھی بھی ان سے سلب نہیں ہو سکتا اور تمام مخلوقات چاہے ظاہر ہوں یا باطن ان کے وجود سے نور و فیض و حیات کا اکتساب کرتی ہیں۔

ان گزشتہ مطالب کے اثبات کے لئے عقلی دلائل کے علاوہ ہمارے پاس قرآن و احادیث میں سے دلائل بھی موجود ہیں۔

مبتدی طلبہ اور ناآشنا حضرات کے لئے ہم ایک نہایت ہی شیریں اور سادہ کہانی نقل کرتے ہیں جو کہ امامت کے اثبات کے لئے اہم دلیل ہے۔

مناظرہ ہشام و عمرو بن عبید:

ہشام بن حکم، امام جعفر صادق علیہ السلام کا شاگرد رشید تھا اس کا اہلِ سنت کے فرقہ معتزلہ کے رئیس عمرو بن عبید کے ساتھ ایک دلچسپ اور پڑھنے کے قابل مباحثہ ہوا ہشام ایک فقیہ، اصولی، محدث،

متکلم اور سخن ور تھے۔ مذہبی مناظرہ و مباحثہ میں ان کو علمی مہارت حاصل تھی۔ یہ ہمیشہ اپنے علم و بیان کی طاقت سے اپنے حریفوں پر غلبہ حاصل کر لیتے تھے اور یہ علم و قابلیت اور استعداد کے لحاظ سے امام جعفر صادق علیہ السلام کے چار ہزار شاگردوں میں سے ایک ہیں۔ دینی عقائد اور کلامی مسائل میں مختلف مذاہب کے علماء کے ساتھ ان کے مناظرہ کی داستانیں اور دلچسپ باتیں کتابوں میں بہت مشہور ہیں۔

ہشام کوفہ میں پیدا ہوئے یہ شہر ان کے زمانہ میں عراق کے شیعوں کا مرکز تھا اور انہوں نے واسط میں پرورش پائی جو کہ بغداد کے قریب ہے اور بغداد میں کسب و تجارت کا پیشہ اختیار کیا۔

یہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے عالم اسلام میں اصول عقائد اور مبحث امامت کو علمی طور پر موضوع بحث و نظر قرار دیا اور اس موضوع پر کتب تالیف کیں اور آنے والوں کے لئے راستہ کھولا اور عقلی و نقلی دلائل کے زور سے امام جعفر صادق کے علماء و دانش مندوں کے لئے بھی روشن اور مدلل قرار دیا۔ خداشناسی اور توحید کے موضوع پر آپ کبھی بھی بحث و مناظرہ میں درماندہ نہ ہوئے اور آپ اپنے زمانہ میں واحد اور بے مثال مناظر تھے جو اس میدان میں اپنے مدِمقابل حضرات پر غالب اور چیرہ دست ثابت ہوئے۔

آپ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے دیگر تلامذہ کی طرح ہر سال حج پر تشریف لے جاتے تھے اور وہاں مکہ یا مدینہ میں حضرت امام جعفر صادق اور حضرت موسیٰ کاظم علیہما السلام کی خدمت میں مشرف ہوتے تھے بعد ان سے استفادہ کرتے تھے اور علوم و فنون میں اپنے مشکلات علمی کے جواب حاصل کرتے اور جدید علمی مواد سے بہرہ ور ہو کر مناظرہ کے وقت اپنے حریفوں کے خلاف ان دلائل کو استعمال کرتے۔

یونس بن یعقوب جو کہ امامِ ششم علیہ السلام کے بزرگ شاگردوں میں سے ایک ہیں روایت کرتے ہیں کہ ایک سال ہشام بن حکم سفرِ حج میں میدانِ منیٰ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمات میں حاضر ہوئے اس زمانہ میں ہشام بالکل نوعمر اور نوخیز جوان تھے ابھی نئی نئی داڑھی ان کے چہرہ پر آئی تھی۔ امام کے دیگر نوعمر اور نوجوان تلامذہ حمران بن اعین، قیس بن ماصر اور ابو جعفر احول مومن طاق وغیرہ بھی آپ کی خدمت میں موجود تھے۔

امام علیہ السلام ہمیشہ ہشام کو اس کی کم سنی کے باوجود دوسروں پر مقدم کرتے تھے اور دوسروں سے اہم تر جگہ پر بٹھاتے تھے۔ اور پھر اس لئے تاکہ دوسروں پر آپ کا رویہ گراں نہ گزرے فرماتے تھے۔

"یہ نوجوان اپنے دل، زبان، ہاتھ سے ہماری مدد کرتا ہے"۔

آپ نے فرمایا اے ہشام جو مناظرہ تمہارے اور اہلِ بصرہ کے سنی پیشواء عمرو بن عبید کے

درمیان پیش آیا اس کو بیان کرو۔ اور تم نے ان سے جو سوالات کئے وہ بھی بیان کرو۔ ہشام نے کہا میں آپ کے مقام کو بلند ترین سمجھتا ہوں اور آپ کے رُوبرو بولنے میں شرم محسوس کرتا ہوں میری زبان آپ کی موجودگی میں نہیں چل سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اے ہشام! ہم جب تمہیں کوئی حکم دیں تو اس کی اطاعت کرو اور فوراً تعمیل کیا کرو ہشام نے اس طرح ماجرا بیان شروع کیا۔

ہشام: مجھے خبر ملی کہ عمرو بن عبید روزانہ اپنے شاگردوں کے ساتھ مسجد بصرہ میں اجتماع منعقد کر کے امامت کے موضوع پر بحث و مباحثہ کرتا ہے اور شیعوں کے عقائد کو خصوصاً ان کے اس عقیدے کو غلط ٹھہراتا ہے کہ وجود امام ضروری ہے یہ بات مجھ پر بے حد گراں گزری میں بصرہ گیا اور جمعہ کے روز شہر کی مسجد میں آیا میں نے دیکھا کہ ایک انبوہِ کثیر عمرو بن عبید کے ارد گرد جمع ہے اور وہ سیاہ پشمینہ کے لباس میں ملبوس ہے اور عبا کی مانند ایک کپڑا اپنے دوش پر ڈالے ہوئے ہے۔ لوگ پےَ در پےَ اس سے سوال کر رہے ہیں۔ میں اس کے نزدیک گیا اور حاضرینِ مجلس سے عرض کی کہ مجھے بھی اپنے پاس جگہ دیں انہوں نے جگہ دی اور میں نے بھی کوشش کر کے درمیان میں بیٹھنے کی جگہ حاصل کر لی پھر میں عمرو بن عبید سے اس طرح مخاطب ہوا۔ اے عالم میں ایک مسافر ہوں کیا اجازت ہے کہ آپ سے کوئی مسئلہ دریافت کروں؟

عمرو بن عبید: ہاں!

ہشام: کیا آپ کی آنکھ ہے؟

عمرو: اے فرزند جو چیز تم دیکھ سکتے ہو اس کے متعلق کیوں سوال کرتے ہو۔ یہ کیسا سوال ہے؟

ہشام: میرے سوال اس قسم کے ہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ توجہ کریں اور حوصلہ سے ان کے جواب دیں۔

عمرو: بیٹے پوچھو جو چاہتے ہو اگرچہ تمہارے سوال احمقانہ ہیں۔

ہشام: میں سوال کرتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ جواب سوال کے مطابق ہی ہو۔

عمرو: سوال کرو۔

ہشام: کیا تمہاری آنکھیں ہیں؟

عمرو: جی ہاں! ہیں۔

ہشام: آنکھوں سے آپ کیا کیا کرتے ہیں؟

عمرو: اشخاص اور ان کے رنگ روپ دیکھتا ہوں۔

ہشام: کیا آپ کی ناک ہے؟

عمرو: ہے۔

ہشام: اس سے کیا کرتے ہیں؟

عمرو: بوؤں کو سونگھتا ہوں۔

میں: کیا آپکا منہ بھی ہے؟

عمرو: ہاں!

میں: اس سے آپ کیا کام کرتے ہیں؟

عمرو: چیزوں کے ذائقہ چکھتا ہوں۔

میں: کیا آپ کی زبان بھی ہے؟

عمرو: ہاں۔

میں: اس سے آپ کیا کرتے ہیں؟

عمرو: بولتا ہوں۔

میں: آپ کے کان ہیں؟

عمرو: جی ہاں!

میں: اس سے آپ کیا کام کرتے ہیں؟

عمرو: آوازوں کو سنتا ہوں۔

میں: کیا آپ کے ہاتھ بھی ہیں؟

عمرو: جی ہاں۔

میں: ان سے آپ کیا کرتے ہیں؟

عمرو: سخت کام انجام دیتا ہوں اور نرم و سخت اشیاء کی تمیز کرتا ہوں۔

میں: کیا آپ کے پاؤں ہیں؟

عمرو: جی ہاں۔

میں: ان سے آپ کیا کرتے ہیں؟

عمرو: چلتا ہوں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا ہوں۔

میں" کیا آپ کا دل ہے؟

عمرو: ہاں۔
میں: اس سے آپ کیا کرتے ہیں؟
عمرو: اس سے اعضاء پر گزرنے والے حالات کی تشخیص کرتا ہوں۔
میں: کیا اعضاء دل سے بے نیاز نہیں؟
عمرو: نہیں۔
میں: جب اعضاء بدن صحیح وسالم ہوں تو ان کو دل کی کیا ضرورت ہے؟
عمرو: جب اعضاء بدن کسی وظیفہ کے بارے میں شک کریں مثلاً حواس پنجگانہ اپنے کسی عمل میں شک یا تردد ہو تو وہ دل کی طرف رُجوع کرتے ہیں چونکہ وہ بدن کے ملک کا مرکزی مقام ہے اور ہر عضو دل کی حکمرانی تسلیم کرتا ہے اور اس سے یقین حاصل کرتا ہے اور شک و تردد کو دور کرتا ہے۔
میں: پس معلوم ہوا کہ خداوندِ عالم نے اعضاء کے شکوک و شبہات دور کرنے کے لئے دل کو امام قرار دیا ہے؟
عمرو: جی ہاں۔
میں: تو معلوم ہوا کہ دل کا وجود اعضاء بدن کے لئے ضروری ہے۔ یہ اس کے بغیر کوئی کام صحیح طور پر انجام نہیں دے سکتے۔
عمرو: بالکل
میں: اے مردِ عالم خداوند عالم نے اس چھوٹے سے بدن کو بھی بغیر کسی رہنما کے نہیں چھوڑا بلکہ دل کو ان کا رہنما قرار دیا ہے تا کہ وہ ہر کام صحیح طور پر انجام دیں اور یقین کر لیں کہ ان کے امور میں کوئی تردد یا شک نہیں مگر اللہ نے بندوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیا ہے تا کہ وہ حیرت، شک، تردد و اختلافات میں سرگرداں رہیں اور ان کے لئے کوئی پیشوا مقرر نہیں کیا جس کیطرف شک و تردد میں رجوع کریں۔

اس موقع پر عمرو گہری سوچ میں پڑ گیا پھر سر اٹھایا اور میری طرف دیکھ کر کہا تم ہشام تو نہیں ہو۔ میں نے کہا نہیں کہا کیا تمہیں اس کی ہمنشینی کا شرف حاصل رہا ہے۔ میں نے کہا۔ نہیں! تم کہاں کے رہنے والے ہو؟
میں نے کہا کوفہ کا رہنے والا ہوں۔

کہا پھر تم یقیناً ہشام ہو یہ کہہ کر مجھے آغوش میں لیا اور اپنے نزدیک بٹھایا اور جب تک میں بیٹھا رہا کسی سے بات نہ کی۔ جب ہشام کی باتیں ختم ہوئیں امام علیہ السلام مسکرائے اور فرمایا! اے ہشام۔ تمہیں

مناظرہ کا یہ طریقہ کس نے سکھایا۔ میں نے عرض کی جناب یہ دلائل خود میری زبان پر جاری ہوئے۔ امام نے فرمایا خدا کی قسم یہ تو حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ کے صحیفوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ (از اصول کافی جلد اول ص ۱۱۹)

۳۔ پیغمبر ﷺ اکرم نے وفات کے وقت اپنی امامت کو تمام کلی و جزئی احکام پہنچا دیئے حتیٰ کہ اپنے غسل و کفن و دفن اور اپنے ایک مختصر سے مال کے بارے میں بھی وصیت فرما دی اور بعض ایسے امور کے بارے میں امت کو آگاہ کر دیا جو اتنے اہم نہ تھے تاکہ کوئی چیز رہ نہ جائے اور تمام امور تکلف شرعی روشن ہو جائیں۔ پس یہ کیونکر ممکن ہے کہ امر خلافت و امامت جو نبوت کے بعد اہم ترین امر ہے اور اس پر دین کی بنیاد استوار ہے اور اسی سے نظام عالم وابستہ ہے مگر حضور ﷺ اس کو مہمل چھوڑ دیں اور اس بارے میں کچھ وضاحت نہ کریں اور اس اہم ترین امر میں مسلمانوں کو ان کی تکلیف شرعی سے آگاہ نہ فرماویں۔

خصوصاً جب کہ گزشتہ تمام پیغمبروں بلکہ تمام عہدیداران قوم کا دستور رہا ہے کہ وہ اپنی زندگی میں ہی اپنا جانشین اور ولی عہد متعین کر دیتے ہیں۔ اور لوگوں کو اس بارے میں آگاہ کر دیتے ہیں تاکہ ان کے بعد لوگوں میں اختلاف اور برادر کشی اور نفاق پیدا نہ ہو۔ یہ کیونکر تصور کیا جا سکتا ہے کہ پیغمبر ﷺ عظیم الشان جو کہ عقل کُل اور مدبر بے نظیر اور مہربان راہنما ہیں۔ اپنی زندگی میں اس اہم کام کو مجمل اور مہمل چھوڑ دیں اور اپنے بعد کوئی خلیفہ متعین نہ فرماویں۔ یقیناً آنحضرت صلعم نے بے بنیاد اتہامات و اوہام و تصورات کے برعکس کئی کئی بار اپنے وصی و جانشین کے متعلق مسلمانوں کو آگاہ فرمایا اور بارہا اس اہم وظیفہ کو انجام دیا اور ہم شیعہ کے عقائد کے مطابق وہ وجود مبارک جو نبص پیغمبر ﷺ اس عہدۂ امامت و ولایت کے مسند نشین ہیں وہ حضرت مولائے متقین امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ ہیں اور ان کے بعد ان کے گیارہ فرزندان جو ہمارے آئمہ برحق ہیں۔ ہمارے پاس اس مطلب پر بے شمار دلائل موجود ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام بن ابی طالب کی خلافت بلافصل

جناب امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی خلافت بلافصل کے متعلق خصوصی طور پر شیعہ و سنی طرق و اسانید سے کافی روایات و احادیث وارد ہوئی ہیں۔ ہم یہاں مشہور ترین احادیث جو متفق بین الفریقین ہیں نقل کرتے ہیں۔

۱۔ حدیث غدیر بطریق شیعہ:

شیخ مفید و شیخ طبرسی علیہما الرحمۃ نے نقل کیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حجۃ الوداع سے فارغ ہوئے جو کہ بیت اللہ کی زیارت کے لئے آپ کا آخری سفر تھا تو آپ مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہوئے اور مقام جحفہ کے نزدیک غدیر خُم نامی ایک جگہ پر جو مکہ مدینہ کے درمیان واقع ہے آپ نے توقف فرمایا۔ اس روز ۱۸ ذی الحجہ ۱۰ھ کی تاریخ تھی۔ وہاں آپ کے ساتھ مسلمانوں کا ایک عظیم اجتماع تھا۔ جس کی تعداد ایک روایت کے مطابق ستر ہزار اور دوسری روایت کے مطابق ایک لاکھ بیس ہزار تھی۔ اس موقعہ پر حضرت جبرئیل آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔

یَاأَیُّھَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ۔

"اے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو چیز آپ کی جانب نازل کی گئی ہے اس کو لوگوں تک پہنچا دیں اگر آپ نے اس کی تبلیغ نہ فرمائی تو آپ نے اللہ کی رسالت کو لوگوں تک نہ پہنچایا اور اللہ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔"

اس موقعہ پر آپ نے اونٹوں کے پالانوں کا یا بروایتے پتھروں کا منبر بنایا اور تمام لوگوں کو اپنے ارد گرد جمع کیا اور منبر پر تشریف لے گئے اور ایک طولانی اور فصیح و بلیغ خطبہ دیا پھر جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کا بازو پکڑا اور اس قدر بلند کیا کہ تمام مسلمانوں نے دیکھا اور شناخت کی اور خداوند عالم کی طرف سے اپنا خلیفہ اور وصی اور جانشین بلا فصل مقرر فرمایا اور مسلمانوں کا امام نصب فرمایا۔ پھر جبرئیل دوبارہ نازل ہوئے اور یہ آیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے:

اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ فَلَا تَخْشَوْھُمْ وَاخْشَوْنِ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً۔ (سورۂ مائدہ)

"یعنی آج کے دن کافر تمہارے دین کو ضرر پہنچانے سے مایوس ہو گئے اور تم ان سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے

ڈرو اور آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو تمام کیا اور تمہارے لئے دینِ اسلام کو پسند کیا اس موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کَمَالِ الدِّیْنِ وَتَمَامِ النِّعْمَةِ وَرِضَی الرَّبِّ بِرِسَالَتِی وَالْوِلَایَةِ لِعَلِیٍّ مِنْ بَعْدِی۔

"اللہ کے لئے حمد ہے کہ دین کامل ہوا اور نعمت تمام ہوئی اور میری رسالت اور میرے بعد علی علیہ السلام کی ولایت سے اللہ راضی ہوا اور جبرئیل نے کہا:

وَاللّٰهِ مَارَائَیْتُ کَالْیَوْمِ قَطُّ مَا اَشَدَّ وَمَا اَکَّدَ لِابْنِ عَمِّهِ اَنَّهُ یَعْقِدُلَهُ عَقْداً لَا یَحُلُّهُ اِلَّا کَافِرٌ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَرَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَیْلٌ طَوِیْلٌ لِمَنْ حَلَّ عَقْدَهُ۔

"یعنی قسم بخدا کہ میں نے ایسا دن نہیں دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ابن عم کے لئے اس قدر شدت اور تاکید کے ساتھ بیعت لی ہو اور ان کے لئے بیعت کی گرہ کو اس طرح باندھا ہے کہ اس کو صرف وہی کھولے گا جو خدائے عظیم اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کفر کرنے والا ہو اور اس بیعت شکنی کرنے والے کے لئے طویل عذاب ہے۔

اور عمر بن خطاب نے کہا:

بَخٍ بَخٍ لَکَ یَابْنَ اَبِی طَالِبٍ اَصْبَحْتَ مَوْلَایَ وَ مَوْلٰی کُلِّ مُوْمِنٍ وَمُوْمِنَةٍ۔

"اے پسر ابوطالب تم کو مبارک ہو کہ تم ہر مومن اور مومنہ کے مولا و آقا بن گئے ہو"۔

پھر اس تاریخی دن میں تمام مسلمانوں نے جن میں مرد عورتیں سب شامل تھے جناب امیر المومنین علیہ السلام کی بیعت کی اور ان کی جانشینی اور خلافت و امامت کا اعتراف کیا۔

حدیث غدیر بطریق اہل سنت:

ا۔ امام احمد بن حنبل جو اہلِ سنت کے بزرگ ترین عالم اور امام ہیں۔ انہوں نے اپنی مشہور کتاب المسند جلد چہارم ص ۲۸۱ پر دو طریق سے روایت کی ہے برا ابن عازب صحابی نے کہا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے اور مقام غدیر خم پر اترے اور آنحضرت نے نماز کا اعلان کیا اور لوگوں نے دو درختوں کے نیچے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ بنائی اور نماز ظہر بجالانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کا بازو پکڑا، اور فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ میں مومنین پر ان کے نفسوں سے اولیٰ و برتر ہوں۔ انہوں نے کہا ہاں؟ پھر آپ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مومن پر اس کے نفس سے اولیٰ تر ہوں انہوں نے کہا جی ہاں! براء کہتا ہے کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کا بازو پکڑا اور فرمایا:

من کُنت مولاه فهذا علی مولا۔

"یعنی جس شخص کا میں مولا ہوں یہ علی علیہ السلام اس کے مولا ہیں"۔

براء کہتا ہے کہ پھر عمر بن خطاب حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور کہا اے ابن ابی طالب علیہ السلام آپ تو ہر مومن و مومنہ کے مولا و آقا بن گئے اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے مسلمانوں سے اپنی برتری کا اقرار کرایا پھر اسی اولیت کے مطابق جوان کے لئے قرآن مجید نے بیان کی ہے۔

النبیُّ اولیٰ بالمومنین مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔

"یعنی نبی مومنوں پر خود ان کی نسبت سزاوار و برتر ہیں"۔

اسی برتری کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی بن ابی طالب علیہ السلام کی برتری کو ثابت فرمایا جس کا معنی آنجناب کی خلافت و امامت ہے اور اسی وجہ سے عمر بن خطاب نے بھی مبارک باد دے کر کہا: "اے علی تم کو یہ ولایت مبارک ہو کہ صبح و شام آپ ہر مومن و مومنہ کے آقا و مولا قرار پائے"۔

۲۔ صاحب کتاب ناسخ التواریخ نے ابراہیم بن محمد حموینی سے نقل کیا ہے جو اہلسنت کے بزرگ علماء میں سے ہیں اور غدیر خم کے متعلق انہوں نے ایک طویل حدیث نقل کی ہے جس کے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

"ہر شخص جس کے نفس پر مجھے برتری حاصل ہے علی علیہ السلام بھی اس کے نفس پر برتر ہیں۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا۔

اللہ اکبر۔

کمال نبوت، کمال دینِ خداوند، ولایت علی علیہ السلام ہے۔

پھر ابوبکر و عمر بن خطاب کھڑے ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ کیا یہ آیت خصوصاً علی علیہ السلام کے متعلق ہے۔

حضرت نے فرمایا۔ ہاں! تاقیامت خصوصاً میرے اوصیاء کے متعلق ہے۔

انہوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان کے بارے میں ہمیں کچھ ارشاد فرمادیں۔

آپ نے فرمایا۔ علی علیہ السلام! میرے برادر وزیر و وارث وصی اور میری امت میں میرے خلیفہ ہیں اور میرے بعد ہر مومن و مومنہ کے ولی ہیں۔ پھر ان کے فرزند حسن علیہ السلام پھر ان کے بعد حسین علیہ السلام پھر ان کے بعد ان کے نو فرزند یکے بعد دیگرے قرآن ان کے ساتھ ہے یہ قرآن سے جُدا نہ ہوں گے۔ قرآن ان سے جُدا نہ ہو گا۔ حتیٰ کہ میرے پاس کنارہ کوثر پر پہنچیں گے یہ حدیث بہت طولانی ہے اور

پوری حدیث میں جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب کی ولایت و امامت بلافصل کو ثابت کیا گیا ہے۔ ہم نے محض اختصار کی رعایت کرتے ہوئے اس قدر جملوں پر اکتفاء کیا ہے۔

"فقط علی علیہ السلام وارث علم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے بعد جو وجود مقدس تمام مسلمانوں کا سربراہ ہونا چاہیئے ضروری ہے کہ وہ دوسروں کی نسبت زیادہ صاحب علم و شرف و زہد و تقویٰ ہو اور در حقیقت وہی تمام علوم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکرم کا وارث اوران کا احاطہ کرنے والا ہو گا تاکہ وہ خلافت کے اہم ترین وظیفہ کو سرانجام دے سکے اور ولایت کے بلند مرتبہ پر رونق افروز ہو سکے۔ اور امت کے مشکلات کو حل کرے اور حکم الہی کے مطابق فیصلے صادر کرے۔ جب ہم تاریخ کے صفحات پر نگاہ ڈالتے ہیں تو یہ اہم مقام ہمیں صرف جناب امیر اور ان کے گیارہ فرزندان ہی کے ساتھ مخصوص نظر آتا ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی کے مطابق اور تاریخی حقائق کی روشنی میں تمام مخلوقات سے زیادہ دانش مند و اشرف اور سب سے زیادہ صاحبان تقویٰ و پرہیزگاری ہیں ہم اس کے متعلق فریقین کی کتب میں وارد شدہ نقل کرتے ہیں۔

۱۔ طبرانی نے کتاب معجم کبیر میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا:

انا مدینة العلم وعلی بابها۔

"یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علی علیہ السلام اس کا دروازہ ہے جو علم کا خواستگار ہو اس کو چاہیئے کہ دروازہ پر آئے اور اس کی طرف پناہ لے طبرانی کے علاوہ سینکڑوں دیگر علماء شیعہ و اہل سنت نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

۲۔ کنزالعمال جلد ششم ص ۱۵۲ میں دیلمی نے حضرت ابوذر سے روایت کی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکرم نے ارشاد فرمایا:

علی باب علمی و مبین من بعدی لامتی ما ارسلت به حبه ایمان وبغضه نفاق۔

"علی میرے علم کا در ہیں اور میرے بعد میرے امت کے لئے وہ چیزیں بیان کرنے والے ہیں جس کے ساتھ میں مبعوث کیا گیا اور ان کی محبت ایمان ہے اور ان کا بغض منافقت ہے۔

۳۔ کتاب مستدرک حاکم جلد سوم ص ۱۲۲ میں انس کی حدیث منقول ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا:

اَنتَ تبینُ لِاُمتی مااَختلفو فیہ مِنْ بعْدِی۔

"یعنی اے علی علیہ السلام آپ میرے امت کے لئے اس چیز کی وضاحت کریں گے جس کے بارے میں یہ میرے بعد اختلاف کریں گے۔

۴۔ ابن سمان نے ابوبکر سے اور ابن حجر نے صواعق محرقہ باب ۱۱ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

علی منی بمنزلة ربی۔

علی علیہ السلام کی منزلت مجھ سے اس طرح ہے جس طرح کہ میری منزلت میرے رب سے ہے۔

۵۔ کنزالعمال جلد ششم ص ۱۵۷ حدیث نمبر ۲۶۳۱ میں آیا ہے کہ دیلمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلعم سے روایت کہ:

اَناالمُنذِرُ وَعلیُّ الھادِی وَبکَ یَاعَلِیّ یھتدِی المُھتدُونَ۔

"یعنی میں ڈرانے والاہوں اور علی علیہ السلام ہدایت کرنے والے ہیں۔ علی علیہ السلام تمہاری بدولت ہدایت پانے والے ہدایت پائیں گے۔

۶۔ بیہقی نے اپنی کتاب الصحیح میں اور احمد بن حنبل نے اپنی المسند میں اور ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ جلد دوم ص ۴۹۹ میں آنحضرت سے روایت کی ہے:

مَنْ اَرادَاَنْ ینظُرَ اِلیٰ نُوح فِی عَزمِہٖ وَاِلیٰ ادمَ فِی عِلمِہٖ وَاِلیٰ اِبْراھیمَ فِی حِلمِہٖ وَاِلیٰ مُوسیٰ فی فِطنتہٖ وَاِلیٰ عِیسیٰ فِی زُھدِہٖ فَلیَنظُر اِلیٰ عَلیّ بنِ اَبیَ طَالِب۔

"جو شخص چاہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کا عزم دیکھے اور حضرت آدم علیہ السلام کا علم اور حضرت ابراہیمؑ کا حلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ذہانت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زہد دیکھنا چاہے تو وہ علی بن ابی طالب کو دیکھ لے"۔

۷۔ احمد بن حنبل نے کتاب مناقب میں ایک طویل حدیث نقل کی ہے جس کے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر المومنین سے فرمایا:

اَنتَ اخی وَ وارثی قَالَ مَااَرِثُ مِنک قَالَ مَاوَرثَ الانبیاءُ مِنْ قَبلی کِتَابَ رَبِّھم وَسُنَّة نَبِیّھم۔

"یعنی اے علی علیہ السلام تم میرے برادر اور وارث ہو انہوں نے فرمایا میں آپ کی کس چیز کی میراث حاصل کروں گا۔ انہوں نے فرمایا جو مجھ سے قبل انبیاً میراث پاتے تھے۔ یعنی اللہ کی کتاب اور اُن کے نبی کی سنت۔

۸۔ محمد بن حمید رازی نے اپنی اسناد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے:

لِکُلِّ نَبِیٍّ وَصِیٌّ وَوَارِثٌ وَاِنَّ وَصِیِّیْ وَوَارِثِیْ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ۔

"ہر نبیؐ کے لئے ایک وصی اور وارث ہوتا ہے اور میرے وصی اور وارث علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

اس معنی کی سینکڑوں احادیث محکمہ و صحیحہ علماء فریقین نے نقل کی ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم کے وارث فقط جناب امیر المومنین ہیں اور یہ بلند مرتبہ ان کے بعد ان کے گیارہ فرزندان کو ملا جو کہ شیعان حیدر کرار کے آئمہ برحق ہیں چونکہ تمام مراتب و مقامات میں یہ بزرگوار ایک ہی نور ہیں۔

جناب امیر المومنین کی خلافت و ولایت پر خصوصاً کافی آیات قرآن مجید میں آئی ہیں جن کا ذکر کرنا تفصیل و تشریح کا محتاج ہے مگر محض اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کے بیان سے صرف نظر کرتے ہیں۔

علیؑ نفسِ رسولؐ ہیں

مباہلہ کا واقعہ:

جناب امیر المومنین علیہ السلام کے نفسِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کے متعلق کئی آیات و روایات موجود ہیں ہم یہاں صرف مباہلہ کا واقعہ بیان کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں جو فریقین کے نزدیک مورد قبول ہے۔ "مباہلہ" کا مادہ بھل یبھل ہے جس کا معنی ایک دوسرے پر لعنت اور نفرین کرنا ہے گزشتہ لوگوں میں یہ رسم تھی کہ جب ان کا مباحثہ و مناظرہ طول پکڑ لیتا تھا اور فریقین میں کوئی بھی کسی کے دلائل پر قناعت نہیں کرتا تھا تو ایک دوسرے سے معاہدہ کرتے تھے کہ وہ خداوند عالم کی طرف متوجہ ہوں اور ایک دوسرے پر لعنت اور نفرین کریں اور خدائے عادل پر اپنی طرف سے باطل و ناحق کو اپنے غصب اور عذاب میں مبتلا کرے۔ ایک ایسا ہی واقعہ آنحضرت صلعم اور علماء نصاریٰ نجران کے درمیان واقعہ ہوا۔ نجران حجاز اور یمن کے درمیان ایک شہر تھا جہاں سب نصاریٰ بستے تھے۔

اس واقعہ کو علماء شیعہ و سنی سب نے اپنی اپنی کتب میں بیان کیا ہے جس کی روئیداد اس طرح ہے شیخ طبرسی اور علماء نے روایت کی ہے کہ شہر نجران کے چند بزرگ اشرف نصاریٰ اسلام کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مباحثہ کرنے کے لئے مدینہ آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے ان کے وفد کے سربراہ تین تھے۔ "عاقب" جو ان کا صاحب اختیار تھا "عبدالمسیح" جس کی

طرف یہ اپنے مشکلات میں پناہ لیتے تھے "ابوحارثہ" جوان کا عالم اور دینی راہنما تھا۔ ابوحارثہ خچر پر سوار تھا اور اس کا بھائی کرز بن علقمہ اس کے پہلو میں خچر کو ہانک رہا تھا۔ اس موقعہ پر ابوحارثہ کے خچر کو ٹھوکر لگی اور اس کا بھائی کرز آگے بڑھا اور آنحضرت صلعم کے بارے میں کچھ ناسزا کلمات کہے ابوحارثہ اس کی گستاخانہ بات سُن کر غضبناک ہوا اور اس پر اعتراض کرنے لگا تم اس قسم کی بدکلامی کو کیوں زبان پر لائے تم نے جو کچھ کہا ہے خدا کرے وہ تم پر واقع ہو کرز نے کہا کیوں! اے بھائی؟ ابوحارثہ نے کہا خدا کی قسم یہ وہی پیغمبر ہے جس کا ہم مدت سے انتظار کر رہے تھے۔ کرز نے کہا پھر تم ان کی پیروی کیوں نہیں کرتے؟ ابوحارثہ نے جواب دیا کیا تم نہیں دیکھتے کہ گروہ نصاریٰ یہ ہماری کس قدر خدمت کرتے ہیں اور کتنا پیسہ ہماری راہ میں نثار کرتے ہیں اور ہمارا کس قدر احترام کرتے ہیں اگر ہم اس پیغمبر ﷺ کو برحق مان لیں تو یہ تمام جاہ و جلال اور دنیا و مال ہم سے چھین لیا جائے گا۔ کرز نے یہ بات دل میں ٹھان لی کہ جب مدینہ میں وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچے گا تو فوراً اسلام قبول کر لے گا۔ چنانچہ وہ مدینہ آتے ہی مشرف باسلام ہو گیا۔ نصاریٰ کا گروہ عصر کی نماز کے وقت مدینہ میں وارد ہوا اور اپنے ان ہی ریشمی لباس اور زینت و آلات اور سونے کی انگشتریاں پہنے ہوئے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔ مگر آپ نے ان کے سلام کا جواب نہ دیا اور نہ کچھ پرواہ کی۔ یہ مایوس ہو کر عثمان اور عبدالرحمن بن عوف کے پاس گئے جس کے ساتھ ان کی پہلے سے دوستی تھی اور آنحضرت ﷺ کی بے اعتنائی کا واقعہ سنایا۔ انہوں نے ان کو ساتھ لیا اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں لے آئے آپ نے فرمایا اگر تم آنحضرت ﷺ کی توجہ چاہتے ہو تو یہ ریشمی لباس اور زیورات و آلات اُتارو اور سادہ لباس میں ملبوس ہو کر حضور ﷺ کی خدمت میں جاؤ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور دوبارہ حضور ﷺ کی خدمت میں گئے آپ نے اس مرتبہ ان کے سلام کا جواب بھی دیا اور فرمایا مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھ کو نبی برحق بنا کر مبعوث فرمایا۔ پہلی مرتبہ میں نے تمہارے ساتھ شیطان کو آتے ہوئے دیکھا اس وجہ سے میں نے تمہارے سلام کا جواب دینے سے کنارہ کشی کی۔ پھر تاریخی مناظرہ شروع ہوا اور کافی لے دے ہوئی ابوحارثہ نے آپ سے مسیح کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا وہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ﷺ ہے۔ انہوں نے جواب دیا کیا آپ نے کبھی دیکھا ہے کہ کوئی فرزند باپ کے بغیر دنیا میں آیا ہو؟

اس موقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

انّ مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تُراب ثم قال لہ کن فیکون۔

"تحقیق اللہ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم کی طرح ہے جس کو اللہ نے مٹی سے خلق فرمایا اور پھر اس

خاک سے کہا بشر کامل بن جا پس وہ خاک بشر کامل کی صورت بن گئی بالآخر مناظرہ و مباحثہ نے طول پکڑا اور نصاریٰ عناد و ضد پر اڑے رہے اور جب اس طرح کوئی مثبت نتیجہ ہاتھ نہ لگا تو اللہ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی۔

فَمَنْ حَاجَّکَ فِیہِ مِنْ بَعْدِ مَاجَاءَکَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَکُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَہِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔ (آل عمران ۵۵)

"یعنی آگاہی آنے کے بعد بھی آپ سے اگر کوئی عیسیٰ کے متعلق مجادلہ کرے تو اس سے کہہ دیں کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں اور عورتوں اور نفسوں کو بلائیں۔ تم بھی ان کو بلاؤ اور پھر ہم مباہلہ کے لئے کھڑے ہوں اور بارگاہ خداوندی میں التجاء کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت قرار دیں"۔

پس آیت نازل ہونے کے بعد یہ طے پایا کہ اگلے روز مباہلہ ہوگا اور نصاریٰ مدینہ میں اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

ابوحارثہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کل آؤ اور دیکھو کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے فرزندان اور اہلِ بیت کو مباہلہ کے لئے لے آئیں تو بچنا اور مباہلہ کے لئے تیار نہ ہونا اور اگر اپنے اصحاب کو لائیں تو پرواہ نہ کرنا اور مباہلہ کر لینا۔

دوسرے روز حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب امیر علیہ السلام کے خانۂ اقدس میں تشریف لے گئے اور امام حسن علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا، امام حسین علیہ السلام کو آغوش میں لیا اور جناب امیر علیہ السلام کو آگے اور جناب سیدہ زہراء سلام اللہ علیہا کو اپنے پس پشت رکھا اور اس ترتیب سے مباہلہ کے لئے مدینہ سے باہر نکلے اور صحراء کا رُخ کیا۔

نصاریٰ نے جب آپ کے اس حال کو دیکھا تو ابوحارثہ نے اہلِ مدینہ سے پوچھا کہ یہ لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ آرہے ہیں کون ہیں اور ان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا رشتہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا آگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابن عم اور داماد اور محبوب ترین شخص علی علیہ السلام ہیں اور دونوں بچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے اور جگر گوشۂ زہراء ہیں اور وہ خاتون گرامی فاطمہ علیہا السلام زہراء ہیں جو کہ تمام مخلوقات سے آپ کے نزدیک عزیز ترین ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر دوزانو تشریف فرما ہوئے۔ عاقب و سید بھی اپنے فرزندان کو ہمراہ لائے تھے اور مناظرہ کے لئے آمادہ تھے مگر ابوحارثہ نے کہا دیکھو

آنحضرت ﷺ مباہلہ کے لئے اس طرح بیٹھتے ہیں جس طرح کہ پیغمبر ﷺ بیٹھتے ہیں اگر انہوں نے ہم سے مباہلہ کر لیا تو ایک سال بھی کم مدت میں تمام نصاریٰ اللہ کے غیظ و غضب کا شکار ہوں گے۔ دوسری روایت میں ہے کہ ابوحارثہ نے کہا قسم بخدا "میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر وہ اللہ سے درخواست کریں کہ پہاڑ کو اپنے مقام سے ہٹا دے تو یقیناً وہ ہٹا دے گا خبردار مباہلہ مت کرو ورنہ حتماً ہلاک ہو جاؤ گے آخر ابوحارثہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عہد کیا کہ وہ عذر خواہی اور صلح و آشتی پر تیار ہے۔ اور عہد کرتا ہے کہ ہر سال کچھ مقدار پوشاکیں اور سونا بعنوان جزیہ دیتا رہے گا یہ معاملہ اس بات پر اختتام پذیر ہوا کہ مسلمانوں اور نصاریٰ میں صلح ہو گئی۔

پس جب وہ اپنے وطن کی طرف لوٹ گئے تو تھوڑی ہی مدت کے بعد عاقب و سید مدینہ آئے اور آنحضرت ﷺ کے دست حق پرست پر مشرف باسلام ہوئے۔ یہ روایت فریقین کے نزدیک متفق علیہ ہے اور خصوصاً واقعہ مباہلہ اور آیت کریمہ سے یہ ثابت ہے علی علیہ السلام بمنزلہ نفس پیغمبر ﷺ ہیں اور امام حسن و امام حسین علیہما السلام اگرچہ آنحضرت کے نواسے تھے مگر فی الواقع و بنص قرآن حضور ﷺ کے فرزند ہیں۔ زمخشری، فخر رازی اور بیضاوی تینوں اکابر مفسرین اہلِ سنت اور دیگر علماء اہلسنت نے اپنی اپنی کتب و تفاسیر میں گواہی دی ہے کہ اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جناب امیر اور سیدہ علیہا السلام اور حسنین شریفین علیہما السلام آنحضرت کے بعد تمام مخلوقات سے اشرف و افضل ہیں اور حسنین کریمین علیہ السلام بنص ابناء نا حضور علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ ایسے ہی جناب امیر المومنین علیہ السلام حضور کے بعد تمام انبیاء و اصحاب سے اشرف ہیں چونکہ ان کو اللہ نے کلمۂ انفسنا سے یاد فرمایا وہ چونکہ (حضور ﷺ) خود بھی تمام مخلوقات سے اشرف و افضل ہیں۔

آئمہ معصومینؑ کشتیٔ نجات ہیں

مَثَلُ اَهْلِبَيْتِي كَمَثَلِ سَفِينَةِ نُوحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَى وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ۔
(حدیث پیغمبرؐ)

"میری اہل بیت علیہم السلام کی مثال حضرت نوح کی کشتی کی مانند ہے جو شخص اس پر سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جس نے اس سے انحراف و تخلف کیا وہ غرق ہوا اور ہلاک ہو گیا۔"

یہ حدیث شریف بہت مشہور و معروف ہے جو کہ آنحضرت ﷺ نے اہل بیت علیہم السلام

کے بلند مقام اور رتبہ کے لئے ارشاد فرمائی۔ یعنی شیعوں کے آئمہ برحق جناب امیرالمومنین اور ان کے گیارہ فرزندان والا گوہر اور ان کی مادر گرامی جناب سیدہ سلام اللہ علیہا دنیا و آخرت میں رستگاری اور نجات کا ذریعہ ہیں اور نجات دنیوی و اخروی محض ان کے آستان مقدس میں مل سکتی ہے اور ان سے انحراف کرنا دونوں جہانوں میں موجب ہلاکت و روسیاہی ہے کتب فریقین سے اس حدیث کی سند کے بہت سے طریق ہیں جن کا ذکر موجب طوالت ہو گا ہم یہاں برادران اہلِ سنت کی کتب معتبرہ میں چند اسانیت کا مختصر طور پر ذکر کرتے ہیں اور اسی پر اکتفاء کرتے ہیں تاکہ موجبِ اتمام حجت ہو۔

۱۔ مستدرک حاکم ص ۱۵۱ میں ابوذر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا:

"جان لو کہ میری اہلبیت کی مثال تمہارے درمیان کشتی نوح علیہ السلام کی مانند ہے۔ جو شخص اس میں پناہ لے گا نجات پائے گا اور جو شخص پیچھے رہ جائے گا وہ غرق ہو گا"۔

۲۔ طبرانی نے الاوسط میں ابوسعید سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"تمہارے درمیان میری اہل بیت کی مثل کشتی نوح کی مثال ہے جو اس میں سوار ہو گیا نجات پائے گا اور جو پیچھے رہ جائے گا غرق ہو گا۔"

۳۔ تمہارے درمیان میری اہلبیت کی مثال بنی اسرائیل کے باب حطہ کی مانند ہے جو اس میں داخل ہو گا مغفرت حاصل کرے گا۔ کتاب الاربعین حدیث نمبر ۷۸۔

۴۔ مستدرک حاکم ص ۱۴۹ میں ابن عباس سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ستارے اہل زمین کے لئے امان ہیں جو ان کو غرق ہونے سے محفوظ رکھتے ہیں اور میری اہل بیت علیہم السلام میری امت کو اختلاف سے محفوظ رکھنے کے لئے امان ہے پس جو بھی عرب قبیلہ میری اہل بیت علیہ السلام کی مخالفت کرے گا وہ اختلاف کا شکار ہو گا اور شیطان کے گروہ میں شمار ہو گا۔

آئمہ اہلِ بیت علیہم السلام تمام علوم کے محیط و مراکز ہیں

نبوت کے مبحث میں ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ جناب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت عام و مطلق ہے (یعنی آپ کل خلائق عالمین کی طرف اللہ کی طرف سے رسول و نبی ہیں) پس آپ کا دائرہ تبلیغ تمام موجودات عالمین پر محیط ہے۔

اب اسی حقیقت پر واضح کی روشنی میں آئمہ اطہار علیہم السلام کی امامت و خلافت کا مسئلہ بھی

سمجھنا چاہیئے جو عین بعین منصب نبوت و رسالت ہی کی نظیر اور اس کے قائم مقام ہے۔ یعنی امام کا وجود مبارک بھی پیشوائی خلق اور امت کی راہبری کے لئے خلق ہوا ہے۔ اور اللہ اور آنحضرت کے سوا یہ بھی کائنات بھر کی ہر چیز پر مذہبی ہدایت و قیادت کا حق رکھتا ہے۔

پس اس لئے یہ ضروری ہوا کہ اس ذات مقدس و بزرگ کو کل اہلِ عالم کے علوم بہ تعلیم و امرِ الہیٰ حاصل ہوں کیوں کہ یہ غیر ممکن ہے کہ جب ایک طرف تو خداوند جل شانہ نے ان ذوات متعالیہ کو کل عالمین پر امام و حجت بھی ٹھہرایا ہو مگر دوسری طرف اہلِ عالم کے علوم و فنون سے بھی جاہل رہیں۔

پس اعتقاد صحیح کے مطابق کہ جو خود آئمہ اطہار علیہم السلام سے روایت ہو کر ہم تک پہنچا اور عقل و منطق بھی اس کی تصدیق کر رہے ہیں۔ نتیجہ یہ بر آمد ہوا کہ امام اس ذات کو ماننا پڑے گا کہ جو بہ امر و تعلیم الہیٰ ہر وقت اور ہر حال میں دانا ہو اور اولین و آخرین کے اسرار سے آگاہ اور اہلِ جہان کے کل حقائق سے واقف ہو کوئی چیز بھی اس کی چشم حقیقت بین سے مخفی اور چھپی ہوئی نہ ہو خواہ وہ چیز دنیا کے مشرق میں ہو یا مغرب میں اور خواہ آسمانوں میں ہو یا زمین میں کیونکہ امام کی چشم حقیقت بین دراصل اللہ ہی کی آنکھ واقع ہوتی ہے پس اگر کوئی داعی امامت ان اوصاف سے تہی دامن ہو گا تو اسے امام نہیں کہا جا سکتا اور نہ ہی وہ امامت و خلافتہ الٰہیہ کو حاصل کرنے کی قابلیت و صلاحیت رکھتا ہے۔

اس اعتقاد کے ثبوت کے لئے قرآن کریم سے متعدد آیات کا حوالہ دیا جا سکتا ہے بلکہ خود آئمہ اطہار علیہم السلام سے بہ تعداد کثیر روایات و احادیث وارد ہوئی ہیں جو کتب معتبرہ میں موجود ہیں۔ البتہ ہم صرف مطلب کی وضاحت کے لئے ان میں سے بعض کتب کی طرف اشارہ کئے دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:۔

(۱) کتب مستطاب اصول کافی کتاب الحجہ باب ۲۸:

سیف تمار سے مروی ہے کہ مسجد الحرام میں حجرہ اسمٰعیل کے اندر شیعوں کی ایک جماعت کے ساتھ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے حضور حاضر تھے کہ حضرت نے فرمایا یہاں کوئی غیر تو نہیں ہم نے داہنے اور بائیں خوب دیکھ کر تسلی کر لی اور جب کسی غیر کو وہاں نہ پایا تو عرض کی کہ اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں کوئی بھی بیگانہ نہیں سب آپ کے مخلص اور جانثار شیعہ حاضر ہیں۔ حضرت نے پھر تین بار فرمایا رب کعبہ کی قسم اگر میں جناب موسیٰ علیہ السلام اور جناب خضر کے زمانہ میں ہوتا تو میں ان کو بتاتا کہ میں ان دونوں سے عالم اور دانا ہوں اور ان کو میں اُن علوم کی تعلیم بھی دیتا جو ان کی دسترس سے باہر تھے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام و خضر علیہما السلام کو اللہ نے صرف گزری قوموں کا علم بخشا تھا۔ حاضر واستقبال اور یوم الساعتہ تک ہونے والے واقعات کا علم ان کو نہیں دیا گیا تھا لیکن ہم نے ماضی و حال و

ستقبل اور تاظہور قیامت کا علم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ورثہ میں پایا ہے۔

(۲) اصولِ کافی کتاب الحجتہ باب ۲۸:

حارث بن مغیرہ اور ایک طبقہ اصحاب کرام کا مثل عبد الاعلیٰ وا بوعبیدہ بشیر خثعمی وغیرہ حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام عالی مقام علیہ التحیتہ والسلام نے فرمایا: "میں جانتا ہوں کہ جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور اسے بھی جانتا ہوں جو جنت میں ہے اور جو دوزخ میں ہے۔ اسے بھی جانتا ہوں جو ہو چکا آج تک اسے بھی اور جو آئندہ ہونے والا ہے۔ اسے بھی جانتا ہوں"۔

اتنا فرمانے کے بعد کچھ دیر سکوت کیا اور اس امر کو محسوس فرمایا کہ ممکن ہے بعض لوگوں کو یہ امر گراں گزرے لہذا پھر فرمایا کہ: "میں نے یہ سارا علم خدا کی کتاب سے اخذ کیا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرمارہا ہے کہ تمام اشیاء کا علم اس میں ہے۔

(۳) کتاب مستطاب نہج البلاغہ خطبہ ۹۲:

امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

فَا سَئَا لُونِی قَبلَ اَنْ تَفقِدُونی فَواَلذی نَفسی بِیدہ لَاتَسْئَالُونی عَنْ شَیءٍ فیما بینکم وَ بینَ السَاعَۃِ وَلَا عَنْ فِئَۃٍ تَھدِی مائَۃً اِلَّا اَنْبائُکُم بِنَاعِقِھا وَقائدھا وَسائقھا وَمُنَاخِ رِکابِھا وَ مَحط رِحالِھا وَمن یقتَلَ مِنْ اَھلِھا قَتلاً وَیمُوتُ منھم مَوتاً ولو قَدْ فقد تمُونی وَنَزلَتْ بِکم کَرائِہَ الامُورَ وحوارِبُ الخطوب لَاطَرق کثیرَ مِنَ السائلینَ وَفَشَلَ کثیر مِنَ المَسْئُولینَ۔

"اب (موقعہ ہے) جو چاہے مجھ سے پوچھ لو قبل اس کے کہ پھر مجھے (اپنے درمیان دنیا میں) نہ پاؤ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ تم اس وقت سے لے کر قیامت تک کے درمیانی عرصہ کی جو بات بھی مجھ سے پوچھو گے میں بتا دوں گا اور کسی ایسے گروہ کے متعلق دریافت کرو گے جس نے سو کو ہدایت کی ہو اور سو کو گمراہ کیا ہو تو میں اس کے للکارنے والے اور پیچھے سے دھکیلنے والے اور اس کی سواریوں کی منزل اور اس کے (ساز و سامان سے لادے ہوئے) پالانوں کے اترنے کی جگہ تک بتا دوں گا اور یہ کہ کون ان میں سے قتل کیا جائے گا اور کون (اپنی طبعی موت) مرے

گا اور جب میں نہ رہوں گا اور ناخوشگوار چیزیں اور سخت مشکلیں پیش آئیں گی تو پھر دیکھ لینا کہ بہت سے پوچھنے والے پریشانی کے عالم میں سر جھکائے رہیں گے اور بتانے والے عاجز و درماندہ ہو جائیں گے"۔

اہلِ عقل بخوبی اس بات کو جانتے ہیں کہ (پیغمبر ﷺ اکرم کے بعد) سوائے مولا امیر المومنین و آئمہ طاہرین علیہم السلام کوئی متنفس یہ جرأت نہیں رکھتا کہ برسر منبر اور باجلاس عام ایسا دعویٰ کرے اور کہے کہ تم جو چاہو مجھ سے سوال کرو بلکہ یہ کلام تو آپ علیہ السلام کے معجزات علمیہ میں سے ہے اور اس حقیقت کو ثابت کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کل امور و اسرار پر جانب امیر المومنین علیہ السلام کو احاطہ علمی حاصل ہے۔

(۴) نہج البلاغہ خطبہ ۱۷۶

اس خطبہ کے ذیل میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

وَاللهِ ولو شِئْتُ اَنْ اُخبر کُلَّ رَجُلٍ مِنکم بِمَخْرَجِہٖ وَمُولجِہٖ وَجَمیع شأنہ لَفَعلْتُ وَلٰکِنْ اَخَافُ اَنْ تَکفُرو فِیَّ بِرَسولِ اللهِ صلی الله علیہ وآلہ وسلم اِلا اَنّی مُفضیہ الی الخاصّة مِمَّن یُؤمَن ذٰلک مِنْہ۔

"یعنی خدا کی قسم اگر میں بتانا چاہوں تو تم میں سے ہر شخص کو بتا سکتا ہوں کہ وہ کہاں سے آیا ہے اور اسے کہاں جانا ہے۔ اور اس کے پورے حالات کیا ہیں لیکن مجھے یہ خوف ہے کہ تم مجھ میں (کھو کر) پیغمبر ﷺ سے کفر اختیار کر لو گے۔ (یعنی مجھے ان پر برتری دینے لگو گے) لیکن یاد رکھو کہ میں اپنے خواص اپنے دوستوں تک (کہ جو ان اسرار و رموز کے تحمل کی طاقت رکھتے ہیں) یہ خبریں ضرور پہنچا دوں گا"۔

(۵) صاحبِ بصائر الدرجات بر ص ۲۰۲ حدیث ۲۷۵ کے ضمن میں تحریر کرتے ہیں:

حضرت امیر المومنین و امام جعفر صادق علیہم السلام فرماتے ہیں کہ تمام مختلف علوم (خواہ وہ علم منایا سے ہو یا بلایا اور وصایا اور علم الانساب و فصل الخطاب اور مولد الاسلام ہو یا مولد کفر) تمام کے تمام ہمیں حاصل ہیں پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم سے سوال کیا جائے۔ ان تمام امور کا جو تا روز قیامت وقوع پذیر ہونے والے ہیں ہم ان تمام امور کو بخوبی جانتے ہیں۔

(۶) بصائر الدرجات ص ۱۰۳ حدیث نمبر ۱:

اس حدیث مبارک کی روایت اپنے اسناد کے ساتھ حضرات امام محمد باقر علیہ السلام تک منتہیٰ ہوتی ہے اور حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

"خدائے یکتا و بے مثل کی قسم کہ ہم آسمان و زمین میں خدا کے خزانے دار ہیں اور یہ خزانے سونے اور چاندی کے نہیں بلکہ علم و حکمت کے خزانے ہیں۔"

قرآن حکیم کے کُل علوم صرف آئمہ اطہار علیہم السلام ہی کو حاصل ہیں

اہلِ ایمان و اسلام پر یہ امر تو بخوبی روشن ہے کہ خداوند عالم نے اولین و آخرین کے تمام علوم کو قرآن حکیم میں جمع کر دیا ہے یہ وہ کتاب ہے جس نے اہلِ علم کو فرطِ حیرت میں ڈال دیا اور جو صرف جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ایک عظیم معجزہ ہی نہیں بلکہ عالم خلقت میں قدرت کا ایک یگانہ و منفرد شاہکار بھی ہے۔

پس چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب مجید کو تمام معارف کی کنجی اور تمام علوم کا خزانہ قرار دیا ہے لہذا لازم ہے کہ اس لطیف و عمدہ کلام ملکوتی میں جہان ہستی کے علوم اسرار موجود ہوں۔

چنانچہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

لَارَطْبٍ وَلَایَابِسٍ اِلَّا فِی کِتَابٍ مُّبِین۔

"یعنی کوئی خشک و تَر ایسا نہیں کہ جس کا ذکر اللہ کی روشن کتاب میں نہ آیا ہو"۔

پھر فرمایا:

وما عن غائبة فی السماء والارض اِلَّا فی کِتَابٍ مُّبِین۔

"کوئی امر پوشیدہ خواہ وہ آسمان کا ہو یا زمین کا ایسا نہیں جس کا ذکر خدا کی روشن کتاب (قرآن کریم) میں نہ موجود ہو۔"

یہ تو رہا اس کتاب عظیم کا مختصر ذکر اب آیئے اس طرف کہ ایسی عظیم کتاب کا معلم و استاد اللہ تعالیٰ نے امت کے لئے جناب رسالت مآب صلعم کے بعد کس کو ٹھہرایا۔ لہذا جب اس حقیقت کو تلاش کیا جائے تو یہ امر واضح اور روشن ہو جاتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد

آئمہ اطہار علیہم السلام ہی کا وجود مقدس ایسا ہے کہ جن کو قرآن کریم کے کل اسرار و رموز حاصل و معلوم ہیں اور یہی وہ ذوات متعالیات ہیں کہ جو قرآن کی تمام باریکیوں اور پوشیدہ باتوں سے بہ تعلیم آگاہ ہیں۔ یہ وہ کامل افراد ہیں جو تنزیل و تاویل اور ناسخ و منسوخ و محکم و متشابہہ کا علم رکھتے ہیں اور کل مراتب و مطالب اور ظواہر و بواطن قرآن سے واقف ہیں۔

یہ بزرگواران اس مکتب الہیٰ کے درس یافتہ اور مدرسہ ربانی کے شاگرد اور صاحبان علم لدنی ہیں۔ پس بعد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کو درس قرآن دینا انہی کی شان ہے اور ان کے علاوہ کسی بھی متنفس کو اس رتبہ و مقام تک رسائی حاصل نہیں ہوئی۔ کتاب اصول کافی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ کسی شخص کو بھی یہ دعویٰ حاصل نہیں کہ اس نے قرآن کو اس صورت میں جمع کیا کہ جس صورت میں وہ نازل ہوا۔ اگر کوئی یہ دعویٰ کرے تو وہ کاذب و مفتری ہے مگر ہاں قرآن کو تنزیل کے مطابق جمع کرنے اور یاد رکھنے والے صرف حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام اور ان کے بعد ان کی اولاد آئمہ اطہار علیہم السلام ہیں۔ ان کے سوا اور کوئی نہیں پھر اسی اصول کافی ہی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان آیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

"میں علوم کتاب خدا کو جانتا ہوں اور اس کتاب میں ابتدائے خلقت سے تاظہور قیامت جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہے اور ہو گا مذکور ہے پس میں اس تمام کا عالم ہوں اور اس انداز میں کہ جس طرح میں اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں (یعنی میں از ابتدائے خلقت سے تاظہور قیامت تک کے تمام علم کا احاطہ رکھتا ہوں) خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے قرآن میں تمام چیزوں کا بیان آیا ہے۔ اسی طرح اصول کافی میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا" وہ شخص کہ جو کتاب کا تھوڑا سا علم رکھتا تھا (یعنی آصف بن برخیا) اس نے (جناب سلیمان بن داؤد علیہم السلام سے) کہا کہ میں چشم زدن سے بھی پہلے (تخت بلقیس کو) آپ کے حضور لا حاضر کرتا ہوں اس کے بعد حضرت صادق علیہ السلام نے اپنی ہاتھ کی انگلیوں کو کھول کر اپنے مبارک سینہ پر رکھا اور فرمایا:

"خدا کی قسم کتاب خدا کا کامل و مکمل علم ہم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہے۔

لہذا اس مختصر سی تشریح کے بعد اہل فکر و نظر کے لئے یہ امر کسی مزید دلیل کا محتاج تو نہیں رہا کہ کسی طرح یہ ذات متعالیات تمام معارف اور اسرار کے عالم اور اہل جہاں کی حقیقتوں سے واقف ہیں۔

ظاہر ہے کہ جب قرآن حکیم کا پورا پورا علم ان بزرگواروں کے سینہ ہائے پر گنجینہ میں محفوظ ہے تو یہ امر تو بدیہی ہو گیا کہ ان کی چشمہائے حقیقت آگاہ سے دنیا کی کوئی خشک و تر پوشیدہ و مخفی نہیں رہ سکتا۔

پس مخفی نہیں ہے کہ یہ مقام و مرتبہ کسی کسب و ریاضت سے ان کو حاصل نہیں ہوا۔ بلکہ خاص لطف الہٰی اور عطائے پروردگار کا نتیجہ ہے۔ یہ مقدس ہستیاں جو کچھ جانتی ہیں صرف منبع فیض ربانی اور خاص رحمت الہٰی کے سبب کہ جو کسی لحہ بھی ان سے حق تعالیٰ منقطع نہیں فرماتا۔

سرکارِ محمدؐ و آلِ محمد صلوات اللہ علیہم اشرف المخلوقات اور علت موجودات ہیں

اس امر کی تصدیق کے لئے بے شمار روایات اور محکم احادیث موجود ہیں لیکن ہم اختصار کے خیال سے صرف چند روایات کی طرف ذیل میں اشارہ کئے دیتے ہیں۔

(۱) کتاب عیون اخبار الرضا اور علل الشرائع میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے آنحضرت نے اپنے آباء طاہرین کے حوالہ سے روایت کیا ہے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''حق تعالیٰ نے ہم سے بلند و برتر کوئی مخلوق خلق نہیں فرمائی''۔

حضرت امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کا مرتبہ بلند ہے۔ یا جبرئیل کا۔

حضرت نے ارشاد فرمایا۔ یا علی علیہ السلام! اللہ تعالیٰ نے انبیاء و مرسلین کو ملائکہ مقربین پر برتری عطا فرمائی اور مجھے تمام پیغمبروں پر فضیلت حاصل کی میرے بعد آئمہ اطہار کے لئے مخصوص ہے۔ اور تیرے بعد آئمہ اطہار کے لئے مخلصوص ہے ملائکہ تو ہمارے خادم ہیں اور ہمارے شیعوں اور حبداروں کے بھی خادم ہیں۔

یا علی علیہ السلام! وہ فرشتے جو عرشِ خدا کو تھامے ہوئے ہیں عرش الہٰی کے اطراف میں کھڑے ہو کر خدائے متعال کی تسبیح بجالاتے ہیں۔ وہ ہر اس شخص کے لئے بارگاہ ایزدی میں استغفار عرض کرتے ہیں جو ہماری ولایت پر ایمان رکھتا ہے۔ یا علی علیہ السلام اگر ہم نہ ہوتے تو خدائے بزرگ و برتر آدم و حوا بہشت و جہنم میں آسمان و زمین کو خلق نہ فرماتا اور یا علی علیہ السلام ملائکہ پر ہمیں کیونکر فضیلت حاصل نہ ہو۔ جبکہ خداوند متعال کی تسبیح و تہلیل و تقدیس بیان کرنے میں ہم ان سے سبقت رکھتے ہیں کیونکہ وہ پہلی مخلوق جو اللہ تعالیٰ نے خلق فرمائی وہ ہماری روحیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ ارواح کو خلق فرمانے کے بعد اپنی

توحید و تمجید سے ہمیں گویا کیا اور اس کے بعد ملائکہ کو خلق فرمایا۔ ملائکہ نے خلق ہونے کے بعد جونہی ہماری روحوں کو دیکھا کہ جو نور واحد کی شکل میں ساطع تھیں تو انہوں نے ہمارے امر کو عظیم سمجھا پس ہم فوراً خدائے بزرگ و برتر کی تسبیح بجا لائے تاکہ ملائکہ کو یہ علم ہو جائے کہ ہم تو اللہ کی خلق کردہ مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ ہماری صفات سے منزہ و مبرا ہے۔ پس جب ملائکہ نے ہماری تسبیح کو دیکھا تو وہ بھی خدائے ذوالجلال کی تسبیح پڑھنے لگے اور جب فرشتوں نے ہماری عظمت و شان یکتائی کا مشاہدہ کیا تو ہم نے فوراً خداوند متعال کی تہلیل (لاالہ الااللہ) بیان کی تاکہ ملائکہ یہ سمجھ جائیں کہ اس کی ذات یکتا کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور ہم تو اس کے بندے ہیں خداوندگان نہیں کہ ہماری عبادت کی جائے۔ پس جب ملائکہ نے ہماری تہلیل کو دیکھا تو انہوں نے بھی تہلیل خدا (لاالہ الا اللہ) عرض کی۔

اور جب ملائکہ نے ہمارے مقام کی بزرگی اور ہمارے تفضل کبر کو دیکھا تو ہم نے خدائے متعال کی بارگاہ میں تکبیر عرض کی تاکہ فرشتے یہ سمجھ جائیں کہ خدا تعالیٰ اپنی شان کبریائی میں یوں یکتا و بے ہمتا اور بے مثل ہے کہ کوئی تفاخر و عظمت اور مقام رفیع اس کی شان کبریائی تک نہیں پہنچ سکتا۔

اور جب فرشتوں نے اس عزت و قوت کو دیکھا جو خداوند تعالیٰ نے ہمارے لئے قرار دی ہے تو ہم نے کلمہ تمجید لاحول ولا قوۃ الا باللہ بیان کیا تاکہ فرشتے یہ سمجھ جائیں کہ ہمارے لئے قابلیت و قوۃ بالذات نہیں بلکہ حق تبارک و تعالیٰ ہی کی عطاء کردہ عزت و قوۃ ہے۔ (اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور قوۃ نہیں رکھتے کیونکہ بالذات صاحب حول و قوۃ ہونا صرف قادر مطلق ہی کی صفت ہے مخلوق کی نہیں) اور جب ملائکہ نے خداوند تعالیٰ کی ان عظیم اور بلند ترین نعمتوں کو دیکھا جن کی نسبت حق نے ہمارے ساتھ وابستہ فرما دی اور اس حقیقت کو جب دیکھا کہ حق تعالیٰ نے ہماری اطاعت کو تمام بندوں پر واجب قرار دیا ہے تو ہم نے بارگاہ واحد و یکتا میں تمجید (الحمد للہ) عرض کی تاکہ ملائکہ کو یہ معلوم ہو جائے کہ خداوند تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کے مقابلہ میں بندہ پر واجب ہے کہ اس کی حمد بجا لائے پس ملائکہ بھی حمد خدا بجا لائے۔

لہٰذا اس طرح ملائکہ نے تو ہمارے ہی ذریعہ اور وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی توحید و تسبیح اور تہلیل و تحمید و تمجید کی شناسائی حاصل کی اور راہبری پائی۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو خلق فرمایا اور ہمارے نور کو جناب آدم کی صلب میں رکھ دیا اور ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں اور یہ سجدہ ہماری ہی تعظیم و تکریم کے لئے تھا پھر یہ ملائکہ کا سجدہ خداوند عالم کی نسبت سے تو سجدہ عبودیت تھا (کیونکہ خدا نے حکم دیا اور تعمیل حکم

عبودیت خدا ہے) مگر آدم کی نسبت سے اُن کی تکریم اور اطاعت کے لئے تھا۔ (یعنی جب ملائکہ کو آدم علیہ السلام کے سامنے جھکایا گیا تو وہ آدم علیہ السلام کے مطیع بن کر جھکے اور ان کو مکرم سمجھ کر جھکے تھے) جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے انوار کو آدم کی صلب میں رکھ دیا تو پس کیوں نہ ہم ملائکہ سے برتر و افضل ہوں کیونکہ وہ تمام کے تمام آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ ریز ہوئے۔۔۔۔۔ علیٰ ہذا آخر حدیث تک۔

۴۔ کتاب کفایۃ الاثر:

میں انس بن مالک صحابی رسول سے روایت ہے کہ ابوذر و سلمان و زید بن ثابت و زید بن ارقم کے ہمراہ خدمت اقدس جناب رسول اکرم (ص) میں ہم سب حاضر تھے کہ تھوڑی دیر میں حضرات حسنین شریفین علیہما السلام بھی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے چہروں پر بوسہ دیا اور ان کو پہلو میں بٹھایا۔ اس کے بعد اچانک ابوذر رضی اللہ عنہ بھی اپنی جگہ سے اٹھے اور نہایت تواضع اور ادب و عجز کے ساتھ بڑھ کر ان دونوں بزرگواروں کے ہاتھوں پر بوسہ دیا اور پھر واپس دوبارہ ہمارے نزدیک آبیٹھے۔

ہم نے بطور اعتراض ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ تو ایک عمر رسیدہ و سفید ریش بزرگ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے فرد محترم ہیں۔ بنی ہاشم کے دو بچوں کی تعظیم کے لئے کیوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ان کے سامنے نہایت ادب اور عجز کا اظہار کرتے ہوئے کیوں ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔

ابوذر رضی اللہ عنہ نے ہمارے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ہاں جو فضائل میں نے ان بزرگواروں کے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنے اور سمجھے ہیں تم نے بھی اگر سُنے ہوتے تو مجھے امید ہے کہ تم لوگ مجھ سے بھی زیادہ ان کی تواضع کرتے اور احترام کرتے۔

ہم نے کہا۔ اے ابوذر رضی اللہ عنہ آپ نے ان کے متعلق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا سُن رکھا ہے؟

اس پر ابوذر نے کہا میں نے جناب امیر المومنین علی علیہ السلام اور ان دونوں بزرگواروں کے متعلق جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا ہے۔۔۔۔۔

فرمایا! خدا کی قسم اگر کوئی شخص اس قدر نمازیں پڑھے اور روزے رکھے کہ وہ خشک و بوسیدہ مشک کی طرح ہو جائے تو بھی اس کی نمازیں اور روزے اُسے کچھ فائدہ نہ پہنچائیں گے جب تک کہ وہ تمہارا محب نہ ہو اور تمہارے دشمنوں سے بیزاری و نفرت اختیار نہ کرے۔

اس کے بعد فرمایا۔ یاعلیؑ جو شخص تمہاری محبت کے ساتھ خدائے لایزال میں متوسل ہو گا وہ یہ مقام رکھتا ہے کہ خداوند کریم اس کی کسی خواہش کو رد نہ فرمائے۔

یاعلیؑ! جو تمہیں دوست رکھے اور آپ حضرات (میری آل امجاد) کو اپنا وسیلہ بنالے تو وہ ایک ایسی مضبوط و محکم لڑی سے منسلک ہے جو کبھی توڑی نہیں جاسکتی۔

اتنا کہنے کے بعد ابوذر تو اٹھے اور باہر چلے گئے اور ہم جناب رسول اللہ (ص) کے نزدیک جا بیٹھے اور خدمت رسالت پناہ میں عرض کی یارسول اللہ ﷺ ابوذر نے (حضرت امیرالمومنین اور حسنین علیہم السلام کے متعلق) ہم سے یہ کچھ بیان کیا ہے۔ حضور ﷺ سرور عالمین نے فرمایا۔ ابوذرؓ نے سچ کہا ہے اس نے سچ کہا ہے مجھے قسم ہے ذات باری تعالیٰ کی فرش پر ابوذرؓ سے بڑھ کر کوئی راست گو نہیں۔

اس کے بعد جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خداوند تبارک تعالیٰ نے مجھے اور میرے اہلبیت کو نور واحد سے پیدا کیا ہے اور ہم کو آدمؑ کی خلقت سے بھی ستر ہزار برس پہلے خلق فرمایا تھا اسکے بعد ہم سب صلب سے آگے اصلاب وارحام طاہرہ و پاکیزہ میں منتقل ہوتے چلے آئے۔

انس بن مالک نقل کرتے ہیں کہ ہم نے اس موقعہ پر عرض کی کہ یارسول اللہ اس حالت میں آپ کہاں اور کس شکل میں تھے۔

حضرت نے فرمایا ہم زیرِ عرش الہیٰ اشباح نور تھے۔ (پیکر نورانی) اور خدائے متعال کی تسبیح و تمجید بجالاتے تھے۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس موقع پر کہ جب میں نے آسمانوں کی طرف عروج کیا اور مقام سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچا تو وہاں پہنچ کر جبرائیل مجھ سے جُدا ہونے لگے اور مجھے الوداع کہنے لگے۔

میں نے جبرائیل سے کہا اے میرے حبیب کیا آپ مجھے اس مقام پر ہی الوداع کہہ رہے ہیں آگے نہیں چلیں گے۔ جبرائیل نے جواب دیا اے سرورِ عالم اگر میں اس مقام سے آگے بڑھوں گا تو میرے پَر جلتے ہیں۔ جبرائیل رہ گئے اور میں آگے بڑھا تو آگے ایک دریائے نور میں داخل ہوا جس کا طول و عرض و عمق سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ اس موقعہ پر خدائے متعال نے میری طرف وحی فرمائی۔ یا محمد (ص) میں نے فرش زمین پر نظر ڈالی اور اہلِ فرش سے تجھے اپنا مقرب و برگزیدہ بنایا اور پھر تجھے اپنا پیغمبر قرار دیا اور جب دوبارہ زمین پر نظر ڈالی اور مطالعہ کیا تو علیؑ کو منتخب کیا اور اسے تیرے علم کا وارث اور تیرے بعد خلق کا امام قرار دیا اور آپ دونوں کی صلب سے ذریعت طاہرہ آئمہ معصومین (منزہ عن الخطا) پیدا کروں گا جو میرے علم کے خزانے ہیں۔

پس اگر آپ حضرات نہ ہوتے تو میں نہ دنیا کو پیدا کرتا اور نہ آخرت کو اور نہ بہشت کو اور نہ

جہنم کو بناتا۔ اے محمد (ص) کیا آپ ان کو دیکھنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔۔؟

میں نے عرض کی اے میرے پالنے والے ہاں میں یہاں ان کو دیکھنا چاہتا ہوں

پس آواز آئی کہ یا محمد (ص) ذرا اپنے سر کو بلند کیجئے (اور عرش کی طرف نگاہ کیجئے۔)

میں نے اپنا سر بلند کیا (اور عرش کی طرف دیکھا) تو مجھے علی و حسن و حسین و علی بن الحسین و محمد بن علی و جعفر بن محمد و موسیٰ بن جعفر و علی ابن موسیٰ و محمد بن علی و علی بن محمد و حسن بن علی و حجتہ بن الحسن علیہم السلام کے انوار نظر آئے اور نور حضرت حجتہ ان تمام انوار کے درمیان چمک رہا تھا۔ اور وہ تمام ستاروں کی طرح روشن و ضیاء افروز تھے۔ میں نے عرض کی بار الٰہا! یہ کون ہے۔۔۔ فرمایا! یہ تیرے بعد امامان پاک ہیں جو تیری صلب سے ہوں گے اور یہ حجت القائم ہے جو روئے زمین کو عدل و انصاف سے پُر کردے گا اور اہلِ ایمان کے سینہ ہائے پردرد کو شفاء بخشے گا۔

میں (انس بن مالک) نے عرض کی یا رسول اللہ (ص) ہمارے ماں باپ آپ پر قربان آپ نے یہ عجیب خبر دی ہے۔

حضرت نے ارشاد فرمایا عجیب تر تو یہ ہے کہ لوگوں کا ایک گروہ ان باتوں کو سنتا بھی ہے مگر قبول نہیں کرتا اور مجھے میرے اہلِ بیت کے معاملہ میں رنج پہنچتا ہے۔ مجھے ان لوگوں سے کیا غرض۔ خدا میری شفاعت ان کو نصیب نہ کرے۔

۳۔ حسین بن حمدان کی کتاب میں (ذکر اسناد کے ساتھ) جابر بن یزید جعفی سے روایت ہے کہ میں (جابر) اپنے مولا امام ابو جعفر بن محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے میرے آقا بازار عکاظ میں آپ کے غلام سے میں نے ایک حدیث سنی ہے اس نے کہا کہ میں نے اپنے مولا حسین بن علی (علیہ السلام) سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں۔

کہ میں اپنے نانا جناب رسول خدا (ص) کی خدمت میں حاضر ہوا جونہی آنحضرت کی نظر مجھ پر پڑی تو انہوں نے مجھے اپنی گود میں پکڑ کر بٹھا لیا اور میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور ایک آہ پردرد کھینچی اس حالت میں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آنکھوں سے اشک بھی جاری ہو گئے۔ فرمایا

میں تجھ پر قربان اے بدکاروں اور بدکاروں کی اولاد کے ہاتھوں کشتہ ہونے والے۔ اے حسین علیہ السلام تیری مظلومیت کی عظیم تر مصیبت کے بارے میں میں خدائے ذوالجلال کی بارگاہ میں شکایت کرتا ہوں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں اس زمانہ میں تین برس کا تھا جب میں نے اپنے

جد محترم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے گریہ کی آواز سنی تو میں بھی نانا کے گریہ کے ساتھ گریاں ہوا۔

پس جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے حسین، باپ نثار ہو تجھ پر خداوند عالم مجھے بھی اور خود تجھے بھی ہمیشہ تیری طرف سے سرخرو رکھے۔ یہ شہادت و مظلومیت کی خبر جو تم نے مجھ سے سنی ہے تجھے غمناک نہ کردے۔ سنو خدائے متعال نے تمہیں اس نور سے خلق فرمایا ہے جو کبھی مٹنے والا نہیں اور اس صورت میں پیدا فرمایا ہے جو نہ کبھی ہلاک ہوئی ہے۔ اور نہ آئندہ ہو گی۔

یہی نہیں بلکہ خداوند قدوس نے تیری صلب سے وہ انوار بھی خلق فرمائے ہیں جو پیشوائے خلق اور آئمہ ابرار ہیں اللہ تعالیٰ نے تیرے اور اُن تیرے نو فرزندوں کے قبضہ تصرف میں حکم بداء (خلق) و مبد (موت) و معاد اور نظام دنیا سے متعلق کل امور دے دیئے ہیں۔

امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب رسالت مآب کی زبان مبارک سے یہ بات سننے کے بعد میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکون و اطمینان سما گیا حتیٰ کہ جب سے میں نے جد محترم سے یہ بات سنی پھر کبھی غمناک نہ ہوا۔

۴۔ تفسیر مرآت الانوار میں اصول کافی و ریاض الجنان میں اسناد کے ساتھ محمد بن سنان سے روایت ہے۔

(محمد بن سنان حضرت امام تقی علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہیں) وہ فرماتے ہیں کہ میں اور دیگر چند احباب امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے۔ میں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں ان اختلافات کا ذکر کیا جو بعض شیعوں کے درمیان آئمہ اطہار علیہم السلام کے مقامات عالیہ و درجات رفیعہ کی معرفت میں وارد ہیں تو حضور نے ارشاد فرمایا۔

حق تعالیٰ تو ذات یکتا و بے ہمتا ہے اور کوئی اسکا شریک نہیں۔ (وہ اپنی وحدانیت میں منفرد تھا) پس اس ذات نے پھر محمد و علی و فاطمہ علیہم السلام کو خلق فرمایا اور یہ بزرگواران ہزار دہر کی مدت تک اسی طرح رہے (یعنی عالم امر میں ایک ذات تھی اور ادھر عالم خلق میں یہ ہستیاں تھیں ان کے علاوہ اور کوئی بھی نہ تھا) پھر اس مدت کے بعد اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو خلق فرمایا اور ان مقدسین کو ان تمام مخلوقات پر شاہد و ناظر قرار دیا اور ان کی اطاعت تمام خلائق پر واجب قرار دی اور ان کے کمالات کو ان کی حقیقت خلقت میں رکھ دیا۔ (یعنی کمالات کو ان مقدسین نے کسب و ریاضت سے حاصل نہیں کیا بلکہ وہ ان کی فطرت میں شامل ہیں) اور پس تمام اشیاء کے معاملہ کو ان ذوات متعالیات کے حکم و

تصرف میں دے دیا۔ خواہ وہ ہدایت سے متعلق ہوں یا امر و نہی اور خلقت سے متعلق کیونکہ یہ ہستیاں اولیاء اللہ ہیں۔ اور امر و ہدایت و ولایت الہیٰ کے لئے مخصوص ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اللہ کی مخلوق کے لئے ابواب و حجاب اور محافظ ہیں اور جسے چاہیں حلال کر دیں اور جسے چاہیں حرام کر دیں۔ مگر یہ امور وہ اپنی مرضی سے انجام نہیں دیتے بلکہ امر الہیٰ کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔ (یعنی جس کا امر ہوتا ہے کرتے ہیں) یہ خدا کے برگزیدہ اور معظم بندے کسی بھی قول میں وہ خداوند عالم پر سبقت نہیں کرتے (یعنی خدا نے جس کا حکم نہ دیا ہو اور یہ وہ کہہ دیں!) یہ ہمیشہ امر الہیٰ کے مطابق عمل کرتے ہیں اس کے بعد فرمایا اب دیانت تو یہ ہے کہ اس حقیقت پر ہر شخص لازم ایمان لائے تاکہ وہ مراد کو پہنچے اور جو اپنے عقیدہ میں اس پر زیادتی کرے گا تو وہ غلو و افراط کے دریا میں غرق ہو کر رہ جائے گا۔

اور وہ شخص کہ جو ان مراتب عالیہ میں جو حق تعالیٰ نے ان ذوات مقدسہ کے لئے قرار دیئے ہیں اپنے عقیدہ میں کمی پیدا کرے گا تو وہ تفریط و مقصریت کے بیابان میں بھٹکتا پھرے گا۔

اور وہ حق جو آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان کے درجات و مراتب کی معرفت کا ہر مومن پر واجب و لازم ہے ہرگز پا نہیں سکتا۔

اس کے بعد فرمایا! اے محمد ان معارف کو اپنے ذہن میں محفوظ رکھ لو اور سمجھ لو کیونکہ یہ ہمارے علوم کے خزانوں میں سے ہے!!

مختصراً احوال زندگی حضرات چہاردہ معصومین علیہم السلام

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کا مشہور ترین نام نامی محمد ہے اور لقب مصطفیٰ اور کنیت ابوالقاسم ہے۔ آپ کے والد بزرگوار جناب عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے پہلے ہی وفات پاگئے اس وقت ان کی عمر شریف ۲۵ برس یا ۲۸ برس کی تھی۔

ولادت:

مولد آپکا شہر مکہ مکرمہ ہے چنانچہ قول مشہور کی بناء پر بتاریخ سترہ ربیع الاول سال عام الفیل بروز جمعتہ المبارک آپ نے اپنے قدم مبارک سے عالم کے ظلم کدہ کو منور و روشن فرمایا اور یہ زمانہ وہ تھا جب نوشیروان عادل کی حکومت کو پینتالیسواں سال گزر رہا تھا۔

بعثت:

بنا بر حقیقت تو یہ ہے کہ روز ولادت سے ہی بلکہ آغازِ خلقت سے ہی آپ کو رسالت و ولایت کا مقام حاصل تھا لیکن ارادہ و مصلحت خداوندی کی بناء پر چالیس برس کی عمر میں بتاریخ ستائیس ماہِ رجب المرجب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلانِ نبوت فرمایا۔

ہجرت نبوی:

کفارِ مکہ کی طرف سے انتہائی اذیت اور ایذاء رسانی کی وجہ سے اور اہالیان مدینہ (انصار) کی جانب سے مخلصانہ دعوت کے پیشِ نظر آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں بعثت کے تیرھویں سال یکم ماہ ربیع الاول کو مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ اس کے بعد تمام مسلمانانِ مکہ نے بھی مدینہ کی طرف ہجرت اختیار کی۔

اُن مسلمانوں کا طبقہ کہ جنھوں نے اسلام کی راہ میں گھر بار اور زندگی تک کی قربانی دینے سے گریز نہ کیا اور مکہ سے ہجرت کرتے ہوئے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملے مہاجرین کے نام سے مشہور ہوا اور دوسرا گروہ انصار کہلایا یہ وہ لوگ تھے کہ جنھوں نے حضور سرور عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ہمراہیوں کو مدینہ میں پناہ دی اور مشرکین مکہ کے حملوں کا دفاع کرتے رہے۔

رحلت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تیریسٹھ برس کی عمر میں سن دس ہجری بتاریخ اٹھائیس ماہ صفر زہر ہلاہل کے اثر سے کہ جو آپکو کھلائی گئی تھی ، مدینہ طیبہ میں وفات پائی۔

مدفن:

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے وصیت کے مطابق جو کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمائی تھی غسل و کفن دیا۔ آپ کے جسد اطہر کی نماز جنازہ پڑھی اور اس حجرہ مبارکہ میں کہ جو مدینہ منورہ میں مسجد النبی (ص) سے ملحق و متصل ہے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دفن کیا۔

قاتل:

ایک یہودی عورت تھی کہ جس نے بعد میں اسلام قبول کرلیا اور گروہ مسلمین میں شامل ہو گئی اس کے دل میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق دشمنی اور کینہ تھا چنانچہ اس نے بکری کے گوشت کو زہر آلود کر کے پکایا اور جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا جناب رسول اکرم بعلم نبوت جانتے تھی کہ زن یہودیہ کا ارادہ کیا ہے اور یہ گوشت زہر آلود بھی ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے مقدس وظیفہ (تبلیغ رسالت) کو انجام دے چکے تھے اور ذات باری تعالیٰ سے آپ کو پیغام مراجعت آچکا تھا پس آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم محبوب حقیقی کے دیدار کے مشتاق تھے لہٰذا اس زہر آلود غذا کا لقمہ تناول فرمایا اور اس دنیائے ناپایدار کو الوداع کہا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وصلی اللہ علیہ خیر خلقہ و نور عرشہ محمد و آلہ الطاہرین۔

ازواج النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم:

اول بانوے حجاز جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کا نام لیا جانا چاہیئے جو خویلد کی دختر تھیں جناب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بلند پایہ ازواج مطہرات میں ان کا شمار ہے بلکہ مکہ مکرمہ کی محترم و عالی مقام خواتین میں آپ کو سرفہرست گنا جاتا ہے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جب ان کو اپنی زوجیت کے لئے منتخب فرمایا تو اس وقت آنحضرت کی عمر مبارک پچیس برس کی تھی اور جب تک یہ مخدومہ و معظمہ زندہ رہیں کسی دوسری عورت سے نکاح نہ فرمایا۔ حضرت صدیقہ طاہرہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہی خاتون معظمہ کے بطن سے تھیں اور یہی تاریخ عالم

کی وہ پہلی عالی مقام خاتون ہیں جو جناب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رسالت پر سب سے اول ایمان لے آئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو راہ اسلام میں پیش آنے والی ہر مشکل کے وقت اسلام کی بہترین معاون و مددگار ہیں اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک پوری پوری فداکاری کا ثبوت دیا حتیٰ کہ ہر قسم کی مالی قربانی کا ساتھ راہ اسلام میں عظیم مجاہدہ پیش کیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ساتھ دینے میں عمر بھر کسی قسم کا دریغ روا نہ رکھا۔

اس خاتون باوفا کی وفات کا صدمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قلب انور پر تادم واپسیں نقش ہو کے رہا اور متواتر آپ ﷺ کی روح کو افسردہ کرتا رہا۔ کیونکہ یہ خاتون معظمہ بلاشبہ منبع ایمان اور مظہر عفت و عصمت اور حیاء کا پیکر تھیں اور مصائب و شدائد کے لمحات میں آنحضرت ﷺ کی پشت پناہ اور غمگسار تھیں۔

جناب خدیجتہ الکبریٰ نے بنا بر مشہور بعثت کے دسویں برس پینسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور قبرستان معلیٰ میں مدفون ہوئیں۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جناب خدیجتہ الکبریٰ کے بعد کئی دوسری بیبیوں سے بھی نکاح اختیار کئے مگر ہم اختصار کے خیال سے ان بیبیوں کے ذکر سے یہاں صرف نظر کرتے ہیں۔

ذکر اولاد پیغمبر اکرم (ص) کی اولاد کے متعلق اختلاف ہے تاہم یہاں ہم نے متفق علیہ نظریہ کو نقل کیا ہے۔

قول کی بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اولاد

۱۔ حضرت صدیقہ طاہرہ فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا۔

۲۔ جناب قاسم الطاہر۔

۳۔ جناب عبد اللہ الطیب۔

۴۔ جناب ابراہیم۔

تمام اولادِ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بجز جناب ابراہیم کیونکہ وہ ام المومنین بی بی ماریہ قبطیہ کے بطن سے متولد ہوئے اور فاطمہ ام المومنین بی بی خدیجتہ الکبریٰ کے بطن مبارک سے متولد ہوئی۔

اور جناب صدیقہ طاہرہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے علاوہ آپکی تمام اولاد نے حین حیات آنحضرت (ص) میں ہی وفات پائی۔ اس لئے یہی تنہا بانوئے عصمت وطہارت ہیں کہ جو جناب رسالت

ماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد ان کی یادگار تھیں اور شجر نبوت وسیادت کی شاخیں اہل عالم پر اسی شمرہ عصمت و طہارت کے وسیلہ سے پھیلیں اور سایہ فگن ہوئیں۔

غزواتِ پیغمبر اکرم (ص)

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جزیرہ نمائے عرب میں مبعوث ہوئے تو اس دور میں لوگ غیر مہذب اور وحشی تھے علم و ادب و عقل سے دور و ناآشنا تھے اکثر ساکنانِ عرب راہزن اور سفاک و خونخوار تھے۔ علم و منطق اور دلیل و برہان کے اثر سے جاہل و اجہل انہیں وجوہات کی بناء پر وہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود ذیجود اور آپ کے ملکوتی اخلاق اور اسلام کی تعلیمات سے فائدہ نہ اٹھا سکے بلکہ ان کا اصرار و اعتقاد زیادہ تر توہم پرستی اور وحشت گری پر ہی قائم رہا۔ نسلی فتنہ و فساد اور طبقاتی دشمنوں کا احساس نہ چھوڑا ہادی اسلام اور ان کی مختصر جماعت مسلمین کے لئے ہمیشہ طرح طرح کے مصائب کھڑے کر کے ایذاء رسائی کے درپے رہے۔ حد درجہ کی مبالغہ آمیز وحشیانہ دشمنی ان کے دلوں میں رہی اور اپنی کینہ دری سے کبھی بھی دست کش نہ ہوئے۔

اس کے برعکس جناب رسول اکرم نے ہمیشہ اپنے اس خلق عظیم سے کام لیا جو صرف انہی کے لئے مخصوص ہوا ہے۔ آپ نے ان وحشیوں کے ساتھ حد درجہ کی مہربانی اور کرم گستری کو جائز رکھا لیکن جب ہر طرف سے عرصہ حیات تنگ ہو گیا اور اصلاح کی راہیں مسدود ہو گئیں۔ مجبور و نہتے مسلمان اس وحشی قوم کی بے رحمانہ اور سفاکانہ حرکتوں کا نشانہ بنتے بنتے عاجز و درماندہ ہو گئے تو اس وقت آنحضرت صلعم بھی مجبور ہو گئے کہ حکم الہیٰ کے ساتھ اب ان کے مظالم کا جواب شمشیر کے ساتھ دیا جائے اور باقاعدہ مبارزت کی جائے۔ [illegible] یہ جنگیں [illegible] ہلِ اسلام کے ذاتی دفاع کے لئے اور جہال عرب کی زیادتیوں کی روک تھام کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور قوم مشرکین کے درمیان واقع ہوئیں غزوات کے نام سے مشہور ہوئی ہیں اور اس قسم کی کسی بھی جنگ کو غزوہ کہتے ہیں۔

غزوات النبیؐ کی تعداد

بعض مؤرخین اسلام نے اسی غزوات تک کو شمار کیا ہے واللہ اعلم---- بہر طور ان تمام غزوات میں سے جو اہم ترین غزوات ہیں اُن کا مختصر ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

۱۔ غزوہ بدر کبریٰ۔

یہ جنگ ہجرت کے دوسرے سال لشکر اسلام اور مشرکین مکہ کے درمیان بدر کے مقام پر جو مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے لڑی گئی۔

اس غزوہ میں نمایاں بات یہ ہے کہ مسلمانوں کی تعداد صرف تین سو تیرہ افراد پر مشتمل تھی یہ تعداد ایک اندازہ کے مطابق لشکر مشرکین کا ایک تہائی حصہ بنتی ہے مگر بے شک مسلمانوں میں فداکاری و شجاعت کا جذبہ قابلِ تحسین رہا۔ علی الخصوص اس غزوہ کی فتح کا سہرا اسلام کے ہیرو مولا امیرالمومنین علی علیہ السلام کے سر پر بندھتا ہے کہ جن کی فداکاری و شجاعت و شہامت کے اثر سے اس جنگ میں مسلمانوں کو فتح و نصرت ہوئی اور کفار شکست فاش سے دوچار ہو کر خجل و خوار ہوئے اس جنگ میں یہ پہلو بھی نمایاں ہیں۔

فاتح و علمدار اسلام حضرت امیرالمومنین تھے۔

کفار مکہ کا سردار اور ان کو اس جنگ کے لئے ابھارنے والا ابوسفیان بن حرب تھا جو معاویہ کا باپ اور یزید کا دادا تھا۔

۲۔ غزوہ احد:

یہ جنگ ہجرت نبوی کے تیسرے سال مدینہ منورہ کے نزدیک ایک پہاڑ کے دامن میں مسلمانوں اور کفارِ قریش کے درمیان واقع ہوئی یہ پہاڑ احد کے نام سے معروف ہے۔

اس جنگ میں بھی کفار کا محرک اصلی ابوسفیان بن حرب معاویہ کا باپ اور یزید کا دادا تھا۔

اس جنگ میں مسلمانوں کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ تھی جو ایک اندازہ کے مطابق کفار کے جنگجویوں کا ایک تہائی حصہ ہی بنتا ہے۔

آغاز جنگ میں تو مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہو گیا لیکن حرص اور طمع مال کی وجہ سے بعض کمزور ایمان مسلمانوں نے درمیان جنگ ہی اپنے مورچوں کو چھوڑ دیا۔ در آں حالیکہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان تھا کہ تا حکمِ ثانی تم لوگوں نے اس جگہ کو خالی نہیں کرنا مگر انہوں نے حکمِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اور غنیمت کو لوٹنے میں مشغول ہو گئے اس طرح جنگ کا انداز بدل گیا اور لشکر کفار پر جو دباؤ تھا اس میں ڈھیل پڑ گئی۔ دشمن نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھایا۔ وہ مجتمع ہو کر واپس پلٹے اور حملہ آور ہوئے۔ مسلمان اپنے ہتھیاروں اور مورچوں سے غافل کفار کے خیموں سے مالِ متاع اٹھانے میں مصروف تھے۔ کفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ آور ہوئے اور ان کے اس حملہ میں آپ (ص) کے دندان مبارک بھی شہید ہوئے۔ اور جسم پاک پر بھی زخم آئے۔ غالباً عام مسلمان تو جان بچاتے

ہوئے میدان سے راہِ فرار اختیار کر گئے تھے۔ اور صرف حضرت شیرِ خدا علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہی تھے کہ مردانہ وار تلوار چلا رہے تھے۔ اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اطراف سے کفار کو منتشر کرنے اور مثل پروانہ شمع وجود نورانی رسول کے گرد چکر لگانے میں مصروف تھے۔ اور بالآخر امیر المومنین علیہ السلام کی اس درجہ استقامت اور معجزانہ شجاعت کے اثر سے پیغمبر اکرم (ص) دشمن کے نرغہ گزند سے محفوظ ہو گئے۔

اس غزوہ میں جناب حمزہ عم محترم رسول خدا (ص) اور مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد سے شہادت پائی اور مولا امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے جسم پاک پر نوے زخم کھائے۔ یہی جنگ ہے کہ جس میں پیشوائے متقین حضرت علی بن ابی طالب کے تفاخر کے لئے بارگاہ ذوالجلال سے یہ حدیث نازل ہوئی اور ندائے فلک اس کی آواز کے ساتھ گونج رہی تھی کہ:

لا فتی الا علیؑ لا سیف الا ذوالفقار۔

"یعنی عالم میں علی علیہ السلام سے بڑھ کر کوئی جوانمرد نہیں اور ذوالفقار سے بڑھ کر کوئی تلوار نہیں"۔

ان افراد میں سے کہ جنہوں نے اس جنگ کے دوران جناب رسول خدا (ص) کی جان کی حفاظت مین اپنی جان کے آخری سانس تک کفار سے مردانہ وار جہاد کیا اور بالآخر جامِ شہادت نوش کیا ان میں جناب ابودجانہ انصاری و جناب سہل بن حنیف کا نام سر فہرست ہے۔

۳۔ غزوہ خندق:

یہ جنگ غزوہ احزاب کے نام سے بھی مشہور ہے ہجرت کے پانچویں سال مسلمانوں اور کفار کے درمیان لڑی گئی۔ اس جنگ میں بھی کفار کا سردار اور محرک حبِ سابق حرب کا بیٹا اور یزید کا دادا ابوسفیان ہی تھا۔

اس شخص نے اس دفعہ تمام مشرکین قبائل عرب کو مسلمانوں کے خلاف اکسایا اور ان کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر آمادہ کیا اس جنگ میں مشرکین کے ساتھ یہودیوں کا گروہ بھی شامل ہو گیا۔ یہ سب مل کر مدینہ پر حملہ آور ہوئے اور پایۂ تخت اسلام کا ان لوگوں نے بڑھ کر محاصرہ کر لیا۔ مسلمانوں نے حضرت سلمان فارسی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کے مشورہ کے مطابق مدینہ کے ارد گرد خندق کھودی تاکہ حملہ آوروں کی پیش قدمی سے محفوظ رہیں۔ عمرو بن عبدود جو کہ عرب کے مشہور دلیروں سے تھا اور شہہ زور و شہہ سوار کے نام سے معروف تھا اپنے گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہوئے بڑھا اور خندق کے کناروں سے پھلانگ کر لشکر اسلام کی طرف بڑھا اور حریف مقابلہ کو طلب کیا۔ اس کی بار بار

مبارزت طلبی پر امیر المومنین مولا علی علیہ السلام ہی اس کے مقابلہ کے لئے اٹھتے رہے۔ مگر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ سلم نے ان کو روکے رکھا کہ شاید کوئی دوسرا شخص بھی نبرد آزمائی کے لئے تیار ہو مگر تمام مسلمان عمرو کی شہ زوری کی دہشت اور دبدبے کے اثر سے یوں خاموش و ساکت کھڑے تھے وہ کہ وہاں موجود ہی نہ ہوں۔ بالآخر جب کسی شخص کو بھی عمرو کے ساتھ مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے جوانمرد چچازاد بھائی اور اسلامی جنگوں کے فاتح و مومنوں کے پیشوا علی علیہ السلام کو بلایا۔ اپنا ذاتی عمامہ پہنایا اور اپنی ہی تلوار عطا کی اور دعا فرما کر عمرو بن عبدود کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ اس موقعہ پر جب کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب میدانِ مقابلہ کی طرف بڑھ رہے تھے پیغمبرِ خدا اپنے اس مجاہد کے فخر و مباہات کے اظہار میں یوں رطب اللسان نظر آئے۔

برز الایمان کلہ الی الکفر کلہ۔

"یعنی ایمان کُل کفر کُل کے مقابلہ کے لئے جا رہا ہے"۔ مقابلہ ہوا اور بالآخر امیر المومنین کے ہاتھوں عمرو بُری طرح قتل ہوا۔ جس کی تفصیل تواریخ اسلام میں مذکور ہے۔

پس اس نمایاں کامیابی سے کفار کے دلوں میں اس طرح خوف و ہراس پیدا ہو گیا کہ وہ اسی کے ساتھ ہی مسلمانوں سے آنکھ بچاتے ہوئے اپنی کمین گاہوں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

دوسری جنگوں کی طرح اس جنگ میں بھی امیر المومنین علیہ السلام نے انتہائی درجۂ ایمان کا ثبوت دیا جو کہ عالمِ انسانیت میں ہمیشہ کے لئے عظمت جوانمردی کا نشان رہے گا۔ اور اس طرح تمام غزوات کی مانند غزوۂ خندق کی فتح بھی حضرت اسد کردگار علی بن ابی طالب کے دست مبارک سے پائی۔

اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے آنجناب کی مفاخرت کے لیے یہ حدیث نازل ہوئی۔

"ضربتہ علی یوم الخندق افضل من عبادۃ الثقلین"۔

"یعنی حضرت علی کی ضربت تلوار غزوہ خندق کے دن دوجہانوں کی عبادت سے افضل ہے"۔

اسی طرح غزوہ خیبر میں یہودیوں سے پیش آیا۔ اس کے علاوہ دوسرے کئی مشہور غزوات گزرے جن میں غزوہ حنین، غزوہ بنی المطلق، غزوہ بنی قریظہ، غزوہ طائف، فتح مکہ، جنگ تبوک وغیرہ کے نام لئے جا سکتے ہیں۔ ہمیشہ حضرت علی علیہ السلام مرتضی کی تلوار سے ہی اسلام کو فتح و کامرانی حاصل ہوئی۔ فتح مکہ میں مولا امیر المومنین نے جناب رسالت مآب کے فرمان کی تعمیل میں دوش رسالت پر کھڑے ہو کر مشرکین کے بتوں کو توڑا اور ان کو خانہ کعبہ سے باہر پھینک دیا۔

حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

آپ کا نام نامی جو مشہور ترین ہے علی ہے اور مشہور ترین لقب امیرالمومنین اور کنیت جو زبان زد خلائق ہے ابوالحسن ہے آپ کے والد بزرگوار ابو طالب بن عبدالمطلب ہیں جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سگے چچا ہیں۔ والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبدالمناف ہیں۔

تولد:

بنا بر قولِ مشہور بروز جمعہ ۱۳ ماہِ رجب سن تیس عام الفیل عین جوف کعبہ کے اندر آپ کی ولادت ہوئی اور یاد رہے کہ امیرالمومنینؑ کے سوا کسی کی ولادت آج تک خانۂ خدا میں نہیں ہوئی۔ یہ عزت صرف خانہ زادِ خانہ خدا ذات اقدس علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے لئے ہی مخصوص ہے اور بس!! اور یہ امر از خود اہلبیت نبوتؑ کی طہارت اور ان کی ظاہری و معنوی پاکیزگی کی دلیل قاطع ہے۔

وفات:

شبِ جمعہ انیس ماہ مبارک رمضان بوقت طلوعِ صبح صادق محراب مسجد میں عین بحالت نماز و عبادت خداوندی شقی ترین اولادِ آدم یعنی عبدالرحمن ابن ملجم مرادی معروف بن (ابن ملجم) لعنۃ اللہ علیہ کی شمشیر زہر آلود سے آپ نے اپنی فرق مبارک پر گہرا زخم کھایا اور اکیس ماہ رمضان بوقت شب بامرالہیٰ اس دنیائے دوں سے ریاض قدس کی طرف سفر اختیار فرمایا۔

قول مشہور کی بنا پر یہ دردناک سانحہ ۴۰ھ میں رونما ہوا اس روح فرسا واقعہ سے ارکانِ ہدایت منہدم ہو گئے اور ارکانِ دین میں تنزلزل آگیا۔

مدفن:

تمام شیعوں کے اتفاق سے آپ کو شہر کوفہ کے نزدیک مقامِ غری میں قبر جناب آدم علیہ السلام و جناب نوح علیہ السلام کی ہمسائیگی میں دفن کیا گیا اور یہ مقام آج کل نجف اشرف کے نام سے معروف ہے مدت مدید سے یہ بقعہ مبارکہ اور مزار مقدس عاشقانِ حق کا کعبہ مقصود اور موالیان و شیعان آل محمد کی زیارت گاہ ہے۔

آپ کی زندگی کے اہم واقعات

بوقت اعلانِ نبوت خاتم الانبیاء آپ کی عمر گیارہ سال تھی اور آپ آنحضرت پر سب سے پہلے ایمان لائے اور آخری سانس تک عظمت و پائیداری اسلام کے لئے دل و جان سے جہاد فرماتے رہے۔ جب آپ کی عمر مبارک تئیس سال ہوئی تو آنحضرت بحکم خدا مکہ سے مدینہ کی طرف عازم سفر ہوئے تو آپ ہی تھے جو اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر بستر رسول خدا پر سونے کو تیار ہو گئے اور جب مشرکین مکہ آنحضرت کے خانہ مبارک کے گرد ناپاک ارادے لے کر جمع ہوئے تو بستر نبوی پر علی علیہ السلام کو پا کر واپس ہوئے۔ امیر المومنین کی اس فداکاری پر خدائے عزوجل نے آیہ مبارکہ میں آپ کے لئے فخریہ طور پر فرمایا:

ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤوف بالعباد۔

بوقت وفات رسالت مآب حضرت علی علیہ السلام کا سن مبارک تینتیس سال کا تھا اور آپ نے آنحضرت کو غسل و کفن دیا اور خود ہی نمازِ جنازہ پڑھی اور اپنے پاک ہاتھوں سے دفن کیا۔

ادھر آپ تجہیز و تکفین پیغمبر میں مشغول تھے اور ادھر غاصبانِ خلافت سقیفہ بنی ساعدہ میں تعیین خلیفہ کے لئے ماجرا جوئیاں کر رہے تھے۔

سقیفہ بنی ساعدہ

یہ مدینہ منورہ میں واقع ایک جگہ کا نام ہے جہاں جناب رسالت مآب کی رحلت کے بعد ہوس خلافت میں لوگ جمع ہوئے اور انصار و اصحابِ رسول کی مخالفت کے باوجود ان لوگوں نے خلافت حقیقی کے مالک اور بامر الہیٰ مقرر شدہ زمامدار مسلمین امیر المومنین کو اس منصب سے محروم کر کے ایک غصبی خلافت متعین کی لیکن امیر المومنین نے باوجود اس کے کہ خلافت کو اپنا حق سمجھتے تھے۔ اختلاف بین المسلمین خانہ جنگی اور برادر کشی کو مد نظر رکھتے ہوئے فقط حفظ اسلام کی خاطر اپنے مسلم حق اور دوسرے بہت سے حقوق چھوڑ کر چشم پوشی اور گوشہ نشینی اختیار کی پچیس سال تک یہی حالت رہی اور روز بروز مسلمانوں کی حالت خصوصاً دورِ خلیفہ سوم میں انحطاط کی طرف بڑھی اور دینِ مقدس اسلام میں مختلف تبدیلیاں رونما ہونے لگیں اور بڑے بڑے اصحاب رسول کو برطرف رکھا گیا۔ اور اس کے برعکس اول درجہ کے دشمنوں کو بروئے کار لایا گیا۔ یہاں تک کہ امر و نہی مسلمین کو مروان بن حکم جیسے افراد کے ہاتھوں میں دے دیا گیا جو کہ راندہ پیغمبر اکرم تھا۔ اور آنحضرت نے اس کے خون تک کو حلال قرار دیا تھا۔ اور اسی طرح کی بہت سی مثالیں بھی موجود ہیں آخر کار مسلمان ان حالات سے تنگ آ گئے اور یہی وجہ تھی کہ خلیفہ سوم اپنے انجام کو پہنچے۔ اور یہ خطرناک حالت عالم اسلام میں انقلابات داخلی و خارجی کو راہ دے رہی تھی اور ہر طرف سے مسلمانوں کی باگ ڈور نالائق افراد تھامے ہوئے تھے۔

جب مسلمانوں نے یہ آشفتہ و نابد سامان حالت دیکھی تو وہ سمجھ گئے کہ ان حالات کو سوائے ولایت و خلافت حقیقی کے مالک اور پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جانشین واقعی کے کوئی دوسرا منظم نہیں کر سکتا تو وہ لوگ بروز جمعہ پانچ ذوالحجہ ۳۵ھ کو حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کے گرد جمع ہوئے اور شدید اصرار سے انہیں خلافت پر راضی کیا اگرچہ خلافت بہ امر خدا و بنص رسول حضرت علی علیہ السلام ہی کی حق تھی لیکن اجماع مسلمین بھی ہو گیا اور بالآخر حق اپنے حقیقی فرد کی طرف پہنچ گیا۔

اس طرح آپ کی خلافت ظاہری کی مدت چار سال نو ماہ تین دن ہوئی۔

جنگِ جمل

جناب امیر المومنین نے امورِ خلافت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد ان ناروا باتوں کا جو

خلفائے گزشتہ کے دور میں رواج پا گئی تھیں کلی طور پر سدِ باب کیا اور بیت المال کو عدالت کاملہ سے بالسویہ مسلمانوں میں تقسیم فرمایا اور مسلمانوں پر مسلط ظالم اور نالائق حکمرانوں کو برطرف کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں لوگ جناب امیر المومنین علیہ السلام کی دشمنی پر آہستہ آہستہ آمادہ ہونے لگے۔ بالآخر طلحہ و زبیر سعد بن ابی وقاص، مروان بن حکم اور عائشہ دختر ابوبکر کی تحریکات نے جنم لیا اور یہ لوگ بعض ناراض ہونے والے لوگ اور ضعیف الایمان لوگوں کو جمع کر کے امام علیہ السلام کے مقابلہ کے لئے حوالی بصرہ میں جنگ پر آمادہ ہوئے۔

جناب علی علیہ السلام بھی مسلمانوں کے ایک گروہ کے ساتھ وہاں پہنچے اور سب سے پہلے انہیں پند و نصیحت فرمائی لیکن جب ان سنگین دلوں پر کوئی اثر نہ ہوا تو ناچار ان سے مقاتلہ ہوا جس میں طلحہ و زبیر مارے گئے اور ان کے ساتھی منتشر ہو گئے۔

چونکہ اس میدان جنگ میں عائشہ بنت ابی بکر اونٹ پر سوار ہو کر حاضر ہوئیں تھیں اس لئے اس جنگ کا نام جنگِ جمل پڑ گیا۔

یہ جنگ ۳۶ھ میں واقع ہوئی اور اس جنگ میں شامل مخالفین امام علیہ السلام کو ناکثین کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

جنگِ صفین

جب حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے مقامِ خلافت کو اچھی طرح استوار کر لیا تو غیر شائستہ امارتوں کو ختم کرنے کی طرف متوجہ ہوئے چنانچہ معاویہ بن سفیان جو کہ اسلام و پیغمبر اکرم ﷺ کا سخت دشمن اور خلفائے سابق کی طرف سے امیر شام تھا امارت سے معزول کر دیا لیکن پسر سفیان اپنی خودسری اور کھوئے ہوئے مقام کو حاصل کرنے کی بناء پر آنحضرت کے خلاف عوام الناس کو ابھارتا رہا اور مختلف اطراف و جوانب کے اسلامی ملکوں سے اس قسم کی تحریکیں وجود میں آئیں یہاں تک کہ معاویہ تین لاکھ لشکریوں کے ہمراہ آمادہ جنگ ہوا اور جناب علی علیہ السلام بھی ایک لاکھ بیس ہزار سربازانِ اسلام کو ساتھ لئے ابن سفیان رہبر کفار و مشرکین کے مقابلہ میں نکلے طویل مدت تک جنگ جاری رہی۔ بالآخر جمعہ گیارہ صفر ۳۸ھ کو جنگ اپنے نتیجہ کو پہنچنے والی تھی اور معاویہ کی فوج کو بری طرح شکست کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ لیکن جب مخالفین نے اگلی شب اپنی نجات کی راہیں ہر طرف سے بند پائیں تو ابن

عاص مشیر معاویہ نے حیلہ و فریب سے کام لیتے ہوئے قرآن نیزوں پر بلند کر لینے کا مشورہ دیا چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ لوگ قرآن کو نیزوں پر اٹھا کر ندا دے رہے تھے۔

یامعشر العرب الله الله فی دینکم هذا کتاب الله بیننا وبینکم۔

"اے عربو اپنے دین کو نہ چھوڑنا تمہارے اور ہمارے درمیان یہ اللہ کی کتاب ہے"۔

اور دوسری طرف امیر المومنین فرما رہے ہیں:

اللهم انک تعلم انهم ماالکتاب یریدون فاحکم بیننا وبینهم۔

"خدایا تو جانتا ہے کہ یہ تیری کتاب نہیں چاہتے تو ہمارے درمیان فیصلہ فرما"۔

لیکن بہت سے سادہ دل اور ضعیف الایمان لوگ حضرت کا ساتھ چھوڑ ابن عاص کے مکر و فریب اور تبلیغات سوء سے متاثر ہو کر آپ کے مخالف بن گئے اس جنگ میں آپ کے مخالفین کو قاسطین کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

جنگِ نہروان

جب جنگ صفین جیسا کہ بیان ہوا ابن عاص کے مکر و فریب سے اپنی آخری حالت تک پہنچی تو حضرت علی علیہ السلام شجرہ خبیثہ کی سرکوبی معاویہ کی حکمرانی کو ختم کرنے کی غرض ایک لشکر کے ساتھ شام کی طرف بڑھے سب سے پہلے آپ نے راستہ ہی میں آپ کے فرمان سے خارج شدہ خوارج کو جو کہ نہروان میں آپ کے نمائندہ عبداللہ بن حباب کے قاتل تھے اطاعت اور توبہ کرنے کی دعوت دی اور پند و نصیحت فرمائی لیکن وہ لوگ عناد و خودسری پر ڈٹے رہے اور مخالفت امام میں بارہ ہزار لشکریوں کو صف آرا کیا آنحضرت نے بھی ان پر حملہ کر دیا اور اس جنگ میں آٹھ ہزار افراد نے لشکر خوارج سے توبہ کی اور آنحضرت کے لشکر سے ملحق ہو گئے اور ان کے چار ہزار لشکری مارے گئے اور صرف نو آدمی ان کے لشکر سے باقی بچے باقی آنحضرت کے لشکر سے صرف نو آدمی شہید ہوئے۔

اور جناب امیر المومنین نے جنگ سے قبل یہ فرمایا تھا کہ میرے لشکر سے اس جنگ میں دس آدمیوں سے کم شہید ہوں گے اور دوسری طرف سے دس آدمیوں سے کم بچیں گے اس جنگ میں شامل مخالفین امام علیہ السلام کو مارقین کہتے ہیں۔

ازواج امیرالمومنینؑ:

آپ کی سب سے پہلی ہمسر بانوی بانوان جہان خاتونِ محشر حضرت صدیقہ طاہرہ فاطمہ زہراء جگر گوشہ رسول سلام اللہ علیہا تھیں اور جب تک آپ زندہ رہیں علی علیہ السلام نے دوسری شادی نہیں کی۔

آپ کی باقی ازواج میں سے معروف زوجہ جناب فاطمہ ام البنین ہیں جو کہ قمر بنی ہاشم ابوالفضل العباس کی مادر گرامی ہیں۔ آپ کی بہت سی دوسری ازواج بھی ہیں اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم تفصیل بیان نہیں کرسکتے۔

اولادِ علی علیہ السلام:

بمطابق روایت مشہور آپ کی اولاد کی تعداد اٹھائیس ہے۔ جن میں بارہ بیٹے اور سولہ بیٹیاں ہیں۔ بطن جناب فاطمہ کبریٰ سے امامین ہمامین حضرت امام حسن و امام حسین سید الشہداء ہیں جو بعد میں شہادت پدر بزرگوار یکے بعد دیگرے امامت کے درجہ پر فائز ہوئے اور بطن ام البنین سے قمر بنی ہاشم ابوالفضل العباس ہیں جو کہ کربلا میں سید الشہداء کے علمدار تھے۔

جناب زینب کبریٰ اور جناب ام کلثوم دختران امیرالمومنین ہیں اور ان دو بانوی عالیشان کی جلالت قدر اور مقام رفیع سے ہر ایک واقف ہے۔ محض رعایت اختصار سے ہم بقیہ اولادِ علی کو شمار نہیں کررہے۔

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

آپ کا مشہور ترین اسم مبارک فاطمہ مشہور ترین لقب الزہراء اور مشہور کنیت ام ابیھا ہے آپ کے والد گرامی جناب رسالت ماب والدہ ماجدہ خدیجتہ الکبریٰ اور شوہر نامدار علی امیرالمومنین ہیں۔

تولد:

علی المشہور آپ کی ولادت مکہ مکرمہ میں جناب خدیجہ کے گھر بروز جمعہ بیس جمادی الاخر بعثت کے پانچویں سال ہوئی۔

وفات:

مشہور ہے کہ آپ اپنے والد بزرگوار کے بعد صرف ۷۵ دن زندہ رہیں اور اقوی قول یہ ہے کہ ۹۵ دن زندہ رہیں اور بوقت وفات آپ کی عمر اٹھارہ برس تھی۔

مرقد و مدفن:

جناب فاطمہ زہراء اس دنیا سے مظلوم و شہید گئیں۔ آپ نے بوقت وفات امیر مومناں ابن ابی طالب کو وصیت فرمائی کہ آپ انہیں بوقت شب دفن کریں تاکہ ستم کار و ظالم جنہوں نے آپ کو اذیتیں دیں جنازہ میں شامل نہ ہو سکیں۔ نیز آپ نے یہ بھی وصیت فرمائی کہ مصلحت کے تحت میری قبر کو مخفی رکھا جائے بایں وجہ اب تک آپ کی قبر پوشیدہ ہے جسے سوائے اہل اسرار کے کوئی نہیں جانتا۔

اولاد:

آپ کے فرزند امامین ہمامین السید حسن و الحسین ہیں اور جناب محسن ہیں جو کہ اس وقت شہید ہو گئے جب ظالمین نے آپ کی والدہ ماجدہ پر ظلم کیا اور آپ کی بیٹیاں جناب زینب کبریٰ اور جناب ام کلثوم ہیں۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام

آپ کا اسم مبارک حسن مشہور ترین مجتبیٰ اور کنیت ابو محمد ہے آپ کے والد گرامی امیر المومنین علی بن ابی طالب اور والدہ ماجدہ جناب صدیقہ طاہرہ فاطمہ زہرا ہیں۔

ولادت:

آپ نے بروز سوموار پندرہ رمضان المبارک ۳ھ کو مدینہ طیبہ میں اس صحنہ جہاں کو اپنے نورِ جمال سے روشن فرمایا۔

اور بعد از وفات پدر گرامی مقام ولایت و امامت پر فائز ہوئے۔

شہادت:

صحیح قول یہ ہے کہ آپ بروز جمعرات اٹھائیس صفر المظفر ۵۰ھ کو مدینہ میں شہید ہوئے اور

آپ کو مسموم شہید کیا گیا اور معاویہ نے آپ کی بے وفا و جفاکار زوجہ جعدہ بنت اشعث کے ذریعے آپ کو زہر دلوائی۔

مدفن:

آپ نے وصیت فرمائی کہ اگر کوئی اختلاف وجود میں نہ آئے تو مجھے نانا کے قریب میں دفن کرنا ورنہ قبرستان بقیع میں لیکن جب جناب سید الشہداء آپ کی وصیت کے مطابق جنازہ کو قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لے گئے تو عائشہ دختر ابی بکر جہال بنی امیہ کے ہمراہ خچر پر سوار ہو کر نمودار ہوئی اور جگر گوشہ پیغمبر کے جنازے پر تیر برسائے گئے۔ بایں وجہ سید الشہداء نے اپنے مسموم برادر کو جنت البقیع میں دفن فرمایا۔

بوقت شہادت آپ کا سن مبارک سینتالیس (۴۷) سال تھا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام

آپ کا نام نامی حسین لقب مبارک سید الشہداء اور کنیت جو کہ مشہور ہے ابو عبد اللہ ہے آپ کے والد بزرگوار امیر المومنین حضرت علی ہیں اور والدہ گرامی جناب زہراء سلام اللہ علیہا ہیں۔

تولد:

آپ نے بروز جمعرات ۳ شعبان ۴ھ کو مدینہ منورہ میں ظہور فرمایا۔ اور بھائی کی شہادت کے بعد مقامِ امامت وولایت پر فائز ہوئے۔

شہادت:

سید الشہداء اپنے اصحاب و انصار اور اہل بیت نبوۃ کو ساتھ لے کر اعلاء کلمہ توحید اور حفاظت دین و احکام و یادگار مقدس پیغمبر اسلام کے لئے مدینہ سے اٹھائیس رجب المرجب کو روانہ ہوئے۔ اور دوم محرم الحرام کو وارد کربلا ہوئے اور راہ رضا و لقای محبوب کے لئے اپنے پاک خون اور جان شیرین کو قربان کر دیا اور دریائے فرات کے کنارے پیاسے شہید ہوئے۔ حتیٰ کہ اپنے چھ ماہ کے شیر خوار بچے کو بھی قربان کر دیا۔

اس میدان میں آپ پر ظلم روا کرنے والا یزید بن معاویہ علیہ لعنۃ تھا۔ جس نے آپ کی عزت و

ناموس تک کا بھی خیال نہ کیا اور اہل بیت پیغمبر کو اسیر بنا کر سر ننگے بازار کوفہ و شام میں پھرایا۔
یہ واقعہ ۶۱ھ میں ہوا بروز عاشور بعد از عصر امام مظلوم پر شمر بن ذی الجوشن نے خنجر سے وار کر کے سجدہ کی حالت میں شہید کیا اور کربلا کے گرم میدان میں آپ کے جسدِ مبارک کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے پائمال کیا۔

مدفن:

تین دن تک آپ کا اور آپ کے جوانان و اصحاب کے لاشے تابش آفتاب کے نیچے ریگستان کربلا میں پڑے رہے اور کسی نے دفن نہ کئے تو امام علی بن الحسین علیہما السلام نے آپ اور آپ کے باقی انصار کو دفن فرمایا۔
یوں زمین مقدس کربلاء شہیدانِ راہِ حق کو لئے اس روز سے آج تک عاشقان حق و حقیقت کے لئے کعبہ مقصود و قبلہ معنوی بنی ہوئی ہے۔

امام چہارم علی بن الحسین علیہما السلام

آپ کا اسمِ گرامی علی مشہور ترین کنیت زین العابدین اور لقب شریف ابوالحسن ہے۔
آپ کی والدہ ماجدہ جناب شہر بانو دختر یزدگرد سوم شہنشاہِ ایران ہیں۔ اس بانوی باعظمت کے بارے میں مختلف روایات وارد ہوئی ہیں کہ وہ کیسے ہمسریٔ سید الشہداء میں آئیں۔
مجملہ اصول کافی میں امام محمد باقر سے روایت ہے کہ یہ بانوی جلیل القدر اپنی بہن کے ساتھ اسیران ایران کے ہمراہ اسیر ہو کر زمانۂ خلافت دوم میں مسجد مدینہ آئیں۔
جب خلیفہ عمر نے آپ کی طرف نظر کی تو آپ نے اپنے روی مبارک کو پکڑ کر فارسی میں کہا "اف بے روج بادا ہرمز" عمر چونکہ فارسی نہیں جانتے تھے سمجھے کہ مجھے گالی دے رہی ہیں۔ اس لئے غضبناک ہو گئے اور چاہتے تھے کہ بانو باحیا کی توہین کر کے انہیں اذیت پہنچائے۔ لیکن اسی مجلس میں جناب امیر المومنین علیہ السلام تشریف فرما تھے جب آپ نے جناب شہر بانو کے بارہ میں عمر کا ناروا ارادہ دیکھا تو مظلومہ کا دفاع کرتے ہوئے فرمانے لگے۔ اے عمر تو کوئی حق نہیں رکھتا کہ ایک شریف خاندان کی لڑکی کو اذیت پہنچائے جبکہ اس نے تجھے گالی بھی نہیں دی ہے اور تجھے پتہ ہے کہ جناب

پیغمبر نے فرمایا:

"اکرمو کریم کل قوم"

بنابریں آپ کو آزاد چھوڑا گیا کہ ان جوانانِ اسلام میں سے کسی کی ہمسری قبول فرمائیں۔

جناب شہر بانو اٹھیں اور اپنا ہاتھ شانہ سید الشہداءؑ پر رکھا تو جناب امیرالمومنینؑ نے فرمایا اے سید الشہداء بشارت ہو تجھے کہ اس بانوی باحیا سے تیرا ایک فرزند پیدا ہوگا۔ جو مردم اہل زمین سے بہتر و شریف ہوگا پس اس بانوی باعظمت کے بطن سے جناب سید الساجدین متولد ہوئے۔

ولادت:

آپ کی ولادت باسعادت بروز اتوار گیارہ جمادی الاول ۳۸ھ میں ہوئی۔

ایک قول ہے کہ جناب شہر بانو نے زچگی ہی میں اس دنیا کو الوداع کہا اور ایک احتمال ہے کہ آپ کربلا میں بروزِ عاشور عالم ضعیفی میں تھیں۔

وفات:

آپ بروز ہفتہ پچیس محرم الحرام ۹۵ھ کو زہر سے شہید ہوئے۔

آپ کی عمر بوقت وفات ستاون برس اور بروز عاشور تیس سال کی تھی۔ اور آپ کی مدت امامت چونتیس سال ہوئی۔

مدفن:

آپ کو مدینہ منورہ کے قبرستان بقیع میں اپنے چچا امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے قرب میں دفن کیا گیا۔ کتاب صحیفہ سجادیہ جواخت القرآن کے نام سے معروف ہے۔ آپ کے دعا و مناجات اور سخنان گہر بار کا خزانہ ہے۔ اور قرآن و نہج البلاغہ کے بعد زمین میں سب سے زیادہ پر ارزش و متین ترین کتاب ہے آپ کو ولید بن عبدالمالک کے حکم سے زہر دی گئی۔

اولاد:

آپ کے گیارہ بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں جناب امام محمد باقر علیہ السلام آپ کی اولاد میں سب سے بڑے فرزند تھے۔

امام محمد باقر علیہ السلام

آپ کا نام نامی محمد شریف مشہور لقب باقر اور کنیت ابو جعفر ہے آپ امام زین العابدین کے فرزند اور جناب فاطمہ بنتِ حسن مجتبیٰ کی آنکھوں کا نور ہیں۔

آپ کی والدہ کے بارے میں امام صادقؑ فرماتے ہیں۔

كانت صديقة ولم تدرك فى آل الحسن امرة مثلها۔

"یعنی با نور راست گو کی نظیر اولاد حسن میں نہیں ہے۔

تولد:

آپ نے بروز جمعہ یکم رجب المرجب ۵۷ کو اس جہاں کو اپنے نور جمال سے منور فرمایا۔

وفات:

اور بروز ہفتہ سات ذوالحجہ ۱۱۴ھ میں رحلت فرمائی۔ بروز عاشورہ آپ کی عمر مبارک چار سال اور بوقت وفات حضرت زین العابدین تقریباً اڑتیس برس کی تھی اور آپ کی کل عمر اٹھاون سال ہوئی۔

اور بعد از پدر بزرگوار بیس سال درجہ امامت وولایت پر فائز رہے۔

آپ کو بھی ہشام بن عبدالملک کے حکم سے مسموم شہید کیا گیا اور اپنے والد بزرگوار کے جوار میں دفن ہوئے۔

اولاد:

آپ کے پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں جن میں سب سے بڑے بزرگ امام جعفر صادق تھے۔ شیعہ روایات واحادیث زیادہ تر آپ اور آپ کے فرزند گرامی امام جعفر صادق سے مروی ہیں کیونکہ آپ ہی کو اتنی فرصت ملی تھی کہ حقائق مقدس اسلام کو اہلِ حق پر آشکار فرمائیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

اسمِ مبارک جعفر کنیت ابو عبداللہ اور لقب صادق ہے آپ کی والدہ ماجدہ جناب ام فروہ بنتِ قاسم بن محمد بن ابی بکر ہیں۔

ولادت:

بروز جمعہ سترہ ربیع الاول ۸۳ھ میں واقع ہوئی اور وفات پچیس شوال ۱۴۸ھ میں ہوئی۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

اسم گرامی موسیٰ کنیت ابوالحسن اور لقب کاظم ہے آپ کی والدہ ماجدہ حمیدہ بربریہ ہیں۔

ولادت

بروز اتوار سات صفر ۱۲۸ھ میں مقام ابواء پر ہوئی اور وفات بروز جمعہ پچیس رجب ۱۸۳ھ بغداد میں زہر سے ہوئی۔

حضرت امام رضا علیہ السلام

اسم مبارک علی کنیت ابوالحسن ثانی اور لقب رضا ہے آپکی والدہ گرامی جناب نجمہ خاتون ہیں۔

ولادت:

بروز جمعرات گیارہ ماہ ذیقعدہ ۱۴۸ھ مدینہ منورہ میں ہوئی اور وفات آخر ماہِ صفر ۲۰۳ھ میں خراسان میں زہر سے ہوئی۔

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام

اسم گرامی محمد کنیت ابو جعفر الثانی اور لقب تقی و جواد ہیں آپ کی والدہ ماجدہ خیزرانہ ہیں۔

ولادت:

دس ماہ رجب ۱۹۵ھ میں ہوئی اور شہادت آخر ماہ ذی قعدہ ۲۲۷ھ بغداد میں زہر سے ہوئی۔

حضرت امام علی نقی علیہ السلام

اسمِ شریف علی کنیت ابوالحسن الثالث اور القاب نقی و ہادی ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ سمانہ مغربیہ ہے۔

ولادت:

بروز منگل پندرہ ماہ ذی الحجہ ۲۱۲ھ میں ہوئی اور شہادت بروز اتوار تین رجب المرجب ۲۵۴ھ میں ہوئی اور سر من رائے میں دفن ہوئے۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

اسم مبارک حسن کنیت ابو محمد اور لقب عسکری ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ سوسن ہیں۔

ولادت:

بروز جمعہ آٹھ ربیع الثانی ۲۳۲ھ میں ہوئی اور شہادت بروز جمعہ آٹھ ربیع الاول ۲۸۰ھ میں ہوئی آپ کو بحکم معتمد زہر سے شہید کیا گیا اور سر من رائے میں دفن ہوئے۔

حضرت حجتہ بن العسکری علیہ السلام

آپ کا اسمِ گرامی اپنے جدِ بزرگوار کے اسم گرامی پر ہے۔ اور کنیت ابوالقاسم ہے اور القاب مشہور مہدی حجتہ اللہ بقیتہ اللہ ہیں۔

آپ کا اسم گرامی صریحاً لینا ممنوع ہے جیسا کہ بعض اخبار سے معلوم ہوا ہے اسی لئے ہم یہاں اشارہ پر ہی کفایت کرتے ہیں آپ کے پدر بزرگوار حضرت امام حسن عسکری ہیں اور والدہ ماجدہ جناب ملیکہ دختر یشوعا فرزند قیصر روم ہیں۔ جنہیں نرجس خاتون کہتے ہیں۔

اسی بانوی جلیل القدر کا نسب مادر ، جناب شمعون وصی عیسیٰ علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔

آپ کی ولادت:

بنا بر قول مشہور آپ نے شب جمعہ پندرہ شعبان ۲۵۰ھ میں اپنے نور و جمال سے اس جہان کو روشن و منور فرمایا۔ آپ کی عمر بوقت شہادت پدر بزرگوار امام حسن عسکری علیہ السلام صرف پانچ سال تھی۔
کیفیت ولادت باسعادت حضرت ولی عصر علیہ السلام محکم و معتبر اسناد کے ساتھ کلینی شیخ صدوق شیخ طبرسی اور سید مرتضیٰ اعلی اللہ مقامھم نے جناب حکیمہ خاتون دختر امام جواد علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ یہ بانوی جلیل القدر فرماتی ہیں کہ:

"میں امام حسن عسکری علیہ السلام کے گھر میں تھی بوقت غروب آفتاب میں نے چاہا کہ گھر جاؤں تو آنحضرت نے فرمایا اے پھوپھی جان! آج ہمارے گھر ہی رہو کہ خداوند کریم آج رات ایک مولود مسعود عنایت فرمائے گا میں نے عرض کی کہ وہ مولود کس بانو سے ہو گا تو آپ نے فرمایا نرجس خاتون سے۔

حکیمہ خاتون فرماتیں ہیں میں نرجس خاتون کے پاس چلی گئی لیکن میں نے آثار ہائے حمل بالکل ہی مشاہدہ نہ کئے واپس لوٹی امام علیہ السلام سے عرض کی کہ میں اُن میں آثار حمل بالکل نہیں پاتی۔
آنحضرت نے تبسم کیا اور فرمایا کہ بوقت طلوع فجر ان میں اثر طلوع ظاہر ہو گا کیونکہ میرے نور دیدہ کی نظیر مثل موسیٰ ہے کہ ولادت سے پہلے انکا حمل بھی ظاہر نہ ہوا جس کی وجہ یہ تھی کہ فرعون کہیں شکم مادر موسیٰ کو پارہ پارہ نہ کر دے۔ ایک دوسری روایت میں آنحضرتؑ فرماتے ہیں کہ اوصیاء پیغمبرانؑ کے حمل شکم مادر میں نہیں ہوتے بلکہ خدا کے نور میں ہوتے ہیں اور رحم سے پیدا نہیں ہوتے بلکہ ران مادر سے باہر آتے ہیں۔ پس ہم خدا کے نور ہیں اور خدا نے نجاست کو ہم سے دور کیا ہے تائید کلام امام پر یہ آیہ مبارکہ:

انما یرید اللہ الخ

موجود ہے جو کہ باتفاق جمیع مفسرین آئمہ اطہار کی شان میں نازل ہوئی۔

پھر جناب حکیمہ فرماتیں ہیں میں طلوع صبح تک جناب نرجس کے پاس رہی اور وہ بانو جلیل القدر بوقت صبح اچانک خواب سے بیدار ہوئیں میں نے انہیں آغوش میں لیا اور سینے سے لگایا۔
اسی حال میں دوسرے کمرے سے امام حسن عسکری نے آواز دی اے پھوپھی امام! سورہ انا انزلناہ پڑھو۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ جناب حکیمہ فرماتی ہیں۔

میں اس رات دوسری راتوں کی طرح عبادت میں مشغول تھی جب نماز تہجد ادا کر رہی تھی کہ میں نے دیکھا کہ جناب نرجس بستر سے اٹھیں اور وضو کیا اور نماز شب ادا کی جب میں نے آسمان کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ صبح کاذب طلوع ہو چکی ہے۔ لیکن آثار حمل ابھی تک میں نے مشاہدہ نہیں کئے نزدیک تھا کہ کلام امام پر میرے دل میں شک گزرے کہ دوسرے حجرہ سے صدا بلند ہوئی۔ اے پھوپھی شک نہ کرو اب وہ وقت نزدیک ہے پس اسی وقت میں نے آثار اضطراب جناب نرجس میں مشاہدہ کئے اور انہیں اپنے سینہ سے لگایا پھر آنحضرت نے دوبارہ فرمایا۔ اے عمہ! انا انزلنا پڑھو۔

میں نے اس سورہ مبارکہ کی تلاوت شروع کی کہ وہ نور دیدہ سورہ انا انزلناہ پڑھتے ہوئے مجھ سے ہم کلام ہوا اور سلام کیا مجھے بے حد تعجب ہوا۔ اور اسی حالت حیرانگی میں تھی کہ آنحضرتؑ فرما رہے تھے۔ اے پھوپھی جان! خدائے کریم کی قدرت پر تعجب نہ کر کہ خدا نے ہمارے بچوں کو حکمت عطا کی ہے اور بڑوں کو اپنی حجت قرار دیا ہے۔

ابھی کلام امام ختم نہ ہونے پایا کہ جناب نرجس میری آنکھوں سے غائب ہو گئیں جیسا کہ میرے اور ان کے درمیان حجاب آ گیا ہے۔ میں مضطرب ہوئی اور چیختی ہوئی خدمت امام علیہ السلام میں حاضر ہوئی۔ امام علیہ السلام نے فرمایا۔ اے پھوپھی جان واپس جاؤ۔ تم جناب نرجس کو اپنی جگہ پر پاؤ گی میں واپس آئی تو دیکھا کہ وہ پردہ ہٹا ہوا ہے اور میری آنکھوں کا نور میرے سامنے ہے۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ جناب حجتہ اللہ الاعظم سجدہ میں اپنی انگشت سبابہ کو آسمان کی طرف بلند کر کے پڑھ رہے ہیں۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان جدی رسول اللہ وان ابی امیرالمؤمنین ولی اللہ۔

اور بعد ازاں فرد بفرد تمام آئمہ اطہار کے نام شمار کئے حتیٰ کہ اپنے اسم گرامی تک پہنچے تو عرض کی اے بار الہا میرے وعدہ کو وفا کر اور میرے امر کو تمام فرما اور میرے سبب سے زمین کو عدل سے پُر کر دے۔

اس وقت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا اے عمہ میرے نور دیدہ کو میرے پاس لاؤ۔ جب میں لے گئی تو میرے آقازادے نے پدر بزرگوار کو سلام کیا۔ آنحضرت نے اپنے پسر بزرگوار کو آغوش میں لیا تو میں نے دیکھا کہ فرشتے مثل پرندگان پروں کو پھیلائے ہوئے صف کشیدہ ہیں آنحضرت نے اُن میں سے ایک کو بلایا اور فرمایا کہ میرے بیٹے کو لے جا اور پھر چالیس روز بعد اسے میرے پاس لے آنا بس اس فرشتہ نے حجتہ اللہ کو اٹھایا اور آسمان کی طرف پرواز کر گیا اور دوسرے

فرشتے بھی ساتھ روانہ ہوگئے۔

جناب نرجس اس واقعہ سے ناخوش ہوئیں اور دوری فرزند پر گریہ کرنے لگیں تو آنحضرت نے فرمایا اے نرجس گریہ نہ کر کہ تیرے سوا کسی اور کا شیر تیرے بیٹے پر حرام ہے جلد ہی تیرا فرزند واپس آئے گا جیسا کہ موسیٰ اپنی ماں کی طرف لوٹے تھے۔ قولہ تعالیٰ:

فرددناہ الی امہ کی تقر عینہا ولا تحزن۔

جناب حکیمہ فرماتیں ہیں میں نے سوال کیا کہ یہ فرشتہ کون تھا آنحضرت نے فرمایا یہ روح القدس تھے۔ شیخ طوسی نے الغیبتہ میں نقل کیا ہے کہ جس وقت حجتہ اللہ کو اپنے پدر بزرگوار کے پاس لایا گیا تو آپ نے انہیں اپنے دائیں زانو پر بٹھایا اور فرمایا اے نور دیدہ باقدرت الہیٰ گویا ہو اس موقعہ پر آنحضرت نے شیطان سے استعاذہ فرمایا اور:

ونرید ان نمن الخ۔

پڑھا۔ جناب حکیمہ فرماتی ہیں کہ میں زمانہ امام حسن عسکری میں ہر چالیسویں روز حضرت حجتہ کی زیارت کے لئے آیا کرتی تھی کہ ایک دن قبل از وفات امام حسن عسکری نے حجتہ اللہ کو ایک مرد کامل دیکھا تو آپ کو نہ پہچان سکی اور امام علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ بزرگوار کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ نرجس کے فرزند اور میرے بعد خلیفتہ اللہ ہیں اور حسن عسکری کی وفات کے بعد میں ہر روز صبح و شام حضرت بقیتہ اللہ سے ملاقات کرتی اور جو سوال پوچھتی آپ مجھے خبر صحیح سے آگاہ فرماتے۔

کیفیت غیبت امام زمان علیہ السلام

معتبر و متواتر اخبار میں وارد ہوا ہے کہ غیبت امام زمان دوبارہ ہوئی غیبت صغریٰ و غیبت کبریٰ۔

غیبت صغریٰ:

اس غیبت کی مدت آپ کی ولادت سے آپ کے آخری نائب خاص جناب علی بن سیمری تک ہے۔ جو کہ ۷۴ سال ہے اگرچہ ولی عصر اپنی ولادت باسعادت کے بعد لوگوں میں امامت پر متمکن تھے لیکن سوائے اپنے خاص اصحاب کے کسی عام شخص سے ملاقات نہ فرمائی۔

اور آپ تمام احکام دینی انہی نوابِ خاص کے ذریعے پہنچاتے تھے پس اسی زمانہ کو غیبتِ صغریٰ کہتے ہیں۔

ہم ان خاص نائبین جن کی تعداد چار ہے کے مختصر حالاتِ زندگی نقل کرتے ہیں۔

جناب عثمان بن سعید الاسدی، جناب محمد بن عثمان بن سعید، جناب حسین بن روح النوبختی، جناب علی بن محمد سمیری رضوان اللہ علیہم۔

۱۔ جناب عثمان بن سعید الاسدی:

آپ امام علی نقی و امام حسن عسکری علیہما السلام کے بھی نائب تھے اور بعد از وفات امام حسن عسکری (ع) آپ حجتہ اللہ کے نائب خاص ہوئے اور آپ کی نیابت خاصہ کے بارہ میں بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں جیسا کہ امام علی نقی سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

"عثمان بن سعید موردِ اطمینان صاحب وثوق اور ہمارے امین ہیں جو کچھ تمہیں کہتے ہیں اور پہنچاتے ہیں وہ ہماری گفتگو ہے اور حضرت امام حسن عسکری سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے تمام توقیعات اور اوامر حضرت ولی عصر جناب محمد بن عثمان کے ہاتھوں شیعوں تک پہنچے ہیں آپ کی قبر بغداد میں ہے"۔

۲۔ جناب ابو جعفر محمد بن عثمان بن سعید:

آپ اپنے پدر بزرگوار کی وفات کے بعد امام زمانہ کے نائب خاص مقرر ہوئے۔ اور آپ کی نیابت خاصہ کی توقیع حضرت ولی عصر کی طرف سے صادر ہوئی جو کتب میں تفصیل سے درج ہے۔ آپ صاحب کرامات تھے۔ بہت سے کتابیں علمِ فقہ میں تحریر فرمائیں اور جو کچھ امام علی نقی اور امام حسن عسکری سے سنا اسے اپنی کتابوں میں درج کیا۔ بحار الانوار میں علی بن احمد دلال قمی سے روایت ہے کہ اس نے کہا میں ایک دن جناب محمد بن عثمان کے پاس آیا اور دیکھا کہ ایک تختہ ان کے سامنے پڑا ہے اور آپ اس میں آیات قرآنی لکھ رہے ہیں۔ اور اس تختہ کے اردگرد اسمائے آئمہ اطہار تحریر ہیں۔ میں نے عرض کی یہ تختہ کس لئے ہے۔ تو آپ نے فرمایا یہ میری قبر کا مال ہے اور میں اس پر تکیہ کرتا ہوں۔ ہر روز اپنی قبر میں جاتا ہوں اور اس میں سے ایک آیت مجیدہ تلاوت کرتا ہوں پھر انہوں نے میرے ہاتھ کو پکڑا اور اپنی قبر دکھائی اور کہا کہ فلاں دن فلاں ماہ وسال رحلت کروں گا اور اس قبر میں دفن ہوں گا اور یہ تختہ بھی میرے ساتھ ہو گا۔

علی بن احمد دلال کہتا ہے کہ میں نے اس تاریخ کو جس کا جناب محمد بن عثمان نے اپنی وفات

کے لئے تعین کیا تھا اچھی طرح یاد رکھا اور انتظار کرنے لگا آیا آپ اس تاریخ کو رحلت فرمائیں گے یا نہ پھر کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ آپ نے اسی روز وفات پائی جو کہ انہوں نے معین کیا تھا۔

غیبت شیخ طوسی میں مذکور ہے کہ آپ نے آخر ماہ جمادی الثانی ۳۰۵ھ میں وفات پائی اور اپنے پدر بزرگوار کے پہلو میں دفن ہوئے اور پنجاہ سال تک امام زمانہ کے نائب خاص رہے۔

۳۔ جناب ابوالقاسم حسین بن روح نوبختیؒ:

جناب محمد بن عثمان کے بعد دوسرے نائب خاص مقرر ہوئے یہ بزرگوار مورد احترام و تصدیق خاصہ و عامہ ہیں اور بحار الانوار میں غیبت طوسی سے نقل ہے کہ اس زمانہ میں مشائخ و بزرگان شیعہ شک رکھتے تھے کہ اگر محمد بن عثمان وفات پاگئے تو جعفر بن احمد بن مقبل کو نیابت پر مقرر کیا جائے گا یا اس کے باپ کو کیونکہ یہ دونوں جناب محمد بن عثمان سے خصوصیات رکھتے تھے حتیٰ کہ آپ آخری عمر میں کھانا بھی انہی کے گھر میں کھاتے تھے۔

جناب جعفر بن احمد کہتے ہیں کہ میں محمد بن عثمان کی وفات کے وقت حاضر ہوا اور ان کے سرہانے بیٹھ گیا اور جناب ابوالقاسم حسین بن روح آپ کے پائنتی کی طرف تھے۔ اسی وقت جناب محمد بن عثمان نے میری طرف توجہ کی اور فرمایا کہ میں امام زمانہ کی طرف سے مامور ہوں اور وصیت کرتا ہوں کہ میرے بعد نیابت خاصہ جناب حسین بن روح کے لئے مخصوص ہے۔ اور میں نے انہیں اپنا جانشیں بنایا۔ جعفر بن احمد کہتے ہیں کہ جونہی میں نے یہ سنا اور جناب حسین بن روح کا ہاتھ پکڑا اور انہیں اُن کے سرہانے کی طرف بٹھایا اور خود پائنتی کی طرف بیٹھ گیا۔ جناب حسین بن روح اکیس سال نائب خاص رہے اور شعبان ۳۲۶ھ میں رحلت فرمائی اور بغداد میں دفن ہوئے۔

۴۔ جناب ابوالحسن بن محمد سمیریؒ:

آپ آخری نائب خاص ولی عصر ہیں اور جناب حسین بن روح کے بعد نیابت خاصہ سے مفتخر ہوئے اور ۳۲۹ھ ۱۵ ماہ شعبان کو بغداد میں رحلت فرمائی۔ اور وہیں دفن ہوئے جس سال میں آپ نے وفات پائی اسے تناثر نجوم کہتے تھے کیونکہ بہت سے علماء و محدثین نے اسی سال دنیا سے رحلت فرمائی۔

جناب محدث قمی نے ہدیۃ الزائرین میں عراق و کاظمین کے زائرین کو تاکید کی ہے کہ انہیں چاہیئے کہ نواب اربعہ کی زیارت کے لئے ضرور جائیں۔

جناب علی بن محمد کے بعد زمانہ غیبت کبریٰ شروع ہوتا ہے اور ان ایام میں آنحضرتؑ نے اپنا کوئی نائب خاص مقرر نہیں فرمایا بلکہ شیعان امام اب آپ کے نواب عام علماء و مجتہدین کی طرف دینی

مسائل کے لئے رجوع کرتے ہیں۔ آپ کی غیبت کبریٰ آپ کے ظہور تک ہے اور خدا ہی جانتا ہے کہ آپ کب ظہور فرمائیں گے۔

علائم ظہور

محدثین و مشائخ نے ظہور امام زمانہ علیہ السلام کی علامات کے بارے میں بہت سی روایات نقل کی ہیں۔ ہم بوجہ اختصار چند احادیث ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ ثواب الاعمال میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے ظہور حجت کی علامات کے بارے میں فرمایا کہ میری امت اس وقت اس طرح ہو گی کہ قرآن صرف نشانی کے طور پر پڑھیں گے اور اسلام صرف نام ہو گا یعنی لوگ خود کو مسلمان سمجھتے ہوں گے لیکن اسلام سے دور ہوں گے مساجد آباد ہوں گی لیکن نور ہدایت خاموش ہو گا۔ فقہا اس وقت بد ترین لوگوں میں شمار ہو گی اور سر چشمہ فتنہ ہوں گے۔

۲۔ شیخ الطائفہ ابو جعفر طوسی رضوان اللہ علیہ نے عمیرہ بنت نفیل نامی عورت کے حوالہ سے امام حسن علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جس ظہور امام کے تم منتظر ہو وہ اس وقت تک نہ ہو گا کہ تم لوگ ایک دوسرے سے بے زاری اختیار کرو گے اور ایک دوسرے کے منہ پر تھوکو گے اور ایک دوسرے پر کفر کا الزام لگاؤ گے میں نے کہا کیا اس زمانہ میں بھلائی نہ ہو گی امام علیہ السلام نے فرمایا کُل بھلائی اسی زمانہ میں ہو گی چونکہ ہمارے قائم اُس زمانہ میں ظہور فرماویں گے اور اس فتنہ کو رفع کر دیں گے۔

۳۔ کتاب غیبت نعمانی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے مفضل سے ارشاد فرمایا اے مفضل کیا تو جانتا ہے کہ زوراء شہر کہاں واقع ہے۔

مفضل نے کہا خدا اور حجت خدا ہی بہتر جانتے ہیں۔ شہر رے کے اطراف میں ایک سیاہ پہاڑ ہے اس کے دامن میں تہران نامی شہر آباد کیا جائے گا زوراء وہاں ہے اس شہر کے محلات بہشت کے محلات کی طرح اور اس کی عورتیں حورانِ جنت کی طرح ہوں گی عورتیں کفار کے لباس پہنیں گی مردوں کی طرح سخت ہوں گی۔ اپنی آرائش و زیبائش کریں گی زینوں پر سوار ہوں گی اپنے شوہروں کو اپنے آپ سے دور کریں گی اور ان کے ساتھ زندگی گزارنا اپنے لئے حقیر سمجھیں گی اسی وجہ سے اپنے شوہروں سے طلاق مانگیں گی اسی زمانہ میں مرد مردوں پر اکتفاء کریں گے اور عورتیں عورتوں پر اور مرد اپنی

زیبائش عورتوں کی طرح کریں گے۔ اور عورتیں مردوں کی آراستہ ہوں گی۔ اے مفضل اگر تمہیں دین کا دکھ ہے تو اس شہر میں ہر گز قیام نہ کرنا اور اس شہر کو چھوڑ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر پناہ لینا جس طرح کہ لومڑی اپنے بچوں کو دشمنوں سے بچاتے ہوئے ہر غار میں پناہ ڈھونڈتی ہے تم بھی اسی طرح اپنے دامن کو بچانے کے لئے پہاڑوں کی چوٹیوں اور غاروں میں پناہ ڈھونڈھنا۔

سرِدست یہ چند احادیث علامات ظہور میں سے بطور نمونہ نقل کی جاتی ہیں جو کہ بطور مشتے از خروارے یا قطرہ از دریا ہیں۔ اس موضوع پر بے شمار احادیث ہیں جو کہ مفصل کتب میں موجود ہیں شائقین ان کی طرف رجوع فرما سکتے ہیں کیونکہ وہ خصوصی طور پر اس موضوع میں لکھی گئی ہیں۔

مبحث معاد جسمانی

اصل سوم از اصول اسلام معاد جسمانی ہے جس کا منکر کافر اور نجس العین ہے یعنی ہر فرد پر واجب ولازم ہے کہ بطور قطع و یقین اس پر ایمان رکھے کہ یہی بدن محسوس وملبوس دینوی بروز قیامت محشور ہو گا یہی جسم و روح بروز قیامت محشور ہوں گے اور مستحق ثواب و عقاب ہوں گے۔ اور یہ اجسام عوارض دنیا سے پاک و پاکیزہ ہو جائیں گے جیسے وہ اول خلقت میں تھے۔ مرحوم محقق طوسی اور علامہ حلی اعلیٰ اللہ مقامہما نے کتب تجرید اور اس کی شرح میں تصریح فرمائی ہے کہ عوارض و زواید بدن کی بروز قیامت بازگشت نہ ہو گی اور تمام محققین شیعہ اسی پر عقیدہ رکھتے ہیں اور جس نتیجہ تک ہم پہنچے ہیں وہ یہ ہے کہ بروز قیامت جو جسم محشور ہوں گے اور موردِ بازخواست اور مستحق بہشت و جہنم ہوں گے وہ یہی روح اور یہی اَجسم و اجساد ہوں گے لیکن ابدان کثافتوں اور عوارض دینوی و خارجی سے پاک ہوں گے۔

دلائل در اثبات معاد جسمانی

گزشتہ فصول میں ثابت ہو چکا ہے کہ خدائے مہربان عادل ہے اور اپنے بندوں پر ذرا بھر بھی ظلم نہیں کرتا اور یہ عالم ایک وسیع ملک کی مانند ہے اور اس کی باگ اور ملکیت صرف حق تعالیٰ ہی کے لئے ہے تو اب عدل و قصناوت ڈور کی وجہ سے لازم ہے کہ خدائے کریم اپنے نیک بندوں کو جزا دے اور

بدکاروں کو سزا دے جیسا کہ ہم پر واضح ہے کہ اس دنیا میں کسی کو اس کے عمل کے مطابق جزا و سزا نہیں ملتی بلکہ بہت سے نیک بندے حسرت و پریشانی کی زندگی گزارتے ہیں اور انہیں اپنے حقوق تک نہیں مل پاتے۔ یہاں تک کہ وہ اس جہاں سے ابدی جہاں کی طرف چلے جاتے ہیں اور کتنے بدکار و ستم گر بڑے کمال و عزت اور شوکت ظاہری سے زندگی بسر کرتے اور جو چاہتے ہیں سو کرتے ہیں۔ اور ہزاروں بے نواؤں کو مظلوم بناتے ہیں اور انہیں اس کی سزا ظاہراً نہیں ملتی تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ خداوند کریم نے (جیسا کہ قرآن مجید میں بھی جس کا وعدہ کیا ہے) ایک ایسا جہان پیدا کیا ہے جس میں ہر آدمی کو اس کے عمل نیک و زشت کی جزا و سزا ملے گی اور اس زندگی کے بعد ایک اور زندگی بھی ہوگی جو حقیقی اور جاودانی ہوگی۔ جس میں ہر آدمی اپنے کئے کا ثمر پائے گا اسی کو ہم مسلمان قیامت و معاد کا نام دیتے ہیں۔

بعد از موت

اعضاء وجوارح کا گویا ہونا

یہ بھی امورِ اعتقادی میں سے ہے جس پر ایمان واجب ہے جیسا کہ قرآن کریم میں اس موضوع کی تصریح ہوتی ہے:

یوم تشهد عليهم السنتهم وايديهم وارجلهم بما كانوا يعملون۔

"جس دن زبان ہاتھ، پاؤں ان کے ناشائستہ اعمال کی گواہی دیں گے" (سورۂ نور)

دوسری جگہ یوں ارشاد ہوا:

اليوم نختم على افواههم وتكلمنا ايديهم وتشهد ارجلهم بما كانوا يكسبون۔

"آج ہم انکے مونہوں پر منہ لگادیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے اعمال کی شہادت دیں گے"۔ (سورۂ یٰسین)

اور آئمہ اطہارؑ سے بہت سے روایات اس بارے میں وارد ہوئی ہیں حتیٰ کہ بعض اخبار میں تصریح ہوئی ہے کہ عمارات اور وہ جگہیں یا ماہ وسال وروز وشب وغیرہ جن میں کام واقع ہوا ہے گواہی دیں گے اور یہ امور علم و عقل سلیم سے مطابق رکھتے ہیں اور جس چیز کی صحت پر عقل گواہی دے اس کے ثبوت پر اعتقاد واجب ہے۔

تطایر کتب

وہ امور جن پر اعتقاد رکھنا واجب ہے تطایر کتب بھی ہے۔ یعنی بعد از مرگ جب انسان کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو منکر و نکیر کی آمد سے قبل ایک ملک اس کے نزدیک آتا ہے اور اسے اپنے اعمال کے لکھنے کا حکم دیتا ہے جہاں کفن کاغذ اور انگشت قلم اور آب دہن سیاہی کا کام دیتے ہیں پھر وہ فرشتہ نامہ اعمال کو پکڑتا ہے اور اس میت کی گردن میں آویزاں کر دیتا ہے اور وہ گنہگار ہو گا تو قطعہ اس کی گردن میں پہاڑ سے بھی زیادہ سنگین ہو جائے گا۔ جس کا ذکر خداوند کریم نے قرآن مجید میں کیا ہے۔

وكل انسان الزمناه طائره فى عنقه (سورۂ الاسراء)

"اور ہم نے ہر انسان کے نامۂ اعمال کو انکی گردن میں طوق بنایا اور قیامت کے روز ہم اس کے لئے ایک کتاب نکالیں گے جس کو وہ کشادہ پائے گا"۔

اور وارد ہے کہ بامر الٰہیٰ نامہ اعمال بروزِ قیامت اس طرح آئے گا کہ وہ شخص جو نیک ہو گا اس کا نامہ اعمال اسکے داہنے ہاتھ میں آجائے گا۔ اور جو بدکار ہو گا اس کے سر کی طرف سے آکر اس کے سینہ کو سوراخ کرے گا اور بائیں ہاتھ میں چلا جائے گا۔ پھر لوگ کتاب اللہ سے ناطق کے سامنے صف بستہ ہوں گے۔ جیسا کہ خدائے متعال نے اس کا مطلب کا اشارہ بھی قرآن کریم میں فرمایا ہے۔

وتری کل امة جاثية کل امة تدعي الی کتابها اليوم تجزون ماکنتم تعملون۔

" تم اس روز ہر گروہ کو زانو کے بل پاؤ گے اور اس کو اپنے نامۂ اعمال کی طرف بلایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ آج تمہیں اپنے اعمال کی جزاء دی جائے گی۔ (جاثیہ)

میزان

یہ انھی واجب امور میں سے ہے جن پر اعتقاد ضروری ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اس کا ذکر ہوا ہے۔

والوزن يومئذ الحق فمن ثقلت موازينه فأولٰئک هم المفلحون ومن خفت موازينه فاولٰئک الذين خسروا انفسهم بما کانو بايتنا يظلمون۔

"اور اس روز وزن برحق ہو گا اور جس کے ترازو بھاری ہوں گے وہ کامیاب ہوں گے اور جس کے ہلکے ہوں گے انھوں نے ہماری آیات کے ساتھ ظلم کر کے اپنے آپ خسارہ اٹھایا"۔

حقیقت میزان کے بارے میں علماء نے اختلاف کیا ہے بعض رویات میں ہے وہ ترازو اسی دنیا والے ترازو کی طرح ہو گا اور بعض روایات میں تصریح ہوئی کہ یہ آل محمد کی ولایت ہے اور بعض نے کہا یہ عدل خداوندی ہے۔

بس یہی کافی ہے کہ میزان پر اعتقاد ہو۔ آگے کوئی ضرورت نہیں کہ وہ کیا ہو گا اور کیسا ہو گا۔

صراط

یہ بھی امور اعتقادی میں سے ہے جس کا ذکر بہت سی روایات میں ہوا ہے کہ یہ ایک پل ہے جو جہنم پر ہوگی اور وہ پل بال سے باریک تر اور شمشیر سے تیز تر ہوگی اور نیک لوگوں کے لئے وسیع ہوگی جبکہ بدکاروں کے لئے تنگ۔ اسے عبور کرنے کا انحصار اس شخص کے اعمال کے حساب سے ہوگا۔ یعنی بعض بجلی کی طرح تیز اور بعض گھڑسوار کی طرح عبور کریں گے۔
کچھ پیادوں کی طرح چل رہے ہوں گے اور کچھ گھٹنوں کے بل اور بہت سے لوگ پل پر آویزاں ہو جائیں گے اور آگ انہیں اپنی طرف کھینچ لے گی اور بعض سلامتی سے عبور کریں گے اور اعتقاد واجب صرف یہ ہے کہ وہ پُل بال سے نازک اور تلوار سے تیز ہے اور تمام لوگوں نے اسے عبور کرنا ہے۔

حوض

روایات کثیرہ وارد ہوئی ہیں کہ کوثر کے نام سے مشہور ایک حوض محشر میں ہوگا جس کے ساقی جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہما السلام ہوں گے اور پیاسے مومنوں کو سیراب فرمائیں گے۔

شفاعت

یہ بھی واجب الاعتقاد امور میں سے ہے جس سے مراد یہ ہے کہ بروزِ قیامت جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ہدی گناہگاروں کی سفارش [illegible]ائیں گے جس پر بہت سی آیات اور روایات شاہد ہیں۔

بہشت

یہ بھی واجب الاعتقاد امور میں سے ہے جس پر آیات قرآنیہ اور بیشمار روایات دلالت کرتی

ہیں۔ اور بہشت کے آٹھ طبقے اس طرح قرار پائے ہیں۔

اول:۔ جنت الفردوس دوم:۔ جنت العالیہ
سوم:۔ جنت النعیم چہارم:۔ جنت عدن
پنجم:۔ جنت دارالسلام ششم:۔ جنت دارالخلد
ہفتم:۔ جنت الماویٰ ہشتم:۔ جنت دارالمقام

اور نیز ایک اور جنت بھی ہے جسے جنت دنیا کہتے ہیں جس میں مومنوں کے ارواح بعد از مفارقت ابدان تا روزِ قیامت رہتے ہیں اور اس بہشت کا اشارہ قرآن کریم میں بھی ہوا ہے۔

جنات عدن التی وعد الرحمٰن عبادہ (الخ)

اس آیت سے مراد بہشت دنیا ہے۔ سورۂ مریم آیت نمبر ۶۱، ۶۲۔

جہنم

وہ امور جن پر اعتقاد واجب ہے ان میں سے جہنم بھی ہے جہنم کی دو قسمیں ہیں۔
جہنم دنیا اور جہنم آخرت۔ جہنم آخرت کے سات طبقے ہیں
اول جحیم، دوم لظی، سوم سقر، چہارم حطمہ، پنجم ہاویہ، ششم سعیر، ہفتم جہنم اور جہنم کے تین طبقے ہیں۔
اول فلق:۔ ایک کنواں ہے جس میں تابوت رکھے ہوئے ہیں۔
دوم سعود:۔ یہ آگ کا پہاڑ ہے۔
سوم اثام:۔ یہ بیابان ہے جسے لوہے سے گرم کیا گیا ہے اور قول حق یہی ہے کہ جہنم اور اس کے طبقات کا اب بالفعل وجود ہے اور اس پر آیات قرآن اور احادیث آئمہ بالخصوص حدیث معراج دلالت کرتی ہے۔

جیسا کہ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں نے ہنگام معراج اہل جہنم کو حال عذاب میں مشاہدہ کیا۔

نوٹ: چہاردہ معصومین کی رجعت کا اعتقاد رکھنا بھی واجب ہے جس کی تفصیل ہم بوجہ اختصار بیان کرنے سے قاصر ہیں اس پر اجمالی ایمان کافی ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قسم دوم فروع دین کے بیان میں

مقدمہ دار احکامِ تقلید

۱۔ احکام شریعہ کے مکلف پر واجب ہے کہ یا وہ بذاتِ خود مجتہد ہو یا احتیاط پر عمل کرتا ہو بشرطیکہ وہ احتیاط کے طریقوں سے آشنا ہو یا کسی جامع الشرائط مجتہد کا مقلد۔

۲۔ ہر وہ شخص جو اجتہاد و تقلید کے بغیر عمل کرتا ہے اور طریقِ احتیاط سے واقفیت بھی نہیں رکھتا اس کا عمل باطل ہے۔

۳۔ مجتہد و فقیہہ وہ ہے جو تفصیلی دلائل کی روشنی میں احکام شرعیہ فرعیہ کے استنباط پر قدرت رکھتا ہو۔

۴۔ ہر عامی شخص جو مجتہد نہیں وہ مقلد ہے اس پر لازم ہے کہ اپنی عبادات اور اپنے معاملات میں کسی مجتہد کے قول پر عمل کرے اور اس کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے مجتہد سے دلیل کا مطالبہ کرے۔

مسائلِ تقلید

۵۔ اصول دین میں تقلید نہیں ہے بلکہ واجب یہ ہے کہ دلائل و براہین کے ساتھ اپنے عقیدہ کو سمجھے اگرچہ وہ دلیل اجمالی ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ اس کتاب کی قسم اول میں گزر چکا ہے۔

۶۔ ضروریات و یقینیات امور میں کوئی تقلید نہیں ہوتی۔

۷۔ ضروریات سے مراد وہ فرائض ہیں جو شریعت میں قطعاً ثابت ہیں جیسے نماز ہائے پنجگانہ واجبہ ماہِ رمضان کے روزے حج و زکوٰۃ و خمس وغیرہ۔

۸۔ یقینیات سے مراد وہ فروع و احکام ہیں جن کا مکلف کو قطعی اور یقینی علم حاصل ہے۔

۹۔ ابتداءً کسی فوت شدہ مجتہد کی تقلید کرنا ہمارے نزدیک جائز نہیں مثلاً کوئی شخص اب فوت شدہ مجتہد کی تقلید کرنے لگے تو یہ درست نہیں البتہ اگر کوئی شخص ایک مجتہد کی زندگی سے ہی اس کا مقلد ہے

اور پھر وہ فوت ہو جائے اور کوئی زندہ اس سے اعلم نہ ہو تو اس کی تقلید باقی رہ سکتی ہے۔

۱۰۔ مرجع تقلید کے انتقال کے بعد اس وقت تک اس کی تقلید پر باقی رہنا جائز ہے جب تک دوسرے قابلِ تقلید مجتہد کا انتخاب نہ کرے۔

۱۱۔ جس طرح کہ واجبات و محرکات میں تقلید واجب ہے اسی طرح مستحبات و مکروہات میں بھی واجب ہے۔

۱۲۔ تقلید میں ابتداءً ایسا کرنا جائز ہے کہ بیک وقت دو یا زیادہ مجتہدین کی تقلید کرے مثلاً احکامِ نماز میں ایک مجتہد کا مقلد ہو اور احکامِ روزہ میں دوسرے کا اور احکامِ حج میں تیسرے اسی طرح دیگر احکام، اس کو تبعیض فی التقلید کہتے ہیں۔

۱۳۔ جو کسی مجتہد جامع الشرائط کی تقلید میں ہو اور اس کو ترک کر دے تو دوسرے مجتہد کی طرف عدول کرنا جائز نہیں البتہ اگر پہلے مجتہد کے مسائل پر عمل نہ کر چکا ہو تو اس صورت میں عدول کرنا جائز ہے۔

۱۴۔ جب کوئی شخص بعض مسائل میں اپنے مجتہد کی تقلید کر چکا ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ دیگر مسائل میں کسی دوسرے مجتہد کی طرف عدول کرے۔

۱۵۔ جب ثابت ہو جائے کہ مجتہد (معاذاللہ) فاسق ہے یا قابلِ تقلید نہیں ہے تو اس کی تقلید سے عدول کرنا جائز ہے۔

شرائط اجتہاد و تقلید

اول۔ بلوغ:

پس غیر بالغ کی تقلید جائز نہیں ہے اور آئندہ فصلوں میں آپ علامات بلوغ کا ذکر پڑھیں گے۔

دوم۔ عقل:

پس دیوانے و بیوقوف اور احمق کی تقلید جائز نہیں۔

سوم۔ مذکر ہونا:

پس عورت اور خنثیٰ کی تقلید جائز نہیں۔

چہارم۔ ایمان:

پس واجب ہے کہ مجتہد عقیدہ کے لحاظ سے مسلم موالی اثنا عشری جعفری ہو اور عقیدہ کی درمیانی راہ پر قائم ہو یعنی نہ غالی ہو اور نہ قالی۔

غالی:

وہ ہے جو کہ معصومین علیہم السلام کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ یہی اللہ اور معبود ہیں یا خلق رزق احیاء و اماتت میں اللہ کے شریک ہیں یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے امور کو ان کی طرف تفویض کر دیا ہے اور خود علیحدہ ہو گیا ہے پس یہ اس کے اذن و مشیت کے بغیر جو چاہتے ہیں بجا لاتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے کہ یہود نے کہا کہ اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ بلکہ انہیں کے ہاتھ بندھے ہوں۔ اور ان پر ان کے اس قول کے سبب لعنت ہو بلکہ اللہ کے ہاتھ کشادہ ہیں جو جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔ (قدرت مطلقہ سے کنایہ ہے) پس ایسے لوگوں کے متعلق حکم شرعی یہ ہے کہ یہ کفار و مشرکین کے حکم میں ہیں۔

قالی:

وہ ہے جو معصومین علیہم السلام کے حق میں تقصیر کرے اور انہیں ان کے مراتب سے پست قرار دے جو کہ ان کے لئے اللہ نے مقرر فرمائے ہیں۔ اور ان کا قیاس اپنی ذات پر کرے اور ان کی بلند شان کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث پر طعن و تشنیع کرے اور اپنی مرضی کے مطابق ان کی تاویل کرے۔ اور درمیانی راہ یہ ہے کہ آئمہ معصومین کے متعلق یوں عقیدہ رکھا جائے کہ یہ ذواتِ مقدسہ آیات الٰہیہ، دلائل قدرت، اولیاء اللہ و خلفاء اللہ ہیں، اللہ کے امناء اور برگزیدہ آئمہ اور عین اللہ، لسان اللہ، ید اللہ الباسطہ اور وجہ اللہ الباقی ہیں۔

مخلوقات کا رزق ان کی برکت کے سبب سے ہے اور آسمان و زمین ان ہی کے طفیل قائم ہیں۔ یہ علوم اللہ کے خزائن اور برکات خداوندی کے سرچشمے ہیں اور فیوض الٰہیہ کا منبع ہیں۔ خداوند عالم نے ان کو ہر قسم کے رجس سے دور رکھا ہے اور اس طرح مطہر و مقدس قرار دیا ہے جس طرح کہ تطہیر و تقدیس کا حق ہے۔

ان کو خالق نے تمام مخلوقات سے قبل خلق فرمایا اور اپنے نور عظمت سے ایجاد فرمایا اور تمام مخلوقات پر حجت قرار دیا۔ پس جو مخلوقات اس کی ربوبیت و سلطنت کا اقرار کرتی ہیں وہ سب ان کو حجت خدا تسلیم کرتی ہیں اور یہ باذن اللہ جو چاہتے ہیں بجا لاتے ہیں۔ ان کی مشیت خداوند عالم کی مشیت کے تابع ہے یہ اس کے مکرم بندے ہیں اور اس سے قول میں سبقت نہیں کرتے اور اس کے حکم کے

مطابق عمل کرتے ہیں۔

خلاق کائنات نے ان کو خلقت مخلوقات پر شاہد قرار دیا ہے اور مشیت و امر پر ولی بنا دیا۔ یہ اس کی مشیت کے ترجمان اور اس کے ارادہ کی زبانیں ہیں۔ ان میں جو میت ہو وہ در حقیقت زندہ جاوید ہے۔ اس کو موت نہیں آئی اور جو غائب ہے وہ غائب نہیں بلکہ حاضر ہے۔ ان کے پاس علم الکتاب اور فصل الخطاب ہے۔ یہ علم ماکان ومایکون رکھتے ہیں۔ اور قیامت تک کے حالات سے باخبر ہیں۔

پنجم:

اجتہاد کی پانچویں شرط عدالت ہے۔ یعنی جس کی تقلید کی جاتی ہو وہ عام واجبات کو بجالاتا ہو اور تمام محرمات سے اجتناب کرتا ہو۔ گناہان کبیرہ کا مرتکب نہ ہو اور صغیرہ پر مصر نہ ہو اور مستحبات کا پابند ہو اور ہر ممکن طور پر مکروہات سے پرہیز کرتا ہو اور خلاف مروت و ادب کا کوئی کام نہ کرتا ہو۔ اور تمام شرائط عدالت کا پابند ہو۔

ششم:

زندہ ہو۔

ہفتم:

حلال زادہ ہو چونکہ ولدالزنا کی تقلید جائز نہیں۔

ہشتم:

جس مجتہد کی تقلید کرے وہ تمام احکام میں مجتہد مطلق ہو۔ پس جو مجتہد بھی مذکورہ بالا تمام شرائط یکجا رکھتا ہو عوام پر لازم ہے کہ اس کی تقلید کریں۔

کیا اعلم کی تقلید واجب ہے

خداوند عالم کا ارشاد ہے:

فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین ولینذروا قومهم اذارجعوا الیهم لعلهم یحذرون۔

"پس تم میں ہر گروہ میں سے ایک جماعت کیوں نہیں نکلتی۔ تاکہ دین میں سوجھ بوجھ حاصل کرے اور واپس آکر اپنی قوم کو تبلیغ کرے تاکہ لوگ اللہ کا خوف اختیار کریں"۔

اور ہمارے امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"دیکھو جو تم میں سے ہماری احادیث کا راوی ہو اور ہمارے بیان کردہ احکام حلال و حرام میں نظر رکھتا ہو اور اس کو ہمارے مسائل کی معرفت حاصل ہو پس تم اس کو اپنے امور میں فیصلہ کرنے والا تسلیم کرلو۔ میں نے اس کو تم پر اپنی طرف سے حاکم قرار دیا ہے پس جس نے اس کے (ہمارے احکام کے مطابق) فیصلہ کو تسلیم نہ کیا گویا اسنے حکم خدا کو سبک قرار دیا۔ اور ہماری تردید کی اور ہماری تردید کرنے والا اللہ کی تردید کرنے والا ہے جو حدِ شرک ہے"۔ اور ہمارے امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

"فقہا میں سے جو فقیہ اپنے نفس کا محافظ اور اپنے دین کا پاسبان اور اپنی خواہشات کی مخالفت کرنے والا اور اپنے مولا کے حکم کی اطاعت کرتا ہو عوام کے لئے لازم ہے کہ اس کی تقلید کریں"۔

ہمارے امام منتظر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ نے فرمایا: "واقع ہونے والے حوادث میں ہماری احادیث کے راویوں کی طرف رجوع کرو وہ میری طرف سے تم پر حجت ہیں اور میں حجت خدا ہوں"۔

معصومین علیہم السلام کے مندرجہ بالا اوامر میں جہاں تقلید کا حکم دیا گیا ہے ان میں مجتہد و فقیہ کی وحدت اور اعلمیت کے مفہوم کی خوشبو نہیں آتی بلکہ واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ تقلید کے لئے اعلمیت کی شرط نہیں اور اعلم کا تعین عادتاً یا ممتنع ہے یا بہت ہی مشکل ہے اور جبکہ مختلف شہروں اور علاقوں میں فقہاء و مجتہدین کی کثرت ہے تو ان میں ایک ہی اعلم کی تشخیص کیونکر ممکن ہے جبکہ حالت یہ ہے کہ نجف اشرف یا قم شہر میں سکونت رکھنے والے مجتہدین کی اعلمیت پر کبھی اتفاق نہیں ہوا۔ بلکہ تمام مراجع میں سے ہر مرجع اپنی اعلمیت کا مدعی ہے اور ان کے حاشیہ نشین و تلامذہ ان کی اعلمیت کا اعلان کر دیتے ہیں۔ اور ان نعروں سے کان بھر چکے ہیں کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اپنے قول پر عمل نہیں کرتے اور اپنی آراء کی مخالفت کرتے ہیں یا بے نیاز ہے جو کہ اس قسم کی آراء سے پیدا ہوئی ہیں۔ اور جن کے سبب اس آسان اور سہل شریعت پر عمل دشوار ہو گیا ہے اور یہ معقول اور قابل انصاف بات نہیں ہے کہ ہم اپنے نفسوں پر ان احکام کو تنگ قرار دیں جنہیں ہم پر اللہ اور اس کے نائب آئمہ معصومین علیہم السلام نے وسیع قرار دیا ہے۔

البتہ یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ زیادہ عدل رکھنے والے کی طرف رجوع کیا جائے جیسا کہ ان ذواتِ مقدسہ صلوٰت اللہ علیہم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

ہاں اگر تمام اہلِ فن بلا اختلاف کسی مجتہد کے اعلم ہونے پر اتفاق کر لیں اور متفقہ طور پر اس کا اعلان کر دیں اس صورت میں بہتر یہی ہو گا کہ فاضل کی موجودگی میں افضل کی تقلید کی جائے۔ اور اس کے متعلق عقل کا فیصلہ بھی واضح ہے تو اس صورت میں "اعلم" کی تمام شرائط کا وجود ثابت ہو سکتا ہے۔ مگر ایسا کب ہوا؟ کہاں ہو سکتا ہے؟

یہ لوگ عادل اور اعدل اور زاہد و ازہد اور زیادہ صاحبِ تقویٰ و پرہیزگاری کی تقلید واجب کیوں نہیں قرار دیتے؟

اس نفرت انگیز دور میں جس کو اہلِ زمانہ روشنی کا زمانہ کہتے ہیں اگرچہ یہ برعکس نہند نام زنگی کافور کا مصداق ہے۔ اس میں نفسِ امارہ برائی پر سرکش ہو گیا ہے اور خواہشات میں مگن پڑا ہے اور اس کے مددگار بھی زیادہ ہو گئے ہیں۔ اور مادیت کے سیلاب کے دھارے نے اکثر فقہاء کی معنویت و روحانیت کو بھی بہا دیا ہے اس دور میں "اعدل و ازہد" کی شرط زیادہ مناسب ہے۔ خداوند ہم تیرے کرم کے ذریعے تیرے غضب سے پناہ مانگتے ہیں اور تیری رحمت کے ذریعے مدد چاہتے ہیں۔ اور تجھ سے اپنے حبیب محمد ﷺ اور ان کی اہلبیت کا واسطہ دے کر التجا کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے پسندیدہ امور کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔

۱۶۔ مجتہد جامع الشرائط زاہد و اتقیٰ کی تقلید محض "اعلم" کی تقلید سے بہتر ہے۔

۱۷۔ وہ مجتہد جو توحید و مقامات معصومین علیہم السلام کے مسائل کی زیادہ بصیرت رکھتا ہو اس کی تقلید "محض اعلم" کی تقلید سے بہتر ہے۔

۱۸۔ مجتہد جامع الشرائط کی معرفت کے ذرائع تین ہیں۔

اول:

بذات خود مجتہد کی آزمائش اور اس سے میل جول رکھنے کی وجہ سے اس کے اجتہاد و عدالت پر اطلاع حاصل ہوئی ہو اور اس کی اہلیت کا قطعی یقین پیدا ہوا ہو بشرطیکہ آزمائش کرنے والا اہل خُبرہ میں سے ہے۔

دوم:

جو عالم عادل مجتہد کی اہلیت کا علم رکھتے ہوں وہ گواہی دیں کہ اگر ایک ہی عادل کی گواہی سے اطمینانِ قلب حاصل ہو جائے تب بھی کافی ہے۔

سوم:

اربابِ بصیرت اور اہلِ ایمان و تقویٰ کے نزدیک تواتر اور شہرت ہو۔

۱۹۔ ان تین طریقوں میں سے قوی ترین اور احوط طریقہ آزمائش اور قریب سے مجتہد کی معرفت اور اس کے اخلاقِ حسنہ اور عادات محمودہ کا علم ہونا ہے اور یقین ہونا کہ مجتہد مذکور روشنی کے دور کے خصوصیات کی طرح میلان دنیا اور محبت مال و ذخیرہ اندوزی سے نفرت کرتا ہے اور اللہ کے کم بندے ہیں جو شکر گزار ہیں۔

۲۰۔ مکلف کے لئے جائز ہے تبعیض فی التقلید کرے چونکہ اس طرح مختلف مسائل میں فتاویٰ مجتہدین میں سہولت حاصل ہو جاتی ہے مگر شرط یہ ہے جن جن مجتہدین کی تقلید کرتا ہو وہ جامع الشرائط ہوں۔

۲۱۔ ہم کہہ چکے ہیں کہ جب مکلف کسی مسئلے میں اپنے مجتہد کے فتویٰ پر عمل کر چکا ہو تو اس مسئلہ میں دوسرے مجتہد کی تقلید کرنا اس کے لئے درست نہیں ہے مگر اس صورت میں پہلے مجتہد کے فتویٰ پر عمل دشواری اور زحمت کا باعث ہو تو پھر دوسرے مجتہد کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔

۲۲۔ جب مکلف کو کوئی زندہ جامع الشرائط مجتہد نہ مل سکے اور وہ خود بھی درجۂ اجتہاد تک پہنچنے سے قاصر ہو تو چاہیئے کہ احتیاط پر عمل کرے۔

۲۳۔ اگر احتیاط پر عمل کرنے پر بھی قادر نہ ہو تو مشہور و اشہر قول پر عمل کرے۔

۲۴۔ اگر مشہور اشہر پر عمل کرنا اس کے لئے باعث مشقت ہو تو کسی فوت شدہ مجتہد کے فتویٰ پر عمل کر سکتا ہے اور احوط یہ ہے کہ اپنے فوت شدہ مرجع کی تقلید پر ہی باقی رہے۔

۲۵۔ وہ شخص جس نے اپنی عمر کے کئی سال گزر جانے تک کسی مجتہد کی تقلید نہ کی ہو اور وہ حکم شرعی سے نابلد ہو اور یہ بھی نہ جانتا ہو کہ تقلید کے بغیر عمل باطل ہے تو پھر اس کے سابقہ اعمال اگر موجودہ مرجع تقلید کے فتاویٰ کے مطابق ہوں تو درست ورنہ اس کو سابقہ اعمال کی قضا مرجع مذکور کے فتاویٰ کے مطابق بجا لانا ہوگی۔

۲۶۔ اگر وہ جانتا ہو کہ تقلید کے بغیر عمل باطل ہوتا ہے تو تمام اعمال کی قضاء کرے گا۔

۲۷۔ اگر اپنے مرجع کے مجتہد ہونے یا اسکی اہلیت کے متعلق شک کرے تو اس پر واجب ہے کہ تحقیق و تفتیش کرے اگر اطمینانِ قلب حاصل ہو جائے تو فبہا ورنہ قابلِ اطمینان مجتہد کی طرف رجوع کرے۔

۲۸۔ غیر مجتہد کے لئے فتویٰ دینا جائز نہیں اور نہ ہی مجتہد کی اجازت کے بغیر حقوق شرعیہ میں تصرف کرنا جائز ہے۔

۲۹۔ اگر مجتہد سے ظاہر ہو جائے کہ اس نے فتویٰ میں خطاء کی ہے یا وہ اپنے سابقہ فتویٰ سے عدول کرے تو مقلدین کو مطلع کرنا اس پر واجب ہے۔

۳۰۔ اگر مجتہد کا وکیل یا مجتہد کے فتویٰ کی خبر دینے والا اشتباہ کرے یا تشریح میں غلطی کرے اور پھر اس کو اپنی غلطی کا علم حاصل ہو جائے تو اس پر واجب ہے کہ اپنی خطاء کا اعلان کرے اور مقلدین کو صحیح صورت سے آگاہ کرے۔

۳۱۔ اگر ایسا مجتہد رحلت کر جائے جو بقاء بر تقلیدِ میت کا قائل نہ ہو اور اس کا مقلد کسی ایسے مجتہد کی تقلید کرے جو بقاء بر قلید میت کے جواز کا قائل ہو تو مقلد کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ وہ اپنے مرحوم مرجع کی تقلید پر باقی رہے۔

۳۲۔ اگر مجتہد کسی مسئلہ میں اپنی سابقہ رائے سے عدول کر لے تو مقلد پر واجب ہے اپنے مجتہد کے جدید فتویٰ پر عمل کرے بشرطیکہ اس کو علم ہو جائے کہ مجتہد عدول کر چکا ہے۔

۳۳۔ اگر عدول کا علم ہونے کے باوجود بھی مقلد سابقہ فتویٰ پر عمل کرتا رہے تو اس کا عمل باطل ہے۔

۳۴۔ وہ اعمال جو مقلد اپنے مرجع کے عدول کے بارے میں علم نہ ہونے سے قبل بجالا چکا ہے وہ صحیح ہیں اور ان کی قضاء ضروری نہیں ہے۔

۳۵۔ مکلف کے لئے جائز ہے کہ جس مسئلہ میں اس کا مجتہد عدول کر چکا ہے اس میں کسی دوسرے مجتہد کی طرف رجوع کرے اور یہ بھی جائز ہے کہ اپنے پہلے مرجع کے جدید فتویٰ پر عمل کرے۔

۳۶۔ جو مجتہد کے حکم سے کسی یتیم کا سرپرست یا کسی وقف کا متولی ہو تو اس مجتہد کی موت سے یتیم کی سرپرستی اور تولیت وقف کا عہدہ باطل نہیں ہوتا۔

۳۷۔ جو کسی مجتہد کی طرف سے وکیل ہو یا کسی وقف یا یتیم کے مال میں تصرف کرتا ہو اور پھر وہ مجتہد جس نے اس کو اس کی وکالت یا اجازت دی ہے فوت ہو جائے تو یہ اس کی موت سے یہ وکالت یا اجازت کالعدم قرار پائے گی۔

۳۸۔ جب کوئی شخص کسی مجتہد کے فتویٰ کی خبر دے اور پھر وہ مجتہد اپنے اس فتویٰ سے عدول کرے اور خبر دینے والے کو اس عدول کی اطلاع حاصل ہو جائے تو اس پر واجب نہیں ہے کہ اس سے مقلدین کو عدول کی خبر دے اگرچہ بہتر ہے کہ خبر دے دے۔

۳۹۔ جو شخص عبادات مثلاً نماز، روزہ، حج وغیرہ کی بجا آوری میں کسی کا نائب ہو تو اس پر واجب ہے کہ اس کو نائب قرار دینے والا خود مجتہد ہے تو اس کے فتویٰ پر عمل کرے اور اگر وہ مقلد ہے تو اس کے مرجع تقلید کے فتویٰ کے مطابق اعمال بجالائے۔

۴۰۔ معاملات میں کسی کی وکالت کرنے والے پر واجب ہے کہ وہ اپنے مؤکل کی رائے کے مطابق

وکالت کرے اگر موکل مجتہد ہو اور اگر مقلد ہو تو اس کے مرجع تقلید کی رائے پر عمل کرے۔

۴۱۔ کسی مجتہد کے فتویٰ پر اطلاع حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ یا خود مجتہد سے سنے یا دو عادل گواہوں سے سنے یا ایک قابلِ اطمینان عادل گواہ سے سنے جس کی خبر پر اطمینان ہو یا یقینی ہو کہ اس نے مجتہد کے رسالہ کا مطالعہ کیا ہے۔

۴۲۔ جس کا مرجع تقلید مجتہد فوت ہو جائے یا دیوانہ ہو جائے یا کسی ایسے عارضہ کا شکار ہو جس سے اس پر اطمینان ختم ہو جائے اور مقلد نے کسی دوسرے کی طرف رُجوع کر لیا ہو اور پھر اس نئے مجتہد کے بعض مسائل مجتہدِ میت کے فتاویٰ کے مخالف ہوں تو مقلد کے لئے واجب نہیں کہ سابقہ اعمال کا اعادہ کرے مثلاً پہلا مجتہد اگر تیسری اور چوتھی رکعت میں ایک مرتبہ تسبیحاتِ اربعہ پڑھنا کافی سمجھتا ہو اور دوسرا مجتہد ایک مرتبہ پر اکتفا نہ کرتا ہو بلکہ تعدد کے وجود کا قائل ہو تو مقلد ان نمازوں کا اعادہ نہیں کرے گا۔

۴۳۔ اسی طرح اگر پہلا مرجع تقلید شیرۂ انگور کے جوش دینے سے اس کے نجس ہو جانے کا قائل نہ ہو اور دوسرا مجتہد نجاست کا قائل ہو تو اس مقلد کی سابقہ عبادات صحیح ہیں ان کا اعادہ نہیں کرے گا اسی طرح دیگر اختلافی مسائل۔

۴۴۔ اگر پہلے مجتہد کی تقلید کے زمانہ سے گھر میں رکھا ہوا شیرۂ انگور جس کا ۲/۳ حصہ جوش دینے سے کم نہیں ہوا دوسرے مجتہد کی تقلید کے زمانہ تک موجود رہا ہو تو مقلد کے لئے ضروری ہے کہ نئی تقلید کے مطابق اس سے پرہیز کرے اور نماز کے لئے طہارت کرے۔

۴۵۔ اسی طرح معاملات کے متعلق اگر مقلد کا پہلا مجتہد کسی عقد یا ایقاع کو صحیح سمجھتا ہو اور دوسرا مجتہد صحیح نہ سمجھتا ہو تو ان کی تجدید کی ضرورت نہیں۔ ہاں دوسرے کی تقلید کے بعد اس کے فتویٰ پر عمل کرے گا۔

۴۶۔ اسی طرح اگر پہلا مجتہد کہتا ہو کہ لوہے کے بغیر بھی ذبیحہ حلال ہے اور دوسرا مجتہد حرمت کا قائل ہو تو دوسرے کی تقلید سے قبل اگر اس ذبیحہ کو فروخت کر چکا ہے یا کھا چکا ہے تو درست ہے لیکن اگر دوسرے کی طرف رجوع کرنے کے زمانہ تک وہی ذبیحہ موجود ہو تو اس کو فروخت کرنا اور اس کا کھانا اس کے لئے جائز نہیں ہو گا۔

۴۷۔ اگر دو مختلف مجتہدین کے دو مقلدین جن میں سے ایک کا مجتہد شیرۂ انگور جوشیدہ کی نجاست کا قائل ہو اور دونوں ایک ہی دستر خوان پر اکٹھے ہو جائیں تو از روئے مروت و ادب سے پہلے مقلد کے لئے لازم ہے کہ اپنے ساتھی کی پیروی کرے اور شیرۂ انگور جوشیدہ نہ کھائے۔

۴۸۔ اگر پیشنماز شیرۂ انگور مذکورہ کی طہارت کا قائل ہو اور ماموم نجاست کا قائل ہو چکا ہے دونوں مجتہد

ہوں یا مقلد اور پیشنماز کے کپڑے یا بدن پر وہ شیرہ لگ جائے تو اگر ماموم کو اس کا علم ہو جائے تو اس کی نماز باطل ہو گی۔

۴۹۔ اگر دو خرید و فروخت کرنے والے چاہے دونوں مجتہد ہوں یا مقلد مسئلہ عقود میں اختلاف کریں اور ایک عربی زبان کے علاوہ کسی دوسری زبان میں عقد کا صیغہ جاری کرنے کے جواز کا قائل ہو اور دوسرا قائل نہ ہو تو پہلے کے لئے لازم ہے کہ ایجاب و قبول جس میں دوسرے کی پیروی کرے اور صیغہ عربی زبان میں جاری کرے۔ اس طرح باقی اختلافی مسائل میں بھی یہی حکم ہے۔

کتابُ الطہارت

لغت میں طہارت پاکیزہ کو کہتے ہیں۔ اور شریعی اصطلاح میں طہارت اس حالت کو کہتے ہیں جو وضو یا غسل یا تیمم کی وجہ سے انسان میں پیدا ہوتی ہے۔ جس کی بدولت اس کے لئے نماز اور طواف واجب میں داخل ہونا شرعاً صحیح ہوتا ہے۔

اور حدث وہ حالت ہے جو موجبات وضو و غسل کی وجہ سے پیدا ہو اور نماز طواف واجب میں داخل ہونے میں رکاوٹ کا باعث ہو۔

پانی کی قسمیں

پانی دو قسم کا ہوتا ہے مطلق اور مضاف۔

۵۰۔ آب مطلق:

وہ خالص پانی ہے جس میں کوئی قید نہ ہو یعنی کسی دوسری چیز میں نہ ملایا گیا ہو اور نہ کسی چیز سے نچوڑا گیا ہو جس کے سبب اس کو آبِ خالص نہ کہا جائے گا مثلاً ہندوانے کا پانی اور عرق گلاب وغیرہ۔

۵۱۔ سمندر کا پانی، نہر، کنویں، بارش، چشمہ وغیرہ کا پانی آب مطلق کی اقسام میں شمار ہوتا ہے۔ اسی

طرح برفوں کے پگھلنے سے حاصل ہونے والا پانی بھی آب مطلق ہے۔

۵۲- آبِ مطلق کی تمام قسمیں بذاتِ خود پاک ہیں اور نجس شے کو پاک کرتی ہیں۔

۵۳- آبِ مضاف وہ پانی ہے جو خالص نہ ہو اور مقید ہو اس کی چند قسمیں ہیں۔

۵۴- ایک قسم وہ ہے جس کو پھلوں و سبزیوں سے نچوڑا جائے جیسے انار کا پانی، سنگترے کا پانی، اور گاجر وغیرہ کا پانی۔

۵۵- ایک قسم وہ ہے کہ خالص پانی کو کسی دوسری چیز کے ساتھ اس طرح ملا دیا جائے کہ اس کو خالص پانی نہ کہا جاسکے جیسے شربت وغیرہ۔

۵۶- ایک قسم وہ ہے جو درختوں، پھولوں، پتوں وغیرہ سے عرق کے طور پر حاصل کی جاتی ہے۔ جیسے عرق گلاب، عرق بید، عرق بید مشک وغیرہ۔

۵۷- آب مضاف بذات خود پاک ہے مگر نجاست کو پاک کرنے والا نہیں ہے۔

۵۸- وہ پانی جس میں قلیل مقدار میں نمک یا شکر یا شیرہ ملا دیا جائے اور وہ آبِ مطلق کے نام سے پکارا جائے اور عرف عام میں اس کو آب مضاف نہ کہا جائے وہ طاہر و مطہر ہے۔

۵۹- مضاف پانی جو شکر یا شیرہ یا نمک وغیرہ میں ملا دیا جائے اگر ان کا عرق نکالا جائے اور عرق میں شیرینی، نمکینی وغیرہ کا ذائقہ نہ پایا جائے تو وہ بھی طاہر اور مطہر ہے۔

۶۰- نجس آب مضاف کا عرق طاہر و مطہر ہے۔

۶۱- اگر نجس آبِ مضاف پر آب مطلق کا ایک کر ڈال دیا جائے یا نہر یا چشمے کے پانی سے اس کا اتصال کر دیا جائے یا بارش کے نیچے رکھ دیا جائے اور ان کے اتصال سے اس قدر اثر پڑے کہ اس کے اوصاف زائل ہو جائیں اور مطلق پانی غلبہ کرے تو وہ پاک ہے۔

آبِ مطلق کی قسمیں

۶۲- مطلق پانی یا ٹھہرا ہوا ہو گا یا جاری اور ٹھہرا ہوا پانی یا قلیل ہو گا یا کثیر۔

آبِ قلیل

کُر کی حد بندی

کُر کی حد بندی کے دو طریقے ہیں وزن اور پیمائش۔

۷۶۔ واضح اور صریح وزن کے اعتبار سے کر کی مقدار اکیاسی ہزار سات سو مثقال صیرفی ہے جو کہ مختلف ممالک کے مختلف اوزان من، حقہ، کیلو وغیرہ کے مطابق تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۷۷۔ پیمائش کے اعتبار سے واجب ہے کہ کُر کا طول عرض، عمق ساڑھے تین بالشت ہو اور اگر اس کے ابعاد مختلف ہوں تو واجب ہے کہ ان کا حاصل ضرب ساڑھے چوالیس بالشت قرار پائے۔

۷۸۔ کُر سابق حکم کے مطابق آب کثیر ہے جو نجاست کی ملاقات سے نجس نہیں ہوتا۔ جب تک کہ اس کے اوصاف ثلاثہ رنگ بو ذائقہ نجاست سے متغیر نہ ہوں۔

۷۹۔ اگر حوض کو متعدد بار بھرا جائے اور وہ کُر کی حد تک پہنچ جائے اور اس میں نجس چیز پائی جائے یا مقامات نجاست کا علم حاصل ہو جائے مگر شک باقی ہو کہ آیا نجاست کُر پورا ہونے سے قبل پائی گئی ہے یا بعد میں تو اس کی طہارت کا حکم لگایا جائے گا اگرچہ احوط یہ ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے۔

۸۰۔ اگر پہلے پانی قلیل ہو اور پھر اس کو زیادہ کر دیا جائے اگر پھر شک ہو جائے کہ وہ پانی بمقدار کر ہے یا نہیں تو یقین حاصل ہونے تک اس کو کُر نہیں قرار دیا جاسکتا ہے۔

۸۱۔ اگر پانی کُر سے زیادہ ہو اور اس سے پانی کم کر دیا جائے اور پھر شک ہو کہ آیا یہ پانی اب کر ہے یا نہیں تو اس کو کُر ہی سمجھا جائے گا۔

۸۲۔ اگر کسی جگہ دو حوض ہوں ایک آب مطلق سے بھرا ہوا حوض جو بمقدار کُر یا زیادہ ہو اور دوسرا آب مضاف سے بھرا ہوا ہو اور دونوں میں سے ایک میں کوئی نجس یا متنجس چیز گر جائے اور معلوم نہ ہوسکے کہ نجاست کون سے حوض میں گری ہے تو آب مضاف سے بھرے ہوئے حوض کو پاک سمجھا جائے گا جب تک کہ اس میں نجاست گرنے کا یقین حاصل نہ ہو۔

۸۳۔ اگر کسی جگہ تینوں قسم کے پانی ہوں آب کر، آب جاری، آب قلیل اور کسی ایک میں نجاست گر جائے اور معلوم نہ ہوسکے کس پانی میں نجاست گری ہے تو آبِ قلیل کو پاک سمجھا جائے گا جب تک کہ اس کے نجس ہونے کا یقین حاصل نہ ہو۔

۸۴۔ جب آبِ قلیل یا کثیر کی طہارت کا علم ہو تو وہ پاک تصور ہو گا مگر اس صورت میں نجاست کا حکم لگایا جائے گا جبکہ اس کی نجاست کا علم و یقین پیدا ہو جائے اور پانی کے علاوہ باقی اشیاء کا بھی یہی حکم

ہے۔

۸۵- اگر کسی جگہ پانی کے دو برتن ہوں ایک کُر ہو دوسرا کُر سے کم ہو اور معلوم نہ ہو کہ کثیر کون سا ہے اور قلیل کون سا۔ اگر دونوں میں سے کسی میں نجاست پڑ جائے تو دونوں سے پرہیز کرنا واجب ہے۔

۸۶- اگر آبِ کثیر میں نجاست گر جائے اور نجاست کی وجہ سے پانی کی صفت بدل جائے مگر وہ نجاست کی صفت کے مطابق نہ ہو تب بھی پرہیز واجب ہے۔

۸۷- اگر آبِ کثیر میں نجاست پڑ جائے اور فوری طور پر اس کے اوصاف سہ گانہ متاثر نہ ہوں بلکہ کچھ مدت کے بعد نجاست کی صفت اگر ظاہر ہو جائے تو اس پر نجاست کا حکم لگایا جائے گا۔

۸۸- نجاست کی وجہ سے ہر قسم کی تبدیلی مؤثر ہو گی اگرچہ وہ ہمارے بیان کردہ اوصاف سے مختلف ہو مثلاً آبِ کثیر ذاتی طور پر نجاست کے اوصاف سہ گانہ میں سے کسی وصف پر ہو اور نجاست کے گرنے سے اس کا رنگ صاف اور ذائقہ اور بُو خوش مزہ ہو جائے تب بھی اس پانی پر نجاست کا حکم لگایا جائے گا۔

۸۹- وہ آبِ کثیر جو نجاست کی وجہ سے متغیر ہو اگر طبعی طور پر خود ہی اس کی صفت میں تبدیلی آجائے تو وہ پاک نہیں ہو سکتا بلکہ نجاست پر ہی باقی رہے گا۔ حتیٰ کہ اس پر کُر ڈالا جائے یا آبِ جاری سے اس کا اتصال کیا جائے یا زوال تغیر کے ساتھ ساتھ اس پر بارش کا پانی پڑے۔

۹۰- اسی طرح اگر شرعی طریقہ سے پاک کرنے کی بجائے کسی علاج یا دوا سے آبِ کثیر کے تغیر رنگ و بو (بسبب نجاست) کو دُور کر دیا جائے تب بھی وہ پاک نہیں ہو گا۔

۹۱- منجمد آبِ کثیر اگر نجاست سے ملاقات کرے تو ملاقات کا مقام ہی نجس قرار پائے گا مگر اس صورت میں کہ انجماد ختم ہو جائے۔

۹۲- اگر پانی مختلف ہوں اور ایک دوسرے سے متصل ہوں اور سب کی مقدار اجتماعی صورت میں کُر تک پہنچتی ہو تو وہ نجاست کی ملاقات سے نجس نہ ہوں گے جب تک کہ نجاست کی وجہ سے ان کا رنگ و بو و ذائقہ متاثر نہ ہوا ہو۔

۹۳- اگر مختلف پانی جو اتصال کی وجہ سے جمع ہو کر کُر سے زیادہ مقدار رکھتے ہوں اگر ان میں نجاست پڑ جائے اور بعض حصہ نجاست کی وجہ سے متغیر ہو جائے تو باقی حصہ جو نجاست سے متاثر نہیں ہوا اگر کُر کے برابر ہے اور دونوں آپس میں متصل اور نجس پانی عرض و عمق کو قطع نہ کر رہا ہو تو وہ یہ (باقی غیر متغیر حصہ) اپنی طہارت پر ہی باقی رہے گا۔

۹۴- مندجہ بالا صورت میں اگر باقی غیر متغیر پانی سے اتصال کے سبب تغیر زائل ہو جائے اور باقی کی

اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو مزید اتنا اُبالا جائے کہ ۲/۳ حصہ کم ہو جائے۔

۱۱۶۔ (۴) انسان اور ہر خون جہندہ رکھنے والے حیوان کی منی نجس ہے چاہے وہ حیوان بری ہو یا بحری اور پرندہ حلال گوشت ہو یا حرام گوشت۔

۱۱۷۔ (۵) خون حیض۔ (۶) ونفاس۔ (۷) واستحاضہ۔

۱۱۸۔ (۸) اونٹ کا مردار چاہے وہ زندہ کنویں میں گرا ہو یا مُردہ چھوٹا ہو یا بڑا نر ہو یا مادہ۔

۱۱۹۔ (۹) گھوڑا، گھوڑی، بیل، گائے کا حکم اونٹ کے حکم کی طرح ہے۔

۱۲۰۔ (۱۰) جنب حرام کی وجہ سے پیدا ہونے والا پسینہ۔

۱۲۱۔ (۱۱) نجاست کھانے والے اونٹ کا پسینہ۔

۱۲۲۔ (۱۲) خنزیر چاہے کنویں میں مُردہ گرا ہو یا زندہ گر کر مرا ہو۔

۱۲۳۔ (۱۳) پیشاب اور گوبر ایسے حیوان کا جن کا گوشت حلال نہیں ہے۔

۱۲۴۔ (۱۴) ہر نجس العین چاہے کنویں میں مردہ گرا ہو یا زندہ۔

۱۲۵۔ (۱۵) نجس العین کا خون پیشاب پائخانہ۔

۱۲۶۔ (۱۶) ہر نجس چیز جس کے متعلق کوئی نص وارد نہیں ہے۔

۱۲۷۔ خچر اور گدھے کی موت کی وجہ سے کنویں میں سے ایک کُر پانی نکالنا مستحب ہے۔

۱۲۸۔ اگر انسان کنویں میں گر کر مر جائے تو ستر ڈول پانی نکالا جائے گا۔ نر ہو یا مادہ اگر مادہ ہے تو حاملہ ہو یا غیر حاملہ، بچہ ہو یا بڑا، مسلمان ہو یا کافر چاہے مردہ حالت میں گرا ہو یا زندہ حالت میں گر کر مرا ہو۔

۱۲۹۔ اور یہی حکم اس واجب القتل انسان کا ہے جس کا قتل واجب ہو اور اس نے پہلے غسل نہ کیا ہو اور جو فقہاء شہید کی میت کو عام میت کی طرح نجس سمجھتے ہیں اور غسل کے بغیر اس کو پاک قرار نہیں دیتے۔ ان کے نزدیک اس کا یہی حکم ہے۔

۱۳۰۔ اگر کنویں میں گرنے والا مُردہ غسل دینے کے بعد گرا ہو یا واجب القتل ہو مگر قتل سے قبل غسلِ میت کر چکا ہو یا شہید کی میت جس کو بعض فقہاء پاک قرار دیتے ہیں اس کے گرنے سے پانی کھینچنا واجب نہیں۔

۱۳۱۔ اگر میت کا بدن یا کپڑا کسی نجاست مثلاً خون، پیشاب، منی وغیرہ سے آلودہ ہو تو کنویں کا پانی کھینچنے میں اس نجاست کا حکم بھی ملحق ہو گا۔ مثلاً میت کے لئے ستر ڈول پانی نکالنے کے ساتھ ساتھ ان نجاسات کے متعلق بیان کردہ ڈول الگ نکالے جائیں گے۔

۱۳۲۔ اگر زیادہ خون گر جائے مثلاً اونٹ یا گائے ذبح کرتے وقت نکلنے والا خون تو اس کے لئے پچاس

ڈول پانی نکالا جائے گا۔

۱۳۳۔ بھیڑ، بکری کے خون کے لئے تیس ڈول پانی نکالا جائے گا۔

۱۳۴۔ کبوتر، چڑیا اور ان کے برابر پرندوں کے خون کے لئے دس ڈول پانی نکالا جائے گا۔

۱۳۵۔ اگر پائخانہ گر کر بکھر جائے یا گھل جائے چاہے تر ہو یا خشک تو پچاس ڈول اگر نہ بکھرا ہو تو دس ڈول۔

۱۳۶۔ اگر انسان کا پیشاب گر جائے تو دس ڈول نکالنے کا حکم ہے۔ عورت اور خنثیٰ کے پیشاب کا بھی یہی حکم ہے اگر ہم غیر منصوص نجاسات کے لئے چالیس ڈول کھینچنا ضروری قرار دیں تو یہاں یہی حکم ہو گا ورنہ سارا پانی کھینچنا پڑے گا۔

۱۳۷۔ بھیڑ، خرگوش، بلی، لومڑی، گیدڑ، کتا اور اس قدر حیوانات کے لئے چالیس ڈول ہیں۔

۱۳۸۔ اگر کنویں میں بارش کا پانی گرے جو کہ پیشاب اور انسان یا کتے کے پائخانہ میں ملا ہوا ہو تو تیس ڈول ہیں۔

۱۳۹۔ چھوٹے بڑے پرندے کی موت کے لئے سات ڈول ہیں بشرطیکہ وہ مر کر پھٹ جائے ورنہ پانچ ڈول۔

۱۴۰۔ چوہا اگر مر کر پھٹ جائے تو دس ڈول اگر نہ پھٹے تو پانچ ڈول ہیں۔

۱۴۱۔ اگر صاحبِ حدث کنویں میں داخل ہو کر غسل وغیرہ کے لئے غوطہ لگا لے چاہے نر ہو یا مادہ تو سات ڈول کھینچے جائیں گے چاہے صاحبِ حدث جنب ہو یا عورت حیض یا نفاس یا استحاضہ والی ہو یا غسل کی وجہ مسِ میت ہو۔

۱۴۲۔ اگر صاحبِ حدث کا بدن منی یا پیشاب یا خون سے ملوث ہو تو ان نجاسات کا حکم بھی علیحدہ ملحق کیا جائے گا۔

۱۴۳۔ اگر بچے کا پیشاب گر جائے جبکہ وہ شیر خوار نہ ہو اور سن بلوغ کو نہ پہنچا ہو تو سات ڈول کھینچے جائیں گے۔

۱۴۴۔ اگر کتا کنویں میں گرے اور زندہ نکال لیا جائے تو سات ڈول نکالے جائیں گے۔

۱۴۵۔ اگر بڑی چھپکلی گر کر مر جائے تو پانچ ڈول ہیں۔

۱۴۶۔ اگر نجاست خور مرغی کی بیٹ گر جائے تو پانچ ڈول ہیں۔

۱۴۷۔ اگر چھوٹی چھپکلی اور سانپ اور بچھو گر کر مرے تو تین ڈول ہیں۔

۱۴۸۔ اگر دو سال سے کم عمر کے شیر خوار بچے کا پیشاب گرے یا چڑیا وغیرہ یا زندہ چھپکلی کی دُم یا بدن

کا کوئی حصہ گر جائے تو ایک ڈول کھینچا جائے گا۔

متعلقہ مسائل

۱۴۹۔ اگر متعدد اشیاء کنویں میں گری ہوں تو ان کی تعداد کے مطابق متعدد پانی نکالا جائے گا چاہے موجبِ مشابہ ہو یا غیر مشابہ مثلاً اگر دو بھیڑیں یا ایک بھیڑ اور ایک لومڑی گر جائے تو ہر ایک کا حکم جُداگانہ طور پر ہو گا۔

۱۵۰۔ اگر کنویں میں ایک ہی حیوان کے متعدد اجزاء گریں تو متعدد بار پانی نہیں کھینچا جائے گا بلکہ اسی حیوان کی مقررہ مقدار کے مطابق پانی نکالا جائے گا چاہے وہ اجزاء دفعتہً گرے ہوں یا وقفہ وقفہ کے بعد۔

۱۵۱۔ اگر کنویں میں دو جزء گرے ہوئے پائے جائیں اور معلوم نہ ہو سکے کہ یہ دونوں جزء ایک ہی حیوان کے ہیں یا دو حیوانوں کے تو ایک ہی حیوان کی مقررہ مقدار کے مطابق ڈول نکالے جائیں گے۔

۱۵۲۔ اگر کنویں میں ایسی متعدد چیزیں گریں جن کے لئے کنویں کا تمام پانی کھینچنا لازم ہے تو ایک ہی دفعہ سب کی طرف سے پانی کھینچنا کافی ہے یا چار آدمی باری باری صبح سے شام تک پانی نکالیں گے چاہے وہ اشیاء مشابہ ہوں یا غیر مشابہ مثلاً شراب اور منی بشرطیکہ وہ خون جہندہ رکھنے والے حیوان کی ہو۔

۱۵۳۔ واجب ہے کہ مقررہ مقدار کے ڈول کھینچنے سے قبل وہ چیز نکال دی جائے جس کی وجہ سے پانی کھینچا جا رہا ہے۔ مثلاً مردار وغیرہ۔

۱۵۴۔ اسی طرح پہلے اجزاء حیوان، بال و پر وغیرہ بھی نکال دیئے جائیں پھر پانی کھینچا جائے۔

۱۵۵۔ اگر تمام پانی نکالنا ہو تو پہلے موجب کا نکالنا واجب نہیں بلکہ پانی نکالنے کے اثناء میں اس چیز کو بھی نکالا جا سکتا ہے۔

۱۵۶۔ جس ڈول سے پانی کھینچا جائے وہ اس کنویں پر عام استعمال ہونے والے ڈول کے برابر ہو اور ایسے عیوب سے پاک ہو جو عادت سے تجاوز کرنے والے ہوتے ہیں اور اس کو اتنا بھرنا چاہیئے جتنا کہ عام طور پر بھرا جاتا ہے۔

۱۵۷۔ کر پانی یا تمام پانی نکالنے کے لئے یا تغیر پانی زائل کرنے کے لئے ہر قسم کے وسائل کو بروئے کار لایا جا سکتا ہے اور عمومی قسم کے ڈول پر ہی اکتفاء کرنا واجب نہیں۔

۱۵۸- جن چیزوں کے لئے ڈولوں کی مقدار معین ہے وہاں نص کے مطابق ڈول ہی استعمال کئے جائیں گے اور دیگر وسائل ناکافی ہوں گے اگرچہ وہ محکم ہوں بلکہ چاہیئے کہ نص پر اکتفا کرے۔

۱۵۹- پانی نکالنے والے شخص کے لئے عاقل راشد، بالغ، عادل اور مسلم ہونا شرط نہیں ہے۔

۱۶۰- اسی طرح اس کام میں نیت و قصد بھی شرط نہیں بلکہ عبث ولہو ولعب کے قصد سے بھی پانی نکالنا ممنوع نہیں حتیٰ کہ اگر پانی نکالنے والے غصبی غلام ہو یا کسی کو مجبور کر کے پانی نکلوایا جائے تب بھی کافی ہے۔

۱۶۱- اگر نجاست سے ملاقات کے بعد کنویں کا پانی خشک ہو جائے اور پھر از سر نو اس میں پانی نکل آئے تو وہ نیا پانی پاک ہوگا اور مقررہ ڈول کھینچنا ساقط ہوگا بشرطیکہ پہلے موجب اشیاء کو باہر نکال دیا جائے۔

۱۶۲- جب مقررہ ڈول پورے ہو جائیں گے تو رسی اور ڈول اور پانی کھینچنے والے کا بدن یہ سب کنویں کے پانی کے ساتھ تبعاً از خود پاک ہو جائیں گے۔

"تراوح" کا بیان

۱۶۳- اگر کنویں کا تمام پانی کھینچنا بوجہ کثرتِ متعذر و مشکل ہو تو چند آدمی باری باری کنویں سے پانی کھینچیں گے۔ اس عمل کو فقہی اصطلاح میں تراوح کہا جاتا ہے۔

۱۶۴- تراوح کا طریقہ یہ ہے کہ چار مرد صبح صادق سے غروبِ آفتاب شرعی تک سارا دن دو دو ہو کر پانی نکالتے رہیں۔

۱۶۵- شک سے محفوظ رہنے کے لئے من باب المقدمہ ضروری ہے کہ طلوع فجر سے عمل شروع کیا جائے اور غروب کے بعد ختم کیا جائے۔

۱۶۶- چاہیئے کہ تراوح دن کو کیا جائے پس رات کو یا دن رات کو ملا کر تراوح نہ کیا جائے اور ظاہر حدیث پر عمل کیا جائے جس میں صرف دن کو تراوح کرنے کا حکم منقول ہے۔

۱۶۷- دنوں کے طویل یا کوتاہ ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے بلکہ سردیوں کے موسم میں کوتاہ ترین دن میں بھی تراوح ممکن ہے۔

۱۶۸- چار آدمیوں سے کم تراوح کے لئے کافی نہیں ہیں اگرچہ وہ چاروں اتنا کام کر سکتے ہوں۔

١٦٩- پانی کھینچنے کے لئے اونٹوں بیلوں گدھوں کو بھی استعمال نہیں کیا جاسکتا اگر یہ چار آدمیوں سے قوی ترہوں۔

١٧٠- تراوح کرنے والوں کے لئے عدالت شرط نہیں ہے بلکہ اگر وہ فاسق ہوں تب بھی عمل درست ہوگا۔

١٧١- تراوح کرنے والوں کے لئے کھانا کھانے کے لئے آدمیوں کا اجتماع جائز نہیں ہے بلکہ دو کھانا کھائیں گے اور دو پانی کھینچیں گے۔

١٧٢- احوط یہ ہے کہ چاروں اکٹھے ہو کر نماز باجماعت بھی نہ پڑھیں بلکہ دو آرام کریں یا دو نماز باجماعت یا فرادی نماز ادا کریں اور دو پانی کھینچنے میں مصروف رہیں۔

کنویں کے احکام

١٧٣- مستحب ہے کہ کنویں اور کنویں پر گرنے والے پانی کی حوضی کے درمیان پانچ بالشت کا فاصلہ ہو مگر یہ تین مواضع پر ضروری ہے۔

١٧٤- جب زمین سخت ہو چاہے کنویں کا موقع حوضی کے برابر ہو یا اونچا یا نیچا۔

١٧٦- جب کنواں شمالی طرف ہو اور حوضی جنوب کی طرف ہو یہاں زمین نرم ہو یا سخت دونوں صورتوں میں کوئی فرق نہیں۔

١٧٧- اگر زمین ڈھیلی ہو اور حوضی کا محل وقوع مساوی ہو یا اعلیٰ تو دونوں میں سات بالشت کا فاصلہ رکھنا مستحب ہے۔

١٧٨- اگر نجاست کی رطوبت حوضی کی دیوار سے کنویں کی جانب نفوذ کر رہی ہو اور دونوں کے قریب قریب ہونے کی صورت میں حوضی کنویں سے متصل ہو اور دیوار سے قطرے رس رس کر کنویں میں گر رہے ہوں تو کنواں اسی صورت میں نجس ہو گا جب نجاست کا اثر بصورت رنگ یا بو ذائقہ کنویں میں ظاہر ہو جائے۔

حمام کا پانی

۱۷۹- چھوٹے چھوٹے حوض جو عموماً حماموں میں بنائے جاتے ہیں چونکہ ان کا پانی کُر سے کم ہوتا ہے لہٰذا وہ نجاست کی ملاقات سے یقینی طور پر نجس ہوجاتے ہیں۔

۱۸۰- اگر یہ چھوٹے حوض ایسے بڑے بڑے حوضوں سے متصل ہوں جن کا پانی کُر یا اس سے زیادہ ہو تو وہ نجاست کی ملاقات سے نجس نہیں ہوتے جب تک کہ نجاست سے ان کے اوصاف رنگ و بو ذائقہ میں سے کوئی متغیر نہ ہوجائے۔

۱۸۱- ان چھوٹے حوضوں کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کو بڑے حوضوں سے اس قدر متصل رکھا جائے کہ ان کے اوصاف نجاست رنگ بو ذائقہ بدل جائیں اور صفت زائل ہوجائے۔

۱۸۲- اتصال جس قسم کا بھی ہو قابلِ اعتبار ہے چاہے نلوں کے ذریعے ہو یا بڑے حوض کی دیوار کے سوراخ کے ذریعے یا پائپ سے ہو وغیرہ وغیرہ۔

۱۸۳- اگر چھوٹا حوض اور بڑا حوض دونوں کا پانی ملا کر صرف کُر قرار پائے اور کُر زیادہ نہ ہو اور دونوں کا اتصال بھی ہو تو نجاست کی وجہ سے تغیر کے سبب دونوں پانی بلا اشکال نجس ہوں گے۔ چاہے چھوٹا حوض بڑے حوض کے مساوی ہو یا بلند۔

۱۸۴- اگر دونوں کا اتصال اس طرح ہو کہ بڑا حوض بلند ہو اور اس سے پانی بذریعہ نل یا پائپ ہو کر چھوٹے حوض میں آتا ہو اور نچلا چھوٹا حوض نجاست کی وجہ سے متغیر ہو کر نجس ہوجائے تو اس سے بڑا حوض متاثر نہیں ہوگا۔ چاہے اس کا پانی کُر سے کم ہوجائے۔

۱۸۵- ہاں اگر اونچا حوض نجس ہوجائے تو نچلا چھوٹا حوض لامحالہ نجس ہوگا چونکہ اس کا اتصال نجس حوض سے ہے۔

۱۸۶- حمام میں استعمال ہونے والا پانی اگر جمع ہو کر کثیر کی صورت اختیار کرے تب بھی اس سے پرہیز کرنا احوط ہے اگرچہ اس کا نجاست سے خالی ہونا معلوم ہو۔

آبِ مطلق اور آبِ مضاف کا اختلاط

۱۸۷- اگر آب مطلق اور آب مضاف دونوں پاک ہوں اور آپس میں مل جائیں اور مطلق مضاف ہر غالب ہوجائے اور متغیر نہ ہو تو اس سے بلا اشکال رفع حدث ہوسکتا ہے اگرچہ مضاف پانی کم از کم اثر بھی

اس مطلق میں باقی رہ جائے مگر اس کو مطلق کہنے سے مانع ہو۔
۱۸۸۔ اگر آبِ مطلق آبِ مضاف سے مل جائے اور مضاف کی صفت زائل ہو جائے مثلاً گلاب کا پانی جس کی خوشبو مدت گزر جانے کی وجہ سے ختم ہو جائے تو اس صورت میں اندازہ کا اعتبار کیا جائے گا کہ اگر اس آبِ مضاف کی خوش بو یا صفت باقی رہ جاتی تو کیا آبِ مطلق کو متاثر کر سکتی تھی یا نہیں؟ اگر یہ ثابت ہو کہ وہ آبِ کو متغیر کر دیتی اور مضاف بنا دیتی تو اس مضاف سے پرہیز واجب ہے ورنہ نہیں۔
۱۸۹۔ اگر نجس اور مضاف پانی آبِ کثیر مطلق میں مخلوط ہو جائے جس کی وجہ سے اس کی صفت زائل ہو جائے تو مجموعی طور پر اس پر طہارت کا حکم لگایا جائے گا اگرچہ مضاف کی کوئی ایسی صفت باقی رہ جائے جو مطلق کو اطلاق کی عرفی حیثیت سے خارج نہ کر دے۔
۱۹۰۔ اگر نجس اور مضاف پانی کو ایسے آبِ مطلق پر انڈیل دیا جائے جو کُر ہو اور زیادہ نہ ہو یا کُر کو اس مضاف پر ڈالا جائے اور دونوں مخلوط ہو جائیں تو کُر بھی نجس ہو جائے گا کیونکہ کُر میں سے جس پانی سے پہلے ملاقات ہوئی اس نے کُر کی مقدار کو کم کر دیا اور اس طرح نجاست اس سارے پانی میں سرایت کر گئی۔

بارش کے پانی کے احکام

۱۹۱۔ اثنائے نزول میں بارش جاری پانی کے حکم میں ہے اور اس کا پانی نجاست کی ملاقات سے نجس نہیں ہوتا جب تک اس کے اوصاف رنگ یا بُو یا ذائقہ نہ بدل جائیں۔
۱۹۲۔ بارش ہر قسم کی نجس شدہ اشیاء کو پاک کر دیتی ہے۔ مثلاً زمینیں و دیواریں و دروازے اور وہ تمام منقولہ اور غیر منقولہ اشیاء جن پر بارش پڑی ہو۔
۱۹۳۔ اگر کسی چیز پر عینِ نجاست لگی ہوئی ہو تو اس کو زائل کرنا واجب ہے چاہے بارش کے پانی سے اس کو زائل کیا جائے یا کسی دوسرے پانی سے۔
۱۹۴۔ بارش ہر حالت میں نجاست کو پاک کرنے والی ہے چاہے اس کے قطرے براہِ راست نجاست پر گریں یا وہ پرنالے اور کسی دوسرے ذریعہ سے نجاست پر گرے۔
۱۹۵۔ اگر بارش کا پانی نجس زمینوں وغیرہ پر گر رہا ہو چاہے پرنالے کے ذریعہ سے گرے تو وہ زمینیں اس وقت پاک متصور ہوں گی جب تک کہ بارش ہو رہی ہو۔

۱۹۶- اگر بارش کے رُکنے کے بعد اس کا جمع شدہ پانی کُر کی مقدار یا زیادہ تو وہ نجس چیز کو پاک کرے گا اور آبِ کثیر کے حکم میں ہو گا- اور اس کا موضوع بدل جائے گا- یعنی بارش کے احکام اس پر جاری نہیں ہو ں گے-

۱۹۷- اگر قلیل اور نجس پانی پر بارش پڑے تو وہ پاک ہو جاتا ہے-

۱۹۸- اگر پانی کے اوصاف نجاست کی وجہ سے متغیر ہو جائیں چاہے وہ کم ہو یا زیادہ اور اس پر اتنی بارش پڑے کہ اس کے اوصاف بدل جائیں تو وہ پاک ہو جاتا ہے چاہے وہ کسی برتن میں ہو یا زمین پر-

۱۹۹- اگر نجس کپڑے وغیرہ پر بارش پڑی ہو یا اس کو جاری یا آبِ کثیر میں غوطہ دیا گیا ہو تو اس کو نچوڑنا واجب نہیں بشرطیکہ پانی اس کے تمام حصوں میں سرایت کر جائے اور اس پر عین نجاست ظاہر نہ ہو-

۲۰۰- اگر چھت پر کوئی عین نجاست پڑی ہوئی ہو اور بارش کا پانی اس سے متصل ہو کر بہہ رہا ہو اور سوراخوں یا پرنالوں میں سے گھر میں گر رہا ہو اور اس میں عین نجاست کی وجہ سے کوئی تغیر نہ ہو تو جب تک بارش جاری ہے وہ طہارت کے حکم میں ہے-

۲۰۱- اگر بارش رُک جائے اور چھت یا زمین پر نجاست کا کوئی اثر موجود ہو تو جب بھی اس نجاست سے متصل ہو کر کوئی پانی گزرے گا نجس ہو گا مگر بصورتیکہ وہ کُر ہو یا جاری-

۲۰۲- اگر عینِ نجاست سے خالی نجس کپڑے کسی تھالی میں رکھے ہوں اور ان پر بارش پڑتی رہے یا بارش کے نزول کے دوران ان کو پرنالے کے نیچے رکھا جائے اور پانی ان کے اندر پوری طرح سرایت کر جائے تو وہ پاک ہو جائیں گے اور ان کو نچوڑنے کی ضرورت نہیں ہو گی-

۲۰۳- اگر نجس چیز پر بارش پڑ رہی ہو اور نزولِ باران کے دوران اس سے چھینٹیں اڑ رہی ہوں تو وہ پاک ہوں گی بشرطیکہ اس سے اوصاف سہ گانہ میں سے کوئی وصف نجاست کی وجہ سے متغیر نہ ہو جائے اور نجاست کا اثر ظاہر نہ ہو-

۲۰۴- اگر چھت پر کوئی نجاست موجود اور بارش کا پانی چھت سے گزر کر اندر گرتا ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ یہ پانی بارش کے رُکنے سے قبل نجاست سے مل کر گرا ہے یا بعد میں اور اس کے اوصاف بھی نجاست سے متغیر نہ ہوں اور اثر نجاست بھی ظاہر نہ ہو تو اس پر طہارت کا حکم لگایا جائے گا-

۲۰۵- سڑکیں اور گلیاں بارش کے رکنے کے بعد تین روز تک پاک ہیں اور وہاں کیچڑ کی چھینٹیں بھی پاک ہیں اور تین دن کے بعد پرہیز مستحب ہے اور اس مدت کے بعد بدن اور کپڑوں پر پڑنے والی چھینٹوں کی وجہ سے پاک کرنا بھی مناسب ہے-

۲۰۶۔ یہ اس صورت میں ہے کہ جب ان چھینٹوں میں عین نجاست ظاہر نہ ہو اور نہ ہی نظر آئے۔ لیکن اگر دیکھنے والا دیکھ رہا ہے کہ کیچڑ سے کتے وغیرہ گزرے ہیں اور بارش کے رکنے کے بعد کوئی نجاست گری ہے تو زمین نجس ہو گی ورنہ مشکوک ہو گی۔

جُھوٹے کا بیان

۲۰۷۔ عربی زبان میں استار سؤر کی جمع ہے۔ اور ہماری اصطلاح میں جس چیز کو کسی حیوان یا انسان کا بدن یا منہ لگ جائے چاہے پینے سے یا کسی اور وجہ سے اس کو سؤر یعنی جھوٹا کہتے ہیں۔

۲۰۸۔ جھوٹا حکم شرعی میں اسی حیوان یا انسان کے تابع ہے جس نے اس کو جھوٹا کیا ہو اگر حیوان حلال ہے تو اس کا جھوٹا بھی حلال ہے اگر وہ حرام ہے تو اس کا جھوٹا بھی حرام ہے اور نجس العین یعنی کتے، سؤر و کافر تینوں کا جُھوٹا نجس اور حرام ہے۔

۲۰۹۔ جھوٹے کی پانچ قسمیں ہیں:

اول:

مسلم یا بحکم مسلم کا جھوٹا یعنی مسلمان نابالغ بچے کا جھوٹا جو مسلمان کے حکم میں ہے۔

دوم:

کافر اور بحکم کافر کا جھوٹا۔ (جیسے کافر کا نابالغ)

سوم:

اس حیوان کا جھوٹا جس کا گوشت حلال ہے۔

چہارم:

اس پاک حیوان کا جھوٹا جس کا گوشت کھانا حرام ہے۔

پنجم:

نجس العین کا جھوٹا۔

۲۱۰۔ مسلمان کے جھوٹے کی بھی تین قسمیں ہیں:

اول:

مومن اثناء عشری موالی کا جھوٹا پاک ہے اور اس کا کھانا پینا مستحب ہے بلکہ روایات معتبرہ کے مطابق اس کا استعمال شفاء ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ طہارت و پاکیزگی کے معاملہ میں احتیاط کرنے والا ہو۔

۲۱۱۔ اس قسم کے مومن بچے کا جھوٹا بھی طہارت کے حکم میں ہے۔

۲۱۲۔ قسم دوم۔ خوارج نواصب، غالی لوگ، یہ سب لوگ نجس ہیں ان کے جُھوٹے سے پرہیز کرنا واجب ہے۔

۲۱۳۔ قسم سوم۔ فرقہ مجسمہ، مجبرہ وغیرہ جو کہ مسلمانوں کے فرقے ہیں اور اللہ کو مجسم مانتے ہیں۔ اور مجبرہ جبر کے قائل ہیں ان کا جھوٹا مکروہ ہے اس سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

۲۱۴۔ مومنہ عورت جو حالت حیض میں ہو مگر متہم ہو کہ وہ نجاست وغیرہ سے پرہیز نہیں کرتی اس کے جھوٹے کو وضو میں استعمال کرنا مکروہ ہے۔ اور پینے وغیرہ میں مکروہ نہیں البتہ اگر وہ متقی اور مسائل کی واقفیت رکھنے والی ہو اس کے جھوٹے میں کوئی حرج نہیں۔

۲۱۵۔ مسلمان بچوں اور مسلمان دیوانوں اور پاگلوں کا جھوٹا ان کے سرپرستوں کے جھوٹے کے حکم میں ہے۔

۲۱۶۔ کفار و مشرکین اور جو ان کے حکم میں ہوں مثلاً ان کے بچے اور دیوانے، ان کا جھوٹا نجس ہے اس سے پرہیز واجب ہے۔

۲۱۷۔ اہلِ کتاب (نصاریٰ، یہود، مجوس) جو توحید کے قائل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ان کے متعلق فقہاء کا اختلاف ہے بعض ان کی طہارت کے قائل ہیں مگر بہر صورت ان سے پرہیز کرنا ضروری ہے اور اس کے متعلق باقی مسائل باب النجاسات میں بیان ہوں گے۔

۲۱۸۔ حیوان حلال گوشت کا جھوٹا پاک اور مباح ہے اور اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

۲۱۹۔ خرگوش، لومڑی اور تمام شکاری پرندے، شکرے باز وغیرہ ان کا گوشت کھانا حرام ہے مگر ان کا جھوٹا مکروہ ہے چاہے پالتو ہوں یا جنگل میں رہنے والے ہوں۔

۲۲۰۔ مسخ شدہ حیوانات بندر ریچھ وغیرہ کا جھوٹا شدید مکروہ ہے۔

۲۲۱۔ بلی کا جھوٹا پاک ہے اور چوہے کا شدید مکروہ ہے۔

۲۲۲۔ اگر حیوان پاک کے منہ یا پرندے کی چونچ میں نجاست لگی ہوئی ہو تو اس کا جھوٹا بلاشک نجس

ہے۔

۲۲۳۔ حیوان کے منہ اور پرندے کی چونچ یا ان کے اعضاء پر نجاست لگی ہو اور پھر از خود دور ہو جائے تو وہ پاک ہوں گے۔

۲۲۴۔ نجس العین جانور کتے خنزیر کا جھوٹا نجس ہے مگر سمندر اور دریا میں رہنے والے دو حیوان جن کو بحری کتا اور بحری خنزیر کہتے ہیں۔ ان کا جھوٹا نجس نہیں۔

۲۲۵۔ گھوڑے، گدھے، خچر وغیرہ کا جھوٹا اور گوشت مکروہ ہے۔

۲۲۶۔ ضعیف الاعتقاد اور غیر محتاط مسلمانوں کے جھوٹے سے پرہیز کرنا ضروری ہے اسی طرح اگر نجاست خور حیوان کا منہ نجاست سے خالی ہو اور مردہ خور پرندوں کی چونچ وغیرہ میں عین نجاست کا وجود نہ ہو تو مستحب ہے کہ ان کے جھوٹے سے بھی پرہیز کیا جائے۔

۲۲۷۔ والد الزنا کے جھوٹے پانی کو وضو یا غسل یا پینے کے لئے استعمال کرنا مکروہ ہے۔

۲۲۸۔ ہر وہ شخص جو پاکیزگی اور نجاست کا خیال نہیں کرتا اس کا جھوٹا بھی مکروہ ہے۔

۲۲۹۔ بلاعذر نجس شدہ چیزوں کا کھانا پینا حرام ہے البتہ اگر کسی شخص کے بھوک یا پیاس سے مر جانے کا خدشہ ہو تو بقدر ضرورت وہ استعمال کر سکتا ہے زیادہ کی اجازت نہیں۔

استعمال شدہ پانی کے احکام

۲۳۰۔ وہ پانی جو وضو کرنے میں استعمال ہوتا ہے اور کسی پاک برتن وغیرہ میں گرا ہو اور نجس نہ ہوا ہو تو وہ خود بھی پاک ہے اور نجس اشیاء کو پاک کرنے والا ہے اور حدث کو رفع کر دیتا ہے۔

۲۳۱۔ جنابت کے غسل میں استعمال کیا ہوا پانی جو نجاست وغیرہ دور کرنے کے بعد جنابت میں استعمال ہوا ہو طاہر و مطہر ہے اور رافع حدث ہے مگر شرط یہ ہے کہ غسل کرنے والے کا بدن نجاست سے خالی ہو مگر اس کا استعمال مجبوری ہی کی صورت میں کرنا چاہیئے چونکہ بموجب حدیث معصوم اس کو استعمال میں لانے سے کوڑھ کی بیماری پیدا ہو سکتی ہے اور احوط یہ ہے کہ اس کو حدث میں استعمال کرنے سے قبل تیمم بھی کرے۔

۲۳۲۔ حیض یا نفاس والی عورت کا بدن نجاست سے خالی ہو تب بھی وہ جنب کے حکم میں ہو گی۔

۲۳۳۔ استنجاء میں استعمال ہونے والا پانی مندرجہ ذیل شرطوں کے ساتھ پاک ہے۔

(ا) اس میں پائخانہ وغیرہ کے ذرات نہ ہوں۔ (ب) اس کے اوصاف رنگ یا بو یا ذائقہ نجاست سے متغیر نہ ہوں۔ (ج) پائخانہ اپنے عادی مقام سے تجاوز نہ کرے۔ (د) ہاتھ نجاست سے ملوث نہ ہو اور استنجاء کرنے سے نجس نہ ہو۔

۲۳۴۔ باقی تمام نجاسات کے پاک کرنے میں استعمال ہونے والا پانی محلِ نجاست کے حکم میں ہے۔

۲۳۵۔ اگر دو یا متعدد برتن ہوں جن میں صرف ایک کا پانی پاک ہو اور باقی نجس پانی سے بھرے ہوئے ہوں اور معلوم نہ ہو کہ کون سا برتن پاک ہے اور کون سا نجس تو تمام برتنوں سے اس وقت تک پرہیز کرنا واجب ہے جب تک کہ نجس برتن کا تعین نہ ہو جائے۔

۲۳۶۔ اگر دو برتن ہوں ایک میں مباح پانی ہو اور دوسرے میں غصبی پانی ہو اور چند برتن مباح پانی سے بھرے ہوں اور ایک غصبی پانی والا ہو اور معلوم نہ ہو سکے کہ کون سا غصبی ہے تو تمام برتنوں سے اجتناب واجب ہے۔

۲۳۷۔ اگر دو برتنوں میں سے ایک برتن میں یقینی طور پر پاک پانی ہو اور دوسرے میں مشکوک پانی ہو جس کی طہارت و نجاست دونوں میں کسی کا یقین نہ ہو تو بلا اشکال دونوں میں کسی ایک کو وضو و غسل میں استعمال کر سکتا ہے۔

۲۳۸۔ اگر دو برتنوں میں ایک برتن مباح پانی والا ہو اور دوسرے میں ایسا پانی ہو جس کا غصبی ہونا مشکوک ہو تو کسی ایک سے غسل یا وضو کر سکتا ہے۔

۲۳۹۔ اگر دو برتنوں میں سے ایک کا پانی مطلق ہو اور دوسرے کا مضاف ہو اور دونوں مشتبہ ہو جائیں تو دونوں سے الگ الگ وضو یا غسل کرے گا اور اگر ان میں سے ایک کا پانی انڈیل دیا گیا ہو تو باقی ایک سے وضو یا غسل کر کے دونوں کے بدلے تیمم بھی کرے گا۔

۲۴۰۔ علی الاطلاق دو عادل گواہوں کی گواہی کے ساتھ ان دو مشتبہ برتنوں میں سے کسی ایک کو وضو یا غسل کے لئے استعمال میں لاسکتا ہے کہ ایک عادل کی گواہی اگر قابلِ اطمینان ہو تو اس پر اکتفا کرنا کافی ہے لیکن اگر ان دو برتنوں کے علاوہ اور یقینی طور پر غیر مشکوک پانی موجود ہو تو ان مشتبہ برتنوں سے پرہیز کرے۔

۲۴۱۔ جس پانی میں دھوپ پڑے رہنے کی وجہ سے گرمی پیدا ہو گئی ہو اسکا استعمال مکروہ ہے چونکہ بعض احادیث میں وارد ہے کہ اس سے برص بیماری پیدا ہونے کا احتمال ہے۔

۲۴۲۔ اگر شکار آبِ قلیل میں گر کر مر جائے اور اس کی موت کا سبب غرق ہونا نہ ہو تو وہ پانی پاک ہو گا چونکہ شکار جب تیر یا بندوق وغیرہ سے زخمی ہو کر مر جائے اور آلۂ شکار لوہے کا ہو تو وہ پاک اور حلال ہے

اور اس کے باقی احکام اپنے محل پر بیان کئے جائیں گے انشاء اللہ

استنجاء کے احکام

۲۴۳۔ صرف پیشاب کے مقام کو پانی سے پاک کرنا واجب ہے اور احوط یہ ہے کہ اس کو دو دفعہ دھویا جائے اگرچہ چند قطروں سے ہی کیوں نہ ہو۔

۲۴۴۔ پائخانہ اگر اپنے مقررہ مقام سے متجاوز نہ ہوا ہو تو مکلف کو اختیار ہے کہ پانی استعمال کرے یا ڈھیلے وغیرہ۔

۲۴۵۔ ہر پاک چیز جو کہ استنجاء کے قابل ہو اور نجاست کو صاف کر سکتی ہے۔ اس کو استعمال میں لانا جائز ہے جیسے پتھر چیتھڑے وغیرہ۔

۲۴۶۔ استنجاء کے لئے تین پتھر یا تین چیتھڑے استعمال کرنے چاہیئیں۔

۲۴۷۔ اگرچہ مخصوص مقام تین پتھروں سے کم سے پاک ہو جائے تب بھی ان کو پُورا کرنا ضروری ہے اور اگر تین پتھروں سے پاک نہ ہو تو زیادہ استعمال کرنا واجب ہے۔

۲۴۸۔ استنجاء کے لئے استعمال ہونے والے ڈھیلوں کی مندرجہ ذیل شرطیں ہیں۔

(ا) کم از کم ان کی تعداد تین ہو۔ (ب) نجاست پائخانہ کے مقررہ مقام مخرج سے متجاوز نہ ہوئی ہو۔ (ج) پتھر وغیرہ پاک ہوں۔ (د) واجب ہے کہ پہلے استنجاء میں استعمال نہ کئے گئے ہوں اور بالکل نئے ہوں۔

۲۴۹۔ اگر مستعمل پتھروں یا کپڑے کے ٹکڑوں کو پانی سے پاک کر لیا جائے اور پھر ان کو استنجاء کے لئے استعمال میں لایا جائے تب بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ اس طرح ان کو متعدد بار استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔

۲۵۰۔ پانی سے استنجاء کرنے کی صورت میں مقامِ مخصوص کے صرف ظاہری حصہ کو دھونا واجب ہے۔ اور باطنی حصے کو دھونا ہمارا مذہب نہیں۔

۲۵۱۔ استنجاء میں اس قدر مبالغہ کرنا چاہیئے کہ مقامِ مخصوص پاکیزہ ہو جائے اور نجاست مکمل طور پر دور ہو جائے البتہ اگر رنگ و بو باوجود کوشش کے دور نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

۲۵۲۔ پائخانے کا مقام نجاست دور ہونے سے پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا اس کے لئے پانی وغیرہ کی ضرورت نہیں۔

۲۵۳۔ خلوت کے وقت رو بقبلہ یا پشت بقبلہ ہونا حرام ہے چاہے مقام خلوت پر چھت ہو یا نہ ہو اور استنجاء کی حالت میں اس حکم کی رعایت کرنا بھی ضروری ہے۔

۲۵۴۔ اگر قبلہ کی جہت معلوم نہ ہو تو اپنے ظن پر عمل کرے گا ورنہ لاعلمی کی صورت میں تکلیف شرعی ساقط ہے۔

۲۵۵۔ خلوت کرنے والے کے لئے واجب ہے کہ ایسے اشخاص سے پوشیدگی اختیار کرے جن سے پوشیدگی اختیار کرنا واجب ہے۔

مستحباتِ خلوت کا بیان

۲۵۶۔ محرم یا غیر محرم تمام دیکھنے والے اشخاص سے چھپنا چاہیئے یا ایسے مقام کو اختیار کرے جہاں کوئی دیکھ نہ سکتا ہو مثلاً ٹیلوں اور ناہموار زمینوں کے گوشے وغیرہ۔

۲۵۷۔ پیشاب کے لئے ایسی مناسب جگہ کا انتخاب کرنا چاہیئے جہاں چھینٹیں نہ پڑیں جبکہ صحرا وغیرہ میں ہو۔

۲۵۸۔ بیت الخلاء وغیرہ میں جاتے وقت سر کو ڈھانپے۔

۲۵۹۔ ہر وہ چیز جس سے سر کا ڈھانپنا ممکن ہو ڈھانپ سکتا ہے۔

۲۶۰۔ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت بایاں پاؤں آگے کرے اور نکلتے وقت دایاں پاؤں آگے بڑھائے۔

۲۶۱۔ اگر کسی صحراء وغیرہ میں طہارت کر رہا ہو تو آخری قدم جہاں بیٹھنا چاہے بایاں ہونا چاہیئے اور اٹھتے وقت دائیں قدم پر چل کر ہٹ جائے۔

۲۶۲۔ داخل ہوتے وقت بسم اللہ اور منقولہ دعا پڑھے جو اس طرح ہے:

بِسْمِ اللهِ وَ بِاللهِ اَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الرِّجْسِ النِّجِسِ الْخَبِيثِ الْمُخْبِثِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔

۲۶۳۔ شرمگاہ کھولتے وقت بسم اللہ کہے اور نجاست کو نکلتا ہوا دیکھے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِی الْحَلَالَ وَ جَنِّبْنِی الْحَرَامَ۔

۲۶۴۔ فراغت کے وقت یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی اَمَاطَ عَنِّیَ الْاَذٰی وَهَنَّانِی طَعَامِی وَ شَرَابِی وَ عَافَانِی عَنِ الْبَلْوٰی۔

اور اٹھتے وقت دائیں ہاتھ کو پیٹ پر رکھے۔

۲۶۵۔ بیت الخلاء سے نکلنے کے وقت یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی عَرَّفَنِی لَذَّتَهُ وَاَبْقٰی فِی جَسَدِی قُوَّتَهُ وَاَخْرَجَ عَنِّی اَذَاهُ يَالَهَا نِعْمَةً لَا يَقْدِرُ الْقَادِرُونَ عَدَّهَا۔

۲۶۶۔ پیشاب کا مقام دھونے سے قبل پائخانے کے مقام کو دھوئے اور پاک کرے۔

۲۶۷- متعدی اور غیر متعدی پائخانے سے استنجاء کے لئے پانی استعمال کرے۔ (یعنی چاہے اپنے مقام سے بڑھ گیا ہو یا عام عادی ہو)

۲۶۸- استنجاء میں پانی اور پتھروں دونوں کو استعمال کرے۔

۲۶۹- بائیں ہاتھ سے استنجاء کرے۔

۲۷۰- پیشاب کے بعد استبراء کرے جس کی کیفیت یہ ہے کہ مقعد سے لے کر آلہ مردانہ تک تین مرتبہ ہاتھ کو ملے پھر آلہ مردانہ کی جڑ سے سرے تک تین دفعہ ملے اور سرے کو تین دفعہ جھٹکا دے اس کے بعد کھنکھارنا بہتر ہے۔

۲۷۱- جب پیشاب یا پائخانہ کی حاجت محسوس ہو تو جلدی کرنا مستحب ہے۔

خلوت کے مکروہات

۲۷۲- حاجت کے وقت نہر اور دریا کی گھاٹ پر بیٹھنا مکروہ ہے۔

۲۷۳- سڑکوں اور راستوں پر بیٹھنا اور قافلوں کے اترنے کی جگہوں پر گھروں کے دروازوں پر پھل دینے والے درختوں کے نیچے گلیوں میں زیر استعمال کنوؤں کے نزدیک۔ ہوا کی طرف منہ یا پشت کرتے ہوئے سورج یا چاند کی طرف رُخ کرتے ہوئے رفع حاجت کرنا مکروہ ہے۔

ان کے علاوہ یہ امور بھی مکروہ ہیں۔

خلوت کے وقت مسواک کرنا، طہارت کے ئے زیادہ دیر تک بیٹھنا، پیشاب کرنے کے بعد دایاں ہاتھ ذکر پر رکھنا، ذکر خدا حکایت اذان و اقامت اور آیت الکرسی کے علاوہ کوئی کلام کرنا اور آنحضرتؐ کا نام سن کر درود پڑھنا، سلام کا جواب دینا، چھینکتے وقت الحمد اللہ کہنا، اللہ کا ذکر ہر حالت میں بہتر ہے۔

دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا، اور جب بائیں ہاتھ کی انگلی میں اسماء مقدسہ پر مشتمل انگشتری ہو تو اس ہاتھ سے استنجاء لیکن اگر اسکے ملوث ہونے کا اندیشہ ہو تو اس سے استنجاء کرنا حرام ہے۔

اور کوئی شخص تحقیر اہانت کے ارادہ سے عمداً ایسا کرے گا تو وہ کافر ہے۔

اسی طرح اگر بائیں ہاتھ میں حجر زمزم کی انگوٹھی ہو۔

نیز قبروں پر یا ان کے درمیان خلوت کرنا بغیر مجبوری کے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اور آلہ کو

اوپر کی طرف اٹھا کر پیشاب کرنا اور اس کو ہوا میں پھینکنا بوقتِ حاجت یا بیت الخلاء میں کھانا، آزاد زوجہ کا شوہر کو استنجاء کرانا یہ سب امور مکروہ ہیں۔

وضو اور موجباتِ وضو کا بیان

۲۷۴۔ وہ امور جن کی وجہ سے وضو واجب ہوتا ہے چھ ہیں۔

(۱) پیشاب۔ (۲) پائخانہ۔ (۳) ریح جو مقام مخصوص سے نکلے۔ (۴) نیند جو حاسہ سماعت و بصارت پر غالب ہو جائے۔ (۵) عقل کا زائل ہو جانا۔ (۶) استحاضہ۔

۲۷۵۔ پیشاب اور پائخانہ اگر عادی و فطری مقام سے خارج ہوں یا عادی مقام سے بند ہونے کی صورت میں غیر عادی مقام سے یا دونوں سے خارج ہوں۔ چاہے وہ جگہ مقام عادی پر غالب ہو یا نہ ہو۔

۲۷۶۔ اگر بسا اوقات ان کا خروج غیر عادی مقام سے ہو تو ان کے موجب وضوء یا ناقض وضو ہونے کے متعلق ہمارے نزدیک توقف ہے۔

۲۷۷۔ وہ پائخانہ جو غیر عادی مقام سے نکلے اور اگر اس غیر طبعی مقام سے نکلنے کی عادت ہو چکی ہے اور عرف عام میں اس کو پائخانہ ہی کہا جاتا ہے تب وہ موجبِ وضوء ہے۔ لیکن اگر عرف میں وہ پائخانہ نہیں کہلاتا یا معدہ اور اس کی بارہ پتلی انتڑیوں سے کوئی مادہ نکلتا ہے تو اس کو فی الواقع پائخانہ نہیں کہا جاتا۔ اگر ثابت ہو جائے کہ وہ صفات میں پائخانہ ہی ہے تو درست، ورنہ نہ وہ ناقص وضو نہ موجبِ وضو اور نہ نجس (بشرطیکہ جب تک کہ اس میں نجاست ملی ہوئی نہ ہو)

۲۷۸۔ ریح کے متعلق آواز یا بُو کا ہونا قابلِ اعتبار نہیں بلکہ اگر وہ پائخانہ کے مقام سے ہی خارج ہوئی ہو تو وہ موجب وضو یا ناقص وضو ہوگی۔

۲۸۰۔ نیند اگر کان، آنکھ پر غالب آجائے تو انسان کو اس کا یقین ہو جائے تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

۲۸۱۔ نابینا کے لئے نیند کی علامت یہ ہے کہ وہ اس کے کانوں پر غلبہ پالے اور بہرے کے لئے علامت یہ ہے کہ اس کی آنکھ پر غالب آجائے اگر کوئی اندھا بھی ہے اور بہرہ بھی ہے تو اس کی علامت یہ ہے کہ اس کو اپنی نیند کا علم حاصل ہو۔

۲۸۲۔ عقل کا زائل ہونا چاہے دیوانگی کی وجہ سے ہو یا بے ہوشی کی وجہ سے یا نشے کی وجہ سے وہ وضو کو

توڑ دیتا ہے استحاضہ کا حکم آگے بیان کیا جائے گا۔

۲۸۳۔ مذی جو عورت سے چھیڑ چھاڑ کرنے یا چھونے کی وجہ سے پانی کی طرح ظاہر ہوتی ہے اور اس میں بو نہیں پائی جاتی پاک ہے موجب وضو نہیں ہے۔

لیکن اگر شہوت سے نکلے تو احتیاط کرنا ضروری ہے اور احتیاط ہی راہِ نجات ہے۔

وذی جو منی کے بعد نکل آتی ہے اور ودی پیشاب کے بعد نکلتی ہے یہ دونوں پاک ہیں اگر وضو کے بعد نکلیں تو ناقض نہیں ہوں گی اور نہ نئے وضو کی موجب ہوں گی۔

۲۸۴۔ وذی اور ودی اگر پیشاب کے مقام کو دھونے سے قبل نکلیں تو پیشاب اور منی کی نجاست کی طرح نجس ہیں اور ان کو پاک کرنے کے لئے آلۂ مخصوص کو ہاتھ سے ملنا ضروری ہے۔ چونکہ وہ صرف پانی ڈالنے سے پاک نہیں ہوتیں بلکہ پانی سے مل کر ان کو خارج کرنا ضروری ہے۔

۲۸۵۔ اگر پیشاب کے بعد اور استبراء کرنے سے قبل ودی خارج ہو اور امکان ہو کہ اس میں پیشاب ملا ہوا ہو گا۔ تو بہتر یہی ہے کہ اس کو نجس سمجھا جائے اور احتیاطاً موجب وضو قرار دیا جائے۔

۲۸۶۔ اگلے یا پچھلے مقام سے اگر کسی وجہ سے خون یا پیپ نکل پڑے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اگرچہ خون کو دور کر کے مقام مخصوص کو پاک کرنا واجب ہو گا۔

۲۸۷۔ شرمگاہ کے ظاہر یا باطن کو مس کرنا (حلال ہو یا حرام) قہقہہ لگانا، حقنہ کرانا، عمداً قے کرنا، نکسیر آجانا، پچھنے لگوانا، ہر قسمکے اشعار پڑھنا، کسی کی غیبت کرنا، ناخن ترشوانا، بال ترشوانا، بال نوچنا یا کاٹنا، اور کافر سے مصافحہ کرنا، کتے کے بدن کو چھو لینا یا ناقہ یا گائے کا دودھ پینا اور گوشت کھانا۔ ان امور سے ہمارے مذہب میں وضو نہیں ٹوٹتا، اگرچہ بعض مسلمان فرقوں کے نزدیک ٹوٹ جاتا ہے اور اس قسم کی بعض ضعیف روایات تقیہ پر محمول ہیں۔

۲۸۸۔ اگر حقنہ کی وجہ سے پائخانہ نکل آئے تو بلاشک وہ نجس ہے اور ناقض وضو بھی ہے۔

۲۸۹۔ ان چھ اقسام حدث میں شک کرنا قابلِ اعتبار ہیں اور ایسے شک کی پرواہ نہیں کی جائے گی جب تک ان کے حصول کا یقین پیدا نہ ہو چونکہ اصل عدم وقوع ہے۔

۲۹۰۔ جو شخص باوضو نہیں اس کو نہیں چاہیئے کہ وہ قرآن مجید کے حروف اور اسماء مقدسہ کی تحریروں کو چھوئے۔

جن اُمور کے لئے وضو مُستحب ہے۔

۲۹۱۔ مندرجہ ذیل امور کے لئے وضو کرنا مستحب ہے۔

O مساجد میں داخل ہونا۔ O مساجد میں ٹھہرنے کے لئے استحباب کی تاکید ہے۔

O مقاماتِ مقدمہ اور آئمہ معصومین انبیاء اور مومنین کے مقابر میں داخل ہونے کے لئے۔

O استخارہ O خوشنودی خداوندی کے موجب کام کے لئے۔

O تلاوت قرآن کریم کے لئے۔ O جنب اگر سونا چاہے تو اس کے لئے وضو کرنے کا استحباب مؤکد ہے۔

O جنب جب میت کو غسل دینے کا قصد کرے۔

O غسل دینے والا اگر اسی حالت میں زوجہ سے مجامعت کرنے کا قصد کرے اور غسل مِس میت نہ کر سکا ہو۔ O جو میت کو قبر میں اتارنا چاہے۔

O جو کسی بھی کام کے لئے جانا چاہے۔ قبل از وقت نماز کی تیاری کرنے والے کے لئے بلا غسل دوسری بار جماع کرنے والے کے لئے۔

O حاملہ زوجہ سے جماع کرنے والے کے لئے۔

O اطاعت خدا کے لئے منعقد کی جانے والی مجلس کے لئے جس طرح کہ عالمِ درس دینا چاہے۔

O متعلم درس پڑھنا چاہے اور خطیب وعظ کرنا چاہے اور مفتی فتویٰ صادر کرنا چاہے۔

O مناسک حج کے عمل ہر عمل کے لئے جہاں غسل کی شرط نہیں مثلاً کنکریاں پھینکنا، قربانی ذبح کرنا، بال کٹوانا، سر منڈوانا وغیرہ۔

O مسافر کے لئے جب وہ اپنے گھر جانے اور اہلِ خانہ سے ملنے کا ارادہ کرے۔

O وضو کی تجدید کرنا چاہے پہلے وضو سے نماز پڑھ چکا ہو یا نہ۔

O حیض والی عورت کے لئے جو نماز کے وقت رو بقبلہ ہو کر ذکر خدا میں مشغول ہونا چاہیئے۔ مومنات کو استحباب ترک نہیں کرنا چاہیئے۔ جنب کے لئے جو جنابت کی حالت میں کھانا کھانا چاہے۔

O آیات قرآن لکھنے کا ارادہ کرنے والے کے لئے۔ دائمی طور پر باوضو اور باطہارت رہنا، حفاظت، عمر طول اور وسعت رزق کا موجب ہے۔

۲۹۲۔ ہر قسم کے وضو جن کا ذکر ہوا ہے یہ نماز اور فریضہ واجبہ ادا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ سوائے اس وضو کے جو سونے کی نیت سے کیا جائے یا جنب یا حائض کا وضو۔

مستحبات وضو

۲۹۳- سونے کے بعد اور پیشاب کے بعد مستحب ہے کہ دونوں ہاتھوں کو کلائیوں تک ایک مرتبہ دھوئے اور اگر پائخانہ کر چکا ہو تو دو مرتبہ دھوئے۔

۲۹۴- جب وضو کے پانی پر نگاہ پڑے تو یہ دعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْمَاءَ طَهُوْرًا وَلَمْ یَجْعَلْهُ قَذِرًا وَّنَجِسًا۔

۲۹۵- پانی کا چلو بھرتے وقت یوں کہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ۔

۲۹۶- چہرہ اور دونوں بازو دھونے کے لئے دائیں ہاتھ کے ساتھ برتن سے چلو بھرنا اور دائیں بازو کو دھوتے وقت بائیں سے پانی کا چلو بھرنا اور پھر اس کو بائیں چلو میں ڈال کر اس سے دایاں بازو دھونا اور ڈاڑھی اور مونچھ کے جو بال حد سے بڑھے ہوئے ہوں ان کو دھونا یہ بھی مستحب ہے۔

۲۹۷- وضو سے قبل مسواک کرنا۔

۲۹۸- تین مرتبہ کلی کرنا اور یہ دعا پڑھنا۔

اَللّٰهُمَّ لَقِّنِّیْ حُجَّتِیْ یَوْمَ اَلْقَاکَ وَاَطْلِقْ لِسَانِیْ بِذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ۔

۲۹۹- تین بار ناک میں پانی ڈالنا اور یہ دعا پڑھنا۔

اَللّٰهُمَّ بَیِّضْ وَجْهِیْ یَوْمَ تَسْوَدُّ فِیْهِ الْوُجُوْهُ وَلَا تُسَوِّدْ وَجْهِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ فِیْهِ الْوُجُوْهُ۔

اور دایاں بازو دھوتے وقت یوں کہے:

اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَالْخُلْدَ فِی الْجِنَانِ بِیَسَارِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا۔

اور بایاں بازو دھوتے وقت یہ کہے:

اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَسَارِیْ وَلَا تَجْعَلْهَا مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِیْ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ مُقَطَّعَاتِ النِّیْرَانِ۔

اور سر کا مسح کرتے وقت کہے:

اَللّٰهُمَّ غَشِّنِیْ مِنْ رَحْمَتِکَ وَ بَرَکَاتِکَ۔

اور پاؤں کا مسح کرتے وقت کہے:

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ فِیْهِ الْاَقْدَامُ وَاجْعَلْ سَعْیِیْ فِیْ مَا یُرْضِیْکَ عَنِّیْ۔

۳۰۰۔ اثناء وضو میں اور فراغت کے بعد سورہ قدر اور آیت الکرسی پڑھنا مستحب ہے اور منہ دھوتے وقت آنکھیں کھولنا اور دو دو اعضاء کو دھونا جبکہ پہلی دفعہ دھونے میں تکملہ کی ضرورت ہو ورنہ ترک احوط ہے اور مرد کو چاہیئے کہ پہلے بازوؤں کے باہر کی طرف سے دھونا شروع کرے اور پہلے عورت اندر کی طرف سے شروع کرے۔

مکروہاتِ وضو

۳۰۱۔ دھوپ میں گرم ہونے والے پانی سے وضو کرنا خصوصاً جبکہ برتن کھلا ہوا ہو اور ایسے جنب مرد و عورت اور حائضہ عورت کے جھوٹے پانی سے وضو کرنا جو غیر محتاط ہوں اور ایسے پانی کو استعمال میں لانا جس میں بچھو گر جائے یا کوئی اور کیڑا مکوڑا گر کر مرے اور وضو میں کسی سے مدد طلب کرنا یعنی دوسرا آدمی اس کے ہاتھوں پر پانی ڈالتا جائے اور وضو کرتا جائے۔

۳۰۲۔ وضو کے بعد رومال سے اعضائے وضو لو خشک کرنا اگرچہ اس کو اکثر فقہاء کرام میں مطلقاً مکروہات میں شمار کیا جاتا ہے مگر اگر رومال وضو ہی کے اعضاء کو خشک کرنے کے لئے مخصوص ہو تو کراہت نہیں ہے۔ جیسا کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے متعلق روایت موجود ہے کہ وہ ہمیشہ اسی طرح کرتے تھے۔ اور اس روایت کو تقیہ پر محلول کرنا بے معنی ہے چونکہ ان کے دائمی عمل میں تقیہ کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ خدا ان کے ابن عم رسول اللہ صلعم اور فرزندانِ گرامی حسنین شریفین اور آئمہ اطہار اور زوجہ محترمہ فاطمۃ الزہرا سب پر درود بھیجے۔

کیفیتِ وضو

۳۰۳۔ وضو سے مراد یہ ہے کہ بنیت قربت چہرے اور دو ہاتھوں کو دھویا جائے اور سر اور پاؤں کا مسح کیا جائے۔

۳۰۴۔ چہرہ دھونے کی حد یہ ہے کہ طول میں سر کے بالوں کی اگلی حد سے لے کر ٹھوڑی تک دھوئے اور عرض میں اتنا چہرہ دھوئے جو انگوٹھے اور درمیانی انگلی کے درمیان آجائے۔ مندرجہ ذیل امور وضو میں واجب ہیں۔

۳۰۵۔ اول:۔ چہرے کا دھونا اور واجب ہے کہ چہرے اور انگلیوں کے بارے میں اعتدال یعنی اوسط کا لحاظ رکھا جائے چونکہ بعض اوقات چہرہ چھوٹا ہوتا ہے انگلیاں لمبی ہوتی ہیں۔ جو کانوں تک پہنچتی ہیں۔ اور بسا اوقات چہرہ چوڑا ہوتا ہے اور انگلیاں چھوٹی ہوتی ہیں جو کہ حد شرعی تک نہیں پہنچتیں تو ایسی صورت میں چاہیئے کہ اوسط (معتدل) چہرے اور انگلیوں کا اعتبار کیا جائے۔

۳۰۶۔ وہ شخص جس کی پیشانی پر بھی گھنے بال اُگے ہوئے ہوں یا بھنوؤں تک پہنچے ہوئے ہوں تو وہ بھی اوسط کا لحاظ رکھتے ہوئے پیشانی کے بال دھوئے گا۔

۳۰۷۔ گنجا شخص جس کے سر کے اگلے حصے یا جس کی پیشانی سے متصل بال موجود نہ ہوں وہ بھی چہرے کو دھونے میں اوسط کا لحاظ رکھے گا۔

۳۰۸۔ چہرہ کے دھونے میں ظاہر کے حصہ کا ہی اعتبار کیا جائے گا اور بھنوؤں یا ڈاڑھی کے بالوں کو حرکت دے کر نچلی کھال تک پانی پہنچانا واجب نہیں البتہ اگر بال پتلے ہوں تو پھر پانی پہنچانا ضروری ہے۔

۳۰۹۔ اوسط کا لحاظ رکھنے کے لئے عورتوں اور مردوں کا حکم ایک ہی ہے اگر کسی عورت کی ڈاڑھی یا مونچھ ہو تو اس کے لئے یہی حکم ہے۔

۳۱۰۔ منہ، آنکھ، ناک وغیرہ کے اندرونی حصوں کو دھونا واجب نہیں ہے اگرچہ من باب المقدمہ ان کا کچھ حصہ دھونا چاہیئے جس طرح کہ حصولِ یقین کے لئے دھوئے جانے والے اعضاء کو کسی مقدار حد سے زیادہ دھونا واجب ہے۔

۳۱۱۔ اگر کسی حد کے اندر کوئی ایسی چیز ہو تو پانی کی جو کھال تک پہنچنے سے مانع ہو مثلاً پیپ اور آنکھوں کا سرمہ وغیرہ تو ان کو وضو سے قبل زائل کرنا واجب ہے۔

۳۱۲۔ وہ گھرا مادہ جس سے عورتیں آج کل اپنے ناخنوں کو پالش کرتی ہیں وہ مانع وضو ہے۔ لہذا وضو سے قبل اس کو ناخنوں سے زائل کرنا واجب ہے۔

۳۱۳۔ مہندی اور دوسرے مختلف رنگ جو کہ دھونے کے بعد بھی باقی رہ جاتی ہیں ان میں کوئی حرج نہیں مگر واجب ہے کہ بدن یا بالوں وغیرہ پر خود مہندی وغیرہ نہ لگی ہو۔

۳۱۴۔ اگر وضو مکمل کرنے کے بعد معلوم ہو کہ کوئی حائل مانع موجود تھا جس نے کھال تک پانی نہیں

پہنچنے دیا تو وضوازسر نو کرے چاہے حکم سے جاہل ہو یا غافل یا بھول کر ایسا کرے۔

دوم و سوم کہنیوں سے انگلیوں کے سروں تک دھونا پہلے دائیں بازوں کو دھوئے اور پھر بائیں بازو کو۔

۳۱۵۔ کہنی اعضاء وضو میں داخل ہے جس کا دھونا واجب ہے اسی طرح کچھ اوپر سے بھی من بابِ المقدمہ دھونا بھی واجب ہے۔

۳۱۶۔ اگر کہنی کے نیچے کوئی زائد ہاتھ یا زائد انگلی موجود ہو تو اس کو دھونا واجب ہے۔

۳۱۷۔ اگر زائد ہاتھ کہنی کے اُوپر ہو تو اس کو دھونا واجب نہیں۔

۳۱۸۔ اگر زائد ہاتھ کہنی کے ساتھ ہو یا کہنی کے اوپر سے نکلا ہوا ہو اور دونوں شاخیں مساوی نظر آئیں اور اصلی اور زائد کا امتیاز نہ ہو سکتا ہو تو دونوں کا دھونا واجب ہے۔

۳۱۹۔ معمار اور مکانات اور دروازوں کو رنگ کرنے والے حضرات کے لئے ضروری ہے کہ وہ وضو کرتے وقت اپنے اعضاء سے چونا اور رنگ وغیرہ کو پہلے دور کر لیں اور اگر کوئی ایسا رنگ رہ جائے جو پانی پہنچنے سے مانع ہو نہ تو کوئی حرج نہیں۔

وضو ارتماسی

۳۲۰۔ وضو ارتماسی کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ یعنی پہلے منہ پھر ہاتھوں کو وضو کی نیت سے کُر یا جاری پانی میں یا کسی برتن میں ڈبو لے۔

۳۲۱۔ وضو ارتماسی میں چہرہ کو بالوں تک اور ہاتھوں کو کہنیوں تک وضو کی نیت سے پانی میں ڈبونا واجب ہے اور لازم ہے کہ ترتیب اعضاء کا لحاظ کرے۔

۳۲۲۔ بارش، پرنالے اور ٹونٹی کے نیچے بھی اعضاء کو ڈبو کر وضو ارتماسی ہو سکتا ہے مگر یہ خیال رہے کہ پہلے بلند حصوں کو آگے بڑھائے تاکہ ان سے پانی گر کر نچلے اعضاء کی طرف آئے۔

۳۲۳۔ اعضاء وضوء پر پورا پورا پانی پھر جانے کے بعد اور تمام کرنے سے قبل اعضاء کو زائد پانی سے بچانا واجب ہے البتہ اگر اعمال وضو اور مسح مکمل کر لے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح ارتماسی وضو میں نیت بھی واجب ہے۔

۳۲۴۔ چہارم۔ سر کا مسح۔

واجب ہے کہ وضو ہی کی تری سے دائیں ہاتھ سے سر کے اگلے حصہ کو مسح کرے۔
۳۲۵۔ سر کے اگلے حصہ کی بجائے پچھلے حصہ پر مسح کرنا جائز نہیں ہے بلکہ احتیاط یہ ہے کہ پیشانی کے دونوں روشن کناروں کے مابین اگلے حصہ پر مسح کرے۔
۳۲۶۔ طول و عرض میں ایک انگلی سے بھی سر کا مسح کرنا کافی ہے اور مستحب ہے کہ عرض میں تین انگلیوں سے مسح کرے۔
۳۲۷۔ واجب ہے کہ سر کا مسح اوپر سے نیچے کی طرف کرے۔
۳۲۸۔ واجب ہے کہ بغیر مجبوری کے صرف ہتھیلی اور انگلیوں کے اندرونی حصے سے ہی مسح کرے۔
۳۲۹۔ مجبوری کی حالت میں ہاتھوں اور انگلیوں کے باہر سے بھی مسح کر سکتا ہے۔ مثلاً اگر ہتھیلی پر زخم ہو یا مرہم سے بھرا ہوا پھوڑا ہو اور اس کو دور کرنا خطرناک ہو اور ناممکن ہو تو ایسی حالت سے باہر کی طرف سے بھی مسح کر سکتا ہے۔
۳۳۰۔ اگر ہتھیلی سے مسح کرنا مشکل ہو تو بازو سے مسح کر سکتا ہے۔
۳۳۱۔ اگر ہتھیلی کی رطوبت خشک ہو جائے تو بائیں ہاتھ سے رطوبت لے سکتا ہے اگر وہاں بھی نہ ہو تو چہرے، بھنوؤں یا ڈاڑھی سے لے کر اگرچہ وہ چہرے کی حد سے خارج ہی کیوں نہ ہوں۔
۳۳۲۔ اگر تمام اعضاء وضو خشک ہو جائیں تو وضو کا اعادہ کرنا واجب ہے۔
۳۳۳۔ اگر گرمی کی شدت یا خفت یا گرم لُو کی وجہ سے تری خشک ہو جائے تو باہر سے تری لے سکتا ہے اور خشک ہاتھ سے مسح کرنے کے بعد باہر کی تری سے ہاتھ کو تر کر کے مسح کرے اور پھر احتیاطاً وضو کے بدلے تیمم بھی کرے۔
۳۳۴۔ اگر دائیں ہاتھ میں کوئی اور زائد ہاتھ بھی ہو اور اصلی کا تعین نہ ہو سکے تو دونوں سے مسح کرے۔ یہ حکم سر اور پاؤں کے متعلق بھی جاری ہو سکتا ہے۔
۳۳۵۔ اگر محل مسح کچھ تر ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اور اس کو خشک کرنا واجب نہیں ہے۔ بلکہ اتنا ہی کافی ہے کہ بناء بر احتیاط ہاتھ کی رطوبت محلِ مسح کی رطوبت پر غلبہ پالے۔
۳۳۶۔ اسی طرح اگر ہاتھ میں کافی رطوبت ہو تو اس کو کم کرنا بھی واجب نہیں ہے۔
۳۳۷۔ مسح کی جگہ کو خشک کرنا اور قطرے پھینکنے کے لئے جھٹکے دینا یہ محض وسواس ہے۔
۳۳۸۔ واجب ہے کہ مسح اور سر کے مابین کوئی چیز حائل نہ ہو پس عمامہ وغیرہ پر مسح کرنا جائز نہیں۔
۳۳۹۔ صرف کھال پر مسح کرنا واجب نہیں بلکہ بالوں پر بھی ہو سکتا ہے اگرچہ وہ کھال تک نہ پہنچے۔
۳۴۰۔ سر کے بالوں پر مسح کرنے کی دو شرطیں ہیں۔

اول۔ یہ بال مقام مسح پر یعنی سر کے اگلے حصہ پر اُگے ہوئے ہوں۔
دوم۔ بال اتنے لمبے نہ ہوں کہ اگر ان کو کھینچا جائے تو اپنی حد سے تجاوز کریں۔ مثلاً اگر نیچے کے بالوں کو پکڑ کر اوپر کی طرف اٹھائیں یا پیچھے سے یا دونوں پہلوؤں سے لاکر آگے رکھ دیں تو اس صورت میں ان پر مسح درست نہ ہوگا۔

۳۴۱۔ جس کے سر پر تار کول یا کوئی چسپاں ہونے والی لیس دار دوا لگی ہو جس کا دور کرنا ممکن نہ ہو اور وہ حائل ہو تو بوجہ مجبوری اس پر مسح ہو سکتا ہے۔

۳۴۲۔ پنجم دونوں پاؤں پر مسح کرنا۔

دونوں پاؤں کی انگلیوں سے ٹخنوں تک مسح کرنا واجب ہے اور یہ طول کی مقدار ہے۔ اور عرض میں بقدر مسمیٰ کافی ہے۔

۳۴۳۔ انگلیوں سے لے کر دونوں پاؤں کی اُبھری ہوئی ہڈی تک مسح کرنا کافی ہے اور احوط یہ ہے کہ جوڑ تک مسح کیا جائے۔

۳۴۴۔ پاؤں کا مسح ایک انگلی سے بھی کافی ہے اور مستحب ہے کہ تین انگلیوں سے مسح کیا جائے۔

۳۴۵۔ افضل یہ ہے کہ تمام انگلیوں سے پورے پاؤں کی پُشت پر مسح کرے۔

۳۴۶۔ احوط یہ ہے کہ پہلے دائیں پاؤں کا مسح دائیں ہاتھ سے اور پھر بائیں پاؤں کا مسح بائیں ہاتھ سے کرے۔

۳۴۷۔ اگر دنوں پاؤں کی پشت پر کوئی چیز مسح سے مانع ہو تو اس کو دور کرنا واجب ہے تاکہ مسح کھال پر واقع ہو اور وہاں تک رطوبت کا پہنچنا یقینی ہو۔

۳۴۸۔ اگر پاؤں کی پشت اور انگلیوں پر کوئی چیز حائل ہو جس کا ہٹانا ناممکن یا مشکل ہو تو اس صورت میں حائل چیز پر مسح کرنا کافی ہے۔

۳۴۹۔ اگر جوڑوں تک پاؤں اور انگلیاں کٹی ہوئی ہوں تو پاؤں کا مسح ساقط ہے اور اگر کچھ حصّہ باقی ہو تو اس پر مسح کرنا واجب ہے۔

۳۵۰۔ بوقت ضرورت مجبوری کی صورت میں نعلین یا جوارب پر مسح کرنا جائز ہے مثلاً شدید سردی سے نقصان کا اندیشہ ہو یا کسی دشمن یا خطرہ کی وجہ سے جلدی ہو اور جرابیں اتارنے میں دیر لگے۔

۳۵۱۔ تقیہ کی صورت میں ان پر مسح کرنا بسبب ضرورت جائز ہے۔

۳۵۲۔ اگر مجبوری یقینی ہو اور اس کی وجہ سے شرعی تکلیف یہ ہو کہ نعلین یا جراب پر مسح کرے اور پھر اسی وضو سے نماز پڑھ لے اور بعد میں معلوم ہو کہ اس کو اشتباہ ہوا تھا فی الواقع کوئی ایسی مجبوری نہ تھی تو

نماز صحیح ہے اور اس کا اعادہ واجب نہیں۔

۳۵۳۔ اگر بسبب تقیہ مکلف کی شرعی تکلیف یہ ہو کہ وہ نعلین یا جراب پر مسح کرے مگر وہ اس پر عمل نہ کرے اور بغیر کسی مجبوری کی صورت کے صحیح طور پر مسح کرے تو اسکا وضو باطل ہے یہ شخص گنہگار ہے۔

۳۵۴۔ اگر تقیہ کی وجہ سے عارضی شرعی تکلیف پر عمل کر کے نعلین پر مسح کر لے اور جب نماز کے لئے کھڑا ہو تو مانع دور ہو جائے تو تقیہ کا حکم رفع ہو جائے گا۔ اگر اب اس وقت وسیع ہے تو نماز کے لئے دوبارہ صحیح وضو کرے اور اگر وقت تنگ ہے تو اسی وضو سے نماز پڑھ سکتا ہے۔

۳۵۵۔ جب تنگیٔ وقت کی وجہ سے کسی کی شرعی تکلیف تیمم ہو مگر وہ شخص عمداً وضوء میں مصروف ہو جائے حتیٰ کہ وقت ختم ہو جائے تو وہ وضو باطل ہے اگر اس وضوء سے کوئی نماز پڑھ چکا ہے تو وہ بھی باطل ہے۔

شرائطِ وضو

۳۵۶۔ اول۔ نیت:۔ یعنی عمل کا قصد اور قلبی توجہ۔

۳۵۷۔ نیت ہی روحِ اعمال ہے اور نیت میں یہ قصد کرے کہ میں خداوندِ عالم کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے یا قربتہً الی اللہ وضو کرتا ہوں اور قربت ہی صحتِ نیت کی شرط ہے۔

۳۵۸۔ ریاکاری اعمال کو باطل کر دیتی ہے۔

۳۵۹۔ اگر اثناء عمل میں ریا کا قصد کرے مگر پھر قربت کی طرف پلٹ آئے اور ترتیب عمل بھی درست ہو تو عمل صحیح ہے۔

۳۶۰۔ ریاء کا مفہوم یہ ہے کہ خوشنودیٔ خدا کے علاوہ کوئی قصد کرے چاہے وہ جو بھی ہو۔

۳۶۱۔ اگر وضوء کرتے وقت قصد یہ ہو کہ وہ میل کچیل دُور کر رہا ہے یا صحتِ بدنی حاصل کر رہا ہے تو اس کا عمل فاسد ہے اور وضو باطل ہے۔

۳۶۲۔ نیت میں تلفظ کی کوئی حاجت نہیں ہے۔

۳۶۳۔ اگر قصد و نیت نہ ہو تو تلفظ کافی نہیں ہے۔

۳۶۴۔ نیت میں صرف قصد قربتِ شرط ہے وجوب اور استحباب کا قصد واجب نہیں ہے۔

۳۶۵۔ استمرار حکم نیت میں شرط ہے یعنی ابتدائے عمل سے انتہا تک نیت جاری رہے اور درمیان میں نیت نہ توڑے۔

۳۶۶۔ اگر عمل شروع کرتے وقت نیت کرے اور اثناء عمل میں ترک کردے تو عمل باطل ہے۔ اور از سر نو بجالانا واجب ہے۔

۳۶۷۔ اگر اثناء عمل میں نیت سے رُجوع کرے مگر تمام کرنے سے قبل اور ترتیب فوت کرنے سے قبل پھر نیت کر لے تو عمل صحیح ہوگا۔

۳۶۸۔ اگر اعضائے وضو میں سے کسی عضو کو دھونے کے اثناء میں قصداً ترک کردے اور وضو پورا کرنے کا ارادہ ہو جائے تو اگر ترتیب میں ردو بدل نہیں کی تو اس عضو سے دوبارہ عمل شروع کرنا ہو گا۔ ریاء کا بھی یہی حکم ہے۔

۳۶۹۔ عمل کو از خود بجالانا واجب ہے اور کسی دوسرے سے وضو کروانا جائز نہیں ہے۔

۳۷۰۔ عمل میں کسی غیر کو شریک کرلے اور پھر ترتیب کی تبدیلی سے قبل ہی خود بخود شروع سے عمل بجالائے تو وضو صحیح ہوگا۔

۳۷۱۔ اگر عمل میں کسی غیر کو شریک کرلے اور پھر ترتیب کی تبدیلی سے قبل ہی خود بخود شروع سے عمل بجالائے تو وضو صحیح ہوگا۔

۳۷۲۔ اعضاء وضو کو دھونے میں اور سر اور پیر کے مسح میں ترتیب ملحوظ رکھنا اور خشک ہونے سے پہلے عمل کو پورا کرنا "موالات" کہلاتا ہے۔

۳۷۳۔ بوقت مجبوری کسی کو شریکِ عمل قرار دینا جائز ہے مثلاً اگر کوئی ہاتھ شل ہو جو حرکت نہ کر سکتا ہو یا چلو بھرنے اور ڈالنے سے قاصر ہو اور وسائل مہیا نہ ہونے کی وجہ سے ڈبو بھی نہ سکتا ہو تو اس صورت میں بلااشکال کسی سے مدد لینا جائز ہے۔

۳۷۴۔ اگر دونوں ہاتھ معذور ہوں اور دوسرے کی مدد کے بغیر وضو ممکن نہ ہو تو اعضاء کو دوسرا دھلوا سکتا ہے مگر نیت خود کرنا واجب ہے۔

۳۷۵۔ وضوء کرنے والا اگر پانی کا چلو بھرنے اور ڈالنے سے عاجز ہو لیکن مسح کر سکتا ہو اور ایک جزء سے دوسرے جزء تک پانی پہنچا سکتا ہو تو دوسرا آدمی صرف پانی ڈالنے میں اس کا نائب قرار پائے گا۔

۳۷۶۔ اگر کوئی شخص اعضاء کو خود دھو سکتا ہو اور پانی سے چلو بھی بھر سکتا ہو اور اعضاء پر ڈال سکتا ہو اور دوسرا آدمی صرف پانی انڈیل رہا ہو تو یہ جائز ہے۔

۳۷۷۔ اگر مکلف اعضاء کا مسح کرنے سے عاجز ہو اور ایک جزء سے دوسرے جزء تک پانی بھی نہ پہنچا

سکتا ہو تو دوسرا آدمی اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو مسح کرا سکتا ہے اور اعضاء پر بھی اسی کا ہاتھ پھروا سکتا ہے۔

محل کا مُباح ہونا

۳۷۸۔ واجب ہے کہ وضو کرنے کی جگہ غصبی نہ ہو ورنہ وضو باطل ہوگا۔
۳۷۹۔ اسی طرح واجب ہے کہ وضو کا پانی گرنے کی جگہ مباح ہو اور وہ برتن جس سے چلو بھر رہا ہو غصبی نہ ہو۔

پانی کا مُباح ہونا

۳۸۰۔ واجب ہے کہ جو پانی وضو میں استعمال ہو رہا ہے وہ غصبی و مضاف اور نجس نہ ہو بلکہ آبِ مطلق اور پاک ہو۔
۳۸۱۔ اگر کوئی شخص مضاف یا نجس پانی سے وضو کرے تو اس کا وضو باطل ہے اگرچہ وہ مسئلہ سے ناواقف ہو یا غافل ہو یا بھول گیا ہو اگر نماز پڑھ چکا ہے تو باطل ہے اور واجب ہے کہ دوبارہ صحیح وضو کر کے نماز کا اعادہ کرے۔
۳۸۲۔ لیکن اگر یہ معلوم نہ ہو کہ یہ پانی جس سے اس نے وضو کیا ہے نجس یا غصبی یا مضاف ہے۔ اور نماز پڑھ لے اور ابھی اس نماز کا وقت باقی تھا کہ معلوم ہو جائے یہ پانی نجس یا مضاف ہے تو نماز کا اعادہ واجب ہے اور وقت نکل جانے کے بعد اگر علم ہو تو اعادہ واجب نہیں ہے۔

البتہ اگر مسئلہ سے ہی ناواقف ہو تو دونوں صورت میں اعادہ واجب ہے۔ چاہے وقت باقی ہو یا نکل گیا ہو۔
۳۸۳۔ مجبوری کی حالت میں بھی نجس اور غصبی پانی سے وضو کرنا جائز نہیں ہے۔
۳۸۴۔ اگر وضو کے پانی میں دوسرے غصبی پانی کا ایک قطرہ بھی گر پڑے تو اس سے وضو کرنا جائز نہیں اور پرہیز واجب ہے۔
۳۸۵۔ اگر غصبی پانی سے وضو کر لے اور بعد میں معلوم ہو کہ یہ پانی یا برتن یا محل وضو غصبی تھا تو اس کا

وضو صحیح ہے مگر مالک کی رضامندی حاصل کرنا اس کے ذمہ میں باقی ہے۔ اگر وہ راضی نہ ہوا تو وضو باطل ہو گا۔

۳۸۶۔ اگر محل وضو یا پانی یا برتن کے غصب ہونے کا علم ہو مگر وہ سہواً یا نسیاناً وضو کر لے تو اس کا وضو صحیح ہے مگر جب تک مالک سے اجازت نہ لے بری الذمہ نہیں ہو گا۔

۳۸۷۔ اگر اعضاء وضو کو دھونے کے بعد اور مسح سے قبل علم ہو جائے کہ پانی غصبی ہے تو مباح پانی کے ساتھ از سرِ نو وضو کرنا واجب ہے۔

۳۸۸۔ اگر اعضاء کو دھونے کے درمیان پانی کے غصب ہونے کا علم ہو تو اگر ترتیب میں خلل نہ آیا ہو تو مباح پانی سے وضو مکمل کر لے مگر پانی غصبی ہونے کی وجہ سے مالک کی اجازت کے بغیر بری الذمہ نہ ہو گا۔

۳۸۹۔ اگر مالک کی رضا کا علم ہو یا قرائن یا اشاروں سے رضامندی کا گمان ہو تو اس کی ملکیت میں ہونے والے پانی سے وضو کرنا جائز ہے۔ اور زبانی طور پر وضاحت کے ساتھ اجازت طلب کرنا واجب نہیں۔

۳۹۰۔ قولی اشارہ سے مراد یہ ہے لب ولہجہ بتلا رہا ہو کہ مالک راضی ہے اور اشارہ اجازت کا مفہوم یہ ہے کہ مالک کا عام، اذن ہو یا عوام کے درمیان شہرت سے یہ معلوم ہو جائے کہ مالک کی طرف سے اجازت ہے۔

۳۹۱۔ اگر مالک کی رضامندی مشکوک ہو تو وضو جائز نہیں ہے۔

۳۹۲۔ اگر شک کی حالت میں وضو کرے اور بعد میں معلوم ہو کہ مالک راضی ہے تو وضو صحیح ہے۔

۳۹۳۔ مملوکہ، نہروں، چشموں سے مالک کی خصوصی اجازت کے بغیر وضو یا غسل یا استنجاء کرنا یا پینا جائز ہے البتہ اگر یہ معلوم ہو کہ مالک نے منع کر رکھا ہے تو جائز نہیں۔

۳۹۴۔ اسی طرح اگر نہریں، چشمے غصبی ہیں تب بھی یہی حکم ہے۔

۳۹۵۔ اگر غاصب نے پانی کا رُخ بدل دیا ہو تو کسی صورت میں بھی تصرف جائز نہیں ہے۔

۳۹۶۔ عام اراضی وغیرہ میں بھی مالک کی اجازت لئے بغیر سونا، نماز پڑھنا یا کوئی بھی تصرف کرنا جائز ہے بشرطیکہ ان کو نقصان نہ پہنچائے اور مالک کی طرف سے رکاوٹ معلوم نہ ہو۔

۳۹۷۔ غصبی زمین میں وضو یا غسل کرنا جائز نہیں ہے اگر ان میں پانی جاری ہو چونکہ ظرف غصبی ہے۔

۳۹۸۔ اگر پانی کسی مسجد، مدرسہ، امام باڑہ کے لئے خصوصی طور پر وقف ہو تو غیر متعلقہ اشخاص کیلئے وہاں وضو غسل کرنا جائز نہیں البتہ اگر وقف عام ہو تو جائز ہے۔

۴۰۰۔ اگر پانی کسی خاص مسجد کے لئے وقف ہو اور کوئی آدمی وہاں وضو کر کے نماز پڑھنا چاہے تو یہ

نیت کرے کہ وہ اس مسجد میں بھی نماز پڑھے گا۔ پھر وہاں اگر دو رکعت بھی پڑھ لے تو اس وضو سے ہر جگہ نماز پڑھنا جائز ہے۔

اعضائے وضو کی طہارت

۴۰۱۔ واجب ہے کہ وضو کے وقت اعضائے وضو پاک ہوں اور باقی اعضاء کا اس وقت پاک ہونا ضروری نہیں اگرچہ نماز کے لئے ان کو پھر پاک کرنا واجب ہو گا۔
۴۰۲۔ اگر رفع حاجت کرے اور استنجاء نہ کرے اور وضوء کرکے پھر استنجاء کرے تو کوئی حرج نہیں۔
۴۰۳۔ اگر وضو کرنے والے کے بعض اعضاء نجس ہوں چاہے وہ دھونے کے ہوں یا مسح کے اگر اثناء وضوء میں پہلے ان کو پاک کرتا جائے اور پھر وضو کرتا جائے تو جائز ہے مگر موالات شرط ہے۔
۴۰۴۔ جائز نہیں کہ ایک ہی دفعہ دھونے سے نجاست دور کرنے کا قصد بھی کرے اور وضو کا بھی قصد کرے۔ ہاں اگر وضو ارتماسی کر رہا ہو تو عضو کو آبِ کثیر یا جاری میں غوطہ دے اور نکالتے وقت وضو کی نیت کر لے اگر اس پر نجاست نظر آ رہی ہو تو ڈبونے کی حالت میں یا پہلے اس کو دور کر لے تو جائز ہے۔

اعضائے وضو کی ترتیب

۴۰۵۔ اعضائے وضو میں ترتیب کا لحاظ رکھنا واجب ہے مثلاً پہلے دائیں ہاتھ سے منہ دھوئے پھر دایاں بازو پھر بایاں بازو پھر سر کا مسح پھر پاؤں کا مسح جیسا کہ پہلی فصل میں اسکا ذکر گزر چکا ہے۔
۴۰۶۔ اگر ترتیب کی مخالفت کرے یا پہلے بازو دھو لے پھر منہ دھوئے یا پہلے مسح کرے اور پھر بازو دھوئے تو یہ سب کچھ وضو نہ کرنے کے مترادف ہے چاہے عمداً ایسا کرے یا سہواً یا نسیاناً۔
۴۰۷۔ اگر ترتیب کی مخالفت کرے مثلاً منہ دھو کر بایاں بازو دھوئے۔ تو اس کو کالعدم قرار دے کر دایاں بازو دھوئے گا پھر بایاں دھو لے گا اور منہ دھونے کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اگر بائیں بازو کے بعد دایاں دھو لے تو دوبارہ دایاں بازو دھو لے اور وضو مکمل کر لے۔

موانع وضو

۴۰۸۔ وضو سے مانع امور چند قسم کے ہوسکتے ہیں۔ یا وقت تنگ ہو تو اس صورت میں تیمم واجب ہے تاکہ بروقت نماز حاصل کرسکے اگرچہ ایک رکعت ہی کیوں نہ ہو۔ یا دشمن پیچھے لگا ہوا ہو یا کسی مطلوب یا قرضدار کے فرار کا اندیشہ ہو یا جان کا خطرہ ہو اور اس کو جلدی کی ضرورت ہو تب بھی تیمم ہی واجب ہے۔

اگر کسی بیماری کے پیدا ہونے یا بڑھنے کا خدشہ ہو اور علاج میں دشواری پیدا ہو یا ضرر کا خوف ہو تب بھی تیمم واجب ہے اور ان حالات میں وضو کرنا جائز نہیں اگر عمداً وضو کرے گا تو وہ باطل ہو گا اور پھر تیمم ہی کرنا پڑے گا۔

۴۰۹۔ اگر موانع کی موجودگی میں لاعلمی یا سہو یا نسیان کی وجہ سے وضو کرے تو وہ صحیح ہے اور تیمم کی ضرورت نہیں ہے۔

موالات

۴۱۰۔ وضو کے اعضاء کو پے در پے اس طرح دھوئے کہ وضو مکمل ہونے سے قبل تمام اعضاء خشک نہ ہو جائیں اور بعض کے خشک ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

۴۱۱۔ ضروری ہے کہ پانی نیا ہو یعنی پہلے خبث اور ازالۂ نجاست میں استعمال نہ ہوا ہو۔ اگرچہ پاک ہی کیوں نہ ہو۔ اس کا استعمال وضو کے لئے جائز نہیں اس قسم کے پانی کی پاکیزگی کے شرائط گزر چکے ہیں۔

۴۱۲۔ ایک وضو میں استعمال شدہ پانی دوسرے وضو کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

۴۱۳۔ جنابت، حیض، استحاضہ کے غسل میں استعمال ہونے والے پانی کا وضو میں استعمال کرنا مشکل ہے۔ اور اگر (غسل میں نجاسات دور کے بعد) یہ مستعمل پانی پاک بھی ہو اور مجبوراً اس سے وضو کرنا پڑے تو وہ کافی نہیں ہے۔ احتیاطاً اس کے ساتھ تیمم بھی کرنا پڑے گا۔ پھر اگر غیر مستعمل پانی حاصل

ہو جائے تو وضو کا اعادہ کرنا ہو گا۔

۴۱۴۔ نوٹ:۔ اگر کسی عضو پر مٹی یا سیاہی یا شیرہ وغیرہ لگا ہوا ہو تو وضو کے لئے پانی ڈالتے وقت جب یہ چیزیں پانی سے ملیں گی تو وہ مضاف ہو جائے گا۔ لہذا وضو سے قبل ان کو زائل کرنا واجب ہے۔ یا اثناء وضو میں زائل کر دے جیسا کہ تطہیر اعضاء کے بیان میں گزر چکا ہے۔

وضو کے مسائل

۴۱۵۔ جب کسی کو طہارت کا یقین اور حدث میں شک ہو تو طہارت پر بنا رکھ کر اپنے آپ کو باطہارت قرار دے اور اگر حدث کا یقین اور طہارت میں شک ہو تو حدث پر بناء رکھے اور دوبارہ طہارت بجا لائے۔

۴۱۶۔ ہر حالت میں یقین پر بنا رکھے جیسا کہ علماء کے درمیان یہ قاعدہ ہے کہ شک یقین کو نہیں توڑتا۔

۴۱۷۔ جو شخص پہلے طہارت کر چکا ہے اور اس کا حدث بھی صادر ہو چکا ہے مگر اس کو یہ شک ہے کہ پہلے حدث ہوا اور پھر طہارت کی تھی اور پھر حدث ہوا تو حدث پر بناء رکھ کر طہارت کو بجا لائے گا۔

۴۱۸۔ اگر وضو مکمل کر لینے کے بعد یقین ہو جائے کہ کوئی عضو دھونے سے رہ گیا ہے چاہے وہ دھونے کے اعضاء سے ہو یا مسح کے اعضاء سے تو اس عضو کو دھو لے بشرطیکہ ترتیب باقی رہ جائے ورنہ وضو از سر نو کرنا ہو گا۔

۴۱۹۔ اگر وضو مکمل کرنے کے بعد کسی عضو کے دھونے یا مسح کرنے میں شک ہو اور محل گزر چکا ہو تو ایسے شک کی پرواہ نہ کرے اور نہ ہی وضو کا اعادہ کرے لیکن اگر مسح سے فارغ ہونے کے بعد اور اپنی جگہ سے حرکت کرنے سے قبل شک کرے تو ترتیب برقرار رہنے کی صورت میں مسح دوبارہ کرے گا ورنہ وضو از سر نو کرنا پڑے گا۔

۴۲۰۔ اگر اعضاء وضو میں س کسی عضو کے دھونے میں شک ہو اور اگلے عضو کی طرف منتقل نہ ہوا ہو تو اس عضو مشکوک کو دوبارہ دھو لے اور پھر اگلے عضو کی طرف منتقل ہو۔

۴۲۱۔ اگر اثناء نماز میں شک ہو جائے کہ اس نے حدث کے بعد طہارت کی ہے یا نہیں تو نماز قطع کرے اور دوبارہ طہارت کرے۔

۴۲۲۔ اگر نماز پوری کرنے کے بعد طہارت میں شک ہو تو دوبارہ طہارت کر کے نماز کا اعادہ کر لے۔

۴۲۳۔ اگر اعضاء وضو میں سے کوئی عضو نجس ہو جائے اور وضو کے بعد شک ہو کہ اس نے اس کو پاک

کیا تھا یا نہیں تو اس عضو کو پاک کرنے کے بعد از سر نو وضو کرے۔
۴۲۴۔ اگر آب کثیر میں ارتماسی وضو کرے اور یہ شک ہو کہ اس نے وضو کی نیت سے عضو کو غوطہ دینے سے قبل پاک کرنے کی نیت سے ڈبویا تھا یا نہیں تو صرف وضو کا اعادہ کرے اور اگر عین نجاست عضو پر لگی ہو تو پہلے اس کو زائل کرے اور پھر وضو کرے۔
۴۲۵۔ ہاں! اگر نجس عضو کو آبِ کثیر میں ڈبو چکا ہے اور نکالتے وقت وضو کی نیت کر لے اور عین نجاست نہ لگی ہو تو وضو صحیح ہے۔
۴۲۶۔ اگر وضو کر کے نماز پڑھ چکا ہو تو بغیر حدث کے استحباب کی نیت سے تجدید وضو کر لے اور پھر ایک نماز پڑھ لے اور بعد میں یہ یقین ہو کہ دونوں وضوؤں میں سے ایک وضو باطل تھا مثلاً کسی عضو وغیرہ کو دھونا بھول گیا تھا تو دوسری نماز صحیح ہو گی اور پہلی کا اعادہ کرنا پڑے گا۔
۴۲۷۔ اگر ایک دفعہ وضو کر کے نماز پڑھے اور پھر حدث ہونے کی وجہ سے دوبارہ وضو کرے اور کوئی دوسری نماز پڑھ لے اور پھر دونوں وضوؤں میں سے کسی ایک وضوء کے باطل ہونے کا یقین ہو تو وضو کا اعادہ کر کے دونوں نمازوں کو دوبارہ ادا کرے۔
۴۲۸۔ کثیر الشک شخص شک کی پرواہ نہ کرے اور نماز کے صحیح ہونے پر بناء رکھے۔

"زخم اور پھوڑے کا حکم"

۴۲۹۔ اگر اعضاء وضو پر کوئی زخم ہو جس تک پانی پہنچانا نقصان دہ ہو اگرچہ وہ گرم ہو تو اس کے ارد گرد دھولینا کافی ہے اور کسی دوسری چیز کی ضرورت نہیں ہے۔

۴۳۰۔ نشتر یا پچھنے لگانے کا مقام بھی زخموں کے حکم میں ہے۔

۴۳۱۔ پھوڑا اور شکستہ کے متعلق یہ ہے کہ اگر ان پر گیلا ہاتھ پھیرنا نقصان دہ نہ ہو تو ہاتھ پھیر لے ورنہ ان پر کوئی کپڑے کا ٹکڑا رکھ کر ہاتھ پھیر دے۔

۴۳۲۔ اگر ان پر ہاتھ پھیرنا بھی ناممکن ہو تو صحت مند مقامات کو دھو لے اور احتیاطاً تیمم کرے۔

۴۳۳۔ اگر شکستہ یا زخم دونوں پٹی کے نیچے پوشیدہ ہوں اور ان پر پانی لگانا نقصان دہ نہ ہو تو پٹیاں اتار کر ان پر پانی لگائے۔

۴۳۴۔ اگر ان کو کھولنا ممکن نہ ہو اور ان کے ساتھ پانی لگانے میں ضرر نہ ہو تو یا ان کو پانی میں ڈبوئے یا ان پر اتنا پانی جاری کرے جو کھال تک جا پہنچے اور مسمیٰ حاصل ہو جائے۔

۴۳۵۔ اگر دھونے کا مسمیٰ بھی حاصل نہ ہو اور پانی بھی پٹی کی وجہ سے ایک جزء سے دوسرے جزء تک نہ پہنچ سکے تو احتیاطاً پٹی پر ہاتھ پھیر دے۔

۴۳۶۔ اگر شکستہ یا زخم کی جگہ نجس ہو اور اس کو پاک کرنا ممکن نہ ہو تو جبیرہ پر ہی پانی سے ہاتھ تر کر کے پھیرنا واجب ہے۔

۴۳۷۔ اگر مسح کی جگہ نجس ہو تو اس کو پاک کرنا یا جبیرہ کو تبدیل کرنا واجب ہے۔

۴۳۸۔ اگر پاک کرنا ناممکن اور دشوار ہو تو اس پر پاک کپڑے کا ٹکڑا رکھ کر اس پر ہاتھ پھیرے اور احوط یہ ہے کہ اگر زخم کے مقامات کھلے ہوئے ہوں تو تیمم بھی کرے۔

۴۳۹۔ بوقت ضرورت جبیرہ پر نائلون وغیرہ کو بھی ہاتھ پھیرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۴۴۰۔ اگر جبیرہ مسح کے مقام پر ہو اور اس کو کھولنا ممکن نہ ہو اور وہ نجس بھی ہو تو اس پر ممکن حد تک پانی پہنچانا واجب ہے ورنہ اس پر ہاتھ پھیر دے گا جیسا کہ ہم نے مفصل لکھ دیا ہے۔

۴۴۱۔ چونا، مرہم وغیرہ شکستہ عضو پر باندھی ہوئی لکڑی کے حکم میں ہے اسی طرح زخموں پر لگائی جانے والی مرہمیں تیل وغیرہ بھی جبیرہ کے حکم میں آتی ہیں۔

۴۴۲۔ جبیرہ اور اس کی ہم حکم چیزیں، چونا لکڑی مرہم وغیرہ کو اگر ان اعضاء پر لگایا جائے جو دھونے

اور مسح کی صورت میں جلد تک پہنچانے سے مانع ہوں اور ان کا رفع کرنا یا زائل کرنا مشکل اور شاق ہو تو احوط ہے کہ تیمم بھی کرے۔

۴۴۳۔ اگر بعض انگلیوں پر یا ہاتھ پر زخم یا پھوڑا ہو اور وہاں تک پانی پہنچانا ضرر رساں ہو تو ان پر نائلون یا موم کے دستانے وغیرہ چڑھا کر بغیر کسی شرط کے وضو کر سکتا ہے۔

۴۴۴۔ اگر زخم یا پھوڑا مسح کی جگہ پر ہو اور بعض جگہ کھلی ہو اور بعض پوشیدہ ہو تو واجب ہے کہ کھلی ہوئی جگہ پر جبیرہ کے بغیر مسح کرے۔

۴۴۵۔ اگر اعضاء وضو پر اور قسم کی بیماریاں ہوں مثلاً آشوبِ چشم یا جلدی امراض یا الرجی المائنزم وغیرہ اور جلد تک پانی پہنچانا نقصان دہ ہو تو اس کی تکلیف شرعی صرف تیمم کرنا ہے۔

۴۴۶۔ اگر زخم یا شکستگی بلا استثناء تمام یا اکثر اعضاء تیمم پر ہو تو جبیرہ پر عمل کر کے تیمم بھی کرے۔

۴۴۷۔ اگر جبیرہ کے نیچے عضو عرفی حیثیت سے سالم ہو تو اس پر بھی جبیرہ کے ساتھ ہی ہاتھ پھیر دے گا۔

۴۴۸۔ اگر متعدد جبیروں کی پٹیوں کے درمیان سالم فاصلے ہوں اور کھلے ہوئے ہوں تو ان کو دھونا واجب ہے ورنہ جبیرہ پھیرنے کے علاوہ تیمم بھی کرے گا۔

۴۴۹۔ اگر پٹیاں غصبی ہوں تو ان پر مسح کرنا جائز نہیں بلکہ واجب ہے بقدر امکان ان کو تبدیل کرے۔

۴۵۰۔ اگر غصبی پٹیاں کسی چیز کے نیچے پوشیدہ ہوں تو وضو کے لئے نقصان دہ نہیں لیکن ان کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

۴۵۱۔ اگر زخم تندرست ہو جائے تو جبیرہ کا حکم رفع ہو جائے گا۔

۴۵۲۔ جبیرہ کے احکام کے ساتھ پڑھی جانے والی نمازوں کا تندرستی کے بعد اعادہ یا قضاء واجب نہیں ہے۔ مگر اگر ان میں خون کی وجہ سے نجس مرہم رہ جائے جس کا دھونا یا دور کرنا ممکن نہ ہو اور پھر زخم ہونے کا خوف ہو تو اس پر اور پٹی رکھ دے اور اسی پر ہاتھ پھیر دے اور جب وہ از خود دور ہو جائے یا معدوم ہو جائے تو محل پاک ہو جائے گا اور وہ پورا وضو کرے گا۔

۴۵۳۔ اگر جبیرہ رفع کر کے وضو کرنا ممکن ہو مگر ایسا کرنے میں وقت گزرنے اور نماز قضاء ہونے کا اندیشہ ہو تو فقط تیمم واجب ہو گا۔

۴۵۴۔ اگر صاحب جبیرہ کو ظن یا امید حاصل ہو کہ آخر وقت تک عذر زائل ہو جائے گا تو آخر وقت تک تاخیر کر کے نماز پڑھے۔

۴۵۵۔ اگر صاحبِ جبیرہ عذر کے زائل ہونے سے مایوس ہو جائے تو اوائل وقت میں نماز ادا کر سکتا

ہے۔

۴۵۶۔ احکامِ جبیرہ میں واجب اور مستحب وضو کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

۴۵۷۔ صاحبِ جبیرہ دوسرے کی نیابت میں نماز اور طوافِ واجب اور نماز اجارہ ادا نہیں کر سکتا اور اگر ازراہ تبرع پڑھ دے تب وہ دوسرے سے ساقط نہ ہوں گے۔

۴۵۸۔ اگر نیابت میں نماز پڑھنے والا اثناء مدت مقررہ میں احکام جبیرہ میں مبتلا ہو جائے اور اس پر شرط یہ عائد کی گئی ہو کہ خود نمازیں ادا کرے اور جبیرہ کی وجہ سے وقت تنگ ہو اور نماز فوت ہونے کا خوف ہو تو اجارہ ختم ہو جائے گا۔

۴۵۹۔ صاحبِ جبیرہ اپنی قضاء نمازیں بھی ادا نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر زوالِ عذر سے مایوس ہو جائے تو جائز ہے۔

۴۶۰۔ جو اپنی تکلیف شرعی سے ناواقف ہو اور اس کو شک ہو کہ اس نے احکامِ جبیرہ بجا لانے ہیں یا تیمم کرنا ہے دونوں پر عمل کرے گا۔

۴۶۱۔ جبیرہ مجبور آدمی کا وظیفہ ہے اختیاری حالت میں اس پر عمل نہیں ہو سکتا۔ اور محض عذر دور ہوتے ہی جبیرہ کو دُور کرنا واجب ہے اور اسی طرح تیمم بھی ہے اگر جبیرہ کے ساتھ وضو کرے یا بلا ضرورت تیمم کرے اور وظیفہ پڑھ لے یا واجب طواف کر لے وہ یہ سب باطل ہوں گے۔

مسلوس و مبطون کے احکام

۴۶۲۔ مسلوس اس کو کہتے ہیں جو پیشاب روکنے پر قادر نہ ہو اور اکثر اس کا پیشاب ٹپکتا رہتا ہو اور بند نہ ہوتا ہو۔

مبطون اس کو کہتے ہیں جن کی قوتِ ماسکہ کمزور ہو اور اس کا پائخانہ نہ رکتا ہو۔

۴۶۳۔ اگر اوقات نماز کے درمیان مسلوس و مبطون کے لئے کوئی وقفہ ہوتا ہو جس میں وہ محض واجبات ہی کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہو تو اس وقفہ کا انتظار واجب ہے اور اس وقفہ کے علاوہ کسی دوسرے وقفہ میں نماز پڑھنا باطل ہے مگر اس صورت میں کہ اس کا حدث صادر نہ ہوا ہو۔

۴۶۴۔ اگر حدث کے رُکنے کے لئے کوئی وقفہ نہ ہو تو یوں دونوں ہر نماز کو علیحدہ علیحدہ وضو سے پڑھیں گے اگر احتیاط پر عمل کریں ورنہ ایک وضو کے ساتھ ان کو متعدد نمازیں پڑھنا جائز نہیں ہے۔

۴۶۵۔ اگر دونوں کے لئے ایک نماز پڑھنے کے لئے کافی وقفہ نہ ہوتا ہو بلکہ بار بار پیشاب یا پائخانہ نکلتا ہو تو چاہیئے کہ پانی کے کنارے پر نماز پڑھیں یا اپنے پاس پانی رکھ لیں تاکہ جب بھی حدث صادر ہو وضو کر کے باقی نماز پڑھتے رہیں اور ان کی نماز قطع نہیں ہو گی اور احتیاط یہ ہے کہ ایک وضو کے ساتھ ایک اور نماز بھی پڑھ لیں۔

۴۶۶۔ مسلوس کے لئے واجب ہے کہ اپنا مقامِ پیشاب نائلون یا موم کے لفافے میں رکھ کر باندھ لے تاکہ پیشاب اس کے بدن اور کپڑوں سے نہ لگے اور بہتر ہے کہ لفافے میں کچھ روئی بھی رکھے۔

۴۶۷۔ مبطون کے لئے بہتر ہے کہ پائخانہ کو روکنے کے لئے روئی یا کپڑا رکھ کر باندھ لے تاکہ اس کے کپڑے نجس نہ ہو سکیں۔

۴۶۸۔ مسلوس و مبطون کی نماز میں جو اجزاء فوت ہو جائیں مثلاً تشہد، سجدے وغیرہ تو تجدید وضو کے بغیر ہی وہ نماز احتیاط فوت شدہ اجزاء کی قضا پڑھ سکتا ہے۔

۴۶۹۔ اگر حدث صادر ہو جائے اور یہ دونوں نوافل پڑھنا چاہیں تو وضو کی تجدید کریں۔

۴۷۰۔ مسلوس و مبطون اگر بیماری سے صحت یاب ہو جائیں تو اس حالت میں پڑھی جانے والی نمازوں کی قضا نہیں کریں گے۔

البتہ اگر وہ اول وقت میں اسی حالت میں نماز پڑھیں اور آخر وقت میں صحت یاب ہو جائیں اور ابھی وقت باقی ہو تو وضو کا اعادہ کر کے نماز دوبارہ پڑھیں گے۔

۴۷۱۔ جس شخص کی ریح نہ رکتی ہو وہ مندرجہ بالا احکام پر عمل کرے گا۔

غسل کا بیان

۴۷۲۔ واجبِ غسل دو قسم کے ہوتے ہیں واجب ذاتی اور واجب عرضی۔

واجب ذاتی چھ ہیں۔ غسل جنابت، غسل حیض، غسل نفاس، غسل استحاضہ، غسل میت، غسل مس میت اور واجب عرضی وہ ہیں جو نذر، عہد و قسم کی وجہ سے واجب ہو جاتے ہیں۔

جنابت کے احکام

۴۷۳- جنابت دو طرح سے وجود میں آتی ہے۔ جماع کے ساتھ یا منی خارج ہونے کے ساتھ۔
۴۷۴- جماع سے مراد یہ ہے کہ آلۂ تناسل کا سرا مقامِ مخصوص میں داخل ہو اور اگر آلہ بریدہ ہو تو اسی مقدار کا دخول فاعل و مفعول دونوں کے لئے غسل کا موجب ہے چاہے جبراً ہو یا اختیاراً، انزال ہو یا نہ ہو۔
۴۷۵- دبر میں دخول کرنا بھی مفعول و فاعل ذکر و انثی دونوں کے لئے غسل کا موجب ہے۔ اسی طرح اگر کوئی معاذاللہ میت کے ساتھ بھی اس قسم کا فعل کرے تو اس پر بھی غسل واجب ہے اسی طرح فاعل و مفعول میں سے دونوں جاگتے ہوں یا سوتے ہوں اور کوئی ایک سوتا ہو یا جاگتا ہو ان کے لئے بھی وہی حکم ہے۔
۴۷۶- کم سِن کے ساتھ بھی (معاذاللہ) اس قسم کا فعل مطلقاً گناہ کبیرہ ہونے کے علاوہ موجبِ غسل جنابت بھی ہے۔
۴۷۷- (معاذاللہ) حیوان کے ساتھ بھی فعل بد کرنا موجب غسل ہے مگر اس کے ساتھ احتیاطاً (نماز کے لئے) وضو بھی کرے۔
۴۷۸- اگر مرد اپنے آلۂ تناسل پر نائلون، ریشم وغیرہ لپیٹ کر ایسا فعل کرے تب بھی غسل جنابت واجب ہے مگر نماز کے لئے ساتھ وضو بھی کرنا ہو گا۔
۴۷۹- دخول میں شک کی صورت میں غسل واجب نہیں ہو گا۔
۴۸۰- اگر دونوں میں کسی کو دخول کا یقین ہو اور دوسرے کو شک ہو تو ہر ایک اپنے یقین پر عمل کرے گا۔
اگر شک کرنے والے کو بعد میں کوئی یقینی صورت نظر آجائے تو اس پر بھی غسل واجب ہو جائے گا۔
۴۸۱- اگر مچھر کے پَر کے برابر بھی چاہے کسی حالت میں منی خارج ہو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ چاہے شہوت ہو یا نہ ہو بشرطیکہ یقین ہو جائے کہ اس میں منی کے صفات ہیں۔
۴۸۲- منی کا خروج قوت کے ساتھ ہوتا ہے جیسا کہ قرآن میں بھی اس کو اچھل کر نکلنے والا پانی کہا گیا ہے۔ لیکن بسا اوقات بیماری یا کمزوری کی وجہ سے یہ قوت سے نہیں نکلتی اس طرح شہوت بھی متاثر ہوتی ہے۔ بہر صورت اس کے نکلنے کے ساتھ غسل واجب ہو جاتا ہے۔
۴۸۳- اگر سستی اور شہوت یا قوت کے بغیر ہی کوئی رطوبت خارج ہو تو وہ منی نہیں ہو گی اور شک کا کوئی اعتبار نہیں خصوصاً جبکہ صحیح المزاج شخص سے خارج ہو۔

۴۸۴۔ اگر کسی کے زیرِ استعمال مخصوص کپڑے پر منی پائی جائے تو اس پر غسل واجب ہو گا اگر پہلے متوجہ نہ ہونے کی صورت میں کپڑے میں نماز پڑھ چکا ہے تو اس کا اعادہ کرنا واجب ہے۔
۴۸۵۔ اگر بیداری یا نیند میں منی حرکت کرے مگر خارج نہ ہو تو غسل واجب نہیں ہو گا۔
۴۸۶۔ اگر خواب میں احتلام ہو جائے یا جماع وغیرہ کرتا ہوا دیکھے مگر بیداری کے بعد منی کا کوئی اثر نظر نہ آئے تو غسل واجب نہیں۔
۴۸۷۔ اگر منی کی صفات کے ساتھ ہی خون برآمد ہو تو اس پر غسل واجب ہو گا۔
۴۸۸۔ اگر منی کے خروج کے بعد غسل کرے اور استبراء نہ کی ہو اور پھر کوئی مشتبہ رطوبت خارج ہو جائے تو غسل کی تجدید نہ کرے گا اگرچہ نماز کے لئے وضو کرنا پڑے گا۔
۴۸۹۔ اگر پیشاب کرنے کے بعد استبراء کرے اور پھر غسل کرے اور بعد میں کوئی تری نکلتی ہوئی محسوس ہو تو غسل واجب نہیں ہو گا البتہ اگر اس میں منی کی صفات ہوں تب غسل واجب ہو جائے گا۔
۴۹۰۔ اگر پیشاب اور استبراء کے بغیر غسل کرے اور بعد میں منی سے مشابہ کوئی رطوبت نکل آئے تو غسل کا اعادہ کرے گا۔
۴۹۱۔ اگر پیشاب کے بعد استبراء کر کے غسل کرے اور غسل کے بعد کوئی مشتبہ رطوبت نظر آئے تو اس کا غسل صحیح ہے البتہ اگر یقین ہو جائے کہ رطوبت منی ہے تو غسل باطل ہو گا۔
۴۹۲۔ اگر پیشاب اور استبراء کئے بغیر غسل کرے اور بعد میں منی سے مشابہ رطوبت خارج ہو تو غسل کا اعادہ کرنا پڑے گا۔
۴۹۳۔ عورت بھی مرد کی طرح اگر خواب میں محتلم ہو جائے اور منی خارج ہو تو اس پر غسل واجب ہے۔
۴۹۴۔ اگر عورت کسی طرح سے استمناء کرے یعنی ایسا فعل کرے جس سے منی خارج ہو تو اس پر غسل واجب ہو گا لیکن اگر احتلام یا ملاعبت کی وجہ سے منی اپنے مقام سے حرکت کرے اور باہر نہ آئے تو غسل واجب نہیں ہے۔
۴۹۵۔ اگر جماع اور غسل کے بعد منی خارج ہو جائے اور عورت کو یقین ہو جائے کہ یہ مرد کی منی ہے جو اندر رہ گئی تھی اور اس کی نہیں ہے تو اس کا پہلا غسل باطل نہ ہو گا۔
۴۹۶۔ اگر غسل کے بعد خارج ہونے والی منی کی بارے میں شک ہو کہ یہ مرد کی منی ہے یا اس کی اپنی ہے یا مخلوط ہے تب بھی محض شک کی صورت میں دوبارہ غسل واجب نہ ہو گا۔
۴۹۷۔ اگر غسل کے بعد عورت کی مشتبہ رطوبت برآمد ہو تو اس کا کوئی حکم نہیں ہے۔
۴۹۸۔ مخصوص مقام کے علاوہ کسی اور جگہ سے منی کا خروج غسل کا موجب نہیں ہے البتہ اگر مخصوص

مقام بند ہو جائے ور دوسری جگہ سے عادتاً منی نکلنا شروع ہو جائے یا دونوں جگہوں سے نکلتی ہو تب غسل واجب ہو گا۔

۴۹۹۔ جو کپڑا مشترکہ طور پر دو آدمی استعمال کرتے ہیں اگر اس پر منی نظر آجائے اور معلوم نہ ہو سکے کہ کسی کی ہے تو کسی پر غسل واجب نہیں ہے چونکہ دونوں کو اپنے اپنے مقام پر شک ہے اور شک طہارت کے یقین کو نہیں توڑتا البتہ اگر ایک شخص دوسرے کی اقتداء میں نماز پڑھے تو فقط ماموم کی نماز باطل ہو گی چونکہ یا وہ خود جنب ہے یا اس کا امام جماعت جنب ہے دونوں صورتوں میں مقتدی ہی کی نماز باطل ہو گی۔

۵۰۰۔ اگر کوئی شخص اپنے مخصوص کپڑے میں منی دیکھے تو اپنی آخری نیند سے لے کر منی دیکھنے تک تمام نمازیں دوبارہ پڑھنی ہوں گی اگر یقین ہو کہ یہ آخری نیند سے بھی پہلے کی منی ہے تو اس کے بعد جس قدر نمازیں پڑھی ہوں سب کا اعادہ کرنا ہو گا یہ حکم عورت و مرد دونوں کے لئے برابر ہے۔

۵۰۱۔ اگر غسل کے بعد کوئی رطوبت نظر آئے تو اپنے یقین پر ہی عمل کرے گا۔ اگر یہ یقین ہو کہ منی ہے تو غسل کا اعادہ کرے گا۔

۵۰۲۔ اگر غسل کے بعد کوئی مشتبہ رطوبت نکلے اور اس کو شک ہو کہ انزال کے بعد اس نے پیشاب کیا تھا یا نہیں تو عدم پر بناء رکھے گا اور اس کو منی قرار دے کر غسل کا اعادہ کرے گا۔

۵۰۳۔ اگر غسل کر کے نماز پڑھے اور نماز کے بعد منی خارج ہو تو اس نماز کا اعادہ نہیں کرے گا بلکہ اگلے فرائض کے لئے غسل کرے گا۔

۵۰۴۔ غسل کے درمیان اعضاء کی ترتیب میں شک کے احکام وہی ہیں جو ہم نے وضوء کے احکام میں بیان کئے ہیں۔

۵۰۵۔ اگر کسی پر متعدد غسل واجب ہوں تو اہم کی نیت کر کے باقی ایک ایک کی طرف بھی متوجہ ہو جائے۔ مثلاً کسی مرد یا عورت نے غسل جنابت کے ساتھ مس میت اور جمعہ وغیرہ کا غسل کرنا ہے تو اہم غسل جنابت کی نیت کر کے باقی غسلوں کی طرف بھی متوجہ ہو جائے اور سب کی نیت کر کے ایک ہی غسل کرے۔

مُحرماتِ جنابت

۵۰۶۔ جنب مرد اور عورت پر بغیر غسل کے نماز پڑھنا اور طواف کرنا حرام ہے۔

۵۰۸۔ اسی طرح قرآن مجید کی تحریر اور اسماء اللہ اور اسماء چہاردہ معصومین علیہم السلام کو مس کرنا بھی حرام ہے۔ تحریر لکھی ہوئی ہو یا نقش شدہ ہو یا کھدی ہوئی ہو۔

۵۰۹۔ جنب پر قرآن مجید کی ان چار سورتوں کو مکمل طور پر بھی اور بعض آیات کو بھی پڑھنا حرام ہے۔ اور وہ سورتیں یہ ہیں۔

الم سجدہ وحم سجدہ، النجم

اور

اقراء باسم ربک الذی خلق۔

اسی طرح ان کی بسم اللہ کو ان کے جزء کے قصد سے پڑھنا بھی حرام ہے ان سورتوں کو عزائم اربعہ کہتے ہیں۔

۵۱۰۔ جنب کے لئے حرام ہے کہ وہ مساجد میں داخل ہو اور وہاں ٹھہر جائے مگر گزر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں داخل ہونا اور گزرنا دونوں حرام ہیں۔

۵۱۱۔ مساجد میں کوئی چیز رکھنا جنب کے لئے حرام ہے مگر اٹھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۵۱۲۔ جب کسی جگہ کے متعلق شک ہو کہ یہ مسجد ہے یا نہیں تو یقین حاصل نہ ہونے تک کسی جگہ کو مسجد کا حکم نہیں دیا جاسکتا اور نہ اس میں داخل ہونا حرام ہے۔

۵۱۳۔ اگر کوئی شخص مسجد الحرام میں یا مسجد نبوی میں سو جائے اور اس کو احتلام ہو جائے تو اس پر واجب ہے کہ فوراً تیمم کرے اور باہر نکل جائے۔

۵۱۴۔ مساجد میں جنب کے احکام بالا غیر معصومین علیہم السلام کے متعلق ہیں۔ ان ذواتِ مقدسہ کے لئے نہیں چونکہ یہ طاہر و مطہر ہیں اور نبص قرآن ہر رجس سے پاک ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر المومنین کے دروازہ کے علاوہ تمام اصحاب کے لئے وہ دروازے بند کرا دیئے جو مسجد نبوی کی طرف کھلتے تھے۔

۵۱۵۔ غسل جنابت محض فرائض کی ادائیگی کے لئے واجب ہے اور نوافل وغیرہ کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے جس کے بغیر نوافل ادا کرنا جائز نہیں۔

مکروہاتِ جنابت

۵۱۶۔ جنب کی حالت میں کھانا پینا مکروہ ہے اور یہ بعض احادیث کے بموجب برص کی بیماری کا سبب

بن سکتا ہے۔ البتہ اگر کھانا پینا چاہے تو کراہت زائل کرنے کے لئے دونوں ہاتھوں کو دھو لے اور کلی کرے اور اگر وضو کر لے تو افضل ہے۔

جنابت کے بعد غسل سے قبل سونا مکروہ ہے اگر سونا چاہے تو وضو یا تیمم کر کے سوئے۔ بلکہ جنب کے لئے مستحب ہے کہ کھانے پینے اور قرآن پڑھنے کے لئے وضو کرے اور مشہور بین الفقہاء یہ ہے کہ اس کے لئے ستر یا سات آیات سے زیادہ قرآن پڑھنا بھی مکروہ ہے اور قرآن مجید کی جلد ورق وغیرہ کو مس کرنا مکروہ ہے اور کتابت قرآن کو چھونا حرام ہے۔ اسی طرح قرآن کو اٹھانا اور رکھنا اور مہندی وغیرہ کا خضاب لگانا اور تازہ خضاب لگا کر جماع کرنا اور احتلام کے بعد جماع کرنا اور غسل جنابت سے پہلے تیل لگانا بھی مکروہ ہے۔

کیفیتِ غسل

۵۱۷۔ غسل کی دو قسمیں ہیں۔ ترتیبی وارتماسی۔

۵۱۸۔ غسل ترتیبی ارتماسی سے افضل ہے اور روزہ دار اور حج و عمرہ کے لئے احرام باندھنے والے کو غسل ترتیبی ہی کرنا ہوگا وہ ارتماسی نہیں کر سکتے۔

۵۱۹۔ غسل ترتیبی کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے نیت کرے پھر سر کو بمع گردن کے ہنسلی تک دھوئے اور ساتھ ساتھ نیت بھی قائم رہے پھر بدن کا دائیاں حصہ شانے سے لے کر ہاتھوں کی انگلیوں اور پیروں کے سروں تک دھوئے اور نصف حصہ ناف کا اور شرمگاہ کا بھی اس میں شامل کرے پھر بدن کو بایاں حصہ دھوئے

۵۲۰۔ بہتر یہ ہے کہ پوری ناف اور شرمگاہ کو پہلے دائیں حصہ کے ساتھ دھوئے پھر بائیں حصے کے ساتھ دوبارہ دھوئے۔

۵۲۱۔ اگر غسل کے بعد بائیں طرف ذرا بھر حصہ خشک رہ جائے اور وہاں تک پانی نہ پہنچا ہو تو اس جگہ پر ہاتھ پھیر دے اور پھر اس کو غسل کی نیت سے دھودے اور اگر یہ فراموش شدہ خشک حصہ دائیں طرف ہو تو پہلے اس کو دھوئے اور داہنے خشک شدہ حصے کو پھر سے دھو ڈالے اور اگر یہ حصے چہرے یا گردن

میں ہوں تو ان کو پہلے دھوئے اور بدن کے دائیں حصے اور پھر بائیں حصے کو دوبارہ دھوئے تاکہ ترتیب میں فرق نہ آئے۔

۵۲۲۔ اگر غسل کرنے والا سمندر، دریا، نہر یا حوض میں غسل ترتیبی کو افضل ہونے کی وجہ سے بجالانا چاہے تو وہ پانی میں داخل ہو کر نیت کرے پھر پہلے سر کو غوطہ دے پھر بدن کے دائیں حصے کو اور پھر بائیں حصے کو حرکت دے اس طرح اس کا غسل ترتیبی ہو جائے گا

۵۲۳۔ اگر ترتیب بھول جائے اور دائیں حصے سے پہلے بایاں حصہ دھولے تو یاد آنے پر از سر نو پہلے دایاں حصہ دھوئے گا اور پھر بایاں حصہ۔

۵۲۴۔ غسل کے لئے واجب نہیں ہے کہ پانی کو بدن کے اُوپر سے نیچے کی طرف ڈالے جیسا کہ وضو کے لئے ضروری ہے بلکہ جس طرح ہو محض اعضاء کو دھونا کافی ہے اگرچہ الٹا ہی کیوں نہ ہو؟

۵۲۵۔ جس طرح وضو میں موالات شرط ہے اس طرح غسل میں شرط نہیں ہے بلکہ غسل میں اعضاء کے دھونے میں فاصلہ رکھنا جائز ہے مثلاً پہلے سر دھولے اور پھر کچھ دیر بعد بدن کا دایاں حصہ دھوئے اور پھر کچھ دیر کے بعد بایاں حصہ دھوئے اور وہ ان وقفوں میں اپنے کام کاج کرتا رہے اس سے غسل باطل نہیں ہوگا البتہ ایسا کام نہ کرے جس سے غسل باطل ہو جائے مثلاً سونا، پیشاب کرنا، ریح خارج ہونا وغیرہ۔

۵۲۶۔ غسل سے قبل اگر بدن نجس ہو تو اس کو پاک کرنا واجب ہے۔

۵۲۷۔ اگر اثناء غسل تدریجاً اعضاء کو پاک کرے اور تدریجاً غسل ترتیبی کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں مثلاً پہلے سر کو پاک کرے پھر بنیت غسل اس پر پانی ڈال دے پھر بدن کا دایاں حصہ پاک کرے اور اس پر بنیت غسل پانی ڈال دے اور اس طرح بائیں حصے پر غسل کو تمام کرے اس طرح تدریجاً مانع غسل چیزوں کو دور کرنا بھی جائز ہے۔

۵۲۸۔ اگر اثناء غسل کوئی ایسا فعل صادر ہو جس سے غسل ٹوٹ جاتا ہے تو باقی اعضاء کو ترک کرکے از سر نو غسل شروع کردے۔

۵۲۹۔ اگر اس مسئلہ میں احتیاط کرنا چاہے تو چاہیئے کہ غسل کا اعادہ کرنے کے بعد نماز کے لئے وضو بھی کرے۔

۵۳۰۔ سلس البول اور بطن کی بیماری والے شخص پر واجب ہے کہ غسل ترتیبی کے اعمال کی جلدی بجا آوری کے لئے جلد نماز ادا کرے۔

غسلِ ارتماسی کا بیان

۵۳۱۔ اگر وقت تنگ ہو یا غسلِ ترتیبی کی وجہ سے نماز فوت ہو جانے کا خوف ہو تو غسل ارتماسی ہی کرنا چاہیئے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے نیت کرے اور دفعتہً ایک ہی مرتبہ پانی میں غوطہ لگا لے تاکہ پانی اسکے بدن کے تمام حصوں اور اعضاء کا احاطہ کر لے۔

۵۳۲۔ غسل ارتماسی ہر طریقہ سے ہو سکتا ہے اور ان میں کوئی فرق نہیں ہے چاہے سر کی طرف سے یا پاؤں کی طرف سے یا دائیں حصے یا بائیں حصے کی جانب سے پانی میں غوطہ لگا لے یا پانی میں داخل ہو کر نیت کرے اور اپنے سر اور بدن کو ڈبو دے یا باہر کھڑا ہو اور نیت کر کے گہرے پانی میں چھلانگ لگا کر غوطہ لگائے یا پانی کے نیچے جا کر نیت کرے اور بدن کو حرکت دے۔

۵۳۳۔ اگر پورا غوطہ لگانے سے پہلے ہی کوئی عضو باہر نکال لے تو غسل باطل ہو گا۔

۵۳۴۔ غسل میں واجب ہے کہ پانی بدن کی کھال تک نفوذ کر لے اور یہ بھی واجب ہے کہ بالوں کو حرکت دے چاہے گھنے ہوں یا پتلے یہ حکم ترتیبی و ارتماسی دونوں میں برابر ہے چونکہ جنابت کا اثر ہر بال کے نیچے تک ہوتا ہے مگر یہ حکم وضو کے لئے نہیں ہے وہاں صرف بالوں کے ظاہری حصے کو دھو لینا ہی کافی ہے۔

۵۳۵۔ اگر غسل ارتماسی کرنے والا غسل مکمل کر کے باہر نکلے اور پھر اپنے کسی عضو پر ایسی چیز دیکھے جو غسل سے مانع ہو اور پانی کے اثر کو روکتی ہو تو واجب ہے کہ اس کو زائل کر کے غسل کا اعادہ کرے چونکہ یہ کافی نہیں ہے کہ مانع کو دور کر کے اس پر پانی پھرا دے۔

۵۳۶۔ غسل ارتماسی سے قبل ہر ایسی چیز کو دور کرنا واجب ہے جو بدن کی کھال تک پانی پہنچنے سے روکتی ہو۔

۵۳۷۔ پرنالے یا آبشار یا ٹیوب ویل کے نیچے بھی غسل ارتماسی کرنا جائز ہے بشرطیکہ ان کا پانی اتنا طاقتور ہو کہ پورے بدن کو دفعتہً گھیر لے۔ اسی طرح شدید بارش میں بھی غسل کیا جا سکتا ہے۔ جس طرح کہ اس طریقے سے غسل ترتیبی بھی جائز ہے۔

۵۳۸۔ پرنالے وغیرہ اور مذکورہ بالا چیزوں کے نیچے غسل ارتماسی کرنے میں واجب ہے کہ پانی کو بدن کے ان تمام حصوں میں پہنچایا جائے جن تک ہاتھوں کے بغیر پانی نہیں پہنچتا اور دونوں پاؤں کو بلند کرے تاکہ ان کے تلووں تک پانی پہنچ سکے۔

۵۴۰۔ نیت اور استمرار حکم غسل اور تمام شرعی اعمال میں واجب ہے جیسا کہ بالتفصیل وضو میں بیان ہو چکا ہے۔

۵۴۱۔ وضو کے متعلق پانی کے بارے میں جو شرائط گزر چکی ہیں وہ تمام غسل کے لئے بھی ہیں پس واجب ہے کہ پانی پاک ہو، مباح ہو، مطلق ہو، نجس، غصبی اور مضاف نہ ہو اور غسل کی جگہ بھی غصبی نہ ہو۔

۵۴۲۔ زخم، پھوڑا، شکستہ ہڈی کی صورت میں پانی کا نقصان دہ ہونا اور تیمم کا واجب ہونا یہ تمام احکام غسل کے لئے بھی اس طرح ہیں جیسا کہ وضو میں گزر چکے ہیں۔

۵۴۳۔ اگر کوئی شخص غسل کے لئے اپنے گھر سے حمام جانے کے لئے نکلے یا اپنے کمرہ سے غسل کے قصد سے باہر آئے تب بھی غسل شروع کرتے وقت نیت کرنا واجب ہے۔ اور پہلا قصد کافی نہیں ہے چونکہ نیت تو یہ ہے کہ عمل شرعی کے وقت دل کو اس کی طرف متوجہ کرے اس لئے تلفظ شرط نہیں ہے تاہم اگر تلفظ سے نیت کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۵۴۴۔ اگر غسل کے وقت اپنے عمل سے غافل ہو جائے تو اس کا غسل کالعدم ہو گا اور واجب ہے کہ نئی نیت اور قصد سے از سر نو غسل کرے۔

۵۴۵۔ غسل میں دوسرے آدمی سے مدد لینا جائز نہیں البتہ ان شرطوں کے ساتھ جائز ہے جن کا ذکر وضو کے بیان میں گزر چکا۔

۵۴۶۔ اگر جنب کا بدن غسل سے پہلے پاک ہو تو کُر سے کم پانی میں غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں مگر اس مستعمل پانی کو دوبارہ رفع حدث میں استعمال کرنا محل اشکال ہے جس کا حکم پہلے گزر چکا ہے۔

۵۴۷۔ اسی طرح مسجد امام بارگاہ اور سبیل وغیرہ کے لئے وقف شدہ پانیوں کا حکم پہلے گزر چکا ہے۔

مستحباتِ غسل

۵۴۸۔ مردوں کے لئے مستحب ہے کہ انزال کے بعد اور غسل سے پہلے پیشاب اور استبراء کر کے غسل کریں اور اگر زیر آسمان غسل کر رہے ہوں یا جاری پانی میں غسل کر رہے ہوں تو چادر باندھ کر اور شرمگاہ کو پوشیدہ کر کے غسل کریں اور غسل شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھیں اور یہ منقول دعا پڑھیں:۔

اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِیْ وَطَهِّرْ قَلْبِیْ وَاشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَاَجْرِ عَلٰی لِسَانِیْ مِدْحَتَکَ وَالثَّنَاءَ عَلَیْکَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِیْ طُهُوْراً وَّشِفَاءً وَّنُوْراً اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ۔

غسل سے پہلے کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھونا اور تین دفعہ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا اور موالات اور بدن پر ہاتھ مل کر غسل کرنا اور جن مقامات پر حرکت دیئے بغیر پانی نہیں پہنچتا ان کو حرکت دینا، مثلاً پستانوں کے تلے بال، ناف، بغل اور غسل ترتیبی میں حصے کو تین مرتبہ دھونا۔

۵۴۹۔ انگوٹھی کو اتار دینا یا ہلانا اگر وہ ڈھیلی ہو اور بغیر حرکت کے اس کے نیچے پانی پہنچ رہا ہو ورنہ واجب ہے کہ اس کو اتار کر ہر ممکن طریقہ سے کھال تک پانی پہنچایا جائے۔

۵۵۰۔ اگر غسل ترتیبی ہو تو ایک صاع پانی استعمال کرنا۔ اور صاع کی مقدار سوا چھ سو چودہ مثقال صیرفی ہے۔

۵۵۱۔ فراغت کے بعد یہ دعا پڑھنا:

اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِیْ وَزَکِّ عَمَلِیْ وَتَقَبَّلْ سَعْیِیْ وَاجْعَلْ مَاعِنْدَکَ خَیْراً لِّیْ۔

۵۵۲۔ اگر زوجہ کمزور ہو اور حمام تک جانے کی طاقت نہ رکھتی ہو یا غسل کے لئے پانی مہیا کرنا اس کے لئے دشوار ہو تو شوہر کے لئے واجب ہے کہ اس کی مدد کرے خصوصاً جبکہ اس کی جنابت کا سبب خود وہ بنا ہو۔

حیض کے احکام

۵۵۳۔ حیض وہ خون ہے جس کو سن بلوغت تک پہنچنے کے بعد عورت کا رحم ہر ماہ باہر پھینک دیتا ہے۔

۵۵۴۔ خون حیض سیاہ یا سُرخ گرم گاڑھا ہوتا ہے اور سوزش اور قوت سے نکلتا ہے اور بدبودار ہوتا ہے اور بسا اوقات کسی بیماری کی وجہ سے زرد اور ہلکا سرخ ٹھنڈا اور پتلا ہوتا ہے اور کوئی بو نہیں رکھتا اور آہستہ آہستہ خارج ہوتا ہے اور اس کا حکم آگے بیان ہوگا۔

۵۵۵۔ اگر خون حیض خون استحاضہ سے مشتبہ ہو جائے تو اس کے مذکورہ صفات دیکھے جائیں گے اگر وہ حیض کے صفات ہوں تو حیض ہوگا ورنہ استحاضہ۔

۵۵۶۔ خونِ حیض کبھی خونِ بکارت سے بھی مشتبہ ہو جاتا ہے اس صورت میں اس کا جانچنے کا طریقہ یہ

ہے کہ عورت اپنی شرمگاہ میں روئی رکھے اور تھوڑی دیر بعد اس کو نکال کر دیکھے اگر روئی خون میں ڈوبی ہوئی ہو اور درمیان سے خالی ہو تو خون بکارت ہے اور بعض اوقات زخم کے خون سے بھی مشتبہ ہو جاتا ہے اس صورت میں وہ چت لیٹے اور دونوں ٹانگوں کو اوپر اٹھائے اور درمیانی انگلی اندر داخل کر کے معلوم کرے کہ اگر خون داہنی طرف سے نکل رہا ہے تو وہ خون حیض ہے۔

۵۵۷۔ اگر سن بلوغت سے قبل یا سن یاس کے بعد خون آئے تو وہ حیض نہ ہوگا۔

۵۵۸۔ عورت کی عمر جب نو برس مکمل ہو جائے اور وہ دسویں سال میں ہو تو وہ بالغ ہو جاتی ہے۔

۵۵۹۔ اگر اس کی عمر ساٹھ برس تک پہنچ جائے اور وہ خاندانِ قریش سے ہو تو یہ اس کا سن یاس ہے اور غیر قریشی عورت کا سن یاس پچاس برس ہے۔

۵۶۰۔ کہا جاتا ہے نبطی عورت بھی سن یاس کے اعتبار سے قریشی عورت کی طرح ہے اور نبط ایک قوم ہے جو کہ کوفہ و بصرہ کی وادیوں میں رہتی ہے لیکن اس قوم کی تشخیص اس زمانہ میں مشکل ہے بلکہ ناممکن ہے۔

۵۶۱۔ قریش اس زمانہ میں صرف اولاد جناب امیرالمومنین علیہ السلام و فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہما میں منحصر ہیں۔ ان کے علاوہ کسی قریشی قبیلہ کی معرفت ناممکن ہے آج کوئی اموی عباسی، سفیانی، مروانی باقی نہیں بلکہ یہ قومیں فی الواقع نیست و نابود ہو چکی ہیں۔ ان کی قبریں تک معلوم نہیں اور دستِ عدل نے ان سب کو تہس نہس کر دیا ہے۔

۵۶۲۔ اگر یقینی طور پر عورت کا بالغ ہونا معلوم ہو اور خون دیکھے تو وہ حیض کے حکم میں ہوگا اور اس کے بلوغ کی علامت ہوگا۔

۵۶۴۔ اگر عورت کو اپنے بلوغ کا شک ہو مگر وہ خون نہ دیکھے تو یہ اس کے نابالغ ہونے کی علامت ہو گی اس طرح اگر اس کو اپنے سن یاس کا شک ہو تو عدم یاس کا حکم لگایا جائے گا۔

۵۶۵۔ سنِ یاس کو پہنچنے والی عورت کو اگر حیض کے صفات والا خون آجائے تو وہ حیض نہ ہوگا۔

۵۶۶۔ اگر عورت کا قرشی یا علوی یعنی سید ہونا مشکوک ہو تو اس پر قرشی عورت کے احکام جاری نہ ہوں گے بلکہ وہ دیگر عام عورتوں کے حکم میں ہوگی۔

۵۶۷۔ یائسہ عورتوں کا حکم برابر ہے چاہے وہ آزاد ہوں یا کنیزیں۔ ان کے مزاج اور وطن مختلف ہوں یا متفق اور علاقے سرد ہوں یا گرم۔

۵۶۸۔ اگر حیض رحم سے خارج نہ ہو تو ان کا کوئی حکم نہیں اگرچہ خون رحم میں حرکت کرتا ہو لیکن اگر باہر نکل آئے تو اس پر حیض کا حکم لگایا جائے گا۔ اگرچہ وہ مچھر کے پَر کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔

۵۶۹۔ عادتاً حیض حمل اور دودھ پلانے کے ایام میں منقطع ہو جاتا ہے چونکہ وہ رحم میں بچے کی غذا بنتا ہے اور شیر خوار بچے کے لئے دودھ کی شکل اختیار کر لیتا ہے لیکن کبھی کبھی حمل اور دودھ کے زمانہ میں بھی حیض آجاتا ہے جب وہ عادتاً بڑھ جائے جیسا کہ ایک حدیث میں بھی ہے اس صورت میں اس پر حیض کے احکام جاری ہوں گے۔

حیض کی حد

۵۷۰۔ حیض کی حد کم از کم تین روز اور زیادہ سے زیادہ دس روز ہے۔ چاہے عورتوں کے وطن، مزاج، اعمال اور رنگ وغیرہ متفق ہوں یا مختلف حیض اپنی اس مقررہ مدت سے نہ کم ہوتا ہے نہ زیادہ

۵۷۱۔ مشہور بین الفقہاء یہ ہے کہ حیض کی کم از کم مدت مسلسل تین روز ہے اگر دس روز کے ضمن میں دنوں کے وقفہ کے ساتھ متفرق طور پر تین روز خون آجائے تو وہ حیض نہ ہو گا۔

۵۷۲۔ اگر عورت تین دن متفرق طور پر خون دیکھے اور احتیاط پر عمل کرنا چاہے تو استحاضہ کے احکام پر عمل کرے اور حیض کے متروکات کو ترک کرے۔

۵۷۳۔ تین روز مسلسل کے لئے شرط یہ ہے کہ خون متواتر تین روز آتا رہا ہو اور منقطع نہ ہو۔ اگر کچھ دیر کے لئے وقفے ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے اور نہ ان کی وجہ سے اتصال میں کوئی خلل آتا ہے۔

۵۷۴۔ تین دن سے مقصود یہ ہے کہ تین روز تک خون مکمل آتا رہے چاہے جس وقت بھی آئے مثلاً تیسرے روز ظہر یا عصر تک جاری رہے اسی طرح دیگر اوقات وساعات کا یہی حکم ہے۔

۵۷۵۔ اگر تین روز یا زیادہ متواتر خون آتا رہے پھر منقطع ہو جائے اور پھر دس روز کے ضمن میں یا دسویں روز خون پھر آجائے تو درمیان کے خالی ایام بھی حیض کے ایام شمار کئے جائیں گے۔

۵۷۶۔ حیض سے پاک رہنے کی کم از کم مدت بھی دس روز ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں ہے۔

۵۷۷۔ اگر تین روز متواتر یا زیادہ روز تک خون جاری رہے اور پھر منقطع ہو جائے اور پھر تین روز مسلسل آجائے تو اگر درمیان میں دس روز پاکیزگی کا فاصلہ آگیا ہے جس میں خون نہ آیا ہو تو دونوں خون علیحدہ علیحدہ حیض ہوں گے جب تک کہ قرائن وعلامات سے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ استحاضہ ہے۔

اقسامِ حیض کا بیان

۵۷۸۔ حیض کی تین قسمیں ہیں۔ ذات العادۃ اور مبتدیہ، مضطربہ۔ ذات العادہ کی بھی تین قسمیں ہیں۔ وقتیہ عددیہ، فقط وقتیہ اور فقط عددیہ۔

۵۷۹۔ ذات العادۃ وقتیہ عددیہ وہ ہے جس کے ایام حیض کا وقت اور عدد ایام محدود ہوں اور وہ کسی مقررہ دن یا رات اور مقررہ وقت پر بلا تقدیم و تاخیر حیض دیکھے اور اس کے عدد ایام میں کمی بیشی نہ ہو مثلاً ہر ماہ کے پہلے ہفتہ میں سات روز باقاعدگی سے خون دیکھے یا ہر ماہ کے وسط میں چھ روز مسلسل خون دیکھے اور اس کے وقت اور عدد ایام میں تفاوت نہ ہو یہ عورت مسلسل ذات العادۃ کہلاتی ہے۔

۵۸۰۔ ذات العادۃ وقتیہ فقط وہ ہے جو معین وقت میں خون دیکھے۔ مثلاً مہینہ کی ابتداء یا وسطیا بلا تاخیر و تقدیم عشرۂ اخیرہ میں مگر اسکے خون کے ایام کی تعداد مختلف ہو مثلاً بعض مہینوں میں ۴ روز بعض میں پانچ روز اور بعض میں سات روز دیکھے۔

۵۸۱۔ ذات العادۃ عددیہ وہ ہے جو ہر ماہ مقررہ تعداد میں خون دیکھے مگر اس کا وقت ہر دفعہ جداگانہ ہو مثلاً ہر ماہ سات روز خون دیکھتی ہو جو کبھی مہینے کے شروع میں آتا ہے اور کبھی وسط میں آتا ہے اور کبھی آخری عشرہ میں آتا ہے۔

۵۸۲۔ بسا اوقات ذات العادۃ مرتب ہوتی ہے مثلاً پہلے مہینے کے اندر چھ روز خون دیکھتی ہے دوسرے مہینے میں ساتھ روز اور تیسرے مہینے میں چھ روز اور چوتھے مہینے میں سات روز اس طرح یہ ترتیب اس کی مقررہ عادت بن جاتی ہے اور چاہیئے کہ وہ اس پر عمل کرے۔

۵۸۳۔ کم از کم دو ماہ متواتر خون یکساں قسم کا آنے پر عادت حاصل ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی عورت دو ماہ متواتر معین وقت میں یا معین عدد میں بلا اختلاف خون دیکھے تو وہ ذات العادۃ بن جاتی ہے۔

۵۸۴۔ مستقل ذات العادۃ عورت پر واجب ہے کہ وہ خون دیکھتے ہی احکامِ حیض کے مطابق عمل شروع کر دے اسی طرح وقتیہ پر بھی واجب ہے کہ جب وہ خون دیکھے تو ان تمام چیزوں کو ترک کر دے جن کا ترک کرنا واجب ہے۔

۵۸۵۔ ذات العادۃ اگر کسی وقت عادت سے ایک یا دو روز پہلے ہی خون دیکھ لے تو اسی روز سے احکامِ حیض پر عمل شروع کر دے گی لیکن اگر خون دس روز سے تجاوز کر جائے تو ایام عادت سے پہلے کے دنوں کو استحاضہ میں شمار کرے گی۔

۵۸۶۔ ذات العادۃ اگر ایام عادت میں صفات حیض کے خلاف صفات پر خون دیکھے مثلاً زرد، اور ٹھنڈا ہو تب بھی اس کو حیض شمار کرے گی اور اگر ایام عادت کے علاوہ کسی روز حیض کے صفات والا خون دیکھے تو وہ استحاضہ شمار ہو گا اور اس کے احکام پر عمل کرے گی۔ اور اگر ایام عادت کے بعد خون دیکھے جو مسلسل جاری ہو اور دس روز سے تجاوز نہ کرے تو حیض کے حکم میں ہو گا اگرچہ اس میں صفات حیض نہ ہوں اور اگر دس روز سے تجاوز کر جائے تو عادت سے زائد روز آنے والا خون استحاضہ ہو گا چاہے اس میں حیض کے صفات ہوں یا نہ ہوں۔

۵۸۷۔ اگر بعض مہینوں میں عادت کے مقررہ وقت میں خون دیکھے بلکہ اگر مقررہ ایام میں غیر مقررہ وقت میں بھی دیکھے تو اس کو حیض قرار دے گی۔

۵۸۸۔ اگر عورت معین وقت میں سے دو وقتوں میں علیحدہ علیحدہ خون دیکھے اور دونوں کے درمیان دس روز کا وقفہ ہو تو پہلے کو حیض اور دوسرے کو استحاضہ قرار دے گی۔

۵۸۹۔ اگر دونوں وقتوں میں دونوں خون حیض کی صفات پر مشتمل ہوں تو پہلے کو حیض قرار دے اور دوسرے میں احتیاط پر عمل کرے۔ یعنی حیض کے قابل ترک امور کو ترک کرے اور اسحاضہ کے احکام بجا لائے گی۔

۵۹۰۔ اگر دونوں خون اپنی اصل کی صفت پر نہ ہوں تو پہلے کو حیض قرار دے گی اور دوسرے کے متعلق احتیاط پر عمل کرے۔

۵۹۱۔ ذات العادۃ عورت اگر عادت کے مقررہ ایام میں خون دیکھے جو اپنے مقررہ وقت پر ختم ہو جائے اور احتمال ہو کہ خون رحم میں باقی رہ گیا ہے تو اس پر استبراء کرنا واجب ہے۔

۵۹۲۔ اس جگہ استبراء کا مطلب یہ ہے کہ مقامِ حیض میں روئی داخل کرے اور کچھ دیر کے بعد اس کو نکال کر دیکھے اگر وہ صاف نکلے تو غسل کرے اور اپنے وظائف شرعیہ نماز روزہ وغیرہ بجا لائے۔

اور اگر خون میں ملوث نکلے تو اس پر حیض کا حکم باقی رہے گا۔

اور اگر کسی بھی صفت کا خون ہو اور دس روز سے قبل منقطع ہو جائے تو وہ تمام ایام کو حیض شمار کرے گی لیکن اگر وہ خون دس روز سے تجاوز کر جائے تو مقررہ ایام کو حیض قرار دے اور باقی کو استحاضہ۔

۵۹۳۔ جس عورت کی عادت دس روز سے کم ہو لیکن خون مقررہ عادت سے تجاوز کر جائے تو اس عورت پر استظہار واجب ہے جس کی تشریح عنقریب بیان ہوئی۔

۵۹۴۔ جس عورت کی عادت دس روز مکمل ہے اور اتفاق سے خون کسی مقررہ عادت سے تجاوز کر گیا تو

اس پر استظہار واجب نہیں ہے چونکہ وہ زائد المعیاد ایام میں بلااشتمال استحاضہ کے احکام پر عمل کرے گی۔

۵۹۵- استظہار کا مطلب یہ ہے اگر مقررہ ایام سے خون متجاوز ہو جائے اور وہ انتظار کرے اور نماز روزہ وغیرہ چھوڑ دے حتیٰ کہ دس روز پورے ہو جائیں اگر گیارہویں روز خون نہ آئے تو عادت سے تجاوز کرنے والے خون کو حیض قرار دے اور تجاوز کی صورت میں غسل کرے اور عادت سے زائد ایام کی عبادت کی قضا کرے۔

قسم دوئم مبتدیہ

۵۹۶- مبتدیہ وہ عورت ہے جو بالکل پہلی مرتبہ خون دیکھے اور وہ مسلسل جاری رہے تو ایسی عورت ایام عادت کے تعین کے لئے اپنے خاندان کی عورتوں، اپنی ماں، بہن، پھوپھی، خالہ اور ان کی بیٹیوں کے مقررہ ایام کی تعداد کو اپنی عادت قرار دے۔ اگر ان سے رابطہ کرنا مشکل ہو یا یہ سب مفقود ہوں تو اپنی اہلِ شہر یا اہلِ محلہ ہم سن لڑکیوں کی طرف رُجوع کرے۔

اور وہ بھی دُور ہوں یا مفقود ہوں یا ان میں بھی اختلاف ہو اور خون مسلسل جاری رہے تو وہ روایات کی طرف رُجوع کرے گی۔

۵۹۷- روایات کی طرف رُجوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر ماہ میں چھ یا سات دن حیض قرار دے اور ان ایام کا تقرر وہ مہینے کے جس حصہ میں کرنا چاہے کر لے اور پہلے مہینے کے ان مقرر کردہ ایام کو آئندہ بھی حیض قرار دے کر اس کے مطابق عمل کرے۔

۵۹۸- مبتدیہ پر استظہار واجب نہیں ہے چونکہ وہ خون کے منقطع ہونے کا انتظار کرتی ہے اگر دس روز سے قبل خون منقطع ہو جائے تو سب کے سب ایام کو حیض سمجھے اگر خون مسلسل جاری رہے اور دس روز سے تجاوز کر جائے تو گزشتہ صورت کے مطابق یا اپنی خاندان کی عورتوں کی طرف رجوع کرے یا روایات پر عمل کرے۔

قسم سوئم مضطربہ

۵۹۹- اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ تمیز پانے والی یا نہ پانے والی پھر ان میں سے ہر ایک یا عادت کو

وقت وعدد کے لحاظ سے فراموش کرنے والی یا فقط عدد یا فقط وقت کو بھول جانے والی۔ یہاں ہم ہر قسم کے علیحدہ علیحدہ احکام بیان کرتے ہیں۔

۶۰۰۔ پہلی قسم کی عورت جو عدد و وقت دونوں کے اعتبار سے عادت کو بھول جائے وہ تمیز کی طرف رجوع کرے گی یعنی ان صفات کو دیکھے جو حیض کی پہچان کے لئے شریعت نے مقرر کئے ہیں۔ پس جن ایام کے خون میں اس کی صفات حیض نظر آئیں ان کو حیض قرار دے بشرطیکہ خون تین روز سے کم اور دس روز سے زیادہ نہ ہو اور جو خون استحاضہ کی صفات کے مطابق آئے اس کو استحاضہ قرار دے بشرطیکہ خون کم نہ ہو اور ایام طہر کی کم از کم مدت دس روز سے کم نہ ہو جیسا کہ گذر گیا۔

۶۰۱۔ اگر خون مسلسل جاری رہے مگر اس کے صفات مختلف ہوں اور حیض یا استحاضہ کی صفات کے مطابق نہ ہوں تو صفات کے لحاظ سے جو قوی تر ہو اس کو حیض قرار دے اور ضعیف تر کو استحاضہ قرار دے بشرطیکہ مذکورہ شروط موجود ہوں۔

۶۰۲۔ قوت کا اعتبار تین چیزوں سے ہو گا۔ رنگ O بُو O قوام O

سیاہ خون سرخ سے قوی ہو گا اور سرخ زردی مائل سے قوی تر ہو گا اور زردی مائل زرد سے قوی تر ہو گا۔ بدبودار خون ضعیف بدبودار سے قوی تر ہو گا اور ضعیف بغیر بو کے خون سے قوی تر ہو گا اسی طرح گاڑھا پتلے سے قوی تر ہو گا اور تینوں صفات والا خون دو صفات والے سے قوی تر ہو گا اور دو صفات والا ایک صفت والے سے قوی تر ہو گا۔

۶۰۳۔ اگر حیض کی صفت والا خون تین روز سے کم یا دس روز سے زیادہ ہو تو عورت اپنے خاندان کی عورتوں کی طرف رجوع کرے گی اگر ان کی طرف رجوع کرنا مشکل ہو تو روایات پر عمل کرے گی۔

۶۰۴۔ دوسری قسم کی عورت جو عدد بھول جائے مگر وقت کو نہ بھولی ہو تو اگر اس کا خون تمیز و وقت کے زمانہ سے موافق ہو تو اس کو حیض قرار دے اور اگر تمیز کا زمانہ وقت سے موخر ہو یا مقدم ہو اور دس روز سے تجاوز نہ کر گیا ہو تو سب کو حیض قرار دے اور تجاوز کی صورت میں صرف وقت کو حیض قرار دے نہ تمیز کو۔

۶۰۵۔ پہلی قسم کی تیسری صنف کی صورت وہ ہے کہ جو وقت بھول جائے مگر اس کا عدد یاد ہو اس کا حکم یہ ہے کہ تمیز کے زمانہ میں جو ایام اس کو یاد ہوں ان کو حیض قرار دے۔ پس اگر عدد ایام تمیز کے موافق ہو تو فبہا اور اگر عدد سے اس کے ایام تمیز کم ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اگر

تمیز عدد سے بڑھ جائے اور پورے دس روز تک جاری رہے تو تمام کے تمام کو حیض قرار دے گی اور اگر وہ دس روز سے تجاوز کر جائے تو عدد کو حیض قرار دے۔

٦٠٦۔ اور دوسری نوع کی پہلی عورت مضطربہ جو تمیز نہ رکھتی ہو اور وہ وقت اور عدد دونوں کو بھول جائے اس کو متحیرہ بھی کہتے ہیں۔

٦٠٧۔ متحیرہ عورت روایات پر عمل کرے گی۔ یعنی ہر ماہ میں چھ یا سات روز کو ایام حیض قرار دے اور مہینہ کے جس حصہ میں چاہے یہ ایام خود مقرر کر لے چاہے شروع والے یا وسط والے یا آخر والے یا اپنے ایام میں سے آخری یوم کسی کو مقرر کرے۔ بس وہ عورت جس کو اپنی عادت کے ایام میں سے پہلا دن یاد ہو تو اس کو اقل حیض یعنی تین روز یقینی طور پر مکمل کرے۔ پھر چھ یا سات روز مثلاً پہلے مہینے میں اگر ساتویں تاریخ تک حیض مقرر کر لے۔ اسی طرح اگر اس کو اپنی عادت کا وسط یاد ہو پس اس کو ایک دن یاد ہو گا یا دو دن اگر ایک دن یقینی طور پر یاد رہے تو سات کی روایت کو لازم پکڑے اور مقررہ دن سے دو روز پہلے یا بعد کے ملا کر تین روز یقینی طور پر اقل حیض کی مدت مقرر کر لے پھر اس میں چار روز شامل کرے۔ دو روز پہلے اور دو بعد والے اور اس کے ساتھ روز پورے کرے اور اگر اس کے وسط سے یقینی طور پر دو روز یاد ہوں تو دو روز مزید شامل کرے اور جملہ کی روایت کو لازم پکڑے اور دو روز سے پہلے یا بعد کے شامل کر لے اور اگر اس کو وسط میں سے ایک یا دو روز یعنی اثناء مدت سے مطلقاً یاد ہوں تو دو دن شروع کے اور دو بعد میں ملائے اور پہلے یا آخر سے چھ یا سات مکمل کرے چاہے متفرق طور پر ہی کیوں نہ ہو۔

اگر اس کو فی الجملہ ایام یاد ہوں تو وہ خاص طور پر یقینی ہوں گے اور ان کو دو یا ایک روایت کے ساتھ ملا کر مکمل کرے پہلے یا بعد میں۔

اور جس کو عادت کے آخری یوم یاد ہوں تو اس کو تین دن کا آخر قرار دے اور چھ یا سات کے ساتھ مکمل کرے یعنی اس سے پہلے تین یا چار روز قرار دے۔

٦٠٨۔ دوسری نوع کی تیسری صنف وہ عورت جو وقت کو بھول گئی ہو اور عدد یاد رکھتی ہو تو جو عدد اس کو یاد ہوں ان کو یقنی طور پر حیض قرار دے۔ اور روایات کو لازم پکڑنے میں متحیرہ کی طرح یہ ایام مہینے کے جس حصہ میں چاہے مقرر کرے درانیکہ اس کو وہ دور یاد ہو جس میں عدد بھول گئی ہو تو اس کے مطابق مل کرے گی۔

٦٠٩۔ وہ عورت جو روایات پر عمل کر رہی ہو اس کو اختیار ہے کہ مہینے کے جس حصہ میں چاہے مقرر کر لے اور شوہر کو اس پر اعتراض کا کوئی حق نہیں ہوگا۔

٦١٠- حیض والی عورت پر استبراء واجب ہے یعنی مقامِ مخصوص میں روئی ڈال کر کچھ دیر صبر کرے پھر اس کو نکال کر دیکھے اگر ذرا بھر بھی خون آلود ہو تو اس پر تین روز استظہار واجب ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور اگر روئی صاف نکلے تو حیض کے منقطع ہونے کا حکم لگاتے ہوئے خود کو پاک تصور کرے گی اور پھر عبادت کے لئے غسل کرے گی۔

حیض کے محرّمات

۶۱۱۔ ہر وہ عبادت جس میں طہارت شرط ہے چاہے واجب ہو یا مستحب مثلاً نماز اور طواف وغیرہ ان کو حالتِ حیض میں بجا لانا عورت کے لئے حرام ہے۔ حتیٰ کہ خون منقطع ہو جائے اور وہ پاک ہو جائے یا بوقتِ ضرورت تیمم کرے اور عزائم اربعہ کا پڑھنا یعنی وہ چار سورتیں پڑھنا جن میں چار سجدے واجب ہیں جیسا کہ ہم نے جنابت کے احکام میں تفصیل سے بیان کیا۔

۶۱۲۔ اگر عورت حال حیض میں آیتِ سجدہ پڑھے یا سنے تو اس پر سجدہ واجب ہو گا۔

۶۱۳۔ قرآن مجید کی تحریر کو مس کرنا جیسا کہ احکامِ جنابت میں بالتفصیل بیان ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ اور چہار دہ معصومین علیہم السلام کے اسماء گرامی کو مس کرنا اور مساجد میں ٹھہرنا کھڑے ہو کر بیٹھ کر سو کر ہر حالت میں حرام ہے۔ البتہ یہ حرام نہیں ہے کہ ایک دروازے سے آ کر رکے بغیر دروازے سے نکل جائے۔ مساجد میں کوئی چیز رکھنا حرام ہے۔ مگر اٹھانے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ حکم عام مسجدوں کے متعلق ہے مگر مسجد الحرام اور مسجدِ نبوی اور مزارات معصومین علیہم السلام میں سے گزرنا راہِ عبور کرنا اور داخل ہونا سب حرام ہے۔

۶۱۴۔ اگر مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں کسی کو حیض آ جائے تو واجب ہے کہ تیمم کر کے کسی قریبی دروازے سے باہر نکل جائے۔

۶۱۵۔ اگر تیمم کرنے کے لئے کافی وقت لگتا ہو جو نکلنے کے وقت سے وسیع تر ہو تو پھر تیمم کے بغیر ہی باہر نکل جائے۔

۶۱۶۔ مرد پر حرام ہے کہ حیض والی عورت سے جماع کرے چاہے زوجہ ہو یا کنیز اور اگر شوہر خواہش کرے تو اس کی اطاعت کرنا حرام ہے۔

۶۱۷۔ اگر مرد اس حالت میں عورت کے ساتھ جماع کرنا حرام تو سمجھتا ہو مگر از روئے سرکشی ایسا کر بیٹھے تو اس پر تعزیر جاری کی جائے۔ اسی طرح عورت اس کام میں مرد کی اطاعت کرلے اس پر بھی تعزیر عائد ہو گی۔

۶۱۸۔ اگر شوہر کے علم میں ہو کہ عورت حالتِ حیض میں ہے تو جماع کی صورت میں اس پر کفارہ دینا واجب ہو گا۔

۶۱۹۔ زوجہ چاہے دائمی نکاح والی ہو یا منقطع اس سے شروع حیض میں جماع کرنے کا کفارہ ایک دینار۔

وسط میں نصف اور آخر میں ۱/۴ دینا اور یہ کفارہ مرد پر واجب ہے۔ عورت پر واجب نہیں اور دینار کا وزن مثقال شرعی کے برابر ہے یعنی خالص سونے کے ۱۸ نخود۔

۶۲۰۔ اگر کنیز سے جماع کیا جائے تو کفارہ کنیز کا مالک ادا کرے گا جو تین مُد کھانا ہے جو تین مساکین کو کھلایا جائے گا۔

۶۲۱۔ اگر متعدد بار جماع کرے تو کفارہ بھی متعدد بار ادا کرنا ہوگا چاہے جماع ایک ہی جگہ پر واقع ہو یا متعدد جگھوں پر چاہے پہلے کا کفارہ ادا کر چکا ہو یا نہ۔

۶۲۲۔ اگر عورت حیض کا دعویٰ کرے تو اس کی تصدیق کرنا واجب ہے البتہ اگر اس پر عموماً جھوٹ بولنے کی تہمت ہو تو وہ شوہر کے حقوق کو تلف کرنے والی ہے اسی طرح اگر وہ پاک ہونے کا دعویٰ کرے تب بھی اس کی تصدیق کی جائے گی۔

۶۲۳۔ حیض منقطع کے بعد غسل سے قبل جماع کرنا مکروہ ہے۔ اسی طرح حالتِ حیض میں ناف اور گھٹنوں کے درمیان چھیڑ چھاڑ کرنا اور لطف اندوز ہونا بھی مکروہ ہے البتہ جماع کرنا حرام ہے۔ چاہے قبل میں ہو یا دُبر میں اگرچہ دُبر میں جماع مطلقاً حرام ہے چاہے حیض کی حالت ہو یا نہ ہو۔

۶۲۴۔ حیض والی عورت پر مکروہ ہے کہ قرآن مجید کو اٹھائے یا کسی جگہ معلق کرے یا حاشیئے کو مس کرے یا سات سے زیادہ ستر آیات تک کی تلاوت کرے اور اسی طرح مہندی وغیرہ سے خضاب لگانا بھی مکروہ ہے۔

مستحباتِ حیض

۶۲۵۔ حیض والی عورت کے لئے مستحب ہے کہ نماز کے اوقات میں باوضو ہو کر رو بقبلہ بیٹھ کر اللہ کا اتنی دیر تک ذکر کرتی رہے جتنی دیر نماز میں لگاتی ہے اگرچہ اللہ کا ذکر ہر طرح کا جائز ہے مگر تسبیح و تحمید و تہلیل یعنی تسبیحات اربعہ پڑھنا سب سے بہتر ہے جیسا کہ محراب یا جائے نماز پر بیٹھ کر ذکر خدا کرنا بہتر ہے۔ اور اس کے لئے حج کے دوران احرام کا غسل کرنا اور دیگر تمام مستحب اعمال بجا لانا مستحب ہے اگرچہ اثناء حیض میں ہو مگر واجب غسل اس کے لئے جائز نہیں۔

۶۲۶۔ غسلِ حیض کا طریقہ اور اس کے واجب و مستحبات غسلِ جنابت کی طرح ہیں چاہے ترتیبی ہو یا ارتماسی لیکن غسلِ حیض میں بہتر ہے کہ پہلے وضو کرلے اور پھر غسل کے بعد عبادات بجا لائے۔ بخلاف

غسلِ جنابت کے چونکہ اس کے ساتھ وضو کرنا ناجائز ہے۔

۶۲۷۔ اگر وقت نماز سے قبل عورت پاک ہو تو پھر اتنا وقت گزر جائے جس میں وہ نماز ادا کر سکتی تھی مگر اس نے سستی کی اور پھر اس کو حیض آگیا تو اس پر نماز کی قضا واجب ہو گی۔

۶۲۸۔ اگر اول وقت میں اتنا وقت پالے جس میں وہ فریضہ ادا کر سکتی تھی مگر اس نے سستی کی اور حیض آگیا تو اس فریضہ کی قضا واجب ہو گی۔ اس طرح اگر آخر وقت اتنا پالے جس میں بمعہ شروط و مقدمات ایک رکعت کی بھی ادائیگی ممکن ہو تو واجب ہے کہ نماز بجا لائے۔ اور سستی کی صورت میں اس پر قضا واجب ہو گی۔

۶۲۹۔ اگر غروب سے قبل ایک رکعت یا چار رکعت کی مقدار کا وقت مل جائے تو فقط عصر کی نماز ادا کر لے اور اگر پانچ یا زیادہ رکعتوں کا وقت مل جائے اور شرائط و مقدمات بھی بجا لا سکتی ہو تو دونوں فریضے ادا کر لے اسی طرح اگر نصف شب سے قبل ایک یا دو یا تین رکعت کا وقت پالے فقط عشاء کا فریضہ ادا کر لے اور اگر چار رکعت یا زیادہ کا وقت بمع شروط و مقدمات پالے تو دونوں فریضے ادا کر لے اسی طرح صبح کے وقت اگر طلوعِ شمس سے قبل اس کو ایک رکعت ادا کرنے کا وقت بھی مل جائے تو چاہیئے کہ صبح کی نماز ادا کرے۔

استحاضہ کے احکام

۶۳۰۔ استحاضہ کا خون زرد اور پتلا ہوتا ہے بغیر سوزش کے اور قوت کے آہستہ آہستہ خارج ہوتا ہے اور غالباً اس کے صفات حیض کے خلاف ہوتے ہیں۔

۶۳۱۔ وہ خون جو عورت کو بلوغ کی عمر سے قبل یا سن یاس کے بعد آئے وہ استحاضہ ہو گا۔

۶۳۲۔ استحاضہ کے کم یا زیادہ ہونے کی کوئی حد نہیں ہے اسی طرح جو خون عورت کو ایامِ عادت یا تمیز کے بعد دس روز سے زیادہ تجاوز کرنے کی صورت میں آئے وہ استحاضہ ہے۔ اسی طرح جو خون نفاس کے بعد آئے اور دس روز سے تجاوز کر جائے وہ استحاضہ ہے اگرچہ ان اوقات میں اس کے اوصاف حیض کے مطابق ہوں۔

استحاضہ کی اقسام

استحاضہ کی تین قسمیں ہیں O قلیلہ O متوسطہ O کثیرہ۔

۶۳۳- اگر مذکورہ صفات و شرائط کے ساتھ خون آئے اور عورت کو معلوم ہو کہ یہ استحاضہ ہے تو روئی کو مقامِ مخصوص میں رکھ کپڑے سے باندھ لے پھر اس کو کچھ دیر کے بعد نکال کے دیکھے اگر روئی پر خون لگا ہوا ہے مگر وہ خون میں ڈوبی ہوئی نہیں ہے تو یہ قلیلہ ہوگا۔

اور اگر وہ خون میں ڈوبی ہوئی ہو اور خون اس میں نفوذ کر گیا ہو تو متوسط اور اگر خون روئی سے گزر کر کپڑے کی پٹی تک آچکا ہو تو استحاضہ کثیرہ ہوگا۔

۶۳۴- استحاضہ قلیلہ کی صورت میں واجب ہے کہ بوقت نماز روئی تبدیل کرے یا اس کو پاک کرے اور استنجاء وغیرہ کر کے مقامِ مذکورہ کو پاک کرے اور ہر نماز کے لئے الگ الگ وضو کرے۔ مگر اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

۶۳۵- متوسط میں وہی احکام واجب ہیں جو قلیلہ میں ہیں مگر دن اور رات میں اس کو ایک غسل کرنا پڑے گا۔

۶۳۶- اگر صبح سے پہلے خون آئے تو نماز صبح سے قبل غسل کرے گی اور اگر زوال سے قبل آئے تو نماز ظہرین سے پہلے غسل کرے اور اگر مغرب سے پہلے آئے تو مغرب و عشاء سے پہلے غسل کرے گی۔ اور وضو اور غسل کے ساتھ یہ نمازیں ادا کرے گی۔

۶۳۷- اگر خون کئی دن تک جاری رہے تو ہر دن اور رات کو اس وقت غسل کرے جس میں پہلے اس نے غسل کیا تھا۔ اگر مقررہ نماز کے لئے اس نے غسل کو ترک کیا ہو تو اگلی نماز اور اس کے بعد والی نمازوں کے لئے غسل کرے گی مثلاً اگر صبح کو غسل ترک کر دے تو ظہرین کے لئے غسل کرے اور اگر ظہر کے وقت غسل ترک کرے تو مغربین کے لئے غسل کرے اور اگر غسل منقطع ہو جائے اور اگر اگلے وقت میں استحاضہ متوسط یا کثیرہ سے ہٹ کر قلیلہ ہو جائے تب بھی غسل ترک نہ کرے چونکہ یہ ہر حال میں واجب ہے۔

۶۳۸- استحاضہ کثیرہ کی صورت میں وہی احکام واجب ہیں قلیلہ میں واجب ہیں مگر خون مسلسل جاری رہنے کی صورت میں اس کو نماز صبح، نماز ظہرین، نماز مغربین کے لئے مزید تین غسل کرنے پڑیں گے۔

۶۳۹- اس پر واجب ہے کہ ظہرین کی نمازیں اکٹھی پڑھے اسی طرح مغربین کو بھی یکجا پڑھے اور نماز کی طرف جلدی کرے۔ اور وضو اور غسل سے فارغ ہو کر نماز میں کوئی تاخیر نہ کرے۔

۶۴۰۔ نوافل کے لئے غسل واجب نہیں ہے بلکہ وہ فرائض کے تابع ہیں اگرچہ احوط یہ ہے کہ ہر نافلہ نماز کے لئے وضو کرے اور ایک وضو سے متعدد نوافل نہ پڑھے۔

۶۴۱۔ اگر کثیرہ کے بعد غسل ترک کردے مثلاً صبح کی نماز کے لئے غسل نہ کرے تو اس پر واجب ہے کہ ظہرین کے وقت غسل کرے چونکہ اس کے ذمہ غسل باقی ہے۔ اسی طرح اگر خون منقطع ہو جائے یا قلیلہ بن جائے تب بھی اس کو غسل کرنا ہی ہوگا۔

۶۴۲۔ اگر وضو کے بعد یا اثناء وضو یا اثناء غسل یا نماز کے دوران خون بدل جائے تو اگر تبدیلی قوی تر سے ضعیف تر کی ہو مثلاً متوسط سے قلیلہ کی طرف یا کثیرہ سے متوسط کی طرف ہو تو قوی واقوی سے متوسط کی طرف بدلتا رہے اور وہ اپنے عمل کے متعلق متحیر ہو جائے تو واجب ہے کہ قوی تر کے حکم پر ہی عمل کرے۔

۶۴۴۔ اگر اس کو یقین یا ظن ہو کہ خون کسی وقت یا آخر وقت میں منقطع ہو گیا ہے تو اس پر واجب ہے کہ انتظار کرے اور اس کے لئے قبل از نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے البتہ اگر کسی وقفہ میں اس کے لئے نماز پڑھنا ممکن ہو تو نماز پڑھ لے۔

۶۴۵۔ استحاضہ والی عورت کے لئے مساجد میں داخل ہونا اور وہاں رکنا اور عزائم، سورتیں پڑھنا قرآن مجید اور اسماء مقدسہ کو مس کرنا ممنوع نہیں ہے۔ محرمات حیض اس کے لئے حلال ہیں بشرطیکہ وہ اپنی شرعی تکالیف کو پہچانتی ہو اور اس کے احکام پر عمل کرتی ہو مثلاً طہارت و غسل وغیرہ ورنہ جائز نہیں۔ اور احتیاط اسی میں ہے کہ مسجد الحرام اور مسجد نبوی اور مزارات مقدسہ میں داخل نہ ہو۔

۶۴۶۔ استحاضہ والی عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ عبادت میں کسی کی نیابت اختیار کرے اور حالتِ استحاضہ میں اپنے ذمہ قضاء عبادات کو نہیں بجا لاسکتی۔

۶۴۷۔ استحاضہ والی عورت پر واجب ہے کہ نماز کے لئے اپنے بدن کو خون آلود ہونے سے محفوظ رکھے اور اگر نجس ہو جائے تو اس کو پاک کرے ورنہ اس کی نماز باطل ہو گی اور طہارت کے بعد نماز کا اعادہ کرنا واجب ہو گا۔

۶۴۸۔ عورتیں غالباً خون آلودگی سے تحفظ کے طریقوں سے بخوبی واقف ہوتی ہیں اگر وہ تحفظ نہ کریں اور وضو و غسل کے بعد خون خارج ہو جائے تو ان پر طہارت اور نماز کا اعادہ کرنا واجب ہو گا۔

۶۴۹۔ استحاضہ کثیرہ یا متوسط والی عورت اگر ماہِ رمضان میں غسل کرنا ترک کردے تو اس کا روزہ باطل ہو گا۔

۶۵۰۔ استحاضہ والی عورت پر واجب ہے کہ غسل و طہارت کے بعد فوراً نماز کی تیاری کرے اور اگر خون

بند ہو جانے کا اطمینان ہو تو تاخیر کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اگر علم ہو کہ ابھی خون بند نہیں ہوا اگرچہ باہر نہ نکل رہا ہو تب بھی غسل و طہارت کا اعادہ واجب ہے۔

۶۵۱۔ استحاضہ والی عورت کے لئے جائز ہے کہ بقدر ممکن آہستہ آہستہ اذان و اقامت اور تعقیبات نماز بجا لائے اور اگر خون اچانک نکل آنے کا علم ہو تو صرف واجبات پر ہی اکتفا کرے۔

۶۵۲۔ استحاضہ والی عورت جدید وضو کے ساتھ نماز آیات بجا لا سکتی ہے اور فریضہ کے لئے کیا جانے والا غسل ہی کافی ہے لیکن اگر غسل ٹوٹ چکا ہو تو دوبارہ غسل اور وضو بجا لائے۔

۶۵۳۔ اگر اثناء غسل میں کوئی ناقض غسل چیز واقع ہو جائے تو اس غسل کو مکمل کر کے احتیاطاً دوبارہ غسل کیا جائے جیسا کہ جنابت و حیض کے بیان میں گزرا ہے۔

۶۵۴۔ جس مستحاضہ پر خون بند ہونے کے بعد غسل واجب ہو وہ پاک ہونے کے بعد غسل کرے۔

۶۵۵۔ اگر استحاضہ والی عورت نماز ادا کرنے کے لئے غسل کر لے اور پھر خون منقطع ہو جائے اور باہر نہ نکلے اور یقین ہو کہ رحم کے اندر خون باقی نہیں رہا تو وہی غسل کافی ہے۔

نفاس کا بیان

۶۵۶۔ نفاس کا خون وہ خون ہے جو ولادت کے ساتھ یا بعد میں خارج ہوتا ہے یہ وضع حمل کے وقت مولود کے ساتھ ہی یا بعد میں نکلتا ہے۔ اور بسا اوقات اس کے نکلنے میں دو روز سے دس روز تک تاخیر واقع ہو جاتی ہے۔

۶۵۷۔ نفاس کی کم از کم مدت کی کوئی حد نہیں ایک وقت میں ایک قطرہ بھی آجائے تو ممکن ہے اور اس کی اکثر مدت حیض کی مدت کی طرح دس روز ہے۔

۶۵۸۔ ولادت سے قبل نکلنے والا خون نفاس نہیں ہوگا بلکہ استحاضہ ہوگا۔

۶۵۹۔ وضع حمل کے بعد دس روز تک خون نظر نہ آئے تو نفاس نہ ہوگا بلکہ دس روز کے بعد جو خون دیکھا جائے گا وہ استحاضہ قرار پائے گا۔

۶۶۰۔ ولادت کا خون ولادت کے ساتھ ساتھ بر آمد ہو یا بعد میں دس روز تک نفاس شمار ہوگا چاہے بچہ زندہ بر آمد ہو یا مردہ ناقص ہو یا سالم یا عجیب الخلقت ہو حتیٰ کہ اگر اس کا کوئی عضو کٹا ہوا یا ناقص بر آمد ہو مثلاً ہاتھ یا پاؤں اور ساتھ ہی خون بھی نکل آئے تو وہ نفاس ہوگا اسی طرح اگر بچہ دودھ پڑنے سے قبل

سی گر جائے یا جاندار پیدا ہو کر مر جائے اسی طرح اگر گوشت یا خون کا لوتھڑا بر آمد ہو اور قطعی طور پر یقین ہو کہ یہ آدمی ہی کی بناوٹ کا ابتدائی مادہ ہے یا چار دایاں اس کی گواہی دیں تب بھی ساتھ آنے والا خون نفاس ہی ہو گا۔

۶۶۱۔ نطفہ کے ساتھ بر آمد ہونے والا خون نفاس نہیں ہو گا۔

۶۶۲۔ ذات العادۃ عورت کا نفاس اس کے ایام عادت کی مقدار کے مطابق ہو گا۔

۶۶۳۔ اگر خون ایام عادت سے ایک یا دو روز زیادہ آئے مگر دس روز سے تجاوز نہ کرے تو ایام عادت سے بڑھ جانے والا خون استحاضہ ہو گا۔

۶۶۴۔ اگر ولادت کے وقت خون نظر آئے اور پھر رک جائے اور دو یا تین روز بعد پھر آئے اور پھر رک جائے تو ایام عادت میں پاک ہونے تک اور دس روز کے اثناء میں سب کا سب نفاس ہے اور بشرطیکہ دس روز سے تجاوز نہ کرے اور اگر ولادت کے وقت ایک لحظہ خون نظر آئے اور پھر عادت کے ایام میں یا دسویں دن پھر ایک لحظہ خون آئے اور رک جائے تو درمیان کے تمام ایام نفاس کے ایام شمار کئے جائیں گے۔

۶۶۵۔ ذات العادت اور غیر ذات العادت اگر ولادت سے لے کر پانچویں روز تک مثلاً خون نہ دیکھے اور پھر اسی ایک روز ایک لحظہ خون آجائے اور پھر ایام عادت کے اخیر تک رکا رہے تو لحظہ ہی فقط نفاس شمار ہو گا اور ایام عادت کے سے قبل یا بعد میں آنے والا خون نفاس نہیں ہو گا اور اس کا کوئی حکم نہ ہو گا۔

۶۶۶۔ اگر عورت کو پہلی گھڑی میں ایک لحظہ خون آئے پھر تیسرے دن اتنا ہی آئے اور پھر رک جائے تو پہلے تین روز والا نفاس ہو گا اور بعد والے کا کوئی حکم نہ ہو گا۔ اگرچہ عادت ہی کے ایام میں آئے یا ابتدائی تین روز تک خون نہ دیکھے اور پھر تیسرے دن ایک گھڑی خون دیکھ لے اور پھر رگ جانے کے بعد عادت کے آخری روز خون آئے تو تیسرے دن کے بعد آنے والا تمام خون نفاس ہو گا۔

۶۶۷۔ اگر ولادتکے وقت خون آئے اور رک جائے اور پھر دسویں روز تک نہ آئے اور اس روز آخری گھڑی خون آجائے تو ولادت کے وقت ہی آنے والا خون نفاس ہو گا۔ اور بقیہ ایام کا کوئی حکم نہیں ہے۔ اسی طرح اگر ولادت کے وقت خون نظر نہ آئے اور عادت آخری دن یا دسویں روز آجائے تو صرف یہ آخری خون ہی نفاس ہو گا اور پہلے خون کا کوئی حکم نہ ہو گا۔

۶۶۸۔ اگر بیک وقت دو یا تین یا زیادہ جڑواں بچے پیدا ہوں تو ہر مولود کا نفاس جدا جدا ہو گا۔ اور اگر خون دسویں روز تک جاری رہے پھر دوسرا بچہ پیدا ہو اور عادت کے ایام تک نفاس آتا رہے اور پھر

تیسرا بچہ پیدا ہو تو ہر خون ہر بچہ کے متعلق ہو گا اور اگر ایک ہی وقت میں دو یا زیادہ جڑواں بچے پیدا ہو جائیں تو سب کا نفاس ایک ہی ہو گا اور اس میں تعدد نہیں ہو گا۔

۶۶۹۔ اگر دو بچوں کی پیدائش میں تھوڑا تھوڑا فاصلہ ہو مثلاً پہلی ولادت کے ایک یا دو روز بعد دوسرا بچہ پیدا ہو جائے تو پہلے کا نفاس ایک یا دو روز ہو گا اور دوسرے بچے سے عادت سابقہ کے ایام کا شمار ہو گا اسی طرح اگر دوسرے یا تیسرے روز تیسرا بچہ پیدا ہو جائے تو دوسرا خون دوسرے بچے کی وجہ سے قرار دیا جائے اور ایامِ عادت کا شمار تیسرے خون سے شروع ہو گا۔

۶۷۰۔ اگر دو دفعہ ولادت کے درمیانی ایام میں بالکل خون نظر نہ آئے تو نفاس نہ ہو گا اسی طرح اگر دو ولادتوں کے درمیان دس روز پاکیزگی میں گزر جائیں تو ان سب کو طہر کے ایام شمار کیا جائے گا۔

۶۷۱۔ اگر بچہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نکلے تو ہر ٹکڑے کے ساتھ آنے والا خون علیحدہ نفاس سمجھا جائے گا اگرچہ ان کے درمیان طویل مدت ہو اور ان کا حکم جڑواں بچوں کی طرح ہو گا۔ اور اس کے تمام احکام وہی ہوں گے جو مسئلہ ۶۶۹ میں بیان کر چکے ہیں۔

۶۷۲۔ اگر خون ولادت کے بعد مسلسل آتا رہے اور دس دن سے تجاوز کر کے ایک یا دو ماہ تک رواں چلا جائے تو عادت والی عورت اپنی عادت کے مقدار نفاس قرار دے گی اور باقی استحاضہ ہو گا۔ اور اگر نفاس کے بعد دس روز گزر جائیں اور دس روز کے بعد اتفاق سے اس کے عادت کا وقت آ جائے جس میں وہ پہلے حیض دیکھا کرتی تھی تو دس روز والے خون کو حیض قرار دے اور نفاس و حیض کی درمیانی مدت کو استحاضہ سمجھے۔ اور اگر ذات العادہ نہ ہو تو تمیز کی طرف رجوع کرے گی جس کے احکام حیض کے احکام میں گزر چکے ہیں۔

۶۷۳۔ مبتدائیہ اور مضطربہ کا نفاس اگر دس روم مسلسل رواں رہے تو دس روز تک وہ نفاس قرار دے گی اور بعد کے خون کو استحاضہ سمجھے گی۔

۶۷۴۔ ذات العادہ کا خون اگر عادت سے تجاوز کر جائے تو مستحب ہے کہ وہ استظہار کرے یعنی عادت سے زائد ایام میں ایک یا دو روز عبادت ترک کر دے جیسا کہ حیض کے احکام میں بیان ہو چکا ہے۔

۶۷۵۔ جب نفاس والی عورت کا خون بند ہو جائے تو مخصوص مقام میں روئی رکھ کر صبر کرے پھر روئی نکال کر دیکھے اگر بالکل صاف ہو یہ اس کے مکمل طور پر پاک ہونے کی علامت ہے اور غسل کرے اور عبادت کرے جیسا کہ احکامِ حیض و استحاضہ میں بھی بیان ہو چکا ہے۔

احکام متعلقہ

۶۷۶۔ محرمات عبادت میں حیض والی عورت اور نفاس والی عورت کے احکام یکساں ہیں۔ اس طرح مکروہات و مستحبات بھی وہی ہیں جن کے تفصیلی احکام حیض کے بیان میں گزر چکے ہیں۔

نجاسات کا بیان

۶۷۷۔ نجاسات بارہ قسم کے ہیں۔

اول و دوم:

ہر اس حیوان کا بول و براز جن کا گوشت کھانا حرام ہے اور وہ خون جہندہ رکھتے ہوں چاہے نر ہوں یا مادہ۔ دودھ پینے والے بچے ہوں یا بڑے مذکر ہوں یا مؤنث مسلم ہوں یا غیر مسلم۔

۶۷۸۔ خون جہندہ وہ خون ہے جو ذبح کے وقت یا رگ کٹنے سے قوت اور برجستگی سے نکلے جیسے پرندوں، درندوں، اور مویشیوں کا خون، بخلاف کیڑوں، مکوڑوں اور بحری حیوانات کے ان کا خون شاذ و نادر ہی جہندہ ہوتا ہے۔

۶۷۹۔ کبھی حیوان کا گوشت کسی عارضی وجہ سے حرام ہوتا ہے مثلاً حلال جانور کے بچے کو کتیا یا خنزیر کا اس قدر دودھ پلایا جائے کہ اس کی ہڈی اس سے پختہ ہو جائے اور گوشت اگ جائے اور نجاست کھانے والا حیوان یا جس سے انسان فعل حرام کر لے یہ سب حرام ہوں گے۔

۶۸۰۔ پرندوں کا پیشاب، پائخانہ پاک ہے حتیٰ کہ چمگادڑ کا بھی پاک ہے اگرچہ احتیاط اسی میں ہے کہ حرام گوشت پرندوں کے بول و براز سے اجتناب کیا جائے۔

۶۸۱۔ گھوڑے، خچر، گدھے اگر ظاہراً پاک ہیں تب بھی ان کے بول سے پرہیز کرنا مستحب ہے اور ان کا براز وغیرہ بلااشکال پاک ہے اور نہ ہی اس سے اجتناب کرنا مستحب ہے۔

۶۸۲۔ اگر کسی حیوان کے حلال و حرام ہونے میں شک ہو تو اس کا گوشت حرام کے حکم میں ہوگا اور بول و براز پاک ہوگا۔

۶۸۳۔ اگر کسی حیوان کے متعلق یہ شک ہو کہ اس کا خون جہندہ ہے یا نہیں تو تب بھی اس کے خون کے جہندہ ہونے کا یقین حاصل نہ ہو اس کا خون غیر جہندہ اور فضلہ غیر نجس سمجھا جائے گا۔

۶۸۴۔ اگر کسی پیشاب کے متعلق شک ہو کہ آیا وہ حلال گوشت حیوان کا ہے یا نہیں۔ یقین پیدا ہونے تک اس پر نجاست کا حکم نہیں لگے گا اور فضلات نجس نہ ہوں گے۔

۶۸۵۔ اگر پیٹ سے کوئی ایسی چیز برآمد ہو جو پائخانہ کی رطوبت سے ملوث نہ ہو تو اس کا حکم نجس چیز جیسا نہیں ہوگا جیسے صاف کیڑا یا گٹھلی وغیرہ۔

۶۸۶۔ حقنہ کا آلہ وغیرہ اگر دُبر میں داخل کیا جائے تو صاف برآمد ہو اور پائخانہ سے ملوث نہ ہو یا نجاست سے اس کا مل جانا مشکوک ہو تو اس کو پاک سمجھا جائے گا اگرچہ احتیاط اس میں ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے اگرچہ ظاہر صاف ہی ہو۔ اور مائع یا غیر مائع چیزوں سے حقنہ کا حکم برابر ہے۔ مثلاً نبات صاحب وغیرہ اگر پائخانہ سے اس کا مل جانا معلوم نہ ہو یا مشکوک ہو تو نجاست کا حکم نہیں لگے گا اگرچہ بہر صورت اجتناب کرنے میں ہی احتیاط ہے۔

۶۸۷۔ حلال گوشت حیوان کے فضلات مثلاً بول و براز کی خرید و فروخت جائز ہے اور حرام گوشت والے حیوان کے متعلق جائز نہیں البتہ اگر انسان اور حرام گوشت جانور کے فضلات درختوں اور کھیتوں کے لئے کھاد کے طور پر استعمال ہوتے ہوں تو ان کی خرید و فروخت میں کوئی مانع نہیں ہے۔

سوم:

۶۸۸۔ ہر خون جہندہ رکھنے والے حیوان کی منی مطلقاً نجس ہے اگرچہ حلال گوشت ہی کیوں نہ ہو۔ البتہ جن حیوانات کا خون جہندہ نہیں ہے ان کی منی پاک ہے اگرچہ وہ حرام گوشت ہوں جیسے مچھلیاں، بچھو، کیڑے مکوڑے، پسو، کھٹمل، مچھر وغیرہ۔

۶۸۹۔ مبطلات وضو کے بیان میں گزر چکا ہے کہ وذی، ودی، مذی اور تین رطوبات جو انسان سے خارج ہوتی ہیں وہ پاک ہیں اور ناقض وضو نہیں ہیں ان کی تعریف وضو کے بیان میں دیکھی جائے۔

۶۹۰۔ اگر تری کے بارے میں شک ہو کہ وہ منی ہے یا کوئی اور رطوبت ہے تو اس پر طہارت کا حکم لگایا جائے گا بشرطیکہ اس میں منی کے آثار نہ ہوں۔

چہارم:

۶۹۱۔ خون جہندہ رکھنے والے جانور کا خون مطلقاً نجس ہے اگرچہ وہ حلال گوشت ہو اور غیر جہندہ خون والے حیوانات کا خون پاک ہے اگرچہ حرام گوشت ہوں جیسا کہ منی کے متعلق بیان ہو چکا ہے۔

۶۹۲۔ خون کم ہو یا زیادہ نجس ہے اگرچہ وہ مچھر کے پر کے برابر ہو اور آنکھ سے دیکھا بھی نہ جا سکتا ہو۔

۶۹۳۔ اگر خون ذبح شدہ جانور سے نکلے اور معمول کے مطابق بہہ جائے تو اس کے پیٹ میں باقی رہنے والا

خون پاک ہے اور اگر مقامِ ذبح سے زائل ہونے کے بعد اور حلق کو پاک کرنے کے بعد جو خون نکلے وہ پاک ہے۔

۶۹۴۔ اسی طرح اگر خون چھوٹی بڑی رگوں میں جگر اور دیگر اعضاء میں رہ جائے تو وہ بلا اشکال پاک ہے۔

۶۹۵۔ اگر ذبیحہ سے عادت کے مطابق خون نہ نکلے بلکہ کسی وجہ سے پیٹ میں رہ جائے تو یہ باقی بچا ہوا خون نجس ہوگا مگر جو خون ایسے جانور کا خون ذبح کرنے کے بعد اندر رہ جائے جو حلال گوشت نہیں تو وہ نجس ہے اسی طرح شکار کے پیٹ میں باقی رہ جانے والا خون بھی نجس ہے اگرچہ حلال گوشت ہو۔

۶۹۶۔ انڈے کے اندر پایا جانے والا خون نجاست کے حکم میں نہیں ہے اگرچہ اس سے احتیاط اور پرہیز کرنا بہتر ہے اگر خون صرف انڈے کی زردی میں ہو تو سفیدی پاک ہوگی اور اگر سفیدی میں ہو تو زردی پاک ہے چونکہ زردی کی جلد دونوں کے درمیان حد فاصل ہے۔ یہ خون کو سرایت کرنے سے روکتی ہے البتہ سفیدی کے نجس ہونے کی وجہ سے زردی کی جلد نجس ہوگی جس کو پاک کرنا واجب ہے اسی طرح اگر دودھ دوہتے وقت اس میں خون آجائے تو وہ دودھ نجس ہوگا اور احوط یہ ہے کہ حیوان کے پیٹ میں ہونے والے بچے کے اندر کا خون بھی نجس ہے اگرچہ وہ حلال گوشت ہو چونکہ اس کی ماں کو ذبح کرنے سے پیٹ میں ہونے والا بچہ بھی حلال ہوگا۔ جیسا کہ تفصیلاً احکامِ ذبیحہ میں آئے گا۔

۶۹۷۔ وہ مشتبہ خون جس کے متعلق معلوم نہ ہو کہ وہ پاک ہے یا نجس وہ پاک کے حکم میں ہوگا اگرچہ احتیاط ہی راہِ نجات ہے۔

۶۹۸۔ کستوری اور اس کا نافہ پاک ہے چاہے وہ ہرن کی زندگی میں ہی اس سے جُدا کیا جائے یا اس کے مرنے کے بعد لیکن اگر ذبح کئے بغیر مرنے والے ہرن سے جدا کیا جائے تو اس سے پرہیز کرنا بہتر ہے۔

۶۹۹۔ خون کے نجس ہونے میں موجب اعتبار چیز اس کی نجاست کا علم و یقین ہے۔ چاہے اس کا رنگ سرخ ہو یا زرد۔ جس طرح کہ اگر خون پر کوئی ایسی دوا ڈال دی جائے جو اس کو سفید کر دے تو وہ ہر حال میں نجس ہے۔

۷۰۰۔ اگر کسی کے بدن سے زرد یا سفید چیز نکلے جس کے متعلق یقین ہو کہ وہ خون ہے تو بلاشک نجس ہے لیکن اگر شک ہو اور علم نہ ہو کہ وہ خون ہے یا نہیں تو اس صورت میں وہ پاک ہوگا چاہے زخموں سے نکلے یا پھوڑوں سے یا رگڑ آنے سے اسی طرح زرد مادہ جو زخموں پر منجمد ہو جاتا ہے جبکہ زخم درست ہونے کو ہو تو وہ بھی پاک ہے جب تک کہ اس کے خون ہونے کا علم نہ ہو۔

۷۰۱۔ بسا اوقات اچانک چوٹ لگنے سے یا زبردست دباؤ پڑنے سے خون کا مادہ اور اس کا بہاؤ اعضاء و

بدن میں رک جاتا ہے اور خون ناخنوں یا جلد کے نیچے منجمد ہو جاتا ہے اگر اس لے بعد وہ بدل کر گوشت یا جلد بن جائے تو بلا اشکال پاک ہے لیکن اگر اپنی حالت پر باقی رہے اور جلد پھٹنے سے ظاہر ہو جائے تو اس کو رگڑنا اور پاک کرتے وقت اس کو زائل کرنا واجب ہے چونکہ وہ نجس ہے اور مائع ہے اگر اس کو زائل کرنا مشکل ہو اور اس کی جگہ زخم بن جانے کا خوف ہو تو دوسرے وقت کا انتظار کرے اور اس پر کپڑا وغیرہ رکھے اور غسل وضو کے وقت اس پر مسح کرے۔

۷۰۲۔ اگر شوربا اُبل رہا ہو اور اس میں خون پڑ جائے تو شوربا نجس ہو جائے گا اور اس کا کھانا حرام ہے وہ محض اُبال آنے سے پاک نہیں ہو سکتا۔

۷۰۳۔ اگر کُر سے کم پانی میں خون گر جائے تو وہ پانی نجس ہو جائے گا اگر خون سوئی کے سرے کے برابر یا آنکھوں سے دیکھا ہے نہ جا سکتا ہو یا پانی بالکل مل جائے۔

۷۰۴۔ وہ خون جو منہ کے مسوڑھوں یا دانتوں سے نکلے یا کسی چیز سے منہ ٹکرا جانے سے نکل آئے نجس ہے اور اس کا نگلنا حرام ہے اگر لب اس سے بھر جائے تو اس کو پاک کرنا واجب ہے اگر مقدار میں اس قدر قلیل ہو کہ از خود زائل ہو جائے تو دھونے اور پاک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

پانچویں۔ چھٹی قسم:

۷۰۵۔ (خشکی میں رہنے والا) کتا اور سوٴر خشکی میں رہنے والے کتے اور خنزیر کے تمام اجزاء بدن ظاہری ہوں یا باطنی قطعاً نجس ہیں حتیٰ کہ وہ اعضاء بھی جن میں زندگی سرایت نہیں کرتی۔ مثلاً بال، کھر، ناخن، دانت چاہے اسکے بدن سے جدا ہوں یا متصل۔

۷۰۶۔ کتا اور سوٴر پانی اور صابن سے پاک نہیں ہوتے حتیٰ کہ اگر کیمیائی طریقہ سے اس کے میکروبات محو کر دیئے جائیں یا مار دیئے جائیں۔

۷۰۷۔ زندہ یا مردہ کتا یا خنزیر اگر آگ میں گر جائے اور راکھ بن جائے تو وہ باقی نجاسات کی طرح بقاعدہ استحالہ پاک ہوں گے جیسا کہ مطہرات کے بیان میں آئے گا۔

۷۰۸۔ ایک یا دو کتوں یا خنزیروں کے ملاپ سے پیدا ہونے والا حیوان بھی نجس ہے۔ اگرچہ ان سے مشابہت نہ رکھتا ہو یا کسی بھی حیوان کے ہم شکل ہو یا کسی پاک حیوان سے مشابہت ہی کیوں نہ رکھتا ہو اگر پاک حیوان اور کتے یا خنزیر کے ملاپ سے کوئی حیوان پیدا ہو۔ مثلاً کتا، لومڑی، ریچھ، سوٴر تو اس صورت میں کتے اور لومڑی، ریچھ سے مشابہ حیوان پاک ہوگا۔

۷۰۹۔ ان دو نجس العین حیوانوں کے ملاپ سے اگر کوئی ایسا حیوان پیدا ہو جو کسی اور حیوان کا مشابہ ہو

تو دیکھا جائے کہ اس حیوان کا نام کیا ہے اگر کتے اور لومڑی سے خنزیر کا ہم شکل پیدا ہو تو نجس ہے اور بھیڑئے کا مشابہ پاک ہے۔

۷۔۱۰ ایک نجس العین جانور اور ایک پاک یا حلال گوشت جانور کے ملاپ سے کوئی حیوان پیدا ہو تو اگر وہ حلال گوشت کے مشابہ ہے تو پاک ہے اور حلال ہے۔

۷۔۱۱ اگر ان سے پیدا ہونے والا جانور کسی بھی حیوان سے مشابہ نہ ہو تو اس کا گوشت حرام ہے۔ اگرچہ اس کا ظاہری بدن پاک ہے اگرچہ اس سے پرہیز کرنا احوط ہے اور احتیاط راہِ نجات ہے۔

۷۔۱۲ سمندر میں رہنے والے حیوانات جو بحری خنزیر اور بحری کتا کہلاتے ہیں وہ بلا اختلاف و اشکال پاک ہیں۔

ہفتم۔ مردار:

۷۔۱۳ ہر خون جہندہ رکھنے والے حیوان کا مردار نجس ہے اور اس کے تمام اعضاء ظاہری و باطنی بھی نجس ہیں۔

۷۔۱۴ مردار سے مراد وہ پاک بدن والا خون جہندہ رکھنے والا حیوان ہے جو اپنی موت مر جائے یا غیر شرعی طریقہ سے ذبح کیا جائے پس اگر ذبح کرنے والا مسلمان نہ ہو یا مسلمان ہو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام نہ لے اور رو بقبلہ ذبح نہ کرے تو اس کا ذبیحہ نجس اور مردار تصور کیا جائے گا۔

۷۔۱۵ اسی طرح خشکی اور سمندری شکار میں اگر غیر شرعی طریقہ سے کسی حیوان کو قتل کیا جائے تو وہ بھی مردار ہے شکار کے احکام تیسری جلد میں بیان کئے جائیں گے۔

۷۔۱۶ جو اعضاء و اجزاء اس پاک حیوان سے جدا ہوں جو خون جہندہ رکھتا ہو مثلاً کان، دم، پاؤں جن میں زندگی ہوتی ہے تو وہ بھی مردار اور نجس ہیں لیکن اگر کسی طرح بدن سے متصل ہوں اگرچہ جلد ہی کے ساتھ لٹکے ہوئے ہوں تو ان کو مردار نہیں کہا جائے گا۔

۷۔۱۷ اس حیوان کے وہ اجزاء جن میں زندگی حلول نہیں کرتی اگر زندگی میں موت کے بعد علیحدہ ہو جائیں مثلاً سینگھ یا بال وغیرہ تو وہ پاک ہیں۔

۷۔۱۸ اگر پاک حیوان کے مردار سے بال اکھیڑ لئے جائیں تو ان کے وہ اجزاء پاک کئے جائیں تو جلد سے پیوستہ ہوں پھر ان کو دھو لیا جائے۔ اسی طرح اُون، پر، سینگھ، کھر، ناخن وغیرہ اس طرح شیردانی بھی ان اجزاء کے حکم میں ہے مگر اس کو پاک کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح ہاتھی کے دانت اگر زندگی میں موت کے بعد علیحدہ کر لئے جائیں تو ان کا بھی یہی حکم ہے۔

۷۱۹۔ مردار کا چمڑہ نجس ہے اور وہ دباغت یا کسی اور علاج کے ذریعے پاک نہیں ہوتا جیسا کہ ہم نے کتے اور خنزیر کے احکام میں بیان کیا ہے۔
۷۲۰۔ مردار کی شیر دانی میں باقی رہ جانے والے دودھ سے پرہیز کرنا چاہیئے۔
۷۲۱۔ خون جہندہ نہ رکھنے والے حیوان کا مردار پاک ہے جیسے چھپکلی، سانپ، بچھو، کھٹمل، مچھر وغیرہ۔
۷۲۲۔ اگر مردہ مرغی سے انڈہ برآمد ہو اور اس کا اوپر والا چھلکا موجود ہو تو اس کو دھونے اور مردار کی رطوبت سے اس کے ظاہری حصے کو پاک کرنے کے بعد اس کا کھانا جائز ہے۔
۷۲۳۔ انسان اور حیوان کا ساقط شدہ بچہ روح پڑنے سے قبل سے نجس ہے اور بچے کی پیدائش کے وقت خارج ہونے والا گوشت، جما ہوا خون وغیرہ سب نجس ہے اور انڈے میں مرا ہوا بچہ بھی نجس ہے۔
۷۲۴۔ جب حیوان کے تمام اعضاء بدن سے روح خارج ہو جائے تو وہ مردار ہو گا لیکن اگر کوئی عضو باقی رہ جائے جس سے روح نہ نکلی ہو تو اس کا بدن پاک ہے اور نجس نہیں ہے۔
۷۲۵۔ چیچک یا خارش وغیرہ سے بدن سے جدا ہونے والے جلدی چھلکے اور تھوڑا سا گوشت جو کبھی علیحدہ ہو جاتا ہے اور ناخنوں کو کاٹتے وقت کٹ جاتا ہے یا دانت کے اکھیڑنے سے الگ ہو جاتا ہے وہ پاک ہے اگر زیادہ ہو تو نجس ہے۔
۷۲۶۔ جب کسی چیز کے متعلق شک ہو کہ وہ خون جہندہ رکھنے والے حیوان کے اجزاء سے ہے یا نہیں اور محض شک کی وجہ سے اس پر نجاست کا حکم نہیں لگایا جا سکتا اسی طرح اگر شک ہو کہ وہ حیوان کے اجزاء سے ہے یا نہیں تو وہ محکوم بطہارت ہو گا۔
۷۲۷۔ ہر بری یا بحری حیوان کی جلد گوشت، چربی جس کو پاک کرنے کے لئے ذبح شرعی کی ضرورت ہے اگر یہ مسلمان کے ہاتھ میں ہو تو حلال ہے اس کے متعلق پوچھ گچھ یا تجسس کی ضرورت نہیں مگر وہ مسلمانوں کی سرزمین میں پڑا ہوا ملے اگرچہ اس قسم کے چمڑے وغیرہ سے پرہیز کرنے میں احتیاط ہے جو راہِ نجات ہے۔
۷۲۸۔ کافر کے ہاتھ میں اگر چربی یا گوشت وغیرہ ہو تو نجس اور حرام ہے لیکن اگر یقین ہو کہ اس نے یہ کسی مسلمان سے لیا ہے اسی طرح کفار کی زمین میں پایا جانے والا گوشت وغیرہ بھی نجس اور حرام ہے۔
۷۲۹۔ مردار سے نفع حاصل کرنا جائز ہے مگر اس کی خرید و فروخت جائز نہیں۔
۷۳۰۔ خون جہندہ رکھنے والے حیوان کا مردار اور دیگر نجس اشیاء اگر خشک ہوں تو ان سے چھو جانے سے انسان کا بدن نجس نہیں ہوتا ہاں ایک ضعیف قول کے مطابق غسل سے قبل انسان کی میت سے

چھو جانا موجب نجاست ہے۔

۷۳۱۔ انسان کی میت روح نکلنے کے بعد اور بدن کے سرد ہونے سے قبل احتیاط یہ ہے کہ رطوبت کے ساتھ اس کو مس نہ کیا جائے اور تین غسل دینے کے بعد بلااشکال پاک ہے۔

ہشتم: کافر

۷۳۲۔ کافر کی مختلف اقسام اور متعدد فرقے ہیں ہم اجمالی طور پر سب کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

۷۳۳۔ پہلا فرقہ، طبیعیہ یعنی وہ لوگ جو وجودِ خدا اور ابتداء و معاد کے منکر ہیں اور دھر پرست ہیں جیسا کہ ان کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وقالوا ماهی الاحیاتنا الدنیا نموت ونحی وما یهلکنا الا الدهر۔

انہوں نے کہا تو یہ تو بس دنیاوی زندگی ہی ہے اس میں ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہمیں صرف زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے اسی مناسبت سے ان کو دھریہ کہتے ہیں ان کی دلیل محض عناد و خواہشات پر مبنی ہے اور کیا تم نے ایسے شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہش نفس کو مان لیا ہے اور اللہ نے اس سے ہدایت کی توفیق سلب کر لی ہے۔ اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ یہ درحقیقت دلیل کے اعتبار سے تمام کفار سے کمزور تر ہیں اور انکی گفتگو واہیات پر مشتمل ہے اور عقل نحیف ہے اور یہ حق سے دور اور باطل پرست ہیں یہ چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ اور غافل ہیں۔

۷۳۴۔ مشرکین جو توحید کے منکر ہیں اور اللہ کے ساتھ دوسرے خداؤں کو شریک ٹھہراتے ہیں مثلاً فرقہ بوذیہ لاتعداد خداؤں کے قائل ہیں اور اکثر چین اور جاپان میں رہتے ہیں اور وہ براہمہ جو تثلیث کے قائل ہیں اور ان کا بڑا خدا برہمن ہے یہ اکثر اہلِ ہند ہیں اور وہ نصاریٰ ہیں جو مسیح سمیت تین خداؤں کے قائل ہیں اور وہ مجوس جو دو خداؤں کو مانتے ہیں اور بت پرست جو کہتے ہیں کہ ہم بتوں کو اس لئے پوجتے ہیں کہ ہمیں اللہ سے قریب کرتے ہیں یا وہ غالی لوگ جو معصومین علیہم السلام کو خدا کے ساتھ خلق، رزق، احیاء، اماتت میں شریک مانتے ہیں۔

سوم: منکرینِ نبوّت

۷۳۵- وہ فرقے جو مسئلہ نبوت یا ختم الانبیاء حضرت محمد ابن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت یا خاتمیت کے منکر ہوں جیسے بعض فرقے جو بعد میں دعویٰ نبوت کرنے والوں کی نبوت کے قائل ہیں مثلاً قادیانی یا احکامِ اسلام کے منسوخ ہونے کے قائل ہیں۔

چہارم:

۷۳۶- ضرورت اسلام کے منکرین جو اسلام کے ضروریاتِ احکام (اصول و فروع) کے منکر ہوں مثلاً فرائض خمسہ یا بعضَ فرائض کے منکر یا ماہِ رمضان کے روزوں یا خُمس یا زکوٰۃ یا حج کے منکر ہوں جن احکام پر مسلمان متفق ہیں۔

پنجم: یہود و نصاریٰ

۷۳۷- یہود جو حضرت عزیر کو ابن اللہ سمجھتے ہیں اور نصاریٰ حضرت حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ کہتے ہیں یا وہ فرقے جو اللہ کے لئے اہل و اولاد کے قائل ہوں یا بعض مشرکین عرب جاہلیت جو بنص قرآن ملائکہ کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے ان فرقوں نے بلا علم اللہ کے لئے بیٹے بیٹیاں قرار دی ہیں۔ حالانکہ اللہ ان کے مشرکانہ خیالات سے برتر ہے۔ وہ آسمان زمین کا خالق ہے اس کی جب اہلیہ ہی نہیں تو بیٹے کیسے ہو سکتے ہیں وہ ہر چیز کا خالق ہے اور ہر چیز کے متعلق علم رکھتا ہے۔ اس کا مرتبہ بلند اس نے اپنے لئے اہل و اولاد کسی کو نہیں بتایا اور کہہ دو کہ تمام تعریفات اس اللہ کے لئے ہیں جس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا اور نہ کوئی اس کے ملک میں شریک ہے اور نہ بوجہ عاجزی اس کا کوئی مددگار ہے اور تم اس کو بزرگ گردانو۔

۷۳۸- بعض یہود و نصاریٰ و مجوس جو اللہ کو واحد مانتے ہیں اور اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے پس علی الاطلاق ان کے نجس ہونے کی دلیلیں ضعیف ہیں اور اقویٰ یہ ہے کہ وہ طاہر ہیں ہاں ان کی عرضی نجاست کے متعلق کوئی شک نہیں چونکہ وہ خنزیر کا گوشت کھاتے ہیں اور شراب پیتے ہیں اور پیشاب، خون، مردار وغیرہ سے کراہت نہیں کرتے حالانکہ اسلام نے ان سے کراہت و نفرت کا اظہار کیا ہے۔

ششم: مرتدین

۷۳۹۔ اسلام سے مرتد ہونے والے لوگ چاہے فطری ہوں یا ملی نجس اور کافر ہیں۔ مرتد ملی سے مراد وہ ہے کہ اس کے انعقاد نطفہ کے وقت اس کے والدین مسلمان نہ ہوں یا ان سے ایک مسلمان ہو اور پھر مرتد ہو جائے مرتد فطری وہ ہے کہ انعقاد نطفہ کے وقت اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک مسلمان ہو۔

ہفتم: خوارج

۷۴۰۔ جن لوگوں نے خلیفہ رسول ﷺ جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے خلاف خروج کیا تھا وہ نجس اور کافر ہیں۔ خوارج کی تاریخ میں سے مختصر بیان ہم اس کتاب کی ابتداء میں لکھ چکے ہیں اسی طرح امام زمانہ کے خلاف خروج کرنے والا ہر شخص خارجی ہے اور نجس ہے۔

مجسمہ:

۷۴۱۔ بنا بر قولے وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ ایک جسم رکھتا ہے۔ اور گدھے پر سوار ہو کر بروزِ قیامت ظاہر ہو گا اور اس کو تمام لوگ دیکھیں گے سوائے کفار اور ان گنہگاروں کے جو اس روز اپنے رب سے پوشیدہ ہوں گے اور اس فرقے کے نجس یا پاک ہونے کے متعلق فقہاء میں اختلاف ہے۔

ہشتم: نواصب

۷۴۲۔ وہ لوگ ہیں جو آئمہ معصومین علیہم السلام میں سے سب سے یا کسی ایک سے عداوت کا مظاہرہ کریں یا ان کی ولایت و محبت کی وجہ سے ان کے موالیوں اور شیعوں سے بغض و عداوت رکھیں خصوصاً جناب معصومہ طاہرہ صدیقہ کبریٰ سیدہ عالیہ حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا سے اور ان کے والد گرامی شوہر محترم اور اولاد کے فضائل و مناقب اور مقامات مراتب کا اعتقاد رکھنے والوں سے بغض رکھنے والے بھی اس حکم میں آتے ہیں۔

غالی لوگ:

۷۴۳۔ جن کا ذکر تقلید کے مسائل کے ضمن میں بیان کیا گیا وہاں رجوع کریں۔

۷۴۴۔ ان دس قسموں کے علاوہ جو لوگ اسلام کا اظہار کرتے ہیں اور شہادتین کا اعتراف بھی کرتے ہیں اور یہ ضروریات دین کے منکر نہیں اور آئمہ اطہار علیہم السلام سے ان کے شیعوں سے بوجہ عقیدہ بغض نہیں رکھتے وہ پاک ہیں ان کا جھوٹا اور ذبیحہ حلال ہے ان کا خون، مال، ناموس اسلام میں قابلِ حفاظت

ہے۔

۷۴۵۔ کافر کا لباس، گھر، جگہ، برتن وغیرہ طہارت کے حکم میں ہیں۔ جب تک یہ علم و یقین نہ ہو جائے کہ انہوں نے رطوبت کے ساتھ ان کو استعمال کیا ہے۔

۷۴۶۔ قرآن مجید نے تارکِ حج کو بھی کافر سے تعبیر کیا ہے اور بعض علماء نے تارک نماز کو بھی کافر کہا ہے اگرچہ وہ نماز و حج کی اہمیت و وجوب کے منکر نہ ہوں۔ لیکن اگر کوئی منکرِ وجوب تو نہیں مگر تارک حج و نماز ہے اور اپنی غلطی کا معترف بھی ہے تو ایسا شخص پاک ہے۔

۷۴۷۔ ظاہری طور پر اسلام کا معتقد شخص مسلمان اور پاک ہے اور اس پر نجاست کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

نہم:

۷۴۸۔ شراب یعنی ہر وہ نشہ آور چیز جو اصل میں مائع ہو نجاست میں شراب کے حکم میں ہے۔ اور نشہ آور مائع اگر خشک اور منجمد ہو اور اس کا حکم نہ بدلے تو وہ اپنی نجاست پر ہی باقی رہتا ہے۔ لیکن اگر کوئی مسکر اصل میں مائع نہ ہو مثلاً بھنگ حشیش تو پاک ہے اگرچہ وہ عارضی طور پر مائع ہو سکتی ہے۔

۷۴۹۔ الکحل نجس ہے اور بلاشک شراب کے حکم میں ہے لیکن وہ الکحل جو رنگوں میں استعمال ہوتی ہے یا طب جدید میں زخم اور پھوڑوں کو دھونے میں اور انجکشن کی جگہ کو محفوظ کرنے اور دیگر اس قسم کے امور میں استعمال کی جاتی ہے وہ زہر آلود ہوتی ہے اور پینے کے قابل نہیں ہوتی اور نہ کوئی شرابی اسے پیتا ہے اس کا حکم اہلِ فن کے عرف کی طرف راجع ہوتا ہے اگرچہ یہ کہا جاتا ہے کہ وہ مسکر ہے۔ لیکن بعض مصلحتوں کی بناء پر اس کو زہر آلود کیا جاتا ہے۔ اگر یہ بات درست ہے تو وہ بلاشک نجس ہے ورنہ اگر وہ فی ذاتہ زہر آلود ہے اور اصل میں مسکر نہیں ہے تو بلا اشکال پاک ہے اگرچہ وہ کسی علاج کی بناء پر نشہ آور بن جائے یا پانی ملانے سے اس میں نشہ پیدا ہو جائے۔

۷۵۰۔ شیرۂ انگور کو اگر جوش دیا جائے اور اس کا دو تہائی حصہ ابل کر ختم ہو جائے وہ نجس ہے اسی طرح انگور بھی جوش کھانے اور ۲/۳ حصہ کم نہ ہونے کی صورت میں نجس ہو جاتا ہے۔ البتہ شیرۂ منقیٰ اگر جوش کھا لے اور اسکا ۲/۳ حصہ ختم نہ ہو وہ پاک ہے۔ مگر اس کا پینا حرام ہے۔ اسی طرح منقیٰ اگر شوربہ وغیرہ میں جوش کھا لے تو نجس تو نہیں ہوتا۔ مگر اس کا کھانا حرام ہے اگر منقیٰ کو کباب وغیرہ کے اندر رکھا جائے اور پانی یا رطوبت کے بخارات کی وجہ سے پھول جائے تو اس کا کھانا حرام نہیں ہے اسی طرح اس کو اگر آٹے یا روٹی میں رکھا جائے تب بھی وہ نہ نجس ہے اور نہ حرام ہے۔ اور اگر اس کو

مرغی یا بکری کے گوشت میں رکھ کر تنور میں بھونا یا پکایا یا ہانڈی میں پکایا جائے تب بھی وہ حرام نہیں لیکن اگر جوش کھاتے وقت اس میں پانی جا پہنچے تو صرف منقیٰ ہی حرام ہو گا نہ گوشت جیسا کہ گزر چکا ہے۔

۷۵۱۔ کھجور یا اس کا شیرہ جوش کھانے سے نجس نہیں ہوتا اور نہ اس کا کھانا حرام ہے اور نہ اس کے ۲/۳ حصہ کو اُبال کر ختم کر دینا واجب ہے۔ اسی طرح باقی پھل آڑو وغیرہ سبزیاں وغیرہ بھی ابالنے سے حرام نہیں ہوں گی۔ لیکن اگر کوئی چیز یقینی طور پر ابالنے سے نشہ آور ہو کر شراب بن جائے تو حرام ہے۔

دہم:

جَو کی شراب

۷۵۲۔ جو کہ جَو سے تیار کی جاتی ہے اور اس زمانہ کی اصطلاح میں اس کو بیئر کہتے ہیں۔ اس کا پینا حرام ہے اگرچہ وہ اس زمانہ میں ولیمہ اور دعوت کے لئے زینت بن گئی ہے۔ اور مدعیان تمدن اور زمانۂ روشن اس کو زیبِ محفل قرار دیتے ہیں۔

نعوذ باللہ

وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اچھا کام کر رہے ہیں جیسا کہ حدیث میں اس شراب کے لئے آیا ہے۔

خمر استصغرہ الناس

یہ وہ شراب ہے جس کو لوگوں نے چھوٹا سمجھا ہے۔ ہاں ہندی اور یونانی طب ایک دواء ہے جس کو آب جو کہتے ہیں۔ وہ گرم اور خشک امراض کے لئے مفید ہے خصوصاً جس مرض کو محرقہ یا مطبقہ کہتے ہیں اور آج کل کے اطباء اس کو ٹائفائڈ یا ٹائفاس کہتے ہیں اور عام عربوں کے ہاں اس کو حرارہ کہا جاتا ہے اس کے بنانے کا طریقہ سادہ ہے جو کو دھو کر پانی میں پکاتے ہیں اور مریض پانی کی بجائے اس کو پیتا ہے وہ پاک اور حلال ہے۔

یازدہم:

جنب حرام کا پسینہ

جنب حرام دو قسموں کا ہوتا ہے۔ ذاتی اور عرضی۔

۷۵۳۔ ذاتی وہ ہے جو زنا، لواطہ اور حیوان کے ساتھ لواطہ یا استمناء کی وجہ سے ہو اس صورت میں فاعل و مفعول دونوں کا پسینہ نجس ہوگا چاہے وہ اثناء جماع میں خارج ہو یا بعد میں حتیٰ کہ غسل جنابت کرے۔

۷۵۴۔ عرضی وہ ہے جو حیض والی عورت سے مباشرت کرنے سے یا واجب روزہ کی حالت میں جماع کرنے سے یا ظہر میں کفارہ دینے سے پہلے جماع کرنے سے عارض ہو تو اس جنابت کے پسینے کا حکم بھی بناء بر احوط نجاست ہے۔ جنب حرام کا پسینہ غسل پورا کرنے سے قبل پاک نہیں ہوتا اور اثنائے غسل میں آنے والا پسینہ بھی نجس ہے۔ اگر جنب حرام والے شخص کو پسینہ آئے تو پہلے اپنے بدن کو ٹھنڈے پانی سے پاک کرے اور دوبارہ ٹھنڈے پانی سے غسل کرے تاکہ اثناء غسل میں پسینہ آنے سے محفوظ رہے۔ خصوصاً جبکہ گرمیوں کے موسم میں یا گرم حمام میں غسل کر رہا ہو تو ان حالات میں پسینہ نہیں رکتا لیکن اگر گرم پانی میں غسل ارتماسی کرنا چاہے تو کوئی حرج نہیں پانی میں غوطہ لگائے اور پانی کے اندر ہی نیت کرلے اور پھر غسل کرکے باہر نکل آئے۔

۷۵۵۔ اگر نابالغ بچہ حرام کے ساتھ جنب ہو جائے تو اس کا حکم بالغ کی طرح ہے۔ اور اس کا پسینہ نجس ہے اور اگر نابالغ بچہ ممیز ہو تو عبادت کے لئے بالغ کی طرح غسل کرے گا چونکہ اس کی عبادت شرعاً قبول ہے۔

۷۵۶۔ اگر کوئی شخص پے در پے دو مرتبہ جنب ہو جائے ایکمرتبہ حلال کے ساتھ اور دوسری مرتبہ حرام کے ساتھ چاہے حلال حرام سے مقدم ہو یا مؤخر دونوں حالتوں میں پسینہ نجس ہے اور اس کا حکم تبدیل نہیں ہوگا۔

دوازدھم:

نجاست خور حیوان

۷۵۷۔ وہ نجاست خور حیوان جس کی غذا انسانی فضلہ ہو اس کا پسینہ نجس ہے۔ خصوصاً وہ اونٹ

نجاست کھانے کا عادی ہو۔

احکامِ نجاست

۷۵۸۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں ہر چیز اس وقت تک پاک ہے جب تک تم کو یہ یقین نہ ہو جائے کہ وہ نجس ہو گئی ہے۔

O کسی چیز کے نجس ہونے کا علم ثبوت یا خود دیکھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ یا دیگر وسائل حسیّہ سے مثلاً سونگھنا، چھونا وغیرہ یا دو عادلوں کی گواہی سے۔

O اور اگر ایک عادل کی گواہی سے علم حاصل ہو جائے تو کافی ہے اور اس ایک شخص کی گواہی بھی کافی ہے جس کے تصرف میں وہ چیز ہو چاہے وہ مالک ہو یا کرایہ دار یا عاریتہً مانگنے والا یا صاحبِ امانت اگرچہ وہ غاصب یا فاسق یا کافر ہی کیوں نہ ہو۔ وہم، ظن، اندازہ یا تخمین سے نجاست ثابت نہیں ہوتی۔

۷۵۹۔ وہ وسواس کا عادی شخص جو محض وہم کی وجہ سے ہر چیز سے پرہیز کرتا ہے اس کا قول معتبر نہیں ہے اگرچہ وہ عالم ہی کیوں نہ ہو وجوبِ اجتناب کے لئے علم اجمالی ہی کافی ہے مثلاً اگر کوئی یہ جانتا ہے کہ دو پانیوں میں سے ایک نجس یا متنجّس ہے تو دونوں سے پرہیز واجب ہے اگرچہ تفصیلی طور پر متنجس کا علم نہ ہو۔

۷۶۰۔ مسلمان مرد یا عورت کے ہاتھ سے حاصل کی ہوئی چیز طہارت کے حکم میں ہے۔ اس کے لئے تجسس تحقیق اور سوال کی ضرورت نہیں ہے۔

۷۶۱۔ بکریاں، اونٹ چرانے والے مسلمان بادیہ نشین جو عموماً احکام شرعیہ سیکھنے اور یاد کرنے سے محروم رہتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں سے سامان خریدنے سے اجتناب کرنا واجب نہیں مثلاً پنیر، گھی، مکھن، دودھ اگرچہ ان میں نجاست کا گمان ہی کیوں نہ ہو اسی طرح انکی ضیافت قبول کرنا اور ان کے ماکولات و مشروبات کو استعمال کرنا بھی جائز ہے۔

۷۶۲۔ زوجہ، کنیز، دائی، خادمہ جس کے زیرِ دست چیز ہو اس کے متعلق ان سب کی خبر قابلِ اعتبار ہو

گی۔ جیسا کہ بچے کی پرورش کرنے والی عورت کی خبر بچے کی طہارت نجاست کے بارے میں شرعاً قابلِ اعتبار ہے۔ اسی طرح ممیز بچے کی خبر اگر قابلِ وثوق ہو تو اس کے زیرِ دست رہنے والی چیز کے بارے میں معتبر تصور ہو گی۔

۷۶۳۔ اگر مالک کسی چیز کی طہارت یا نجاست کے بارے میں خبر دے مگر خادم یا غلام اپنے زیرِ دست رہنے والی چیز کے متعلق مالک کی خبر کے خلاف خبر دے تو غلام اور خادم کا قول ہی معتبر سمجھا جائے گا۔ اسی طرح اگر زوجہ کی خبر خادمہ یا کنیز (جن کے زیرِ دست چیز ہے) خبر کے خلاف ہو تو ان کی خبر کا اعتبار کیا جائے گا۔

۷۶۴۔ اگر کوئی عادل کسی چیز کی طہارت کے متعلق خبر دے تو اس صورت میں دونوں کی شہادتیں ساقط ہوں گی۔ اور قاعدہ اصل کے مطابق وہ شئے پاک سمجھی جائے گی۔ البتہ اگر طہارت و نجاست کی تاریخیں مقدم و مؤخر ہوں مثلاً پہلے کا قول ہو کہ فلاں چیز ایک گھنٹہ قبل نجس ہوئی اور دوسرا کہے کہ اب نجس ہوئی تو اس چیز کی طہارت کا حکم لگایا جائے گا اور اسی طرح اس کا عکس ہے مثلاً نجاست کی خبر طہارت سے مقدم ہو تو نجاست کا حکم لگایا جائے گا۔

نجاست کی ملاقات سے اشیاء کا حکم

۷۶۵۔ خشک چیز اگر نجس یا خشک متنجس چیز سے ملاقات کرے تو نجس نہیں ہوتی اگرچہ وہ نجس کتا، خنزیر، یا مردار ہی کیوں نہ ہو اور نجاست اسی صورت میں سرایت کرنے والی سمجھی جائے گی جبکہ دونوں ملاقات کرنے والی چیزوں میں ایک یا دونوں تر ہوں۔

۷۶۶۔ قلیل پانی نجس یا متنجس چیز کی ملاقات سے نجس ہو جاتا ہے اگرچہ وہ پانی کُر سے بہت تھوڑا کم ہو اور نجاست سوئی کے سرے کے برابر ہو۔

۷۶۷۔ مضاف پانی نجس و متنجس کی ملاقات سے نجس ہو جاتا ہے اگرچہ ستر کُر ہو۔ اسی طرح ہر مائع چیز مثلاً لسی، دودھ، شیرہ، گھی وغیرہ۔

۷۶۸۔ منجمد گھی اور منجمد شیرہ اسی صورت میں نجس ہو گا جس جگہ دونوں کی ملاقات ہوئی ہو اور نجاست دیگر مقامات کی طرف سرایت نہیں کرے گی۔ فقط مقامِ نجاست کو اٹھایا یا اکھیڑا جائے گا۔

۷۶۹۔ اگر جانتا ہو کہ اس پاک چیز سے کسی نجس نے ملاقات کی ہے لیکن شک ہو کہ کیا دونوں میں یا کسی

ایک میں سرایت کرنے والی رطوبت تھی یا نہیں تاکہ چیز بھی نجس متصور ہو سکے تو اس شک کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ یہ حکم لگائے گا کہ رطوبت موجود نہیں ہے اور پاک چیز نجس بھی نہیں۔

۷۷۰۔ اگر مکھی کسی نجس چیز پر بیٹھی ہوا گرچہ وہ تر ہو پھر وہاں سے اڑ کر کسی انسان کے کپڑے یا بدن پر آبیٹھے تو اس کپڑے یا بدن پر نجاست کا حکم اسی صورت میں لگایا جائے گا جبکہ نجاست کا اثر محسوس ہو یا اس کا علم حاصل ہو جائے۔

۷۷۱۔ اگر کتا گیلی مٹی پر چلے یا اس مٹی پر کوئی اور نجاست واقع ہو تو صرف مقامِ ملاقات ہی نجس تصور ہو گا۔ اور نجاست دوسرے مقامات کی طرف سرایت نہیں کرے گی۔ مگر اس صورت میں سرایت کر سکتی ہے جبکہ گیلی مٹی بہنے والی ہو۔ یعنی اگر اس مٹی سے کچھ مقدار اٹھالی جائے تو جگہ فوری طور پر از خود پُر ہو جائے۔

۷۷۲۔ اگر انسان کو پسینہ آجائے اور اس کا بدن پسینہ کی حالت میں نجس ہو جائے تو نجاست بدن کے باقی مقامات کی طرف سرایت نہیں کرے گی۔ مگر جبکہ پسینہ جاری ہو جائے اور اس صورت میں وہی مقامات نجس ہوں گے جو نجس پسینہ سے متصل ہوئے ہوں۔

۷۷۳۔ سوراخ والا برتن اگر نجس زمین پر رکھ دیا جائے اور پانی اس سے متصل ہو جائے تو اگر زمین ریت والی ہو یا پست ہو اور پانی زمین میں جذب ہوتا رہے تو برتن کا پانی صرف اتصال سے نجس نہیں ہو گا اگر برتن کے اردگرد باقی ہو تو برتن کا پانی اس نجس پانی سے متصل ہو جائے اور دونوں پانی ایک ہو جائیں تو اس صورت میں اس کی نجاست کا حکم لگایا جائے گا۔

۷۷۴۔ وہ فوارہ جس کا پانی نیچے سے اُوپر کی طرف پھوٹتا ہو اور پھر نیچے کی طرف گرتا ہو اور دوسری جگہ پر جاتا ہو تو اس صورت میں اسکا منبع اگر کر سے کم ہو اور پانی نیچے گرتے وقت نجس ہو جائے تو منبع سے متصل ہو کر پھوٹنے والا عمود نجس نہیں ہو گا چاہے وہ اوپر کی طرف اٹھ رہا ہو یا گر رہا ہو۔ حتیٰ کہ اگر اوپر والا پانی نجس بھی ہو جائے تو اس کا نیچے والا عمودی حصہ نجس نہیں ہو گا چونکہ فی الواقع نچلا حصہ بھی اوپر والے کی منزلت میں ہے مثلاً اگر آفتابہ سے بہہ کر نکلنے والا پانی نجس پانی سے متصل ہو تو آفتابہ کے اندر والا پانی نجس نہیں ہو گا۔ چاہے وہ مطلق ہو یا مضاف مثلاً اگر گلاب کا پانی کسی مشرک کے ہاتھ پر انڈیلا جا رہا ہو تو نجس ہو جائے گا۔ مگر وہ پانی جو مشرک کے ہاتھ سے متصل نہیں ہو رہا ہے بلکہ بلند ہے وہ پاک ہے۔

۷۷۵۔ اگر نجس مٹی کسی لباس پر ڈال دی جائے اور دونوں نجس ہوں یا نجس غبار کسی چادر پر ڈالی جائے اور پھر ان کو جھاڑ دیا جائے اور مٹی اور غبار کا کوئی اثر باقی نہ رہے تو ان کو پانی سے دھونے کی ضرورت

نہیں ہے۔

۷۷۶۔ اگر کوئی چیز کسی نجس چیز سے ملاقات کرے تو نجس ہو جائے گی۔ لیکن اگر اس پر احکامِ نجاست کو مکمل طور پر جاری نہیں کیا جائے۔ مثلاً اگر کوئی کسی ایسے برتن سے ملاقات کرنے کی وجہ سے نجس ہو جائے جس میں کتے نے پانی پیا ہو تو اس کو مٹی سے مانجھنا واجب نہیں ہے۔ اگرچہ خود اس برتن کو مانجھنا واجب ہے مگر اس چیز کو فقط دھونا ہی کافی ہے۔

۷۷۷۔ اگر ناک کے اندر خون پایا جائے اور ناک سے نکلنے والا پانی خون سے مل کر نکلے تو اگر اس میں خون کے اثرات نہ ہوں تو اس کی نجاست کا حکم نہیں لگایا جائے گا بلکہ وہ پاک ہو گا لیکن اگر کوئی پاک چیز باہر سے ناک کے اندر داخل کی جائے اور خون سے مل کر نکلے تو بلاشک نجس ہے لیکن اگر ناک کا اندرونی حصہ خشک ہو اور وہ چیز بھی خشک ہی نکلے تو نجس نہیں ہو گی۔

۷۷۸۔ کپڑے اور بدن سے نجاست کو زائل کرنا واجب نہیں ہے مگر اس عبادت کے لئے جس میں طہارت شرط ہو جیسے نمازیں، طواف واجب اور اسی طرح توابع نماز کی ادائیگی کے لئے بھی نجاست کا دور کرنا واجب ہے۔ مثلاً احتیاط کی رکعتیں یا فراموش شدہ سجدوں کی قضاء یا فراموش شدہ تشہد کی قضا اور نماز کے مقدمات کی بجا آوری کے لئے طہارت واجب نہیں ہے۔ جیسے اذان، اقامت، تعقیبات وغیرہ اور یہ بھی واجب نہیں ہے کہ اندرونی نجاست زائل کی جائے مثلاً خون اگر ناک یا کان کے اندر ہو اور ظاہراً آنکھ سے نہ دیکھا جاتا ہو۔

۷۷۹۔ کوئی حرج نہیں ہے کہ نجس بدن یا نجس لباس کے لئے یا زخم اور پھوڑے کے ساتھ کوئی انسان مساجد یا مشاہد مشرفہ میں داخل ہو بشرطیکہ وہ نجاست سرایت کرنے والی نہ ہو ورنہ بلااشکال داخل ہونا حرام ہو گا اور احوط ہے کہ مشاہدہ مشرفہ کی طرف کوئی غیر سرایت کن نجاست وغیرہ بھی نہ داخل کی جائے۔

۷۸۰۔ واجب ہے کہ مساجد، و مشاہد متبرکہ، قرآن مجید اور تربت حسین علیہ السلام اور دیگر اسلامی متبرک مقامات واشیاء سے لاپرواہی اور تاخیر کے بغیر فوری طور پر نجاست زائل کی جائے۔

۷۸۱۔ قرآن مجید اور اسماء اللہ اور اسماء معصومین علیہم السلام وانبیاء ومرسلین کے اسماء کو نجس سیاہی سے لکھنا جائز نہیں ہے۔ اور واجب ہے کہ بلاتاخیر وتساہل ان کو فوری طور پر محو کر دیا جائے۔

۷۸۲۔ اگر مقدمات مذکورہ میں سے کوئی چیز بیت الخلاء میں جا گرے تو فوری طور پر اس کا وہاں سے نکالنا اور پاک کرنا واجب ہے اگرچہ اس پر بہت سے روپے خرچ کرنے پڑیں اگر بالفرض اس کا نکالنا ناممکن ہو تو واجب ہے کہ اس بیت الخلاء کا دروازہ بند کر دیا جائے اور وہاں خلوت نہ کی جائے۔

۷۸۳- سجدہ کرنے کے لئے پیشانی لگنے کی جگہ سے نجاست دور کرنا واجب ہے۔

۷۸۴- نجس زمین اور نجس چادر یا چٹائی پر نماز پڑھنا اس صورت میں جائز ہے جبکہ نجاست کپڑے یا بدن تک سرایت نہ کرتی ہو البتہ اس جگہ کو پاک ہونا واجب ہے۔ جہاں پر سجدہ کے وقت پیشانی لگتی ہے۔

۷۸۵- مجبوری کے وقت نجس اشیاء کا کھانا پینا جائز نہیں ہے بوقتِ مجبوری بھی بقدر ضرورت کھا سکتا ہے۔ اسی طرح بچوں کو نجس چیز کا کھلانا یا نشہ آور چیزوں کا پلانا حرام ہے۔ اور ان کو ان کے کھانے پینے سے منع کرنا واجب ہے۔

۷۸۶- اگر مہمان کسی ایسی جگہ پر بیٹھنا چاہے جہاں سرایت کرنے والی نجاست موجود ہو یا کسی نجس چیز کو کھا رہا ہو تو اس کو آگاہ کرنا واجب ہے اگر کئی مہمان ہوں اور ایک مہمان کھانے میں نجاست کو دیکھ لے تو خود اجتناب کرنا واجب ہے اور دوسروں کو بتلانا واجب نہیں ہے۔

۷۸۷- اگر اپنے پڑوسی وغیرہ سے کوئی چیز عاریتہً طلب کرے اور وہ نجس ہو جائے اور اس کو پاک نہ کرے تو واجب ہے کہ مالک کو اس چیز کی نجاست سے آگاہ کرے۔

۷۸۸- اگر کسی برتن کے نجس ہونے کا علم ویقین ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ نجاست کتے کے چاٹ جانے کی وجہ سے ہے؟ یا پیشاب یا خون شامل ہونے کی وجہ سے ہے تو احتیاط اس میں ہے کہ پہلے اس برتن کو مٹی سے آلودہ کرے اور متعدد بار دھولے۔

۷۸۹- اگر کسی کا بدن خون سے نجس ہو جائے اور بعد میں شک ہو کہ آیا اس کے بعد پیشاب بھی لگا ہے یا نہیں تو اس شک کا اعتبار نہ کریں چونکہ شک یقین کو نہیں توڑتا۔

نماز میں معاف شدہ نجاستیں

۷۹۰- منجملہ ان کے پھوڑوں اور زخموں کا خون ہے اگر وہ کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو تندرست ہونے تک اور منقطع ہونے تک معاف ہے۔ چاہے کم ہو یا زیادہ اور اسکا ازالہ کرنا اور دھونا ناممکن ہو یا مشکل ہو چاہے اپنے محل سے تجاوز کرے یا نہ کرے۔ اور اگر آسانی سے اس کو زائل کرنا ناممکن ہو تو یہی بہتر ہے۔

۷۹۱- زخموں اور پھوڑوں کے خون سے آلودہ ہونے والے کپڑے کو ہر روز ایک مرتبہ دھونا مستحب

ہے اور اگر خون کسی وجہ سے ضرورت کے مقام سے تجاوز کر جائے مثلاً اگر زخم اس کی پنڈلی میں ہو اور اس کو لگنے سے آستین آلودہ ہو جائے یا پھوڑے کو ہاتھ سے چھو لے اور ہاتھ بھر جائے تو اس صورت میں اس کو دھونا واجب ہے۔ اور اس کے ساتھ نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔

۷۹۲۔ جزوی زخموں کا حکم مثلاً خراش وغیرہ جو بدن سے رگڑ کی وجہ سے پیدا ہو جائے مستقل پھوڑوں اور زخموں کے حکم میں نہیں ہے بلکہ ان کو دھونا اور فی الوقت کپڑے کو دھو ڈالنا واجب ہے۔

۷۹۳۔ وہ جاری پسینہ جو اس خون سے متصل ہو اور نجس ہو جائے وہ بھی نماز میں معاف ہے حتیٰ کہ زخم مندمل ہو جائے اسی طرح وہ پیپ جو زخموں اور پھوڑوں کے مقام سے خارج ہو اور خون کے ساتھ نجس ہو جائے وہ بھی بلااشکال نماز میں معاف ہے۔ اور اسیطرح وہ دوا جو خون کے ساتھ مل کر نجس ہو جائے مگر یہ معافی صرف پھوڑوں اور زخموں والوں کے ساتھ مخصوص ہے۔

O اور اگر کسی دوسرے خون سے کپڑا یا بدن ملوث ہو جائے تو نماز کے لئے اس کو دھونا واجب ہے چاہے خون مندمل ہو یا نہ ہو اور منجملہ ان کے انسان یا خون اور حلال گوشت حیوان کا خون ہے بشرطیکہ درہم بغلی سے تجاوز نہ کرے وہ بھی نماز میں حلال ہے کپڑے پر لگا ہو یا بدن پر اور درہم بغلی وہ ہے جو انگوٹھے کے ناخن یا ہتھیلی کے درمیانی گھرے حصہ کے برابر ہو۔

۷۹۴۔ اگر خون کپڑے یا بدن میں متفرق ہو تو اس کے مجموعہ کو دیکھا جائے گا اگر وہ درہم بغلی کی مقدار کو پہنچے یا زیادہ ہو تو اس کے ساتھ نماز صحیح نہیں اور درہم سے کم خون میں کوئی حرج نہیں اور یہ معافی صرف خون کے ساتھ مخصوص ہے۔ لیکن اگر انسان کا پسینہ اس سے متصل ہو کر نجس ہو جائے یا اس پر پانی گر جائے اور نجس ہو جائے تو معاف نہیں ہے اگرچہ وہ درہم سے کم ہو۔

۷۹۵۔ اگر خون کپڑے میں دونوں طرف لگا ہو یعنی خون اس طرف سے اس طرف نفوذ کر جائے تو وہ حکماً ایک ہی خون تصور کیا جائے گا۔ اور متعدد نہ ہو گا۔

۷۹۶۔ اگر کپڑے کے اندر استر لگا ہو اور خون کپڑے سے نفوذ کر کے اس استر کو جا لگے تو وہ متعدد شمار کیا جائے گا اور جگہ کے متعدد ہونے کی وجہ سے خون متعدد متصور ہو گا اور اسی طرح اگر خون ایک کپڑے کی دونوں طرف موجود ہو لیکن ایک طرف زیادہ اور کشادہ ہو تو اسی بڑے حصے کا اندازہ لگایا جائے گا۔

۷۹۷۔ خون حیض و نفاس و استحاضہ نماز میں معاف نہیں ہے۔ اگرچہ وہ ایک سوئی کے سرے کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔

۷۹۸۔ اسی طرح مردار کا خون اور حلال گوشت جانور کا خون اگرچہ قلیل ہو اور کتے اور خنزیر کا خون بھی

مطلقاً معاف نہیں ہے اگرچہ وہ رومال وغیرہ میں لگا ہوا ہو جس سے شرمگاہ ڈھانپی نہیں جا سکتی۔

۷۹۹۔ مجملہ ان اشیاء کے جو نماز میں معاف ہیں ہر وہ لباس جس کو تنہا پہن کر نماز نہیں ہوتی اور وہ شرمگاہ کو ڈھانپ سکتی ہو مثلاً ٹوپی، جراب، موزہ، نعلین، کمر بند چاہے اس لباس میں لگی ہوئی نجاست خون ہو یا کوئی اور چیز چاہے وہ پہننے کی چیز ہو یا اٹھانے کی مثلاً رومال وغیرہ۔

۸۰۰۔ جبیرہ یعنی وہ لکڑیاں جن کو شکستہ عضو پر رکھا جاتا ہے یا وہ تاگے جن کے ساتھ زخم کو سیا جاتا ہے یہ سب کے سب اس چیز کے حکم میں ہیں جس میں نماز معاف ہوتی لیکن وہ تاگے جن کے ساتھ لباس سیا جاتا ہے یا ڈوری یا بٹن وغیرہ ان کو نماز کے لئے پاک کرنا واجب ہے۔

۸۰۱۔ نکسیر اور بواسیر کے خون کا حکم زخموں اور پھوڑوں کے حکم میں نہیں ہے بلکہ یہ عام خونوں کی مانند ہے جو نماز میں معاف نہیں ہے جب تک درہم بغلی سے کم نہ ہوں ہاں اگر اثناء نماز میں یہ خون لباس میں نظر آجائے تو اس سے نماز باطل نہیں ہوگی اور عنقریب اس کا حکم آگے بیان ہوگا۔

۸۰۲۔ ان پھوڑوں اور زخموں کا خون جو بدن کے اندر ہوں مثلاً کان، ناک وغیرہ وہ مطلقاً نماز میں معاف ہیں۔

۸۰۳۔ اگر خون اکٹھا ہو جائے اور بدن میں کپڑے میں ایک ہی نقطے میں گاڑھا ہونے کی وجہ سے جمع ہو جائے مگر اس کی مقدار درہم سے کم ہو تو وہ نماز میں معاف ہے اور اگرچہ وہ متفرق اور منتشر ہونے کی صورت میں اور درہم سے بڑا ہی کیوں نہ ہو۔ اور منجملہ نماز میں معاف ہونے والی اشیاء میں بچے کو پالنے والی عورت کا کپڑا ہے چاہے وہ ماں ہو یا دائی یا بلامعاوضہ بچے کی پرورش کرتی ہو یا اُجرت پر چاہے بچہ نر ہو یا مادہ لیکن اس مسئلہ میں احوط یہ ہے کہ مؤنث کی بجائے مذکر پر اکتفا کیا جائے۔

۸۰۴۔ معاف ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ اس کے پاس ایک ہی کپڑا ہو اگر اس کے پاس متعدد کپڑے ہوں تو وہ واجب ہے کہ نجس کپڑے اتار کر نماز کے لئے پاک کپڑے پہن لے نیز اگر اس کے پاس ایک ہی کپڑا ہو اور نجس ہو جائے تو اس پر واجب ہے کہ ہر روز ایک مرتبہ اس کو پاک کرے اور بہتر یہ ہے کہ دن کے آخری حصہ میں پاک کرے تاکہ ظہرین و مغربین کی نماز ایک ہی پاک لباس میں ادا کر سکے۔

۸۰۵۔ بچے کی تربیت کرنے والی عورت پانچوں فرائض کے لئے غسل کرے اور اپنے بدن کو پاک کرے اگرچہ وہ پانچ مرتبہ پاک کرنے پر مجبور ہو لیکن اگر اتنی دفعہ بدن کو پاک کرنا ناممکن یا مشکل یا تنگی کا موجب ہے تو پھر اپنے کپڑے کی طرح ہر روز ایک مرتبہ بدن کو پاک کرے۔

مطہرات کا بیان

۸۰۶- اول- آب مطلق- بمع اپنے جملہ اقسام کے جن کا ذکر اس کتاب کے اوائل میں ہو چکا ہے مطہر یعنی ہر نجاست کو پاک کرنے والا ہے۔ مگر اسکے علاوہ دیگر مطہرات نجس اشیاء کی خاص خاص اور محدود اقسام کو پاک کرتی ہیں۔

O پیشاب سے آلودہ چیز جو بھی ہو یا کر پانی میں پاک ہو گی یا جاری پانی میں اور دونوں صورتوں میں ایک مرتبہ پاک کرنا کافی ہے۔ اور قلیل پانی میں دو مرتبہ پاک کیا جائے گا۔ اور احوط یہ ہے کہ پیشاب کے مخرج کو بھی دو مرتبہ دھوئے چاہے پیشاب کے دو قطرے لگے ہوں اور بچے کے مخرج پیشاب کو فقط ایک مرتبہ دھونا ہی کافی ہے اور بچے کا پیشاب بڑے کے پیشاب کی طرح ہے اور بچے کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ مسلمان کا بچہ ہو اور اس کا پیشاب کسی دوسری نجاست سے آلودہ نہ ہو اور وہ خواہش اور ارادہ کے ساتھ غذاء نہ کھاتا ہو۔

۸۰۷- اگر کسی کو اس کے پیشاب کے متعلق شک ہو کہ وہ کسی دوسری نجاست سے ملا ہوا ہے یا نہیں تو یقین نہ ہونے کی صورت میں عدم اختلاط کا حکم ہو گا اور اگر اس کے کھانے کے متعلق شک ہو کہ کیا اس نے ارادہ اور خواہش سے کھایا ہے یا نہیں تب بھی عدم کا حکم لگایا جائے گا۔

۸۰۸- اگر بچہ کسی بھی چیز پر پیشاب کر دے تو اس کو پاک کرنے کے لئے یہی کافی ہے کہ اس پر پانی ڈالا یا چھڑکا جائے حتیٰ کہ وہ پیشاب پر غالب آجائے اور جہاں سے پیشاب نے نفوذ کیا تھا وہاں نفوذ کر لے اور نچوڑنے کی ضرورت نہیں ہے مگر ضروری ہے کہ مذکورہ شرطیں پائی جائیں۔

۸۰۹- جن اشیاء کو پیشاب یا پائخانہ لگا ہو تو وہ نجس ہوں تو واجب ہے کہ پہلے ان کی عین نجاست کو زائل کیا جائے اور پھر آبِ کثیر سے اور جاری سے ایک مرتبہ اور قلیل سے دو مرتبہ پاک کر دیا جائے۔

۸۱۰- اگر نجس ہو جانے والی چیز نچوڑنے کے قابل ہو مثلاً کپڑا، لحاف اور فرش جن میں پانی نفوذ کر جاتا ہے ان کے متعلق واجب ہے کہ آب قلیل سے دو مرتبہ دھونے کے درمیان ان کو نچوڑ دے البتہ آبِ کثیر یا جاری یا بارش کے پانی سے پاک کرنے کی صورت میں نچوڑنے کی ضرورت نہیں بلکہ واجب ہے کہ نفوذ کر لے اور نجس چیز کو گھیر لے۔

۸۱۱- برتنوں کو اگر کتا چاٹ لے تو ان میں پہلے مٹی ملنا اور رگڑنا واجب ہے بلکہ اگر مطلقاً کتے کا لعاب بھی لگ جائے تو پہلے مٹی سے ملے اور پھر آبِ قلیل سے دو بار دھوڈالے۔

۸۱۲۔ کتے کے چاٹنے کی صورت میں یہ کافی نہیں ہے کہ مٹی کے بدلے راکھ یا نورہ یا کوئی اور نجس کو زائل کرنے والی چیز یا میکروب کے ذریعے جراثیم کی قاتل دوا استعمال کی جائے۔

○ اور خنزیر کے چاٹنے کی صورت میں واجب ہے کہ سات مرتبہ برتنوں کو دھویا جائے اور مٹی سے مانجھنے کی ضرورت نہیں اسی طرح شراب اور ہر مسکر مائع اور مذکر چوہے کی موت کی وجہ سے بھی سات مرتبہ دھوئے اور سوّر کے چاٹنے کی صورت میں دھونے سے قبل مٹی سے مانجھنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ وہ احتیاط کے موافق ہے۔

۸۱۳۔ برتنوں کو تمام نجاسات سے آبِ قلیل سے تین مرتبہ دھونا واجب ہے اور آبِ قلیل سے برتنوں کو دھونے کے متعدد طریقے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ نجس برتن کے اطراف میں پانی کو گھما کر بہائے پھر تین دفعہ جمع شدہ پانی کو انڈیل دے یا ان میں پانی ڈال کر حرکت دے تاکہ وہ نجس جگہوں تک جا پہنچے پھر تین دفعہ پانی سے برتن کو خالی کر دے اور بہتر یہ ہے کہ ایک بار برتن کو پانی سے بھرے پھر فارغ کر دے اور تین دفعہ اس عمل کو بجا لائے اور یہ سب دھونے سے قبل اور ازالۂ نجاست کے بعد کرے لیکن اگر پانی کُر کی مقدار ہو یا جاری ہو تو ایک مرتبہ دھونا کافی ہے جس طرح کہ بارش سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے کہ بارش اس کو مکمل طور پر گھیر لے اور عین نجاست زائل ہو جائے۔

۸۱۴۔ وہ ٹونٹی جو زیادہ مقدار کے آبی ذخائر سے متصل ہو یا نہروں یا چشموں، کسیوں سے پیوستہ ہو تو ان کا حکم بھی آبِ جاری کی طرح ہے جیسا کہ گزر چکا ہے اور نجس چیز اس طرح پاک ہو گی کہ ایک مرتبہ پانی اس کے اوپر انڈیل دے۔

۸۱۵۔ واجب نہیں ہے کہ نجاست کا رنگ و بو زائل کیا جائے بلکہ صرف نجاست کے عین اور جسم کو زائل کرنا واجب ہے۔

۸۱۶۔ گندھے ہوئے آٹے، تر روئی، تر صابن، اور تمام اشیاء جن میں پانی نفوذ کر جاتا ہے اور نچوڑنے سے جُدا نہیں ہوتا ان کے بارے میں احوط ہے کہ ان کو آبِ کثیر سے پاک کیا جائے اور اسی طرح کاغذ خشک آٹے اور مٹی کا بھی یہی حکم ہے۔

۸۱۷۔ تکیئے، لحاف وغیرہ میں جب نجاست نفوذ کر جائے مثلاً پیشاب وغیرہ تو بہتر ہے کہ ان کو کُر اور جاری اور بارش سے پاک کرے تاکہ نجاست والی جگہوں میں پانی نفوذ کر جائے پھر ان کو نچوڑنے اور دوبارہ دھونے کی ضرورت نہیں البتہ اگر قلیل پانی سے پاک کرے تو واجب ہے کہ دو دفعہ دھونے کے درمیان پانی کو قوت سے خارج کر دے۔

۸۱۹۔ اگر شک ہو کہ مثلاً یہ پاک چیز اس کو نجس چیز سے مل گئی ہے یا نہیں تو عدم ملاقات پر بنا رکھی جائے گی۔ اور اگر کوئی چیز یقینی طور پر پہلے نجس ہو اور شک ہو جائے کہ وہ پاک ہوئی ہے یا نہیں تو اس کی نجاست کو حکم لگایا جائے گا۔ اور اگر کسی چیز کے نجس اور پاک ہونے کا یقین ہو مگر یہ معلوم نہ ہو کہ وہ پہلے نجس تھی ہوئی تو اس کی نجاست کا حکم لگایا جائے گا۔

۸۲۰۔ اگر کسی انسان کے بدن یا کپڑے پر خون پایا جائے مگر یہ معلوم نہ ہو کہ یہ نماز میں معاف شدہ خون ہے یا نہیں چاہے درہم سے کم ہو یا زیادہ بلکہ یہ بھی معلوم نہ ہو کہ وہ نجس العین کا خون ہے یا حیض نفاس استحاضہ تو یہ حکم لگایا جائے گا کہ وہ آخری قسم کا خون ہے اور وہ نماز میں معاف نہیں ہے۔ اگرچہ ذرہ کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔

۸۲۱۔ اگر شک کرے کہ اس کے بدن یا کپڑے پر ہونے والا خون مقدارِ درہم کے برابر ہے یا کم تو اس کے کم نہ ہونے کا حکم لگایا جائے گا اور وہ مبطل نماز ہو گا۔

۸۲۲۔ اگر موجودہ خون کے درہم سے کم ہونے کا یقین ہو اور پھر شک واقع ہو کہ آیا اس کی مقدار وسیع ہو گئی ہے اور وہ درہم کی مقدار کے برابر ہے یا زیادہ تو اس کے درہم سے کم ہونے کا حکم لگایا جائے گا اور وہ نماز میں معاف تصور کیا جائے گا۔

۸۲۳۔ جیب میں نجس اشیاء کو اٹھانا نماز میں مخل ہوتا ہے نہ مبطل نماز ہوتا ہے چاہے وہ ان اشیاء میں سے ہو جن میں طہارت شرط ہے مثلاً چادر، کپڑا، شلوار وغیرہ یا نہ ہو مثلاً کمر بند، جراب، درہم و دینار وغیرہ۔

مطہرات کی اقسام اور ان کے احکام

۸۲۴۔ اول:

پانی۔ اور سب سے اہم ہے جو کہ بلا استثناء ہر نجس چیز کو پاک کرتا ہے۔ جبکہ باقی مطہرات کسی نہ کسی خاص قسم کو پاک کرتے ہیں۔ پانی سے نجاست کے پاک کرنے کی کیفیت کو ہم تفصیل کے ساتھ طہارت کے باب میں لکھ چکے ہیں۔ اور یہاں صرف ضروری اہم مسائل کا ذکر کرتے ہیں۔

۸۲۵۔ اگر تنور اندر سے نجس ہو جائے تو نجس جگہ پر دو مرتبہ پانی ڈالا جائے اور پاک کرنے کے بعد تہہ میں جمع ہونے والا پانی ہر بار کسی پاک آلہ سے خشک کیا جائے اور اٹھا لیا جائے تاکہ سب کا سب پاک ہو جائے یا اس کو مٹی اور راکھ سے پُر کر دیا جائے تاکہ نجس پانی ان کے نیچے دفن ہو جائے اور دھونے سے قبل عین نجاست کو زائل کرنا اور پانی ڈالنا واجب ہے۔

۸۲۶۔ اگر جاری یا کُر پانی ممکنہ وسائل کے ساتھ نجس تنور پر مسلط کیا جائے تو وہ محض پانی پہنچنے سے ہی پاک ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ عین نجاست زائل ہو جائے اور دوبارہ یا بار بار پانی ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اس طرح تنور کی تہہ بھی بلا اشکال پاک ہو جائے گی۔ چونکہ پانی کا غسالہ بھی پاک ہے اسی طرح بارش بھی سب تنور کو پاک کر دیتی ہے اگر کسی طرح اس تنور میں پہنچانا ممکن ہو مثلاً پرنالہ وغیرہ۔

O تنور کے پاک کرنے کی اس کیفیت سے پانی سے خالی اور نجس برتن کو بھی پاک کیا جا سکتا ہے۔ اور اس طرح سے ناقابلِ انتقال بڑے بڑے حوض مثلاً بڑا مٹکہ بڑی دیگ وغیرہ اور آج کل تو پاک کرنے کا کام ان بڑے پائپوں کے ذریعہ آسان ہو گیا ہے جو نہروں اور دریا کے کنارے سے پانی کھینچ لیتے ہیں یا پانی کی بڑی ٹنکیاں وغیرہ پس ٹونٹی اور دیگر وسائل جن کے ذریعہ پانی نجس شدہ جگہوں سے متصل ہو جاتا ہے۔ ان کے ذریعے پاک کرنے کے لئے محض اتصال ہی کافی ہے۔

۸۲۷۔ بالوں کو پاک کرنے کے لئے نچوڑنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ان پر صرف پانی ڈالنا ہی کافی ہو گا۔ جبکہ عین نجاست زائل کرنے کے بعد پانی کو وہاں جاری کر دیا جائے۔

۸۲۸۔ نجس شدہ کپڑے وغیرہ کو قلیل پانی سے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ عین نجاست کو دور کرنے کے بعد اس پر پانی ڈالا جائے جو اس کے تمام اجزاء تک جا پہنچے۔ پھر اس کو قوت سے نچوڑ دیا جائے اور پھر دوبارہ اس پر پانی ڈالا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے لیکن اگر پانی کُر یا جاری ہو تو زوالِ عین کے بعد ایک مرتبہ اس کو پانی میں غوطہ دینا ہی بلا تکرار کافی ہے بشرطیکہ پانی اس کے تمام اجزاء میں نفوذ کر

جائے۔

۸۲۹۔ دھونے اور پاک کرنے کے بعد اگر کپڑے کی کسی تہہ میں صابن لگا ہوا رہ جائے تو وہ پاک ہے۔

۸۳۰۔ سخت زمین یا کاشی یا اینٹ کے فرش اگر نجس ہو جائیں تو ان کو پاک کرنے کے لئے ان پر دو بارہ لوٹے وغیرہ سے پانی بہا دینا کافی ہے۔ جبکہ پہلے عین نجاست کو زائل کر دے۔ لیکن اس سے جمع ہونے والا پانی نجس ہو گا۔ جیسا کہ تنور کے مسئلہ میں گزر چکا ہے۔

۸۳۱۔ اگر نجس زمین ڈھیلی یا ریتلی ہو اور پانی اس کے اندر جذب ہو جائے تو اگر اس کے اوپر دو مرتبہ پانی ڈالا جائے تو اس کا ظاہر پاک ہو جائے گا۔

۸۳۲۔ اگر نجس زمین مٹی والی ہو جس پر پانی ڈالنے سے دلدل بن جائے تو اس کو قلیل پانی سے پاک کرنا مشکل ہے لیکن اگر اس پر پانی ڈال کر اس کو دھوپ سے خشک کر دیا جائے یا کر پانی کو اس پر ڈال دیا جائے یا آبِ باراں یا جاری پانی اس پر پڑے تب پاک ہو سکتی ہے۔ ورنہ نہیں۔

۸۳۳۔ پاک حیوانات کی کھالوں سے بنی ہوئی چیزیں مثلاً کمر بند، نعلین اگر نجس ہو جائیں تو دو بار آبِ قلیل ڈالنے سے پاک ہو جاتی ہیں اور درمیان میں نچوڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی طرح چٹائی اور کھجور کے پتوں، بانس اور درختوں کے پتوں چھلکوں اور گندم یا جَو کی چھڑیوں سے بنی ہوئی چیزوں مثلاً پنکھے وغیرہ دو بار پانی ڈالنے سے نچوڑے بغیر پاک ہو سکتے ہیں۔ اگر مذکورہ اشیاء سلی ہوئی ہوں یا تاگے میں مخلوط ہوں چاہے وہ اونی ہو یا سوتی تو آبِ کثیر یا جاری یا بارش کے بغیر پاک نہیں ہوں گے۔ چونکہ ان کی طہارت میں نچوڑنا شرط ہے اور ان کا نچوڑنا ممکن نہیں ہے۔

۸۳۴۔ اگر غسالہ (استعمال شدہ پانی) ایسی پاک جگہوں کی طرف بڑھ جائے جو نجس جگہ سے متصل ہوں۔ جیسے بدن، کپڑے وغیرہ تو کوئی حرج نہیں ہے چونکہ وہ نجس جگہ کو پاک کرنے سے خود پاک ہوتی ہیں اور انہیں دوبارہ پاک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۸۳۵۔ جن مقامات میں کسی چیز کو پاک کرنے کے لئے چند بار دھونا ضروری ہو۔ وہاں یہ ضروری نہیں کہ پے در پے دھویا جائے اگرچہ یہ فاصلہ چند گھنٹے یا چند روز ہی کیوں نہ ہو پس جب بھی ان کے بار بار دھونے کی مقررہ تعداد پوری ہو جائے وہ پاک ہو جائے گی مگر جہاں ہر دھونے کے بعد نچوڑنا واجب ہو مثلاً کوئی کپڑا پیشاب سے نجس ہو جائے اور مثلاً آج اس پر ایک مرتبہ پانی ڈال کر نچوڑا جائے اور دوسری بار دھونے اور نچوڑنے میں چند گھنٹوں یا چند دنوں کا فاصلہ واقع ہو تب بھی کوئی مانع نہیں بلکہ اس طرح کپڑا پاک ہو جائے گا۔

۸۳۶۔ سونے، چاندی، تانبے، لوہے وغیرہ کے آلات زینت یعنی زیورات کو اگر کسی کافر یا مشرک

نے بنایا ہو اور یہ بھی معلوم ہو کہ رطوبت کی حالت میں ان کو کافر نے چھوا ہے تو وہ نجس ہوں گے اور اگر ان کو پاک کریں تو ظاہری حصہ پاک ہو گا اور اندرونی طور پر وہ نجس ہی ہوں گے۔ اور ان کو استعمال کرنے میں کوئی مانع نہیں اور اگر گھسنے یا ٹوٹنے سے ان کا باطن ظاہر ہو جائے تو وہ نجس ہو گا اور ان کو پاک کرنا واجب ہے۔

O اسی طرح مشرک اور کافر کے بنائے ہوئے کوزے، لوٹے وغیرہ جن کو انہوں نے بناتے ہوئے چھوا ہو یا کسی مسلمان نے نجس گیلی مٹی سے بنایا ہو تو وہ اسی صورت میں پاک ہو سکتے ہیں جبکہ ان کو کُر یا جاری پانی میں اتنی دیر رکھا جائے کہ پانی ان کے تمام اجزاء میں نفوذ کر جائے۔

۸۳۷۔ اگر شکر سے بنائی ہوئی مصری نجس ہو جائے تو آب قلیل یا کثیر سے پاک ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر پگھلنے کے دوران نجس ہو جائے اور پھر اس پر پانی ڈالا جائے اور وہ منجمد ہو جائے تو اس صورت میں نہ آب قلیل سے پاک ہو سکتی ہے اور نہ کثیر سے اسی طرح سخت نمک بھی آبِ قلیل و کثیر سے پاک ہو سکتا ہے۔

۸۳۸۔ اگر دانتوں کے درمیان سے نکلنے والے خون سے منہ میں ہونے والا کھانا نجس ہو جائے اور ڈاڑھوں کے درمیان اس کے ٹکڑے لگے ہوں تو وہ تین دفعہ کلی کرنے سے پاک ہو جاتا ہے اسی طرح اگر کوئی نجس کھانا کھا لے یا نجس پانی پی لے تو منہ میں رہ جانے والا حصہ تین بار کلی کرنے سے پاک ہو جاتا ہے۔

۸۳۹۔ نجس شدہ چیز کو اٹھانے سے نجس ہونے والے ہاتھ اس چیز کو پاک کرنے کے ساتھ ساتھ خود پاک ہو جاتے ہیں اور ان کو علیحدہ پاک کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

۸۴۰۔ اگر پکاتے وقت گوشت نجس ہو جائے تو اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو کُر یا جاری پانی میں داخل کیا جائے تا کہ پانی اس کے تمام اجزاء کی طرف سرایت کر جائے۔ اور آبِ قلیل سے وہ اس طرح پاک کیا جائے گا کہ پانی اس گوشت کے تمام اجزاء میں یقینی طور پر نفوذ کر جائے۔

۸۴۱۔ نجس آٹا چاہے خشک ہو یا گوندھا ہوا اگر اس سے روٹی پکا دی جائے تو وہ نجس ہی ہو گی اور اس طرح پاک ہو سکتی ہے کہ اس کو کُر یا جاری پانی میں رکھ دیا جائے اور پانی اس کے تمام اجزاء میں نفوذ کر جائے اسی طرح دودھ اگر نجس ہو اور اسکو منجمد کر کے پنیر بنایا جائے وہ اس طریقہ سے ہی پاک ہو سکتا ہے۔

دوم: زمین

۸۴۲- زمین چاہے مٹی والی ہو یا ریتلی یا پتھریلی یا اینٹ یا ٹائیل والے فرش والی یا پختہ سڑک غرضیکہ جس کو بھی عرف عام میں زمین کہا جاتا ہے وہ جوتوں اور قدموں کے تلووں کو پاک کر دیتی ہے حتیٰ کہ اگر کسی کا پاؤں ٹیڑھا ہو اور وہ قدم یا نعل کے ظاہر کے بل چلتا ہو تب بھی چلنے یا رگڑ کھانے سے قدم اور نعل کا تلوا پاک ہو جائے گا۔

۸۴۳- پاؤں یا جوتے کے تلوے سے نجاست کا زائل کرنا واجب ہے چاہے وہ زمین پر چلنے سے لگی ہو یا پہلے موجود ہو دونوں صورتوں میں وہ چلنے یا زمین سے رگڑ کھانے کی وجہ سے دور ہو سکتی ہے۔

۸۴۴- وہ زمین جس پر لوہے یا لکڑی وغیرہ یا کسی اور معدن یا صنعتی چیز کا فرش ہو یا زمین پر گھاس یا کسی پودے کا فرش بچھا ہو وہ بھی مطہر نہیں ہو سکتی۔

۸۴۵- زمین کا خشک ہونا واجب نہیں بلکہ اگر اس پر تری یا رطوبت ہو تب بھی مطہر ہے ہاں کیچڑ یا گیلی مٹی اگرچہ زمین کے اوپر ہو وہ مطہر نہیں ہے اسی طرح اس کا پہلے پاک ہونا بھی شرط نہیں بلکہ واجب ہے کہ نجاست سرایت کرنے والی نہ ہو۔

۸۴۶- جیسا کہ ہم نے کہا ہے کہ نعل کے اقسام میں کوئی فرق نہیں چاہے وہ چمڑے کا ہو یا لکڑی کا یا لوہے یا اس کپاس کا جس کو ایرانیوں نے نزدیک گیوہ کہا جاتا ہے یا جدید اجناس سے بنا ہوا۔

۸۴۷- زمین گھٹنوں اور ہاتھوں کے بل چلنے والوں کے گھٹنے اور ہاتھ پاک نہیں کرتی اس طرح ٹانگ کٹے ہوئے آدمی کی لکڑی اور لنگڑے کی عصا اور نیزے کی لکڑی کو بھی پاک نہیں کرتی۔

۸۴۸- پاؤں کا وہی حصہ پاک ہو گا جو زمین سے متصل ہو پس زمین انگلیوں کے درمیان نجس جگہ کو اور زمین پر نہ لگنے والے حصے کو پاک نہیں کرتی اسی طرح نعل وغیرہ۔

۸۵۰- اگر نجاست نعل کے اندر نفوذ کر جائے یا ظاہر سے متصل ہو تو باطن کے پاک ہونے سے پاک نہیں ہوتی بلکہ پانی سے پاک ہو گی۔

۸۵۱- پاؤں کا باطن اور نعل پاک ہو جاتا ہے چاہے چلنے والے کو نجاست کا علم نہ ہو یا زمین کے پاک کرنے کا علم نہ ہو یا غافل ہو یا مجبور ہو اس کے لئے علم، قصد اور اختیار کی ضرورت نہیں ہے۔

سوم: آگ

۸۵۲- یہ بھی ہر نجس اور نجس شدہ چیز کو پاک کرتی ہے جب کہ اس کو راکھ یا دھواں بنا دے جیسے

اعیان نجس چیزیں پائخانہ مردار وغیرہ اور دھوئیں کے پاک ہونے میں یہ شرط ہے کہ اس میں نجس چیز کے چھوٹے چھوٹے اجزاء نہ ہوں جو بعض تیلوں کو جلانے سے دیکھے جاتے ہیں۔

۸۵۳۔ اگر آگ کسی نجس چیز کو کوئلہ بنا دے تو وہ پاک نہیں ہوتا بلکہ اپنی نجاست پر ہی باقی رہتا ہے اور نجس تنور آگ جلانے سے اور نجس آٹا روٹی پکانے سے پاک نہیں ہوسکتا۔

چہارم: سورج

۸۵۴۔ اور وہ بھی اپنی چمک اور خشک کرنے کے عمل سے ان تمام اعیان نجسہ کو پاک کرتا ہے جن کا ہم ذکر کرتے ہیں۔

۸۵۵۔ زمین چاہے ریتلی ہو یا پتھریلی یا مٹی والی یا کاشی اور اینٹ سے فرش شدہ ہو غرضیکہ ہر وہ عمارت اور دیوار اور اس پر نصب شدہ کیلیں، لکڑیاں، دروازے، چھتیں وغیرہ جو غیر منقولہ ہوں اس طرح درخت، پھل، پتے جب تک درختوں پر ہوں چاہے وہاں پھل ہوں یا نہ ہوں اور قسم قسم کے پودے، زراعت، پودوں پر لگے ہوئے پھل مثلاً خربوزہ، تربوز، پینٹھا، بھنڈی، بینگن اور دیگر سبزیاں مثلاً تھوم، پیاز وغیرہ جب کہ وہ زمین پر اگی ہوئی ہوں سب سورج سے پاک ہو سکتی ہیں۔

۸۵۶۔ تمام مذکورہ بالا پھل توڑنے اور اکھیڑنے کے بعد اور سبزیاں زمین سے اٹھانے کے بعد اگر نجس ہوجائیں تو پانی کے بغیر پاک نہیں ہو سکتیں اسی طرح سورج منقولہ چیزوں سے چٹائیوں اور بانس، کھجور کے تنوں اور پتوں سے بنائے یا بنے ہوئے چھتوں کو بھی پاک کرتا ہے۔

۸۵۷۔ بحری جہاز کشتیاں، ہوائی جہاز وغیرہ غیر منقولہ اشیاء کے حکم میں ہیں اگر ان کا ظاہری حصہ نجس ہوجائے اور سورج کی دھوپ سے خشک ہو جائے تو پاک ہو جائے گا۔ لیکن ریل گاڑی، موٹر، تانگہ ان کی امثال چیزیں منقولہ اشیاء سے پاک نہ ہوں گی۔ بلکہ واجب ہے کہ ان پر پانی چھڑکا جائے اور پھر دھوپ لگنے سے خشک ہوں۔

۸۵۹۔ یہ اشیاء اس طرح پاک نہیں ہوں گی کہ بادل کے پیچھے سے سورج کی حرارت یا اس کے دیوار پر پڑنے والے عکس سے خشک ہوں بلکہ واجب ہے کہ خود سورج ان پر چمکے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اسی طرح اگر سورج کی چمک اور ہواؤں کے چلنے سے خشک ہوں تب بھی پاک نہ ہوں گی۔

○ لیکن ہلکی ہوا نقصان نہیں دیتی اور معتبر یہ ہے کہ خشک کرنے کا عمل سورج کی طرف ہی منسوب ہو

اسی طرح شیشے کے پیچھے سے بھی دھوپ لگنا بے فائدہ ہے۔ چونکہ ظاہراً تو شیشہ حجاب ہے لیکن معنوی طور پر وہ سورج کی اس روشنی میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ جو نجس مضر جراثیم کو مارتی ہے جیسا کہ جدید علم میں ثابت ہوا ہے۔ اور لیکن آئینہ اس روشنی کے لئے رکاوٹ نہیں بنتا لہذا لازما اس کے ذریعہ سے سورج کے عکس کو مطہر ہونا چاہیئے لیکن احتیاط اسی میں ہے جو فقہاء نے فرمایا ہے اور یہ صورت اشکال سے خالی نہیں۔

۸۶۰۔ اگر پیشاب مثلاً زمین کے اندر نفوذ کر جائے اور سورج کی چمک سے خشک ہوجائے تو ظاہر و باطن پاک ہوجائے گا اسیطرح دیوار بھی زمین کے حکم میں ہے۔

۸۶۱۔ اگر دیوار اندر سے کھوکھلی ہو یا دو دیواروں کے اندر فضاء ہو چا ہے تھوڑی ہی کیوں نہ ہو اور سورج ایک پر چمکے اور دونوں کو خشک کردے تو وہی حصہ پاک ہوگا جو سورج کے سامنے ہو۔

۸۶۲۔ اگر سورج کسی خشک اور نجس چٹائی پر چمکا ہو اور اس کو خشک کردے تو بلااشکال وہ پاک ہوجائے گی لیکن اس طرح وہ نجس اور تر زمین پاک نہ ہوگی جو کہ چٹائی کے نیچے ہے۔ اگرچہ وہ خشک ہوگئی ہو۔

۸۶۳۔ اگر نجس اور تر زمین اور دیگر مذکورہ بالا اشیاء خشک ہوجائیں اور پھر شک ہو کہ آیا وہ سورج کی چمک اور اس کی حرارت کے انعکاس یا دیگر خشک کرنے والے عوامل کی مدد سے خشک ہوئی ہے تو بوجہ شک نجاست کا حکم باقی رہے گا اور اس کو نجس ہی سمجھا جائے گا۔

۸۶۴۔ اگر سورج کی دھوپ کے نیچے نجس زمین یا دیگر مذکورہ اشیاء خشک پائی جائیں اور شک ہو کہ آیا وہ اس خشکی سے قبل تر تھیں اور انہیں سورج نے خشک کیا یا پہلے ہی خشک یا تر تھیں مگر یہ یقین نہ ہو کہ سورج کی چمک سے قبل خشک ہوئیں یا اس سے پہلے تو نجاست کا حکم باقی سمجھا جائے گا۔

۸۶۵۔ سنگریزے، مٹی، جب تک زمین پر ہوں تو ان کا حکم زمین کے حکم کی طرح ہے۔ اور سورج کی دھوپ سے خشک ہو کر پاک ہوجائیں گی لیکن اگر ان کو زمین سے اٹھا لیا جائے یا علیحدہ کر لیا جائے تو پانی کے بغیر پاک نہ ہوں گے۔

۸۶۶۔ بلاشک اشیاء مذکورہ بالا سورج کی چمک سے اسی صورت میں پاک ہوں گی جبکہ چمک پڑنے سے قبل عینِ نجاست کو زائل کیا جائے۔

پنجم: استحالہ

۸۶۷۔ اور وہ بھی ہماری اصطلاح میں یہ ہے کہ نجس چیز کی حقیقت دوسری حقیقت میں تبدیل ہو

جائے یا اس کی صورت کسی دوسری پاک صورت میں بدل جائے۔ پس وہ اس تغیر و تبدل سے پاک ہو جائے گی۔

۸۶۸۔ اگر کتا اور خنزیر کی نمک کی کان میں جا گریں اور کچھ مدت کے بعد نمک بن جائیں اور وہاں گوشت، ہڈی، بال کا کچھ اثر باقی نہ رہے تو پاک ہو جائیں گے چونکہ ان کی سابقہ حقیقت بدل کر دوسری حقیقت بن چکی ہے یعنی نمک اسی طرح پائخانہ اگر کیڑوں یا مٹی کی شکل اختیار کر لے یا نطفہ انسان مومن یا حیوانِ طاہر بن جائے یا نجس سیال چیزوں کو کوئی حلال جانور پی لے اور وہ اس کا پیشاب یا دودھ بن جائے تو وہ پاک اور حلال ہو گا۔

۸۶۹۔ نجس چیز کے اوصاف متغیر ہوں یا اس کے جوڑوں اور اجزاء کے متفرق ہونے کا کوئی اعتبار نہیں مثلاً اگر نجس گندم پیس دی جائے یا نجس آٹے کو گوندھ کر روٹی پکا دی جائے تو وہ پاک نہیں ہوں گے۔

۸۷۰۔ نجس العین کتا جو مدت تک شور زار زمین میں پڑے رہنے کی وجہ سے بالکل نمک یا خاک بن جائے تو اس کی جگہ سے حاصل شدہ نمک یا خاک پاک متصور ہو گی۔

۸۷۱۔ نجس دودھ سے اگر پنیر یا گھی بنا لیا جائے تو پاک نہ ہو گا اور اپنی نجاسات پر باقی رہے گا۔

ششم: انقلاب

۸۷۲۔ اگر شراب بدل کر سرکہ بن جائے تو وہ پاک اور حلال ہے چاہے از خود بدلے یا کسی علاج سے بدلے مثلاً شراب میں کوئی ایسی دوا ملائی جائے جس کے اثر سے وہ تبدیل ہو کر سرکہ ہو جائے۔

۸۷۳۔ شراب کا کسی علاج سے سرکہ بن جانا اسی صورت میں معتبر ہو گا جبکہ وہ علاج کسی پاک چیز کے سبب سے واقع ہو ورنہ اگر وہ نجس چیز سے ہوا ہو اور سرکہ بن جائے تو یہ سرکہ نجس ہو گا اسی طرح جب انگور یا کھجور جس سے شراب بنائی جائے اگر نجس ہو تو سرکہ بننے سے پاک نہ ہو گی مثلاً اگر شراب میں پیشاب یا کوئی نجس چیز ملا دی جائے تو انقلاب سے پاک نہ ہو گی چونکہ ان صورتوں میں انقلاب کے ساتھ بیرونی نجاست مل گئی ہے۔ پس وہ اس طرح انقلاب سے کبھی پاک نہ ہو گی۔

۸۷۴۔ اگر شراب میں کوئی ایسی چیز ملا دی جائے جو اسکے نشے کو زائل کر دے اور کسی پاک چیز میں تبدیل نہ ہو تو وہ اپنی حالت پر باقی رہے گی اور پاک نہ ہو سکے گی۔

۸۷۵۔ اگر نجس پانی سے بخارات اٹھیں اور مثلاً حمام کی چھت سے مس ہو کر قطرہ قطرہ بن کر ٹپکنے لگیں تو یہ پاک ہوں گے لیکن پیشاب، شراب یا ہر ذاتی طور پر نجس چیز سے اٹھنے والے بخارات کے قطرے بلا اشکال نجس ہیں۔

۸۷۶۔ اگر کسی چیز کے استحالہ اور انقلاب میں شک ہو تو عدم استحالہ اور عدم انقلاب کا حکم لگایا جائے گا۔ اسی طرح اگر شراب کے سرکہ بن جانے میں شک ہو تو اس پر نجاست کا حکم لگایا جائے گا یا یہ شک ہو کہ سرکہ بدل کر شراب کی صورت اختیار کر گیا ہے یا نہیں تو اس پر طہارت کا حکم لگایا جائے گا۔

ہفتم: انتقال

۸۷۷۔ اگر نجس خون کسی ایسے حیوان کے پیٹ میں چلا جائے جو خون جہندہ نہیں رکھتا تو وہ پاک ہو جائے گا۔ مثلاً مچھر، کھٹمل اور دیگر حشرات جو خون انسان یا خون جہندہ رکھنے والے حیوان کے پیٹ سے چوس لیتے ہیں اور ان کے بدن کا جزء بن جاتا ہے وہ پاک ہے۔

۸۷۸۔ جونک اگر انسان کا خون چوس لے تو اس سے پرہیز کرنا احوط ہے۔

۸۷۹۔ ممکن ہے کہ یہ کہا جائے کہ وہ خون جو انسان سے منتقل ہو کر مکھی کے پیٹ میں داخل ہوتا ہے استحالہ یا انقلاب کے حکم میں آتا ہے۔ چونکہ حشرات کے اندر منتقل ہونے کے بعد انسانی خون کی کیفیت بدل جاتی ہے۔ جس طرح میکروب مکھی کے پیٹ میں داخل ہو کر میکروب کے خلاف ایک جراثیم کی شکل اختیار کر لیتا ہے جیسا کہ اس فن کے ماہرین کا قول ہے ورنہ ایک ظرف سے دوسرے ظرف سے بلا تغیر منتقل ہونے سے نجس چیز پاک نہیں ہوتی اور ممکن ہے کہ کہا جائے طہارت کی علت اور سبب محض انقلاب و استحالہ ہو مگر صاحب شریعت اسکے حقائق سے زیادہ آشنا ہیں اور ہمارا فرض واجب یہ ہے کہ ہم ہر حال میں ان کی اتباع کریں ہمیں علل و اسباب کی معرفت کی تکلیف شرعی نہیں دی گئی۔

۸۸۰۔ بعض فقہا نے درختوں اور کھیتوں میں پیشاب اور دیگر اقسام نجاست کو داخل کرنے کو انتقال میں شامل کیا ہے چونکہ درخت یا زراعت کی جڑیں ان نجاسات کو چوس لیتی ہیں لیکن اس کو استحالہ یا

انقلاب میں شمار کرنا اقرب الی الحقیقہ ہے۔

ہشتم: اسلام

۸۸۱۔ کافر اسلام کا اعتقاد رکھنے اور ظاہر کرنے سے پاک ہوجاتا ہے اور اس کے ساتھ رطوبات مثلاً تھوک، پسینہ، آنسو، ناک کی رطوبت اور کپڑوں کی رطوبت جو اسلام کے وقت ان سے ملوث تھی سب کے سب پاک ہوجائیں گے۔

۸۸۲۔ وہ کپڑے جن کو کافر نے اسلام قبول کرنے سے قبل پہن کر اتار دیا ہو اور اس کی رطوبت سے نجس ہوئے ہوں وہ پاک نہیں ہوں گے بلکہ اپنی نجاست پر باقی رہیں گے اسی طرح وہ اشیاء جن کو اس نے تری کی حلت میں اسلام لانے سے قبل مس کیا تھا مثلاً قلم، روشنائی دروازے، بستر وغیرہ ان کو مناسب طریقہ سے پاک کرنا واجب ہے۔

۸۸۳۔ پیشاب اور دیگر نجاسات جو اسکے بدن یا کپڑوں پر لگی ہوں وہ ہر حال میں نجس ہیں چاہے اسلام سے قبل ہوں یا بعد اور ان کو پاک کرنے کا حکم اپنے مقام پر ثابت ہوگا اور تبدیل نہ ہوگا۔

۸۸۴۔ کافر چاہے حربی ہو یا ذمی اصلی ہو یا مرتد ملی ہو یا فطری (ان کی تشریح پہلے بیان کی جا چکی ہے) اسلام قبول کرنے سے پاک ہوجاتا ہے۔

۸۸۵۔ ظاہر یہ ہے کہ مرتد فطری کی توبہ قبول ہوجاتی ہے اگرچہ اس کی توبہ سے اس کے مرتد ہونے کے احکام ساقط نہیں ہوتے پس وہ ارتداد کی نجاست کے بعد توبہ کرنے سے پاک ہوجائے گا اور اس کے ساتھ اس کی مذکورہ اشیاء بھی پاک ہوجائیں گی۔

۸۸۶۔ احکام ارتداد یہ ہیں کہ مرتد ہونے کی حالت میں اسکی زوجہ اس سے جدا ہوجائے گی اور عدہ رکھے گی اور حاکم کے حکم کے بعد اس کو قتل کرنے کے بعد اس کے اموال اس کے وارثوں کے مابین تقسیم کر دیئے جائیں گے۔

۸۸۷۔ اسلام جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے اظہار شہادتین سے عبارت ہے۔ پس وہ محض اظہار کرنے سے ہی مسلمان ہوجائے گا۔ اور اس کا خون، عزت اور مال محفوظ ہوجائے گا اور اس کے قلبی حالات پر اطلاع پانے کے مکلف نہیں۔ قرآن کا حکم ہے کہ جو تم پر سلام کرے اس کو یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے۔

۸۸۸۔ ممیز بچے سے اسلام کا اظہار صحیح ہے اور اس کی عبادات بھی صحیح ہیں۔

نہم: تبعیت

۸۸۹۔ کافر کے کپڑے اور اس سے متصل رطوبات اس کے اسلام لانے کے بعد تبعاً پاک ہو جائیں گی۔

۸۹۰۔ کافر کے بچے بھی اس کے اسلام لانے کے بعد یا اسکے بچے کی ماں کے اسلام لانے کے بعد تبعاً پاک ہوں گے۔

۸۹۱۔ بچہ اپنے اشرف والدین کے تابع ہوگا اور جو ان میں سے اسلام لائے گا اس سے ملحق کیا جائے گا۔ اسی طرح کافر بچہ جو کسی مسلمان کا قیدی ہو وہ بھی طہارت میں اس کا تابع ہوگا۔

O کافر بچے کی پرورش اگر اس کے مسلم دادا یا دادی کرتے ہوں تو وہ طہارت و اسلام میں ان کے تابع ہو گا۔

۸۹۲۔ میت جب غسل سے فارغ ہو جائے تو اس کے ساتھ اسکے تمام آلات غسل کپڑے، تختے، غسل دینے والے کے ہاتھ اور لباس بھی پاک ہو جائے گا۔

۸۹۳۔ اگر شراب سرکہ بن جائے تو اس کا برتن بھی تبعاً پاک ہو جائے گا۔

O شیرہ انگور کو جب جوش دیا جائے اور اس کا ۲/۳ حصہ جل جائے تو وہ پاک ہو جائے گا اور اس سے مس ہونے والے تمام آلات، برتن وغیرہ جو اس نجاست کی حالت میں اس سے مس ہوئے تھے پاک ہو جائیں گے اسی طرح کنویں میں وہ نجاسات گر جائیں جن کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے تو مقررہ ڈول پانی کھینچنے کے بعد پانی کھینچنے والا بھی تبعاً پاک ہو جائے گا اور دیگر آلات مثلاً ڈول رسی وغیرہ بھی تبعاً پاک ہوں گے۔

دھم: نقص

۸۹۴۔ یعنی شیرۂ انگور کے ۲/۳ حصہ کو جوش کھا کر ختم ہو جانے کی صورت میں باقی ماندہ شیرہ پاک اور حلال ہو جاتا ہے اور اگر اس کو اس طریقہ سے کم نہ کیا جائے تو محض اُبال کھاتے ہی نجس اور حرام ہو جاتا ہے۔ اگرچہ ہمارے نزدیک محض اُبال کھانے سے اور ۲/۳ حصہ کم نہ ہونے کی صورت میں نجس نہیں ہوگا لیکن احتیاط یہ ہے کہ اس کو آگ پر جوش دینے کے بعد ۲/۳ حصہ کم کرنے کے بعد استعمال کیا

جائے اس طرح اگر خود انگور بھی جوش کھا جائے تو اس کا حکم اس کے شیرہ کی طرح ہے۔

O منقیٰ کو پانی میں یا شوربہ میں جوش دے کر کھانے میں اشکال ہے مگر اس کی طہارت میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

۸۹۵۔ شیرہ کے ۲/۳ حصہ کم ہونے سے ہی طہارت اور حلیت ثابت ہوتی ہے مگر اس کا اندازہ لگانے کے لئے ضروری ہے ماپ سے یا وزن وغیرہ سے معلوم کیا جائے اور چاہے اسکا ۲/۳ حصہ کم ہونا آگ کے ذریعہ سے ہو یا دھوپ یا ہوا کے ذریعہ سے یا کسی اور طرح مگر منقیٰ اور اس کے شیرہ کو پکا کر ۲/۳ حصہ کم کرنے کی ضرورت نہیں چونکہ اتنی کمی تو ان میں پہلے ہی سورج اور ہوا کی وجہ سے واقع ہو چکی ہے لہٰذا وہ نجس نہ ہوں گے اور نہ ہی جوش دینے سے حرام ہوں گے۔ اور احتیاط ہی راہِ نجات ہے۔

۸۹۶۔ ۲/۳ حصہ کم ہونے اور پاک ہونے کا یقین خود مشاہدہ و علم، دلیل سے ثابت ہو گا یا دو عادلوں کی گواہی سے معلوم ہو گا۔ اور ایک عادل کی گواہی سے بھی اطمینان حاصل ہو سکتا ہے۔ اسی طرح صاحبِ قبضہ اور مالک کی تصدیق بھی کافی ہے۔

۸۹۷۔ اگر جوش کھانے میں شک ہو تو طہارت اور عدم جوشیدگی کا حکم لگایا جائے گا۔ مثلاً اگر شک ہو کہ ۲/۳ حصہ ختم ہوا ہے یا نہیں تو نجاست اور عدم نقص کا حکم ہو گا اور اگر یہ شک ہو کہ یہ انگور پختہ ہے یا خام تو خام ہونے کا حکم لگایا جائے گا اور اس کو کم کرنے کی ضرورت نہ ہو گی۔

۸۹۸۔ کھجور کا حکم انگور کی طرح نہیں ہے اور اس کے شیرہ کے احکام بھی شیرہ انگور کی طرح نہیں اور اس کو شوربہ وغیرہ میں استعمال کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے۔

یازدھم: زوال

۸۹۹۔ اگر پاک حیوان نجاست سے ملوث ہو جائے اور از خود نجاست زائل ہونے سے وہ پاک ہو جائے گا۔ اور اس کو دھونے کی ضرورت نہیں مثلاً بلی کا منہ اور پرندے کی چونچ اگر خون یا پائخانہ سے ملوث ہو تو اس کے زائل ہونے سے پاک ہو جائے گا۔ چاہے از خود زائل ہو یا زمین پر رگڑنے سے یا کسی اور طریقہ سے اور چاہے وہ آنکھوں سے غائب ہو یا نہ ہو اسی طرح اگر حیوان کے جسم پر خون آلود زخم ہو یا خون دار پھوڑا ہو تو خون کے زائل ہونے سے اس کا جسم پاک ہو جائے گا۔

۹۰۰۔ پاک حیوان کا بچہ جو پیدا ہوتے وقت خون سے ملوث ہو تو خون کے زائل ہونے سے پاک ہو

جائے گا۔

۹۰۱۔ انسان کے اندرونی اعضاء سے بھی خون کے زائل ہونے سے اعضاء پاک ہوجاتے ہیں مثلاً اگر منہ سے نکل کر لب پر آجائے تو اس کو پانی سے دھونا واجب ہے وہ خود خون کے زائل ہونے سے پاک نہیں ہوگا۔

۹۰۳۔ منہ کو پاک کرنے میں احتیاط یہ ہے کہ زوالِ نجاست کے بعد دو مرتبہ کلی کرے۔

۹۰۴۔ اگر آنکھیں اور لب بند کر لئے جائیں تو جو حصہ نظر آئے گا وہ ظاہر قرار دیا جائے گا اور جو نظر نہ آئے گا وہ باطن ہوگا۔

دوازدھم: غیبت

۹۰۵۔ اگر کسی مسلمان کا بدن یا کپڑا نجس ہوجائے اور وہ نظروں سے غائب ہوجائے تو اس کا بدن اور کپڑا مندرجہ ذیل شرائط سے پاک ہوگا۔

(۱) اس کو علم ہو کہ اس کے بدن اور کپڑے پر نجاست ہے حتیٰ کہ وہ اس کو دھو سکے۔

(۲) اس کو اس نجاست کی قسم کا علم ہو چکا ہے اجتہاد سے یا تقلید سے۔

(۳) احتمال ہو کہ اس نے دورانِ غیبت میں اس نجاست کو پاک کیا ہوگا۔

۹۰۶۔ اگر کسی ایسی عبادت میں مشغول ہوجائے جس میں طہارت شرط ہے مثلاً نماز طوافِ واجب اور اس کو علم بھی ہو کہ اس کے لباس پر نجاست موجود تھی تو وہ شرطِ سوئم کا محتاج نہیں چونکہ اسکا اس لباس کو پہن لینا ہی اس کے طاہر ہونے کی قوی علامت ہے۔ لیکن اس میں یہ شرط ہے کہ اس کو علم ہو کہ یہ نجس لباس واجب عبادت میں خلل ڈالنے والا ہے۔ اور یہ چوتھی شرط ہے اگر یقینی طور پر اس کو علم ہے کہ لباس کو پاک کر دیا گیا ہے تو یہ نشانیاں کبھی بھی طہارت ثابت کرنے کے لئے مفید نہیں ہیں۔

۹۰۷۔ یہ مطہرات وہی ہیں جو فقہاء کے درمیان معروف ہیں اور یہاں کچھ ایسی صورتیں بھی ہیں جو کہ مطہرات کے مشابہ ہیں بعض کو کنویں کے احکام میں اور بعض کو استبراء کے احکام میں بیان کیا جا چکا ہے ایک مطہر یہ ہے کہ اگر حلال گوشت حیوان انسانی پائخانہ کھانے لگے اور زیادہ تر کھائے تو اس کی استبراء یہ ہے کہ اس کو نجاست کھانے سے روکا جائے اور شریعت نے ہر قسم کے حیوان کے لئے معین ایام کی مدت مقرر کی ہے۔ اونٹ کے لئے چالیس دن، گائے کے لئے تیس دن، بکری کے لئے دس

دن، بطخ وغیرہ کے لئے پانچ یا سات دن اس استبراء کا فائدہ یہ ہو گا کہ نجاست کھانے کی وجہ سے اس کا بول و براز جو نجس ہو گیا ہے پاک ہو جائے گا۔

۹۰۸۔ نجس کپڑا نچوڑنے کے بعد کپڑے میں باقی رہ جانے والی رطوبت کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نچوڑا پانی جدا کر دیا جائے۔

مختلف متعلقہ مسائل

۹۰۹۔ مضاف پانی کی تمام اقسام بمعہ آبِ گلاب کے حدث و خبث کو پاک نہیں کرتیں چاہے اس کا استعمال اختیار طور پر ہو یا مجبوری کی حالت میں۔

۹۱۰۔ بری کتے اور سؤر اور مردار کی کھال دباغت یعنی رنگنے کے عمل کے باوجود پاک نہ ہو گا۔

۹۱۱۔ نجس شدہ تیل، گھی کو اگر کر یا زیادہ مقدار گرم پانی میں ڈال دیا جائے تب بھی پاک نہیں ہو سکتا۔

۹۱۲۔ خون اگر پانی میں پڑ جائے یا کھولتے یا پکتے ہوئے شوربہ میں گر جائے تب بھی پاک نہ ہو گا۔

۹۱۳۔ تھوک خون کو پاک نہیں کرتی۔

۹۱۴۔ وہ حیوان جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا اگر اس کو شرعی طور پر ذبح کر دیا جائے تو اس کی کھال اور گوشت پاک ہو گا اور اس کی کھال کو لباس و لحاف وغیرہ کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے خصوصاً جب اسکی دباغت کر دی جائے۔ لیکن اس لباس میں نماز اور طواف واجب ادا کرنا جائز نہیں۔ نیز واضح رہے کہ اس حیوان کا گوشت شرعی طریقہ سے ذبح کرنے کے ساتھ پاک تو ہو گا مگر اس کا کھانا حرام ہے۔

۹۱۵۔ مسلمانوں کے بازار میں فروخت ہونے والے گوشت، چربیاں، کھالیں وغیرہ پاک ہیں اور مسلمان کے ہاتھ فروخت ہونے والا گوشت وغیرہ بھی حلال ہے۔

۹۱۶۔ اگر علم ہو جائے کہ یہ چمڑا یا چمڑے کا جوتا کافروں کے ملک کا بنا ہوا ہے تو اس کو نجس سمجھا جائے گا۔ اگرچہ وہ مسلمانوں کے بازار میں فروخت ہوتا ہو اسی طرح اگر یقینی طور پر علم ہو کہ جس حیوان کا یہ چمڑا ہے اس کو کسی کافر نے ذبح کیا ہے تو وہ بھی نجس ہے اگرچہ کسی مسلمان کے ہاتھ سے خریدا جائے۔

○ اگر چمڑا، گوشت، چربی کافروں کے ملک میں ہو رہا ہو مگر یہ بات یقین سے معلوم ہو کہ ذبح کرنے والا مسلمان ہے جس نے اسلامی شریعت کے مطابق حیوان کو ذبح کیا ہے تو وہ پاک اور حلال ہو گا۔

۹۱۷۔ گھوڑے، خچر، گدھے کا پیشاب اگرچہ نجاست کا حکم نہیں رکھتا لیکن اگر کپڑے یا بدن کو لگ

جائے تو اس کو دھو لینا مستحب ہے۔ اسی طرح اگر چوہا کسی تر چیز کو چھو لے یا کسی نے خشک ہاتھ سے ناصبی سے مصافحہ کیا ہو تب بھی دھونا مستحب ہے۔

۹۱۸۔ اگر کتا، خنزیر، کافر کسی خشک جگہ سے مس ہو جائیں تو مستحب ہے کہ اس جگہ پر پانی چھڑکا جائے اسی طرح اگر جناب حلال کا پسینہ لگ جائے یا کوئی شخص یہود و نصاریٰ و مجوس کی عبادتگاہوں میں داخل ہو اور وہاں نماز پڑھنا چاہے تو نماز سے قبل وہاں پانی چھڑکنا مستحب ہے اسی طرح اگر بواسیر کی جگہ کو چھو لے اور وہاں سے خون کی بجائے زرد پانی خارج ہو رہا ہو تو اس ہاتھ کو دھونا مستحب ہے۔

۹۱۹۔ اگر خشک خنزیر یا کتے کو ہاتھ لگ جائے تو دھوتے وقت اس کو مٹی سے رگڑنا مستحب ہے۔

۹۲۰۔ اگر عمداً نجس کپڑے یا نجس بدن کے ساتھ نماز پڑھے اور نجاست شرعاً معافی کے قابل نہ ہو تو وہ نماز باطل ہے۔ اگر وقت باقی ہو تو اس کا اعادہ کرے اور بعد از وقت قضاء کرے اور نماز سے قبل بدن کو پاک کرے اور لباس تبدیل کرے۔

۹۲۱۔ اگر نماز پڑھنے کے بعد معلوم ہو کہ بدن یا کپڑے پر ناقابلِ معافی نجاست لگی ہوئی تھی تو اس کی قضاء واجب نہیں لیکن اگر وقت موجود ہو تو اعادہ کرنا بہتر ہے۔

۹۲۲۔ اگر نماز میں مشغول ہونے سے قبل ظن ہو کہ اس کے کپڑے یا بدن پر نجاست موجود ہے اور نماز پڑھ لے تو نماز صحیح ہے اگرچہ نماز کے بعد نجاست کے وجود کا یقین ہو جائے لیکن اگر اثنائے نماز میں نجاست دیکھ لے تو واجب ہے کہ اس کو دھو لے۔ اور کپڑے بدل لے بشرطیکہ نماز کی حالت میں فعل کثیر کا ارتکاب نہ کرنا پڑے اور قبلہ سے انحراف نہ ہو۔ پس نماز پوری کر دے اور اس پر اعادہ اور قضاء نہیں ہے لیکن اگر وقت وسیع ہے اور نماز توڑنے کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے تو نماز توڑ کر نجاست دھوئے یا کپڑے بدلے پھر نماز کا اعادہ کرے اسی طرح اگر یہ احتمال ہو کہ اثناء نماز میں کپڑے یا بدن پر نجاست لگ گئی ہے تو یہی طریقہ اختیار کرے۔

۹۲۳۔ اگر نجاست کے وجود کا گمان ہو اور نماز پڑھ لے اور تحقیق نہ کرے پھر نماز کے بعد اس کا علم ہو جائے تو اگر وقت موجود ہے تو نماز کا اعادہ کرے اور وقت گزرنے کے بعد نجاست کا علم ہو تو اس پر قضا واجب نہیں اور اگر اثناء نماز میں نجاست کو دیکھ لے تو اگر ممکن ہے تو نماز کی حالت میں نجاست کو دھو لے یا کپڑے بدل لے بشرطیکہ فعل کثیر یا انحراف قبلہ کا ارتکاب نہ کرے اور اگر وقت وسیع ہو تو نماز کا اعادہ کرے اور اگر وقت تنگ ہو تو وقت گزرنے کے بعد اس پر قضاء واجب نہیں ہے۔

۹۲۴۔ اگر اس کو علم تھا کہ اس کے بدن یا کپڑے پر نجاست موجود تھی مگر بھول کر نماز پڑھ لے اور نماز تمام کرنے کے بعد یاد آ جائے تو اگر وقت موجود ہے تو نماز کا اعادہ کرے اور اگر وقت گزر جائے تو

قضاء کرے اور نسیان کی صورت میں اگر اثناء نماز میں یاد آجائے اور شرائط مذکورہ بالا کے ساتھ نماز میں تدارک کر سکے تو کر لے اور نماز تمام کرے ورنہ وقت کی وسعت کی صورت میں نماز کا اعادہ کرے اور وقت تنگ ہو تو قضاء بہتر ہے۔

۹۲۵۔ اگر دو کپڑے ہوں اور ایک پاک ہو اور دوسرا نجس ہو اور یہ علم نہ ہو کہ دونوں میں پاک کونسا ہے؟ اور نجس کونسا تو ہر لباس کے ساتھ ایک ایک مرتبہ نماز پڑھے اور اگر کئی کپڑے ہوں اور ان میں ایک کا پاک ہونا معلوم ہو اور باقی سب نجس ہوں اور پاک کی تمیز نہ ہو سکے تو کپڑوں کے عدد کے مطابق نماز کا اعادہ کرے جبکہ کوئی یقینی طور پر اور کوئی پاک کپڑا موجود نہ ہو۔

۹۲۶۔ اگر کسی نجس شدہ چیز کو دھوئے اور پاک کر لے اور پھر اس کے متعلق شک ہو کہ پاک کرتے وقت اس نے اس سے عین نجاست کو زائل کیا تھا یا نہیں اور کیا شرعی طریقہ سے اچھی طرح پاک کیا تھا نہیں تو دونوں صورتوں میں کپڑا پاک ہو گا لیکن اگر سابقہ نجاست نظر آرہی ہو تو اسکو دوبارہ پاک کرنا واجب ہے۔

۹۲۷۔ اگر کسی چیز کو پاک کرے اور اس کی طہارت یقینی ہو اور پھر عین نجاست نظر آجائے اور شک ہو کہ یہ عین نجاست پہلے کی ہے یا تطہیر کے بعد لگی ہے تو وہ تطہیر کے بعد لگنے والی قرار دی جائے گی۔

برتنوں کے احکام

۹۲۸۔ مردار، کتے اور سؤر کی کھال کو ان امور میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے جن میں طہارت شرط ہے مثلاً کھانا، پینا، غسل وغیرہ اور نہ ہی غصب شدہ برتنوں کا استعمال کرنا جائز ہے۔

۹۲۹۔ اگر کوئی غصبی برتنوں میں وضو یا غسل کرے گا تو اس کا وضو اور غسل باطل ہے۔

۹۳۰۔ کفار و مشرکین کے برتنوں کو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ یہ علم نہ ہو کہ وہ ان کو سرایت کرنے والی رطوبت کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔ یا وہ برتن مردہ حیوانات کی کھالوں سے بنے ہوئے ہوں چونکہ وہ نجس ہوتی ہیں۔

۹۳۱۔ کفار کے وہ برتن جو کہ حیوانات کے چمڑے سے بنے ہوئے ہوں اگر ان کے متعلق یہ علم ہو کہ پہلے وہ مسلمانوں کے تصرف میں تھے یا شرعی طور پر ذبح کئے ہوئے حیوانات کے چمڑے ہیں تو ان کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔

۹۳۲- وہ برتن جو کہ شراب میں استعمال ہوتے ہیں ان کو دھونے اور پاک کرنے کے بعد ان کو استعمال کرنا جائز ہے اگرچہ وہ مٹی یا لکڑی وغیرہ کے ہوں۔

۹۳۳- سونے اور چاندی کے بنے ہوئے برتنوں کو کھانے، پینے یا وضو و غسل وغیرہ کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

۹۳۴- ایسے برتن جن پر سونے یا چاندی کا پانی چڑھایا جاتا ہے یا ان میں سونے اور چاندی کی لکیریں بنائی جاتی ہیں ان کو استعمال کرنا جائز ہے لیکن اگر سیال چیز کو ان برتنوں میں پینا چاہے تو سونے چاندی کی جگہ سے منہ ہٹا لے۔

۹۳۵- سونے، چاندی کے ملے جلے برتنوں کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے اگرچہ ان کو سونے یا چاندی کے نام سے یاد نہ کیا جاتا ہو۔

۹۳۶- اگر برتن دیگر دھاتوں کے ہوں اور ان میں سونا چاندی کی ملاوٹ ہو تو ان کا حکم نام کے تابع ہوگا یعنی اگر ان کو سونے یا چاندی کا برتن کہا جائے تو استعمال ناجائز ہوگا ورنہ جائز۔

۹۳۷- برتنوں کے علاوہ دیگر آلات اگر سونے یا چاندی کے بنے ہوں یا مخلوط ہوں تو ان کا استعمال جائز ہے جیسے قرآن مجید کا غلاف یا تعویذ یا تلوار یا گھڑی یا سرمہ دانی یا سلائی یا قلم یا عصا وغیرہ۔

۹۳۸- عورتوں کے لئے سونے اور چاندی کا استعمال ہر قسم کی زینت کے لئے جائز ہے۔

۹۳۹- مردوں اور عورتوں کے لئے سونے کے دانت لگوانا جائز ہے اسی طرح مردوں کے لئے چاندی کی انگوٹھی، کان کا چھلا اور کمر بند وغیرہ بھی جائز ہے۔

۹۴۰- مجبوری کے وقت سونے اور چاندی کے برتنوں کا استعمال جائز ہے چاہے وضو یا غسل کے لئے ہو مگر احتیاطاً ساتھ تیمم بھی کرے۔

۹۴۱- اگر یہ نہ جانتا ہو کہ یہ برتن سونے یا چاندی کا ہے تو اس کا وضو، غسل باطل نہیں ہے اگرچہ وہ اس کے شرعی حکم سے واقف ہی کیوں نہ ہو؟

۹۴۲- اسی طرح اگر یہ نہ جانتا ہو کہ سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال جائز ہے اور غسل کرے تو اس کا وضو اور غسل جائز ہے اور اگر حکم شرعی اور موضوع دونوں سے بے خبر ہے تو بطریقِ اولیٰ اس کا وضو اور غسل باطل نہ ہوگا۔

۹۴۳- قیمتی جواہرات مثلاً یاقوت، عقیق، زمرد، فیروزہ وغیرہ کے بنے ہوئے برتنوں کو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۹۴۴- اگر شک ہو یہ برتن چاندی یا سونے کا ہے یا نہیں تو اس کا استعمال حرام نہیں ہے بلکہ جائز

ہے۔

۹۴۵۔ یہ سب احکام اس صورت میں ہیں جبکہ مکلف اپنے شرعی وظیفہ یا احکام کو بقدر طاقت سیکھنے میں کوتاہی نہ کرے لیکن اگر وہ مقصر یعنی کوتاہی کرنے والا ہو تو اس کے مرتکب حرام ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور وہ مستحق عذاب و عتاب ہے اسی طرح اگر کوئی بھول کر ان برتنوں کو استعمال کرے یا مجبور ہو اور اس کے دیگر برتن لوٹ لئے گئے ہوں تو ان حالات میں سونے چاندی کے برتنوں کے استعمال میں کوئی مانع نہیں۔

جانکنی کے احکام

فصل:

احتضار کے بیان میں خداوند عالم میں اس احتضار کے وقت ہماری مدد فرمائے اور ہمیں حق پر قائم رکھے اور اس فصل میں ہم احتضار اور اس کے متعلقہ احکام مثلاً غسل، دفن، کفن کے احکام بیان کریں گے اور ہم اس موضوع پر اپنے والد مقدس اعلیٰ اللہ مقامہ کا رسالہ ہی بطور تیمن و برکت درج کرتے ہیں جیسا کہ برادر گرامی نے بھی ایسا ہی کیا اور اس میں مزید فروع و احکام کا اضافہ کیا اور ہمیں بھی ان احکام میں ان سے کوئی اختلاف نہیں۔

والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علیٰ محمد والہ الطاہرین۔

۹۴۶۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جو احکام میت کے لئے واجب ہیں دراصل وہ تمام مسلمانوں پر واجب ہیں لیکن میت کا ولی دوسروں کی نسبت زیادہ حق رکھتا ہے۔ اور دوسرے اگر بجالائیں گے تو ولی میت کی اجازت اور رضامندی سے یا اس کے بذات خود بجا نہ لانے کی صورت میں بجالائیں گے اور وہی ولی دوسروں کی نسبت زیادہ حقدار ہے جو میراث کے اعتبار سے قریب تر ہوگا مثلاً زوجہ کی نسبت اس کا شوہر دوسرے تمام عزیزوں سے مقدم ہوگا چاہے زوجہ دائمی عقد کے لحاظ سے ہو یا عقد منقطع کے لحاظ سے یا آزاد ہو یا کنیز اور طلاق رجعی میں ہونے والی زوجہ بھی عدہ کی مدت پوری ہونے تک زوجہ کے حکم میں ہوگی۔

۹۴۷۔ اگر مرنے والا غلام ہو تو قطعی طور پر اس کا مالک ہی اس کا ولی شرعی ہوگا اور اگر مرنے والا غلام نہ ہو تو جو میراث کے لحاظ سے اس سے قریب تر ہوگا وہی اس کا ولی قرار پائے گا۔

۹۴۸۔ اگر فعلاً وارث متعدد ہوں تو جو باپ اور ماں کے اعتبار سے سب سے زیادہ قریب ہوگا وہی دوسروں کی نسبت زیادہ حقدار ہوگا۔

O اور جو فقط باپ کے اعتبار سے قریب تر ہوگا۔ وہ ماں کی طرف سے قرابتداروں سے اولیٰ ہوگا اور پہلے مرتبہ والوں میں باپ بیٹے اور دیگر عزیزوں سے زیادہ حقدار ہوگا۔ اور دادا بھائی کی نسبت قریب تر اور چچا ماموں کی نسبت قریب تر ہوگا۔ اور اگر رشتہ داروں میں کوئی بھی وارث نہ ہو تو امام اس کا وارث ہوگا اور امام زمانہ کی غیبت میں امام کا نائب مجتہد جامع الشرائط ولی شرعی قرار پائے گا۔

۹۴۹۔ اگر مرنے والا بذاتِ خود تجہیز و تکفین کے کسی کام کے متعلق ولی کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو

وصیت کر جائے تب بھی ولی ہی مقدم ہو گا اور اگر مرنے والے کے ولی عورتیں اور مرد ہوں تو مرد عورتوں سے مقدم ہوں گے۔

۹۵۰- اس بارے میں اختلاف ہے کہ آیا واجب کفائی کس طرح ساقط ہو گا۔ کیا دوسرے کے بجالانے کا علم ہو یا ظن یا تفصیل تو اظہر تیسری صورت ہے یعنی اگر میت اپنے اہل کے پاس ہو اور کچھ مسلمان مرد اس کی تجہیز کے لئے تیار ہوں تو تجہیز کے واقع ہونے کے بارے میں ظن ہی کافی ہے لیکن اگر میت کسی اجاڑ مقام پر مسلمانوں کے راستے سے دور ہو تو پھر تجہیز کے واقع ہونے کا ظن ہو تو یہ ظن کافی نہیں بلکہ واجب ہے کہ اس کے متعلق تحقیق کی جائے تاکہ تجہیز کے واقع ہونے کا عمومی علم حاصل ہو یا یہ معلوم ہو کہ کوئی دوسرا اس کے فرائض تجہیز کو بجالا رہا ہے۔

۹۵۱- جب روح نکلنے کا وقت قریب ہو تو واجب ہے کہ مسلمان کو رو بقبلہ لٹا دیا جائے وہ چھوٹا ہو یا بڑا، غلام ہو یا آزاد، عقلمند ہو یا دیوانہ، مرد ہو یا عورت یا خنثیٰ عادل ہو یا فاسق، نیک ہو یا بدکار اور چاہیئے کہ اس کو پشت کے بل اس طرح لٹائیں کہ اس کے پاؤں کے تلوے قبلہ کی طرف ہوں۔

۹۵۲- اگر مرنے والے کے حواس درست ہوں تو اس پر واجب ہے کہ خود رو بقبلہ ہو کر لیٹ جائے۔

۹۵۳- رو بقبلہ کے واجب ہونے کا وقت اس وقت شروع ہو گا جب روح نکلنا شروع ہو اور نکل جانے تک ہے اور من باب المقدمہ واجب ہے کہ جانکنی سے پہلے اور بعد دونوں حالتوں میں مرنے والا رو بقبلہ رہے۔

۹۵۴- اگر قبلہ دو یا متعدد جہات میں مشتبہ ہو تو رو بقبلہ کرنا ساقط ہے ہاں اگر اجمالی طور پر قبلہ کی معرفت ممکن ہو مثلاً مشرق اور مغرب کو جانتا ہو تو ظاہر ہے کہ ان کے مابین کی طرف میت کو لٹا دے۔ (اگر قبلہ مشرق کی طرف نہ ہو)

۹۵۵- اگر پشت کے بل میت کو لٹانا کسی طرح بھی ممکن نہ ہو تو واجب نہیں ہے۔

۹۵۶- کافر کو رو بقبلہ لٹانا واجب نہیں اسی طرح خوارج و نواصب۔ غلاۃ اور وہ لوگ جو کسی ضروریاتِ اسلام کا منکر ہو اور علی الاقویٰ مخالف بھی اس حکم میں ہے۔

احتضار کے مستحبات

۹۵۷- محتضر کے لئے چند امور مستحب ہیں۔

اول:

اس کو شہادتین کی تلقین اور آئمہ طاہرین علیہم السلام میں سے ایک ایک کا نام لے کر ان کی امامت کا اقرار کرانا۔

دوم:

میت کو کلمات فرج کی تلقین کرانا جو کہ یہ ہیں:۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْاَرَضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا فِیْھِنَّ وَمَا بَیْنَھُنَّ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

اور احتضار والے کے لئے مستحب ہے کہ تلقین کرنے والے کی پیروی کرے اور ساتھ یہ بھی کہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیَ الْکَثِیْرَ وَاقْبَلْ مِنِّی الْیَسِیْرَ مِنْ طَاعَتِکَ۔

اور یہ کہ اس کا آخری کلام

لا الہ الا اللہ ہو۔

سوم اینکہ اگر موت دشوار ہو تو اس کو اس جگہ سے قریب کرے جہاں زیادہ تر نماز پڑھا کرتا تھا۔ یا جس چیز پر نماز پڑھتا تھا۔ مثلاً جائے نماز یا مصلی چہارم اس کی روح نکلتے وقت کلام اللہ خصوصاً سورہ یاسین اور صافات کی تلاوت کرے۔ پنجم اس کے منہ کو بند کردے ہاتھوں کو سیدھا کر کے پہلوؤں کے برابر کر دے اور اس کی آنکھیں بند کر کے اس کے چہرے کو کسی کپڑے سے ڈھانپ دے۔ ششم اگر مرنے والا رات کو احتضار میں ہو تو اس کے پاس چراغ روشن کرے یا دن کو مرے اور رات تک اس کی میت رکھی رہے۔ ہفتم مومنین کو اطلاع دے تاکہ وہ اس کے جنازہ میں حاضر ہوں۔ نماز میں شریک ہوں اور اس کے لئے استغفار کریں۔ ہشتم اس کی تجہیز و تدفین میں جلدی کرے البتہ اگر کسی وجہ سے مشکوک ہو مثلاً ڈوبنے کی وجہ سے یا بیہوشی کی وجہ سے یا مکان گرنے کی وجہ سے نیچے آجانے کی وجہ سے یا اچانک مر جانے کی وجہ سے یا دو یا تین دن تک اس کا انتظار کیا جائے بشرطیکہ موت کی مقررہ علامات سے اس کی موت ثابت نہ ہو مثلاً ناک کا ٹیڑھا ہو جانا چہرے کی جلد کا لٹک جانا، ہاتھوں کا کلائیوں سے الگ ہو جانا، قدموں کا ڈھیلا ہو جانا، یا شرمگاہ کا اوپر کی طرف سکڑ جانا اور جلد کا لٹک جانا یا آنکھوں کی سفیدی اور سیاہی سے نور کا زائل ہو جانا اور بو کا بدل جانا اور جسم کا سوج جانا وغیرہ۔

۹۵۸۔ اگر تجہیز کی تاخیر میں کوئی یقینی مصلحت ہو تو تاخیر کرے مثلاً دفن کے لئے مناسب جگہ کی تلاش

یا کھجور کے درخت کی شاخوں سے جریدتین کا حصول یا کفن کا حاصل کرنا خصوصاً جس پر قرآن مجید اور اسماء ائمہ معصومین علیہم السلام لکھے ہوئے ہوں۔ یا مقامات مقدسہ اور مزارات محترمہ کی طرف میت کا منتقل کرنا جیسا کہ شیعوں کا دستور ہے۔ ایسی مصلحتوں میں تاخیر کی جا سکتی ہے اور بسا اوقات تاخیر کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ مثلاً قتل و خونریزی سے تحفظ جبکہ میت پر قتل کی تہمت ہو اور اگر میت کو سولی دی جائے تو تین دن سے زیادہ سولی پر رکھنا جائز نہیں اور جانکنی کے وقت میت کے نزدیک جنب مرد اور حیض والی عورت کا حاضر ہونا مکروہ ہے اور میت کے پیٹ پر لوہا رکھنا بھی مکروہ ہے۔

۹۵۹۔ جس شخص پر کسی کا واجب حق ہو اس پر واجب ہے کہ مرنے سے پہلے اس کی وصیت کرے چاہے وہ حق مالی ہو مثلاً قرضہ، زکوٰۃ، خمس یا مالی سے پیوستہ ہو مثلاً حج کرنا یا بدنی ہو جیسے نماز روزہ اور مستحب ہے کہ میت کی وصیتیں جلد نافذ کی جائیں اور جلد ہی اس کا قرضہ اتارا جائے اور اگر جلدی قرضہ اتارنا ممکن نہ ہو تو وارث پر اس کی ضمانت لینا مستحب ہے اور مستحب ہے کہ وفات کے وقت اور اس کے پاس لوگوں کے اجتماع کے وقت اور اپنی حاجات کی وصیت کے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ الرَّحْمٰنَ الرَّحِیْمِ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعْھَدُ اِلَیْکَ فِیْ دَارِ الدُّنْیَا اَنِّیْ اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ وَ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ وَاَنَّ الْجَنَّۃَ حَقٌّ وَالنَّارَ حَقٌّ وَاَنَّ الْبَعْثَ حَقٌّ وَالْحِسَابَ حَقٌّ وَالْقَبْرَ حَقٌّ وَالْمِیْزَانَ حَقٌّ وَاَنَّ الدِّیْنَ کَمَا وَصَفْتَ وَاَنَّ الْاِسْلَامَ کَمَا شَرَعْتَ وَ اَنَّ الدِّیْنَ کَمَا وَصَفْتَ وَاَنَّ الْاِسْلَامَ کَمَا شَرَعْتَ وَاَنَّ الْقَوْلَ کَمَا حَدَّثْتَ وَاَنَّ الْقُرْآنَ کَمَا اَنْزَلْتَ وَ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ جَزَی اللّٰہُ مُحَمَّداً خَیْرَالْجَزَاءِ وَحَیَّ اللّٰہُ مُحَمَّداً وَآلَ مُحَمَّدٍ بِالسَّلَامِ اَللّٰھُمَّ یَاعُدَّتِیْ عِنْدَ کُرْبَتِیْ وَیاصَاحِبِیْ عِنْدَ شِدَّتِیْ وَیَا وَلِیِّ فِیْ نِعْمَتِیْ اِلٰھِیْ وَاِلٰہَ اٰبَائِیْ لَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ فَاِنَّکَ اِنْ تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ اَقْرَبُ اِلَی الشَّرِّ وَاَبْعَدُ عَنِ الْخَیْرِ وَآنِسْ فِی الْقَبْرِ وَحْشَتِیْ وَاجْعَلْ لِیْ عَھْداً یَوْمَ اَلْقَاکَ مَنْشُوْراً۔

۹۶۰۔ مسلمانوں پر خصوصاً میراث کے زیادہ حقدار پر واجب کفائی ہے کہ مومن اثناء عشری اور مومنین کے اطفال اور دیوانوں کو غسل دیں اور مسلمانوں کے لئے ہر قسم کے کافر کو غسل دینا جائز نہیں اور ان میں غلاۃ و نواصب بھی ہیں اور شیعہ کے باقی باطل فرقے مثلاً زیدیہ، واقفیہ، فطحیہ، کیسانیہ وغیرہ تو ان کے متعلق اظہر یہ ہے کہ وہ کفار کی طرح ہیں لیکن احوط یہ ہے کہ ان کو بھی غسل دینا واجب ہے اور غسل میں چند امور واجب ہیں:

اول اینکہ:

غسل شروع کرنے سے قبل میت کے بدن سے عارضی نجاسات کو دور کرنا۔

دوم اینکہ:

دیگر عبادات کی مانند نیت غسل کے ساتھ ہی کی جائے اور میت کو تینوں قسم کے غسل علیحدہ علیحدہ نیت مخصوصہ کے ساتھ دیئے جائیں اور احوط یہ ہے کہ پہلے تینوں غسلوں کی نیت کرے اور بعد کے دو غسلوں کے لئے علیحدہ علیحدہ نیت کی تجدید کرے۔

۹۶۱۔ اگر غسل دینے والا ایک ہو تو وہی نیت کرے گا۔

۹۶۲۔ اگر غسل دینے والے بالترتیب متعدد ہوں مثلاً کوئی ایک عضو دھو رہا ہے اور کوئی دوسرا تو سب کے سب ہی غسل شروع کرنے سے پہلے نیت کریں گے۔

۹۶۳۔ اگر غسل دینے والے متعدد ہوں مگر پانی مل کر ڈالتے ہوں تو سب کے سب نیت کریں گے اور اگر بعض پانی ڈالتے ہوں اور بعض میت کے پہلو بدلواتے ہوں تو پانی ڈالنے والے نیت کریں گے۔

۹۶۴۔ اگر پانی پرنالے یا نہر وغیرہ سے بہہ رہا ہو اور پانی کے نیچے میت کو غسل دیا جا رہا ہو تو میت کی کروٹ بدلنے والا ہی نیت کرے گا۔

۹۶۵۔ تین قسم کے غسل اس ترتیب سے دیئے جائیں گے پہلے بیری کے پتوں والے پانی سے پھر آبِ کافور سے اور پھر آبِ خالص سے۔

۹۶۶۔ بیری کے پتوں اور کافور میں ملایا ہوا پانی اسی صورت میں قابلِ اعتبار ہو گا جب کہ اس کو عرفاً آب سدر اور آبِ کافور کہیں اور بناء براشہر معین مقدار کا پانی ملانا متعبر نہیں ہے۔

۹۶۷۔ یہ کافی نہیں ہے کہ بیری کے پتے اور کافور کے ٹکڑے پانی میں ڈال دیئے جائیں اور وہ پانی میں حل نہ ہوں۔

۹۶۸۔ ہر غسل اس ترتیب سے دیا جائے کہ سر بدن سے پہلے اور دایاں حصہ بائیں حصہ سے پہلے دھویا جائے۔

۹۶۹۔ اگر پانی نایاب ہو اور اتنی مقدار میں ملے جو صرف ایک غسل کے لئے کافی ہو تو اس پانی کو پہلے دو غسلوں میں استعمال کیا جائے۔

۹۷۰۔ اگر تینوں غسلوں کی مقدار پانی تو ملتا ہو مگر بیری کے پتے اور کافور نایاب ہو تو تب بھی علی الاحوط تین غسل دینا واجب ہے اگر صرف کافور یا صرف بیری کے پتے ملیں تب بھی تین غسل ہی واجب

ہوں گے۔

۹۷۱۔ اگر خوف ہو کہ غسل دینے سے میت کا بدن بکھر جائے گا مثلاً اگر وہ جلا ہو یا اس پر کوئی عمارت گری ہو تو احوط یہ ہے کہ اس کو تین غسلوں کے بدلے تین بار تیمم کرایا جائے یعنی پہلا تیمم آب سدر کے بدلے ہو اور دوسرا کافور کے بدلے اور تیسرا آب خالص کے بدلے اور کوئی زندہ شخص اپنے ہاتھ زمین پر مارے اور میت کے مقامات تیمم پر لگا دے ایک دفعہ میت کے منہ پر اور دوسری بار میت کے ہاتھوں کی پشت پر۔

۹۷۲۔ اگر نماز جنازہ پڑھنے سے قبل تیمم کے بعد پانی میسر آجائے تو اشہر یہ ہے کہ سب غسل دیئے جائیں اگر پانی سب کے لئے کافی ہو ورنہ جس قدر پانی ہو اسی قدر غسل دیئے جائیں۔

مستحباتِ غسل میت

۹۷۳۔ مستحبات میں سے ہے کہ میت کا منہ غسل کے وقت قبلہ کی طرف ہو (اور احوط یہ ہے کہ یہ واجب ہے) اور یہ کہ میت کو نجاست سے محفوظ رکھنے کے لئے کسی تختے پر لٹایا جائے اور تختہ اونچی جگہ رکھا جائے یا چارپائی کی طرف بذات خود اونچا ہو اور سر کی جانب پاؤں کی جانب کی نسبت بلند ہو تا کہ پانی نیچے کی طرف گرے۔ اور میت کے نیچے جمع نہ ہو جائے اور یہ بھی مستحب ہے کہ غسل سایہ دار جگہ میں دیا جائے مثلاً چھت وغیرہ اور پائنتی کی طرف گڑھا کھودا جائے تا کہ پانی اس میں جمع ہوتا رہے۔ اور اس پانی کو عام نجس پانی کے گٹر کی طرف ڈالنا مکروہ ہے اور میت کو قمیض میں ہی غسل دے جیسا کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے آنحضرت صلعم کو غسل دیا تھا اور اگر قمیض اتارے تو مستحب ہے کہ قمیض کا گریبان چاک کر کے نیچے کی طرف سے اتارے مگر اس کا استحباب بھی وارث کی اجازت پر موقوف ہے اور بوقت غسل اس کی شرمگاہ کو حرام نگاہ سے پوشیدہ رکھے اور اگر ممکن ہو تو میت کی انگلیوں اور جوڑوں سے نرمی سے ملے اگر ممکن نہ ہو نہ ملے اور میت کے سر کو بیری کے پتوں کی جھاگ سے دھوئے اور خطمی اور اشنان (دو مشہور عربی گھاس) سے بھی سر دھو سکتا ہے اور شرمگاہ کو اشنان سے دھوئے اور غسل کی ابتداء کرتے وقت پہلے بائیں طرف دھوئے پھر داہنی طرف اور ہر عضو کو تین تین بار دھوئے اور پہلے دو غسلوں میں میت کے پیٹ پر نرمی سے ہاتھ پھیرے لیکن اگر میت حاملہ عورت کی ہو تو ہاتھ پھیرنا مستحب نہیں بلکہ مکروہ ہے۔ اور غسل دینے والا میت کی دائیں طرف کھڑا ہو اور میت کو

اپنی ٹانگوں کے درمیان نہ رکھے اور غسل کے بعد کفن پہنانے سے پہلے میت کو کسی پاک کپڑے سے خشک کرے۔ اور میت کو بٹھانا اور اس کے بالوں پر کنگھی کرنا اور ناخن کاٹنا اور مونچھیں اور زیرِ ناف بال صاف کرنا مکروہ ہے۔

کفن کے احکام

۹۷۴۔ واجب ہے کہ (بلا اختلاف) میت کو تین کپڑوں میں کفن دیا جائے اور بلا ضرورت ان کی تعداد کو کم کرنا کافی نہیں البتہ ضرورت کے وقت جس قدر ممکن ہو کافی ہے۔

۹۷۵۔ مشہور و اغلب طریقہ کے مطابق کفن کے تین کپڑے اس طرح کے ہوں گے۔ ایک چادر، ایک قمیض اور ایک سر تا سری چادر وہ ہو گی جو ناف اور گھٹنوں کے درمیان مقام کو چھپا دے اور قمیض وہ ہے جو گردن سے لے کر آدھی پنڈلیوں تک بدن کو چھپائے اور سر تا سری وہ ہے جو طول و عرض میں سارے بدن کو چھپا لے اور مستحب ہے کہ اس کا طول اس قدر ہو کہ سر اور پاؤں کی طرف سے گرہ لگائی جا سکے اسیطرح عرض اتنا ہونا چاہیئے کہ ایک پہلو کو دوسرے پہلو پر رکھا جا سکے اور واجب ہے کہ کفن نہ غصبی ہو نہ ریشمی یہ حکم مرد عورت دونوں کے لئے برابر ہے اور نہ کفن نجس نہ چمڑے کا اگرچہ حلال گوشت حیوان کا چمڑا ہو اور واجب ہے کہ میت کے ساتھ سجدہ کے مقامات پر کافور سے حنوط کیا جائے اگرچہ کم ہو اور اگر میت حالت احرام میں ہو تو حنوط نہیں کیا جائے گا۔

مستحباتِ کفن

۹۷۶۔ اگر غسل دینے والا خود ہی میت کو کفن پہنانا چاہے تو کفن دینے سے قبل اپنے دونوں ہاتھوں کو شانوں تک تین بار دھوئے اور ویسے ہاتھوں کو کہنیوں تک اور پاؤں کو گھٹنوں تک دھوئے۔

۹۷۷۔ دوم:

مرد کے کفن میں یمنی چادر کا اضافہ کرے اور مستحب ہے کہ یمنی چادر عبری ہو اور سونے اور

چاندی کی تاروں کے ساتھ کڑھی ہوئی نہ ہو۔

۹۷۸۔ مرد کے لئے ایک پانچواں کپڑا بھی بڑھایا جائے جو کہ ساڑھے تین باشت عرض اور ایک باشت چوڑا ہو جس سے اس کی رانوں کو سختی سے لپیٹ دیا جائے تاکہ کسی چیز کے نکلنے سے کفن آلودہ نہ ہو جائے اور ایک قول کے مطابق یہ دو کپڑے عورتوں کے لئے بھی ہونے چاہیئں۔

چہارم:

مرد کے لئے بھی عمامہ کا اضافہ کیا جائے اور اس کی کیفیت یہ ہے کہ عمامہ کے وسط کو پکڑ کر سر پر گول لپیٹ لیا جائے پھر اس کے دائیں اصل گوشے کو بائیں پر اور بائیں کو دائیں پر میت کے سینہ پر ڈال دیا جائے۔ اور طول و عرض میں اسکی اتنی مقدار کافی ہے جس سے عمامہ کی صورت بن جائے۔

پنجم:

عورت کے لئے عمامہ کے بدلے دوپٹے کا اضافہ کرنا اور ایک ایسی کشادہ پٹی کا اضافہ جس سے اس کا سینہ باندھ دیا جائے۔

ششم:

کفن سوتی کپڑے کا ہونا چاہیئے اور مستحب ہے کہ سفید رنگ کا ہو مگر یمنی چادر کا سفید ہونا ضروری نہیں۔

ہفتم:

کفن کو ذریرہ سے خوشبودار کرنا اور ذریرہ ایک مخصوص اور سفوف نما خوشبو ہے۔

ہشتم:

موت سے قبل کفن کو حاضر کرنا اور اچھا کفن تیار کرانا مستحب ہے۔

نہم:

ایسے کپڑے میں کفن دینا جس میں وہ نماز پڑھا کرتا تھا دہم اجزاء کفن پر شہادتین اور آئمہ علیہم السلام کی امامت کا اقرار اور ان کے ترتیب وار اسماء لکھوانا اور میت کا نام لکھوانا بھی بہتر ہے اور مستحب ہے کہ اگر ممکن ہو تو کفن تربتِ حسینی علیہ السلام سے لکھوایا جائے ورنہ انگلی کے ساتھ لکھے۔

یازدہم:

چاہیئے کہ کافور کو پتھر کی بجائے ہاتھ سے توڑے اور جو بچ جائے اس کو میت کے سینہ پر ڈال دے۔ حنوط کی مقدار میں کم از کم فضیلت ایک درہم کی ہے اور افضل ہے کہ چار درہم ہو ورنہ پونے چودہ درہم ہر لحاظ سے کامل تر ہے۔

دوازدھم:

کفن کو کفن ہی سے نکالے ہوئے تاگوں سے سیا جائے۔

سیزدھم:

میت کے ساتھ سبز جریدتین کا رکھنا، ان میں سے ایک میت کی دائیں طرف ہنسلی سے برابر بدن کی جلد کے ساتھ ملا کر رکھے اور دوسری بائیں طرف ہنسلی کے برابر قمیض اور سرتاسری کے درمیان رکھے اور مستحب ہے کہ جریدین کو چیرے۔ اور ان کا طول کہنی کی ہڈی کے برابر ہو تو کھجور کے درخت کا ہو ورنہ بیری کے درخت کا اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو ہر ہرے درخت کی لکڑی سے جریدتین بنا سکتا ہے۔

مکروہاتِ کفن

۹۷۹۔ روئی میں کفن دینا، کفن کے تاگوں کو لعاب دہن سے تر کرنا، سیاہ کپڑے میں کفن دینا، کافور و ذریرہ کے علاوہ کوئی اور خوشبو میت کو لگانا، کانوں آنکھوں میں کافور ڈالنا یہ امور مکروہ ہیں۔

نمازِ میت کا بیان

واجبات کے متعلق چند مسائل ہیں۔

۹۸۰۔ نماز میت کے وقت واجب ہے کہ جنازہ کو اس طرح روبقبلہ رکھا جائے کہ میت کا سر اور سینہ نماز پڑھنے والے کی داہنی طرف ہو۔ اور ٹانگیں بائیں طرف ہوں اور میت کو چت لٹایا جائے اگر اس کیفیت میں تبدیلی کی جائے تو نماز باطل ہو گی اور دفن سے قبل اعادہ واجب ہو گا اور اگر میت کو منہ کے بل لٹایا گیا ہو تو نماز دوبارہ پڑھنے کے لئے اس کو چت لٹانا واجب ہے۔

۹۸۱۔ نماز کے وقت نیت کرنا اور فراغت تک اس کو جاری رکھنا جس کی تفصیل گزر چکی ہے میت کا نام لینا شرط نہیں ہے بلکہ اشارہ ہی کافی ہے اگر وہ کسی شخص کو معین کرے اور پھر معلوم ہو کہ مرنے والا کوئی اور ہے تو اقرب یہ ہے کہ نماز صحیح ہے اور احوط یہ ہے کہ اعادہ کرے۔

۹۸۲۔ نماز جنازہ کھڑے ہو کر پڑھنا واجب ہے۔ اگر عاجز ہو تو بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے بشرطیکہ کوئی کھڑا ہو کر نماز پڑھنے والا نہ ہو اور اگر کوئی کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والا مل جائے تو اعادہ کرے گا۔

۹۸۳۔ کسی بھی کافر پر نماز میت پڑھنا جائز نہیں چاہے وہ کتابی ہو یا غیر کتابی اسی طرح مخالف پر بھی بلا تقیہ و بلا ضرورت نماز نہ پڑھے اگر پڑھنی پڑے تو چوتھی تکبیر کے بعد اس پر لعنت کرے اور پانچویں تکبیر نہ کہے۔

۹۸۴۔ نماز باقی احکام کی طرح واجب کفائی ہے اگر کچھ لوگ پڑھ دیں تو باقی سے ساقط ہو جائے گی۔ اور احکام کے متعلق وہی اولیٰ ہو گا جو میراث میں اولیٰ ہو گا۔ اور ولی میراث کے مطابق ہی ولی قرار پائے گا اور اگر ولی عورت ہو تو وہی اولیٰ ہو گی۔ اس کے لئے نمازِ میت خود پڑھنا بھی جائز ہے اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ مرنے والا مرد ہو یا عورت۔

۹۸۵۔ اگر میت اپنی نماز جنازہ کے لئے کسی مخصوص شخص کے بارے میں وصیت کر جائے تو احتیاط یہ ہے کہ وصیت کے باوجود بھی وہ ولی شرعی سے اجازت مانگے اور ولی پر بھی واجب ہے کہ اس کو اجازت دے دے اور وصیت کی مخالفت نہ کرے۔

۹۸۶۔ واجب ہے کہ نمازِ غسل و کفن کے بعد ہو اگر غسل و کفن سے قبل پڑھی جائے تو باطل ہو گی لیکن اگر غسل و کفن یا ان میں سے کوئی ایک فعل کسی مجبوری کے تحت ناممکن ہو تب بھی نماز کو ترک نہیں کیا جائے گا اور واجب ہے کہ نماز دفن سے پہلے ہو اور اگر دفن کرنا مشکل ہو تو پہلے واجبات ساقط نہیں ہوں گے اور اگر تمام امور مشکل ہوں تو نماز پڑھے گا اور باقی کو ترک کر دے گا۔

۹۸۷۔ مستحب ہے کہ نماز جنازہ باجماعت ہو لیکن امام مقتدیوں کی طرف سے کسی چیز کا متحمل نہ ہو گا۔ یعنی سب کو اپنی اپنی دعائیں خود پڑھنی ہوں گی۔ اور احوط یہ ہے کہ امام کے متعلق تمام شرائط امامت کی رعایت کی جائے مثلاً عادل ہونا، بالغ ہونا، عاقل ہونا، صحیح النسب ہونا اور اگر مقتدی مرد ہوں تو امام بھی مرد ہو اور عورت مردوں کے پیچھے کھڑے ہو سکتی ہیں۔

۹۸۸۔ عورت کو عورتوں کی امامت کرانا جائز ہے لیکن وہ انکے آگے کھڑی نہیں ہو گی بلکہ صف کے اندر ہی ہو گی اور عورت کی امامت صرف نمازِ جنازہ کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ وہ فرائض نمازوں میں بھی امامت کرا سکتی ہے۔

نمازِ میت کی کیفیت

اس میں چند مسائل کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۹۸۹۔ نماز میت پانچ تکبیروں پر مشتمل ہے۔ جس میں اذان و اقامت نہیں ہے اور نہ ان میں سورہ فاتحہ اور کسی دوسرے سورہ کی قرأت ہے۔ نہ سجدہ، نہ رکوع، نہ تشہد، نہ سلام۔

۹۹۰۔ واجب ہے کہ بقدر واجب نمازِ جنازہ عربی میں پڑھی جائے اور جو واجب سے زائد ہے وہ کسی بھی زبان میں پڑھی جا سکتی ہے۔

۹۹۱۔ واجب ہے کہ پانچ دفعہ تکبیر کہی جائے جن کے درمیان چار دعائیں ہیں۔ بشرطیکہ نماز جنازہ کسی مومن کی ہو اور منافق یا مخالف کی نماز میں چار تکبیریں کافی ہیں۔ اور چوتھی کے بعد اس پر بددعا کرے۔

۹۹۲۔ اقویٰ یہ ہے کہ میت کی نماز جنازہ کے لئے کوئی مخصوص دعا نہیں ہے۔ بلکہ نمازی نیت کے بعد تکبیر کہے اور شہادتین کہے پھر تکبیر کہہ کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھے اور پھر تکبیر کہہ کر مومنین و مومنات کے لئے دعا کرے اور پھر تکبیر کہہ کر میت کے لئے دعا کرے بشرطیکہ میت مومن کی ہو اور اگر مخالف یا منافق کی ہو تو اس پر بددعا کرے۔ مومن کے لئے پانچویں تکبیر کہہ کر الگ ہو جائے اس ترتیب کو مرحوم آیۃ اللہ سید بحر العلوم طباطبائی قدس سرہ نے ایک شعر میں جمع کر دیا ہے۔

شهادتان والصلاة والدعاء

للمؤمنين ولہ مودعاً

یعنی نماز جنازہ میں شہادتیں، درود اور مؤمنین کے لئے دعا اور پھر مومن سے الوداع ہے۔

۹۹۳۔ اگر نماز میں تفصیل کا ارادہ کر لیا جائے تو سب سے بہتر ہے کہ یہ مشہور و معروف دعائیں پڑھے جو منقول دعاؤں سے اقتباس شدہ ہیں۔ پہلی تکبیر کے بعد کہے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ اِلٰهاً وَّاحِداً اَحَداً فَرْداً صَمَداً حَيّاً قَيُّوماً دَائِماً اَبَداً لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَداً وَّلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيراً وَّاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ اَرْسَلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔

ترجمہ: "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی خدا نہیں وہ یکتا ہے اسکا کوئی شریک نہیں وہ یکتا و یگانہ

خدا ہے تنہا ہے بے نیاز ہے ہمیشہ سے قائم وقیوم ہے تا بد قائم ودائم ہے نہ اس نے اپنے لئے کوئی زوجہ بنائی نہ بیٹا اور کوئی بھی اسکے ساتھ اس کے ملک میں شریک نہیں۔ اور نہ وہ عاجز ہے تاکہ اس کو کسی سرپرست کی ضرورت ہو اور اس کی بزرگی بیان کرو اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے عبد اور رسول ہیں۔ اس نے ان کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ تمام دینوں پر غلبہ عطا فرمائے اگرچہ مشرکوں کو یہ بات ناگوار و ناپسند ہے۔"

اور اس میں شہادت ثالثہ بھی بڑھائے اور کہے:۔

وَاشْهَدُ اَنَّ عَلِیّاً اَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْنَ وَاَوْلَادَهٗ الْاَحَدَ عَشَرَ اَوْلِیَاؤُهٗ وَاَوْصِیَاؤُهٗ وَخُلَفَائُہٗ وَاَصْفِیَائُہٗ۔

ترجمہ:۔ "اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علی علیہ السلام امیر المومنین ہیں اور ان کی اولاد میں گیارہ امام اللہ کے اولیاء اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واصیاء و خلفاء اور ان کے اصفیاء ہیں۔"

اور دوسری تکبیر کہہ کر یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَّتَفَضَّلْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَّتَحَنَّنْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ کَاَفْضَلِ مَاصَلَّیْتَ وَ بَارَکْتَ وَ تَفَضَّلْتَ وَسَلَّمْتَ وَ رَحِمْتَ وَ تَرَحَّمْتَ وَ تَحَنَّنْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَآلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ فَعَّالٌ لِمَا تُرِیْدُ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَمَلَائِکَتِکَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ اِنَّکَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ۔

ترجمہ:۔ "اے خداوند محمدؐ و آلؑ محمدؐ پر درودھ بھیج اور محمدؐ و آلؑ محمدؐ پر برکات نازل فرما اور محمدؐ و آلؑ محمدؐ پر فضل و کرم فرما اور محمدؐ و آلؑ محمدؐ پر شفقت فرما افضل ترین درود و برکت و فضل کے مطابق جو تو نے ابراہیمؑ و آلؑ ابراہیمؑ پر درود بھیجا اور برکت نازل فرمائی اور مہربانی فرمائی اور سلام بھیجا اور رحمت نازل فرمائی اور شفقت نازل فرمائی۔ اور بلاشک تو قابلِ حمد و قابلِ بزرگی ہے اور جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے اور تمام انبیاء و مرسلین و شہداء و صدیقین پر اور اپنے مقرب فرشتوں پر اور اپنے نیک سیرت بندوں پر اور تحقیق تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔"

اور تیسری تکبیر کے بعد یوں کہے:۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ تَابِعْ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ بِالْخَیْرَاتِ اِنَّکَ مُجِیْبُ الدَّعَوَاتِ غَافِرُالْخَطِیْئَاتِ مَاحِی السَّیِّئَاتِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّبِالْاِجَابَةِ جَدِیْرٌ۔

ترجمہ:- اے خدایا مغفرت فرما تمام مومنین و مومنات اور مسلمین و مسلمات پر جو ان میں سے زندہ ہو یا مردہ اور ہمارے اور ان کے درمیان خیرات کا سلسلہ قائم رکھ تحقیق تو دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے اور خطاؤں کو بخشنے والا اور برائیوں کو مٹانے والا اور ہر چیز پر قادر ہے اور دعا قبول کرنے کے لائق ہے"۔

اور چوتھی تکبیر کے بعد یہ کہے:-

اَللّٰھُمَّ ھٰذا الْمُسَجّٰی اَمَامَنَا عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ نَزَلَ بِکَ وَاَنْتَ خَیْرُ مَنْزُوْلٍ بِہٖ وَاَتَاکَ وَاَنْتَ خَیْرُ مَاتِی اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ قَبَضْتَ رُوْحَہُ اِلَیْکَ وَقَد احْتَاجَ اِلٰی رَحْمَتِکَ وَاَنْتَ غَنِیٌّ عَنْ عَذَابِہٖ اَللّٰھُمَّ لَا نَعْلَمُ مِنْہُ اِلَّا خَیْراً وَ اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنَّا اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ مُحْسِناً فَزِدْ فِیْ اِحْسَانِہٖ وَاِنْ کَانَ مُسِیْئاً فَتَجَاوَزْ عَنْ سَیِّاٰتِہٖ وَاغْفِرْلَنَا اِیَّاہُ وَغْفِرْلَہٗ وَاِیَّانَا وَارْحَمْنَا اِیَّاہُ وَارْحَمْہُ وَاِیَّانَا اَللّٰھُمَّ احْشُرْہُ مَعَ مَنْ کَانَ یُحِبُّہٗ وَیُوَالِیْہِ وَاَبْعِدْہُ عَمَّنْ کَانَ یُبْغِضُہٗ وَیُعَادِیْہِ اَللّٰھُمَّ اَلْحِقْہُ بِنَبِیِّکَ وَعَرِّفْ بَیْنَہٗ وَبَیْنَنَا وَارْحَمْنَا اِذَا تَوَفَّیْتَنَا یَااِلٰہَ الْعَالَمِیْنَ اَللّٰھُمَّ اکْتُبْہُ عِنْدَکَ فِی اَعْلٰی عِلِّیِّیْنَ وَاخْلُفْ عَلٰی اَھْلِہٖ فِی الْغَابِرِیْنَ وَاجْعَلْہُ مِنْ رُفَقَاءِ مُحَمَّدٍ وَاٰلِہِ الطَّاھِرِیْنَ وَارْحَمْہُ وَاِیَّانَا بِرَحْمَتِکَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

ترجمہ:- "اے خداوندا ہمارے سامنے یہ کفن پوش میت تیرا عبد اور تیرے عبد کا فرزند ہے۔ تیرے پاس مہمان ہوا ہے اور تو بہترین مہمان نواز ہے اور تیرے پاس آیا ہے اور تو بہترین میزبان ہے۔ اے خداوند تو نے اس کی روح کو اپنی طرف قبض فرمایا اور یہ تیری رحمت کا محتاج ہے اور تو اس کے عذاب دینے سے بے نیاز ہے اے خداوندا ہم اس کے متعلق بھلائی ہی جانتے ہیں اور تو ہماری نسبت کو زیادہ جانتا ہے اے خدایا اگر یہ نیک ہو تو اس کی نیکی میں اضافہ کر اور یہ بد عمل ہو تو اس کی برائیوں سے درگزر فرما اور ہمیں اور اس کو بخش دے اور ہم سب کی مغفرت فرما اور ہم سب پر رحم فرما اور ان کو ذوات مقدسہ کے ساتھ محشور فرمایا۔ جن سے محبت و ولاء رکھتا تھا اور ان سے دور رکھ جن سے یہ بغض و عداوت رکھتا تھا اور اس کو اس کے نبی کے ساتھ ملحق فرما اور ان کی پہچان کروا اور جب ہم کو موت دے تو ہم پر رحم فرما اے الہ العالمین اے خداوند اس کو اپنے پاس بلند درجہ والوں میں لکھ اور اس کے پیچھے رہنے والے پسماندگان کی سرپرستی فرما اور اس کو محمدؐ و آل محمدؐ کے رفقاء میں شمار کر اور اس کو اور ہم کو اپنی رحمت کے ساتھ بخش دے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

اور نماز سے فارغ ہو کر یوں کہے:-

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

ترجمہ:۔ "خداوندا ہمیں دنیا و آخرت میں نیکی عطاء فرما اور جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھ۔"

اور اگر میت عورت کی ہو تو ضمیروں کو مؤنث لائے اور کہے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذِہِ الْمُسَجَّاۃَ اَمَامَنَا اَمَتُکَ وَابْنَۃُ اَمَتِکَ۔

ترجمہ:۔ "خداوندا یہ ہمارے سامنے کفن پوش عورت تیری کنیز اور تیری کنیز زادی ہے"۔

اور اگر مرنے والا منافق ہو تو اس پر یوں تکبیر پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ الْعَنْ عَبْدَکَ ھٰذَا اَلْفَ لَعْنَۃٍ مُؤْتَلِفَۃٍ غَیْرَ مُخْتَلِفَۃٍ اَللّٰھُمَّ اَصْلِہٖ حَرَّ نَارِکَ وَاَذِقْہُ اَشَدَّ عَذَابِکَ فَاِنَّہٗ کَانَ یُوَالِیْ اَعْدَائَکَ وَیُعَادِیْ اَوْلِیَائَکَ وَیُبْغِضُ اَھْلَ بَیْتِ نَبِیِّکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ۔

اور اگر میت ضعیف الاعتقاد ہو یعنی حق کی معرفت نہ رکھتا ہو اور عناد بھی نہ رکھتا ہو اور اس کے دل میں کسی کی ولایت کا عقیدہ نہ ہو اور محض زبان سے ہی اقرار و انکار کرتا ہو تو چوتھی تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَکَ وَقِھِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ

اور اگر میت مجہول الحال اور غیر معروف المذہب ہو تو یوں کہے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ خَلَقْتَ ھٰذِہِ النَّفْسَ وَاَنْتَ اَمَتَّھَا وَاَنْتَ تُحْیِیْھَا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسَرَائِرِھَا وَعَلَانِیَتِھَا مِنَّا وَمُسْتَقَرَّھَا وَمُسْتَوْدَعَھَا اَللّٰھُمَّ وَھٰذَا عَبْدُکَ لَا اَعْلَمُ مِنْہُ شَرًّا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ وَقَدْ جِئْنَاکَ شَافِعِیْنَ بَعْدَ مَوْتِہٖ فَاِنْ کَانَ مُسْتَوْجِباً فَشَفِّعْنَا فِیْہِ وَاحْشُرْہُ مَعَ مَنْ کَانَ یَتَوَلَّاہُ۔

اگر اگر میت بچے کی ہو تو چوتھی تکبیر کے بعد یوں کہے:۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا وَلِاَبَوَیْہِ سَلَفاً وَاجْعَلْہُ لَھُمَا فَرَطاً وَاجْعَلْہُ لَنَا نُوْراً وَرُشْداً وَاَعْقِبْ وَالِدَیْہِ الْجَنَّۃَ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ۔

۹۹۴۔ اس نماز میں حدث سے طہارت واجب نہیں ہے بلکہ پانی موجود ہونے کے باوجود بھی تیمم کرنا جائز ہے جیسا کہ تیمم کے باب میں آئے گا اور بنا بر اقویٰ بدن اور کپڑے سے نجاست دور کرنا بھی واجب نہیں۔

۹۹۵۔ اگر یہ علم نہ ہو کہ میت مرد کی ہے یا عورت کی تو اگر چاہے تو بقصد شخص یا جسد یا نعش ضمیریں مذکر کی استعمال کرے اور اگر چاہے تو بقصد جنازہ یا جثہ مؤنث کی ضمیریں لائے حتی کہ اگر یہ معلوم بھی ہو کہ میت مذکر ہے یا مؤنث تب بھی اس کو اختیار ہے کہ مذکورہ دونوں قصدوں کے مطابق ضمیریں استعمال کرے۔

۹۹۶- اگر شک ہو کہ تکبیریں کم کہیں ہیں یا زیادہ تو کم پر بناء رکھے۔
۹۹۷- اگر مذکورہ بالا نماز جنازہ کی دعائیں زبانی یاد نہ ہوں تو کتاب میں دیکھ کر پڑھ سکتا ہے بلکہ اگر یاد بھی ہوں تب بھی کتاب میں دیکھ کر پڑھنا جائز ہے۔
۹۹۸- میت میں غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھنا جائز نہیں بلکہ واجب ہے کہ میت کے سامنے حاضر ہو اور بہت زیادہ دور بھی رکھی ہوئی نہ ہو۔ البتہ اگر صفیں زیادہ ہوں تو مقتدی کے لئے جنازہ کی دوری میں کوئی حرج نہیں اور جنازۂ میت نماز پڑھنے والے سے زیادہ بلند نہ ہو اور نماز پڑھنے والا بھی میت سے زیادہ بلند نہ ہو۔
۹۹۹- تکبیرات کے درمیان زیادہ فاصلہ رکھنا جائز نہیں ہے بلکہ موالات یعنی اس طرح پے در پے پڑھنا واجب ہے کہ نماز کی صورت محو نہ ہو جائے۔
۱۰۰۰- احوط ہے کہ نماز جنازہ پڑھنے والا عموماً نماز کی شرائط سے متصف ہو حتیٰ کہ شرمگاہ کا ڈھکا ہوا ہونا، قبلہ رخ ہونا، ترک کلام اور عدم ضحک (یعنی نہ ہنسنا) اور عدم انحراف قبلہ تمام شرائط بھی ملحوظ رکھیں۔
۱۰۰۱- اور اگر میت برہنہ ہو تو نمازِ جنازہ کے وقت اس کی شرمگاہ کا ڈھکا ہوا ہونا واجب ہے اگرچہ گھاس یا اینٹوں یا مٹی سے ہو اگر یہ چیزیں بھی نہ ہو تو میت کو لحد میں چت لٹا دے اور نمازِ جنازہ پڑھے اور پھر دفن کرتے وقت اس کو دائیں پہلو کے بل رکھے اور دفن کر دے۔
۱۰۰۲- اگر قبلہ مشتبہ ہو جائے تو جس طرف گمان ہو اسی طرف منہ کرے بشرطیکہ صحیح جہت معلوم کرنے میں تاخیر کرنے میں کوئی خوف ہو۔ اگر کسی خاص جہت میں گمان نہ ہو تو ایک ہی طرف رخ کر کے پڑھنا جائز ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ایسی صورت میں اگر میت پر کسی فساد کا اندیشہ ہو تو چاروں طرف منہ کر کے چار دفعہ نماز جنازہ اگر خوف ہو تو ایک ہی طرف منہ کر کے پڑھ لے مگر اس قول پر کوئی نص موجود نہیں۔
۱۰۰۳- جس میت پر نماز جنازہ نہ پڑھی گئی ہو اس پر نماز پڑھی جائے اگرچہ کئی روز کے بعد قبر پر ہی پڑھنی پڑے اسی طرح اگر معلوم ہو کہ نماز غلط پڑھی گئی تب بھی قبر پر دوبارہ پڑھ سکتا ہے۔
۱۰۰۴- اگر ایک میت پر نماز جنازہ پڑھتے وقت دوسری میت بھی آجائے تو اس کو اختیار ہے کہ دونوں کو ایک ہی نماز میں تثنیہ کی ضمیر استعمال کر کے شریک کرے اور دوسری کی میت کی باقی ماندہ تکبیریں مکمل کرے یا پہلی میت پر نماز مکمل کرے اور دوسری پر از سرِ نو پڑھے۔
۱۰۰۵- عنقریب یہ مسئلہ بیان ہو گا کہ اگر میت کا کوئی حصہ کہیں پایا جائے جس میں سینہ بھی موجود ہو یا

اس میں دل اور دونوں پہلو موجود ہوں تو اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے اور اس کو دفن کر دیا جائے۔

مستحبات کا بیان

۱۰۰۶- نماز پڑھنے والے کے لئے مستحب ہے کہ حدث سے طہارت کرے اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ پانی کی موجودگی میں بھی تیمم کیا جا سکتا ہے لیکن پانی سے طہارت افضل ہے اور مستحب ہے کہ نماز جنازہ باجماعت ہو اور نمازی کثرت سے موجود ہوں اور مستحب ہے کہ جوتے یا موزے اتار دیئے جائیں اور نماز جنازہ ایسی جگہ پر ادا کی جائے جو عادتاً اسی کے لئے مخصوص ہوں اور عام مساجد میں مکروہ ہے مگر مسجد الحرام میں مکروہ نہیں اور اوقات نماز میں بھی مکروہ نہیں ہے اور اگر وقت وسیع ہو اور نماز جنازہ آجائے تو پہلے واجب نماز ادا کی جائے اور جنازہ کی نماز کو مؤخر کیا جائے لیکن اگر میت پر کوئی خوف ہو تو نمازِ جنازہ کو مقدم کیا جا سکتا ہے اور اگر دونوں کا وقت تنگ ہو تو نماز واجب پہلے ادا کی جائے گی اور افضل ہے کہ صفیں زیادہ بنائیں جائیں اور آخری صف سب سے افضل ہے۔ اور مستحب ہے کہ امام میت کے وسط کے برابر کھڑا ہو اگر میت مرد کی ہو اور اگر عورت کی ہو تو سینہ کے برابر کھڑا ہو اور اگر کوئی شخص بعد میں شریک ہو تو بغیر تکبیرات جماعت کے ساتھ پڑھ کر باقی ماندہ بغیر دعا کے پے در پے پڑھ کر پانچ پوری کر دے۔

دفن کا بیان

۱۰۰۷- مقام اول:

واجبات دفن کے بیان میں ہے اور وہ دو امر ہیں اول حتی الامکان میت کو زمین میں اس قدر چھپا دینا کہ اس کی بو پھیلنے سے محفوظ رہے اور اس کا جثہ درندوں سے بچا رہے اور یہ جائز نہیں ہے کہ روئے زمین پر کوئی عمارت یا تابوت بنا کر میت کو اس میں چھپا دیا جائے۔ البتہ مجبوری کی صورت میں یہ جائز ہے۔ اور اگر میت کو زمین میں چھپانا ناممکن ہو تو بقدر امکان چھپانا جائز ہے اور اگر میت کو کسی دوسری جگہ ڈھیلی زمین پر منتقل کرنا ممکن ہو تو واجب ہے وہاں منتقل کر کے قبر بنائی جائے بشرطیکہ اس میں میت کو ضرر نہ پہنچے ان دو شرطوں کی رعایت بقدر امکان ضروری ہے ورنہ ساقط ہے اور اگر میت کو تابوت میں رکھ کر میں دفن کر دیا جائے تو یہ بھی جائز ہے۔

دوسرا امر:-

میت کو قبر میں دائیں پہلو کے بل رو بقبلہ لٹایا جائے گا لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ کوئی مجبوری نہ ہو اور مجبوری کی صورت میں دونوں حکم ساقط ہیں اور اگر ایک کے بجالانے پر قادر ہو تو دوسرا ساقط ہے اگر کوئی سمندر میں مرجائے اور خشکی کی طرف منتقل کرنا ناممکن ہو تو اس کو غسل و کفن اور نماز جنازہ کے بعد کسی بھاری چیز کے ساتھ باندھے یا کسی بڑے برتن وغیرہ میں ڈال کر سمندر میں ڈال دے اور سمندر میں ڈالتے وقت رو بقبلہ کرنا واجب نہیں ہے اگرچہ احوط ہے اور کفار اور ان کی اولاد کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے سے روکا جائے اور اگر کافر کو مسلمان کے مقبرہ میں دفن کر دیا جائے تو قبر کھود کر اس کی لاش کو نکال دے چاہے قبرستان وقف ہو یا نہ ہو اور اگر کتابیہ عورت جو کسی مسلمان کے نکاح میں ہو اور حاملہ ہونے کی حالت میں مرجائے تو اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں اس طرح دفن کیا جائے کہ اس کی پشت قبلہ کی طرف ہو تاکہ اسکے پیٹ میں ہونے والے مردہ بچے کا منہ قبلہ کی طرف ہو جائے۔

۱۰۰۸- مقام دوم:-

مستحبات دفن کے بیان میں یعنی وہ امور جو دفن سے قبل یا بعد میں مستحب ہیں اور مکروہات کا بیان اور میں چند امور ہیں:-

۱۰۰۹۔ تشییع جنازہ اس طرح ہونی چاہیئے کہ تشییع کرنے والے لوگ یا جنازہ کے پیچھے چلیں یا دائیں یا بائیں اور تشییع کرنے والا اس کی مثال میں فکر کرے اور خضوع و خشوع کرے اور موت کی یاد میں متوجہ رہے اور مکروہ ہے کہ ہنسے یا لہو ولعب میں مشغول ہو قبر پر بیٹھے حتیٰ کہ میت کو لحد میں اتار دیا جائے اور میت کے پاس آواز بلند کرنا اور رداء کے بغیر میت کے ساتھ چلنا بھی مکروہ ہے۔

۱۰۱۰۔ دوم:۔ تربیع جنازہ مستحب ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جنازہ کو چاروں طرف سے اٹھایا جائے جس طرح بھی ممکن ہو اور اس کا افضل طریقہ یہ ہے کہ چارپائی کے اگلے حصہ کی دائیں جانب سے ابتداء کرے اور اس کو اپنے بائیں شانے پر اٹھائے پھر حصہ کی دائیں جانب سے ابتداء کرے اور اس کو اپنے بائیں شانے پر اٹھائے پھر پچھلا حصہ بھی اس طرح اٹھائے پھر چارپائی کی پچھلی طرف سے گھومتا ہوا بائیں طرف منتقل ہو اور بائیں حصے کو اپنے داہنے شانے پر اٹھائے پھر آگے کی طرف آجائے اور جنازہ اٹھانے میں ثناء مستحب ہے تاکہ سب لوگ اجر و ثواب میں شریک ہو جائیں اور جنازہ کے پیچھے آگ لے کر چلنا اور عورتوں کا پیچھے چلنا مکروہ ہے۔ اور مستحب ہے کہ جنازہ کو دیکھنے والا یوں کہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَجْعَلْنِیْ مِنَ السَّوَادِ الْمُخْتَرَمِ۔

اور یوں کہے:۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ھٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَصَدَقَ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ اَللّٰھُمَّ زِدْنَا اِیْمَاناً وَّ تَسْلِیْماً اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ تَعَزَّزَ بِالْقُدْرَۃِ وَ قَھَرَ عِبَادَہٗ بِالْمَوْتِ۔

۱۰۱۱۔ سوم:۔ قبر آدمی کے قد کے طولانی حصہ کے برابر کھودی جائے یا ہنسلی کے برابر ہو اور میت کے لئے لحد قبلہ کی جانب ہو۔

۱۰۱۲۔ چہارم:۔ جب جنازہ قبر کے قریب پہنچ جائے تو اس کو قبر کی پائنتی کی طرف رکھے اگر میت مرد کی ہو اور اگر عورت کی ہو تو قبر کے آگے رکھے اور صبر کے ساتھ آہستہ آہستہ تین مرتبہ اٹھاتے ہوئے اور رکھتے ہوئے قبر کی طرف منتقل کرے تاکہ میت اپنی تیاری کرلے چونکہ قبر میں عظیم اور ہولناک مقامات آتے ہیں اور تیسری دفعہ آہستہ آہستہ مرد کی میت کو پائنتی کی طرف سے سر کے بل قبر میں اتارے اور عورت کی میت کو قبر کی عرض سے اتارے اور جو شخص میت کو قبر میں اتر کر پکڑ رہا ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ برہنہ سر ہو بٹن کھلے ہوں باطہارت ہو اور اعزاء و اقارب کا قبر میں اترنا مکروہ ہے لیکن عورت کی میت پکڑنے کے لئے اس کا رشتہ دار ہی اترے چونکہ وہ محرم ہے اور مستحب ہے کہ میت کو پکڑتے وقت یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِیْمَاناً بِکَ وَتَصْدِیْقاً بِکِتَابِکَ ھٰذَا

مَاوَعَدنَا اللّٰہُ وَرَسُولُہٗ وَ صَدَقَ اللّٰہُ وَ رَسُولُہٗ اَللّٰھُمَّ زِدْنَا اِیمَاناً وَتَسلِیماً۔

۱۰۱۳۔ پنجم: میت کو قبر میں اتارنے کے بعد سر اور پاؤں کی طرف سے کفن کی گرہیں کھول دی جائیں اور اس کا رخسارہ مٹی کے ساتھ لگا دیا جائے اور میت کے ساتھ تربت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام رکھی جائے اور اس کو شہادتین اور اسماء آئمہ طاہرین کی تلقین پڑھائی جائے اور اس کے لئے دعا مانگی جائے اور لحد کو اس طرح بند کیا جائے کہ مٹی میت کی طرف نہ گرنے پائے اور پھر دفن کرنے والا میت کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے پائنتی کی طرف سے باہر نکلے اور حاضرین ہاتھ کی پشت سے قبر پر مٹی ڈالیں اور ساتھ یہ کہتے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور مکروہ ہے کہ رشتہ دار اس عمل میں شریک ہوں اور قبر کو مٹی سے بند کرے اور قبر ہی کی مٹی اس پر ڈالی جائے۔ اور باہر کی مٹی نہ ڈالے اور مستحب ہے کہ قبر کو چار انگشت کشادہ کے برابر بلند کرے اور قبر کو چوکور اور سطح دار بنائے۔ اور اس پر اس طرح پانی چھڑکے کہ روبقبلہ ہو اور اس کی طرف سے ابتداء کرے اور پاؤں کی طرف چلتا آئے پھر قبر کی دوسری جانب گھوم جائے اور بچا ہوا پانی قبر کے وسط میں گرا دے اور حاضرین اپنے ہاتھ قبر پر رکھ کر اس میت کے لئے طلبِ رحمت کریں اور ان کلمات کے ساتھ دعا مانگیں۔

اَللّٰھُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَیْہِ وَاصْعَدْ بِرُوحِہٖ وَلَقِّہٖ مِنْکَ رِضْوَاناً وَاَسْکِنْ قَبْرَہٗ مِنْ رَحْمَتِکَ مَاتُغْنِیہِ بِہٖ مِنْ رَحْمَتِہٖ مَنْ سِوَاکَ۔

اور لوگوں کے چلے جانے کے بعد ولی میت یا اس کی اجازت سے کوئی دوسرا آدمی با آواز بلند دوبارہ تلقین پڑھے اور مکروہ ہے قبر پر عمارت بنائے۔ سوائے انبیاءؑ و اوصیاءؑ کی قبور کے چونکہ ان کی تعمیر موجب ثوابِ عظیم واجر جمیل ہے۔ اس طرح قبروں پر بیٹھنا اور ان کو چونا مٹی سے پختہ کرنا اور مٹ جانے کے بعد ان کی تجدید کرنا بھی مکروہ ہے اور ساج کی لکڑی قبر میں، فرش بنانا مکروہ ہے مگر بوقتِ ضرورت مثلاً زمین گیلی ہو۔

اور قبور کے پاس ہنسنا اور بول و براز کرنا بھی مکروہ ہے دو میتوں کو ابتداً ایک قبر میں دفن کرنا مکروہ ہے مگر بوقت مجبوری مکروہ نہیں۔ جیسا کہ جنگ احد کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے انصار نے کیا۔ لیکن اگر ایک قبر اس نیت سے کھودے کہ اس میں دونوں میتوں کو یکجا دفن کرے تو اجماعاً حرام ہے۔ اور ایک میت کو دوسرے شہر منتقل کرنا مکروہ ہے مگر مشاہد مشرفہ اور مقامات مقدسہ کی اگر وصیت نہ ہو تو اظہر یہ ہے کہ دفن کرنے کے بعد منتقل کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اگر وصیت ہو تو جائز

ہے چاہے اس جگہ پر بقصد امان دفن کیا ہو یا نہ۔ اور مستحب ہے کہ اہلِ میت کو تعزیت کرے اور ان کو صبر کی ترغیب دے اور قضا الٰہی پر راضی ہونے کی نصیحت کرے یہ دفن سے قبل اور بعد دونوں حالتوں میں مستحب ہے۔

اور یہ کہ میّت کی وفات سے تین روز تک لوگوں کا اجتماع ہو اور مستحب ہے کہ میت کے اہل کو کھانا کھلایا جائے اور میت کی طرف سے صدقہ وہدیہ دعاء واستغفار کی جائے۔

متعلقہ مسائل

۱۰۱۴۔ مرد کو مرد ہی غسل دے اور عورت کو عورت غسل دے مگر تین سال کا برہنہ بچہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے اور جائز ہے کہ اس کو عورت غسل دے اور مرد بھی تین سالہ برہنہ بچی کو غسل دے سکتا ہے۔

۱۰۱۵۔ اگر عورت کی میت کو غسل دینے کے لئے عورتیں موجود نہ ہوں تو اس کے محرم رشتہ دار مرد جن کا نکاح نسب و یا سبب یا رضاعت کی وجہ سے اس کے ساتھ حرام ہے کپڑوں کے اوپر سے غسل دے سکتے ہیں اور اگر محرم موجود نہ ہوں تو مسلمان مرد سے ہدایات لے کر اہلِ کتاب عورت اس کو غسل دے سکتی ہے۔

۱۰۱۶۔ اگر مرد کو غسل دینے کے لئے مرد موجود نہ ہوں تو مسلمان عورت کی تعلیم کے متعلق اہلِ کتاب مرد اس کو غسل دے سکتا ہے۔

۱۰۱۷۔ اگر مسلمان کو غسل دینے کے لئے کوئی مرد حتّیٰ کہ اہلِ کتاب بھی موجود نہ ہوں اور محرم عورتیں بھی نہ ہوں تو اسکو بلا غسل دفن کیا جا سکتا ہے اور یہی حکم مسلمان عورت کے لئے بھی ہے اگر اس کو غسل دینے کے لئے عورتیں یا محرم مرد موجود نہ ہوں۔

۱۰۱۸۔ غسل دینے کے متعلق مرد و عورت کی مندرجہ بالا مماثلت شوہر اور زوجہ کے لئے نہیں ہے ان میں سے ہر ایک دوسرے کو برہنہ بھی غسل دے سکتا ہے بلکہ غیروں سے اولیٰ ہے۔

۱۰۱۹۔ خنثیٰ مشکل کو اس کے محرم ہی غسل دیں گے اور اگر محرم موجود نہ ہوں تو اس کو بلا غسل ہی دفن کیا جائے گا۔

۱۰۲۰۔ حالتِ احرام میں مرنے والا شخص تمام احکام میں محل (یعنی حالتِ احرام میں نہ ہونے والے) کی

مانند ہے مگر اس کے غسل اور حنوط میں کافور استعمال نہیں کیا جائے گا۔ چونکہ کافور خوشبو کی ایک قسم ہے۔

۱۰۲۱۔ چیچک زدہ اور جلا ہوا شخص جس کو مس کرنے میں گوشت اور بالوں کے بکھر جانے کا خوف ہو اس کو ہاتھ سے مس کئے بغیر پانی ڈال کر غسل دیا جائے گا اور اگر پانی ڈالنے سے بھی یہی خوف ہو تو اسکو ہر غسل کے بدلے تیمم کرایا جائے گا۔

۱۰۲۲۔ جو شخص شرعی طور پر واجب القتل ہو یا تلوار سے یا سزائے رجم سے چاہے مرد ہو یا عورت اس کو چاہیئے کہ پہلے خود ہی غسل کرے اور حنوط لگائے اور پھر اس کو قتل کر کے کفن پہنا کر اور نمازِ جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا جائے۔

۱۰۲۳۔ جو شخص میدانِ جنگ اور جہاد میں جو آنحضرت صلعم یا کسی بھی معصوم امام یا اسکے نائب خاص کے حکم سے مارا جائے اور اس میں کچھ جان باقی ہو اس کو غسل حنوط، کفن دیا جائے۔ اور نمازِ جنازہ بھی پڑھی جائے مگر اس سے پوستین موزے اتار لئے جائیں گے اور اگر میدانِ جنگ میں ہی اس کو موت آجائے تو نہ غسل دیا جائے گا نہ کفن بلکہ اس کو خون آلود کپڑوں میں ہی نمازِ جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا جائے گا لیکن اگر وہ برہنہ ہو تو بالاتفاق اس کو کفن بھی دیا جائے گا۔

۱۰۲۴۔ گرا ہوا بچہ جو کم از کم چار ماہ کا ہو اور جسمانی طور پر پورا ہو تو اس کو غسل و کفن و حنوط کے بعد دفن کر دیا جائے اور اس پر نمازِ جنازہ واجب نہیں اور اگر پورا جسم نہ بنا ہو اور چاہ ماہ سے کم ہو تو کسی کپڑے میں لپیٹ کر بلا غسل و حنوط اس کو دفن کر دیا جائے گا۔

۱۰۲۵۔ اگر میت کا سینہ ملے تو اس کو غسل و کفن و نماز کے بعد دفن کر دیا جائے گا۔ اور اگر میت کا بعض حصہ ملے جس میں سینہ شامل نہ ہو تو اگر اس میں ہڈی نہ ہو بلکہ صرف گوشت ہو تو کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں اور اگر صرف ہڈی ہو تو احوط یہ ہے کہ اس کو غسل و کفن دے کر دفن کر دیا جائے۔

۱۰۲۶۔ زوجہ چاہے دائمی عقد کی وجہ سے یا عقد منقطع کی وجہ سے صغیرہ ہو یا کبیرہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ، آزاد ہو یا کنیز، فرمانبردار ہو یا نافرمان، تمام صورتوں میں اس کا کفن اس کے شوہر پر واجب ہے اس طرح غلام کا کفن مالک پر واجب ہے مگر باقی لوگ جن کا نفقہ واجب ہے ان کا قیاس ان پر نہیں کیا جاسکتا اور کوئی فرق نہیں کہ غلام چاہے مکمل غلام ہو یا مدبر اور مکاتب مشروط یا مطلق۔ لیکن اگر آزاد کردہ ہو تو جس قدر آزاد ہو گا اسی قدر اس کا نفقہ مالک سے ساقط ہو گا اور کفن وغیرہ بھی غلامی کی نسبت پر ہی ہو یعنی اگر نصف آزاد ہو تو مالک پر نصف اخراجات کفن ہوں گے اور اگر ۱/۳ آزاد ہو تو ۲/۳ ہی اخراجات کفن واجب ہوں گے۔

۱۰۲۷۔ زوجہ کے کفن کے واجب حصے شوہر کے اصل مال سے نکالے جائیں گے جو شوہر کے دیگر واجبات کی طرح واجب ہیں اور کفنِ زوجہ وصیت اور قرضہ پر مقدم ہے۔ اور مستحب حصے اسکے ترکہ کے ۱/۳ حصہ سے لئے جائیں گے بشرطیکہ شوہر نے اس کے متعلق وصیت کی ہو۔

۱۰۲۸۔ اگر مرنے والا اپنی کفن کی قیمت کا مالک نہیں تھا اور اس کے پاس کفن کے لئے کوئی کپڑا نہ ہو تو مسلمانوں پر اس کو کفن دینا واجب نہیں اگر کوئی مسلمان کفن نہ دے سکتا ہو تو اس کو برہنہ دفن کیا جائے گا۔ چونکہ مسلمانوں پر صرف یہ واجب کفائی ہے کہ میت کو کفن پہنا دیں نہ یہ کہ کفن مہیا کریں اس طرح تجہیز کے باقی لوازمات پانی، بیری کے پتے، کافور وغیرہ ہاں البتہ زکوٰۃ سے ان کو خریدنا جائز ہے بلکہ علیٰ الاحوط واجب ہے جبکہ میت اس کا مستحق ہو۔

۱۰۲۹۔ میت کے تمام واجبات قرضے حتیٰ کہ خمس، زکوٰۃ اور واجب کفن اور واجب تجہیز کے لوازمات اس کے اصل مال سے لئے جائیں گے۔ چاہے اس نے وصیت کی ہو یا نہ۔

۱۰۳۰۔ اگر میت کی جلد یا بال یا انگلی یا کوئی ناخن وغیرہ یعنی اجزائے بدن گر جائیں تو ان کو کفن میں رکھ کر اس کے ساتھ دفن کر دیا جائے۔

۱۰۳۱۔ اگر حاملہ عورت بمعہ حمل کے مر جائے تو واجب ہے کہ اس کے پیٹ کو چاق کر کے بچے کو نکال لیا جائے پھر چاق شدہ جگہ کو سی کر اس کو غسل و حنوط و کفن و دفن کا انتظام کر دیا جائے اور نمازِ جنازہ بھی پڑھی جائے۔

۱۰۳۲۔ اگر حاملہ عورت کا صرف پیٹ میں ہونے والا بچہ مر جائے اور اگر ممکن ہو تو مردہ بچے کو صحیح سالم پیٹ سے نکال لیا جائے تو یہ واجب ہے اگرچہ بچے کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے سے ہی نکالنا ممکن ہو تو ماں کی حفاظت کے لئے ایسا کرے اگر کوئی قابل دائی اس کام کے لئے میسر ہو تو درست ورنہ بوقت مجبوری محرم مرد ہی اس کام کو بجا لائیں گے اور اگر محرم مردوں سے یہ کام ممکن نہ ہو تو اجنبی مرد اس کو بجا لائے اگرچہ وہ طبیب نہ ہو مگر طبیب دوسروں پر مقدم ہو گا۔

نمازِ ہدیۂ میت

۱۰۳۳۔ جس شب کو میت کو دفن کیا جائے اس رات مستحب ہے کہ میت کے لئے نمازِ ہدیہ پڑھی جائے اور اس کا طریقہ بروایتے اس طرح ہے کہ دو رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد ایک

دفعہ آیت الکرسی اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد دس دفعہ سورہ انا انزلنا پڑھے اور نماز پڑھنے کے بعد یوں کہے:

اللهم صل علی محمد وال محمد وابعث ثوابها الی قبر فلان۔

اور اس قسم کی چالیس نمازیں میت کے لئے ہدیہ کرے۔ بقصد قربت جیسا کہ مشہور ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ ایک ہی آدمی چالیس مرتبہ یہ نماز پڑھ لے۔

۱۰۳۴۔ اگر میت کو دوسری جگہ مثلاً مقامات مقدسہ کی طرف منتقل کیا جائے تو نماز وحشت یا نماز ہدیہ اسی رات کو پڑھی جائے جو میت دفن کرنے کی پہلی رات ہو۔

۱۰۳۵۔ میت پر رونا اگرچہ آواز کے ساتھ ہو حرام نہیں بلکہ جائز اور راجح ہے خصوصاً جبکہ دل کو تسکین دیتا ہو اور سوزش قلب کو روکتا ہو۔ چاہے مرنے والا رشتہ دار ہو یا غیر۔ لیکن اگر قضاء الہیٰ پر ناراضگی کی وجہ سے صادر ہو یا اس سے پیوستہ ہو تو حرام ہے اور جو یہ روایت نقل کی جاتی ہے کہ میت کو رونے سے اس کو قبر میں اذیت ہوتی ہے یہ ایک بے اصل حدیث ہے۔ بے صبری اور جزع و فزع کی وجہ سے گریہ کرنا گو حرام نہیں مگر اجر و ثواب سے محرومی کا باعث ہے اگر قضاء پر عدم رضا کی وجہ سے ہو تو حرام ہے۔

۱۰۳۶۔ میت پر غم کرتے ہوئے منہ پر طمانچہ مارنا، بال نوچنا، خراش لگانا، کپڑے پھاڑنا حرام ہے لیکن باپ اور بھائی کی موت پر کپڑے پھاڑنے میں کوئی حرج نہیں اگر عورت مصیبت میں اپنے بال نوچے تو ماہ رمضان کا کفارہ ہو گا اور اگر بال اکھیڑے تو قسم کا کفارہ ہو گا اور اگر اپنے چہرے پر خراش ڈالے تو بھی یہی کفارہ ہو گا اور اگر کوئی مرد اپنے بیٹے یا بیوی کی موت پر کپڑے پھاڑے تو بھی قسم کا کفارہ ہو گا اور دس مسکینوں کو کھانا اور لباس دینا پڑے گا یا ایک مومن غلام آزاد کرنا پڑے گا۔

۱۰۳۷۔ میت پر نثر یا نظم میں نوحہ پڑھنا حرام نہیں اگر وہ کذب پر مشتمل نہ ہو اور ہلاکت اور بربادی کے مفہوم پر مشتمل نہ ہو اور بلاشرط اس پر اجرت لینا بھی جائز ہے۔

۱۰۳۸۔ مومن مرد یا عورت کی قبر کو کھودنا جائز نہیں چونکہ اس میں ہتک حرمت ہے حتیٰ کہ اگرچہ وہ مجنون یا بچہ ہو لیکن اگر یہ یقین ہو جائے کہ لاش بالکل ختم ہو گئی ہے کہ کچھ بھی اس میں باقی نہیں رہا تو جائز ہے مگر اس کے متعلق گمان کافی نہیں بلکہ یقین حاصل کرنا ضروری ہے۔

۱۰۳۹۔ اگر کفن پہنانے کے بعد میت کو نجاست لگ جائے یا کفن پر نجاست لگ جائے تو اس کو دھو دیا جائے اور اگر قبر میں اتارنے کے بعد کفن پر نجاست لگی ہو تو کفن کا نجس حصہ کاٹ دیا جائے بشرطیکہ نجاست اتنی وسیع نہ ہو کہ میت کا بدن ظاہر ہو جائے اس صورت میں یا کفن دھویا جائے یا

تبدیل کیا جائے۔

چند ضروری مسائل

قبر کھودنے کی حرمت سے بہت سی صورتیں مستثنیٰ ہیں جن میں بعض یہ ہیں۔

اول:

اگر میت کو بلا غسل یا ناقص غسل کے ساتھ دفن کیا گیا ہو یا اس کا غسل صحیح نہ ہو تو اس کا تدارک کرنے کے لئے قبر کھودی جا سکتی ہے۔

دوم:

اگر میت کو بلا کفن یا غصبی یا ناجائز کفن کے ساتھ دفن کیا جائے مثلاً حرام گوشت حیوان کے چمڑا میں یا ریشم میں کفن دیا گیا ہو تب بھی قبر کھود کر قبر بدلنا واجب ہے۔

سوم:

اگر میت کو غصبی جگہ یا کفار کے مقبرہ میں یا بغیر قبلہ رخ کئے دفن کیا جائے یا اس کے ساتھ کوئی کافر دفن ہو یا میت کو کسی گٹر یا گھورے پر دفن کیا جائے جہاں اس کی ہتک حرمت ہو۔

چہارم:

اگر کسی ایسے شرعی حق کو ثابت کرنا مقصود ہو جو میت کو دیکھنے پر موقوف ہو یا اس صورت میں قبر کھودنا ضروری ہو۔

پنجم:

اگر ولی کی اجازت کے بغیر دفن کیا گیا ہو جہاں اس نے وصیت نہیں کی تھی۔

ششم:

اگر اس نے وصیت کی ہو کہ اس کی لاش کو مقامات مقدسہ کی طرف منتقل کیا جائے اور وصیت معلوم نہ ہونے یا غفلت برتنے کی وجہ سے یا بھول جانے یا عمداً وصیت کی مخالفت کر کے اس کو اس

کے شہر میں دفن کیا گیا ہو۔

ہفتم:

اگر خوف ہو کہ کسی دشمنی یا درندہ یا سیلاب وغیرہ کی وجہ سے اس کی لاش یہاں سے نکال لی جائے گی یا ہر ایسی صورت میں جہاں قبر کھودنے کے بارے میں شرعی رجحان موجود ہو اور ہتک حرمت کا سبب نہ ہو۔

۱۰۴۰۔ اگر میت کو نماز جنازہ کے بغیر یا ناقص نماز جنازہ کے ساتھ دفن کر دیا گیا ہو تو اس صورت میں قبر کھودنا جائز نہیں بلکہ قبر پر ہی دوبارہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

۱۰۴۱۔ اگر مالک کی اجازت اور رضامندی کے بغیر میت کو کسی جگہ دفن کر دیا گیا ہو تو مالک کے لئے جائز نہیں کہ قبر کھودنے کا حکم دے لیکن اگر کسی اور وجہ سے میت ظاہر ہو جائے مثلاً سیلاب یا درندے یا کفن چور کے کھودنے سے تو مالک دوبارہ وہاں لاش دفن کرنے سے روک سکتا ہے۔

۱۰۴۲۔ زوجہ یا اولاد و اقارب سے کسی کی موت کو چھپانا نہیں چاہیئے۔

۱۰۴۳۔ مومن کے لئے ضروری ہے کہ اپنا کفن تیار رکھے اور گھر میں رکھے اور اس پر اکثر و بیشتر نگاہ کرتا رہے اسی طرح زندگی اور صحت میں اپنی قبر تیار رکھنا چاہیئے۔ اور روزانہ قبر کی دیکھ بھال کرے اور اس میں قرآن مجید کی تلاوت کرتا رہے۔

۱۰۴۴۔ مومن کے دفن کے لئے زمین کا عطیہ دینا مستحب ہے اسی طرح مومن کو کفن کا عطیہ دینا اگرچہ وہ خود مالدار ہو مستحب ہے چونکہ بموجب حدیث جو کسی مومن کو کفن دے کہ گویا اسکے لئے اتنا ثواب ہے کہ قیامت تک اس نے اس کے لباس مہیا کرنے کی ضمانت دے دی ہو۔

۱۰۴۵۔ کسی مومن کی قبر خود کھودنا یا مومن کو غسل دینا مستحب ہے چونکہ بموجب حدیث جو کسی مومن کی میت کو غسل دے گا خدا اس کو گناہوں سے اس طرح دھو دے گا گویا کہ وہ شکم مادر سے پیدا ہوا ہو۔

غسل مس میت کا بیان

۱۰۴۶۔ جو کسی انسان کی میت کے ٹھنڈا ہونے کے بعد اس کو مس کرے اور مس کرنا تینوں واجب غسلوں سے پہلے ہو تو مس کرنے والے پر غسل مس میت واجب ہے چاہے میت صغیر ہو یا کبیر ہو

مسلم ہو یا کافر اور چاہے مس کرنا اختیار ہو یا بامر مجبوری اور چاہے بیداری میں ہو یا نیند کی حالت میں اور چاہے مس کرنے والا عاقل ہو یا دیوانہ یا چھوٹا لیکن اگر صغیر باتمیز ہو اور غسل کرے تو اس کا غسل صحیح ہے ورنہ اس کے بلوغ اور باتمیز ہونے تک انتظار کیا جائے۔ اور غسل مس میت کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔

۱۰۴۷۔ اگر انسان مر جائے اور اس کا سارا بدن ٹھنڈا نہ ہوا ہو اگرچہ بعض حصہ ٹھنڈا ہو گیا ہو تو مس کرنے والے پر غسل واجب نہیں ہے۔ اسی طرح اس میت کے تینوں واجب غسل مکمل کر دیئے جائیں تب بھی مس کرنے والے پر غسل واجب نہیں ہوگا اور اگر اسکے بعض غسل مکمل ہو گئے ہوں تو مس کرنے والے پر غسل واجب ہوگا مثلاً اگر میت کا سر دھویا جا چکا ہو تب بھی ان کو مس کرنے والے پر غسل مس میت واجب ہوگا چونکہ میت کے تینوں غسل مکمل نہیں ہوئے۔

۱۰۴۸۔ میت کا کپڑا چھونے سے غسل مس میت واجب نہیں اگرچہ وہ تر ہو اسی طرح میت کے بال یا ناخن کو مس کرنے سے بھی غسل واجب نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر میت کا بال مس کرنے والے کے بال سے لگ جائے یا دونوں کے ناخن آپس میں لگ جائیں مگر ناخن کے متعلق اشکال ہے اور غسل کرنا احوط ہے۔ لیکن اگر کوئی میت کی ایسی ہڈی کو مس کرے جو گوشت سے خالی ہو تو احتیاط شدید یہ ہے کہ اس پر غسل واجب ہوگا اسی طرح میت کے فضلات مثلاً پسینہ یا خون یا میل یا بول و براز کو مس کرنے سے بھی غسل واجب نہیں ہوتا۔

۱۰۴۹۔ انسان کے بدن سے اگر کوئی ٹکڑا کٹ جائے چاہے وہ زندہ ہو یا مردہ اگر وہ ٹکڑا ٹھنڈا ہو جائے تو مس کرنے والے پر غسل واجب ہوگا بشرطیکہ وہ ٹکڑا ہڈی پر مشتمل ہو اگرچہ وہ خود مس کرے جس کا ٹکڑا کٹا ہے اور اگر صرف ہڈی ہو تو احوط یہ ہے کہ اس کو مس کرنے سے بھی غسل واجب ہوگا۔ خصوصاً جبکہ اس پر ایک سال کا عرصہ نہ گزرا ہو اسی طرح دانت اگر کافی گوشت پر مشتمل ہو تو احوط ہے کہ غسل کرے اگر وہ زندہ سے جدا ہو اور اگر اس کے ساتھ تھوڑا سا گوشت ہو تو غسل واجب نہیں ہے اور اگر میت سے دانت جدا ہو جائے اور گوشت سے خالی ہو تو احوط یہ ہے کہ مس کرنے والا غسل کرے۔

۱۰۵۰۔ شہید کو مس کرنے سے غسل واجب نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی رجم یا قصاص سے قتل کیا جائے اور وہ قتل ہونے سے قبل غسل کر چکا ہو تو اس کو مس کرنے پر غسل واجب نہیں ہوگا نیز مردہ حیوان یا اس انسان کو چھونے سے جس کی موت مشکوک ہو یا سرد ہونا مشکوک ہو یا شک ہو کہ جس کو مس کیا جا رہا ہے کہ اس کو مس کرنے سے غسل واجب ہے یا نہیں اسی طرح نوزائیدہ بچے کی کٹی ہوئی ناف کو مس کرنے سے بھی غسل واجب نہیں ہے۔

۱۰۵۱۔ اگر انسان کا کوئی عضو خشک ہو جائے اور انسان سے متصل ہونے کے باوجود بے حس اور مردہ ہو جائے تو اس کو مس کرنے والے پر غسل مس میت نہیں ہے حتیٰ کہ اگر کٹ جائے اور جدا نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ معلق ہو اگر تھوڑے سے چمڑے کے ساتھ ہی ہو تو اس پر غسل واجب نہیں ہے اور اگر جدا ہو جائے تو مس کرنے پر غسل واجب ہو گا۔

۱۰۵۲۔ مس میت حدث اکبر نہیں ہے بلکہ وہ حدثِ اصغر کے حکم میں ہے۔ اور ناقض وضو ہے۔ اور غسل سے قبل وہ عزائم اربعہ پڑھ سکتا ہے اور مساجد و مشاہد مشرفہ میں داخل ہو سکتا ہے اور وہاں ٹھہر سکتا ہے اور اگر عورت نے مس کیا ہو تو اس سے وطی جائز ہے اس حدث میں اور دیگر قسم کے حدث اصغر میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مگر یہ کہ اس کا غسل واجب ہے اور اس کا طریقہ غسل جنابت کی طرح ہے مگر اس کے ساتھ وضو کرنا ہو گا جبکہ غسل جنابت کے ساتھ وضو نہیں کرنا پڑتا۔

مستحب غسل کا بیان

۱۰۵۳۔ مستحب غسل کی اقسام میں ایک غسل روز جمعہ ہے۔ اس کی فضیلت میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں اور یہ مستحب مؤکد ہے۔ بلکہ بعض علماء اس کے وجوب کے قائل بھی ہوئے ہیں جیسا کہ شیخ صدوق اور شیخ بہاؤالدین عاملی سے نقل کیا گیا ہے چونکہ بعض احادیث میں اس کو وجوب سے بھی تعبیر کیا گیا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ غسل جمعہ ہر مذکر و مؤنث آزاد و غلام پر واجب ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ روز جمعہ غسل کرنا واجب ہے اور تیسری حدیث میں ہے کہ معصوم علیہ السلام سے غسل جمعہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو امام نے فرمایا وہ ہر مذکر و مؤنث انسان اور آزاد و غلام پر واجب ہے اور بعض میں وارد ہوا ہے کہ جمعہ کا غسل کرے اور اگر بھول جائے اور وقت نماز باقی ہو تو غسل کر کے نماز کا اعادہ کرے ویسے اس کی نماز درست ہے اور اظہر یہ ہے کہ یہ غسل مستحب موکد ہے اور تاکید کے سبب اس کو وجوب سے تعبیر کیا گیا ہے جیسا کہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو بھی بعض احادیث میں وجوب سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کی نظیر میں کافی احادیث ہیں بعض احادیث میں ہے کہ غسل جمعہ طہارت ہے اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک گناہوں کا کفارہ ہے اور ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک طہارت ہے اس کے علاوہ بہت سی احادیث متواترہ میں غسل جمعہ کی فضیلت کا ذکر موجود ہے۔ اور اس کا اجر و ثواب مذکور ہے اور مومن کو یہ غسل ترک

نہیں کرنا چاہیئے۔ البتہ اگر معذور ہو تو بناء بر بعض احادیث ہفتہ کے دن قضا کرے اگر جمعہ کے روز غسل کرنا بھول جائے یا عمداً ترک کرے یا اسکو علم یا ظن ہو کہ وہ سفر یا پانی کی کمیابی کی وجہ سے غسل نہیں کر سکے گا تو جمعرات یا شب جمعہ کو اس کی قضاء کرے۔

اور اس کا وقت صبح صادق کے طلوع سے لے کر زوال تک ہے اور جس قدر زوال سے قریب تر ہو گا افضل ہو گا اور اگر جمعرات یا شب جمعہ کو غسل کرے اور پھر جمعہ کے روز بھی غسل میسر آجائے تو اس کو از سر نو کرنا مستحب ہے اور ہفتہ کے باقی ایام میں اس کی قضاء کرنا جائز نہیں ہے۔ اگرچہ بعض نے یہ احتمال پیش کیا ہے۔

۱۰۵۴۔ جاننا چاہیئے کہ بعض غسل زمانی ہیں اور بعض مکانی اور بعض فعلی۔

غسل فعلی کی دو قسمیں ہیں کسی گزرے ہوئے فعل کا غسل اور کسی آئندہ آنے والے فعل کا غسل گویا غسل کی چار قسمیں ہیں قسم اول مثلاً غسل جمعہ اور ماہ رمضان کی پہلی رات کا غسل اور رمضان کے پہلے دن ٹھنڈے پانی میں بیٹھے مگر جاری پانی میں بیٹھنا افضل ہے اور اپنے سر پر تیس چلو پانی ڈالے اور رمضان کی پندرہ اور سترہ، انیس، اکیس، تئیس کا غسل مستحب ہے بلکہ اس تاریخ کو دو غسل مستحب ہیں۔ ایک دن کے ابتدائی حصہ میں اور دوسرا آخری حصہ میں اور رمضان کے آخری عشرہ کی ہر رات کو غسل اور عید الفطر کی رات اور عید الضحیٰ کے دن کا غسل۔ ان دونوں کے غسلوں کا وقت طلوع فجر سے لے کر زوال تک ہے اور مستحب ہے کہ بسم اللہ پڑھے اور غسل کا ارادہ کرتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِیْمَاناً بِکَ وَتَصْدِیْقاً بِکِتَابِکَ وَاتِّبَاعَ سُنَّةِ نَبِیِّکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ۔

اور فراغت پانے کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ کَفَّارَةً لِذُنُوْبِیْ وَطَھِّرْ بَدَنِیْ اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّیَ الدَّنَسَ۔

اور ان میں سے ماہ رجب کی پہلی رات کا غسل ہے اور اسی طرح وسط رجب اور آخر رجب کی رات اور دن کا غسل اور پندرہ شعبان کی شب اور یوم المبعث کا غسل جو کہ ستائیں رجب کو ہے اور یوم ترویہ یعنی آٹھ ذی الحجہ کا غسل اور نو ذی الحجہ کا غسل اور ان میں سے ایک روز غدیر کا ہے۔ جو کہ اٹھارہ ذی الحجہ کو ہے اور یوم مباہلہ کا غسل ہے اور اس روز کا غسل جس روز جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے حالت رکوع میں انگوٹھی کا صدقہ دیا اور وہ چوبیس یا پچیس ذی الحجہ ہے اور ان میں سے نوروز کا غسل جس دن سورج برج حمل میں داخل ہوتا ہے اس یوم جناب امیر المؤمنین علیہ السلام ظاہری خلافت پر مسند نشین ہوئے اور یوم دحوالارض کا غسل یعنی روز زمین بچھائی گئی اور یہ پچیس ذی العقدہ کو ہے اور ہر شبِ جمعہ کا غسل ہے۔ قسم دوم غسلِ مکانی وہ مندرجہ ذیل صورتوں میں ہوتا ہے۔

آئمہ معصومین علیہم السلام کے مزارات مقدسہ میں داخل ہونے کے لئے اور ان کی زیارت کے لئے اور مسجد نبوی میں داخل ہونے کے لئے اور آنحضرت صلعم کی زیارت پڑھنے کے لئے اور حرم اور مکہ معظمہ اور مسجد الحرام اور کعبہ معظمہ میں داخل ہونے کے لئے۔

تیسری قسم:۔ غسل فعلی اس کے بعض احکام گزر چکے ہیں اور یہ چھپکلی کو قتل کرنے والے کے لئے ہے۔ اور میت کو غسل دینے والے کے لئے ہے اور جو شخص کسی مسلمان کو پھانسی پر لٹکتا ہوا دیکھے تو واپس آکر غسل کرے اور ایک قول ہے کہ اگر پھانسی پانے والا مظلوم ہو تو اس کو دیکھنے والے کے لئے غسل کرے اگرچہ اسی روز دیکھے اور اگر اس کو برحق پھانسی دی گئی ہو تو تین روز بعد دیکھنے کے لئے جانے کے لئے غسل ہے۔

نیز اگر کوئی نماز آیات ادا کرنے میں کوتاہی کرے اور چاند یا سورج پورے کسوف و خسوف کی زد میں آئے ہوں تو اس کوتاہی کرنے والے کو غسل کرنا چاہیئے۔

چوتھی قسم:۔ وہ غسل جو کسی کام کا ارادہ کرتے وقت کئے جائیں وہ مندرجہ ذیل ہیں کسی معصوم امام کی زیارت کا ارادہ کرنے والے کا غسل چاہے وہ مزار مقدس کے قریب زیارت پڑھے یا دور سے پڑھے

جناب امام حسین علیہ السلام کی تربت مقدسہ بطور دوا لینے والے کا غسل۔

سفر کا ارادہ کرنے والے کا غسل، نماز استسقاء پڑھنے کے لئے پہلے غسل کفر اور فسق و فجور سے توبہ کرنے والے کا غسل اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی مظلومیت کی شکایت اور کسی ظالم کے ظلم کی نشہ آور چیز مثلاً شراب وغیرہ کو پینے والا سو کر اٹھے تو غسل کرے اگرچہ نشہ آور چیز کا استعمال اپنے مقام پر حرام ہے۔ اگر عورت اپنے شوہر کے علاوہ کسی غیر کے لئے خوشبو استعمال کرے تو اس کے لئے غسل ہے چونکہ حدیث میں ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کے علاوہ کسی غیر کے لئے خوشبو لگاتی ہے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک وہ غسل جنابت کی طرح غسل نہ کرے۔

نوزائیدہ بچے کا غسل جو تین روز یا ایک ہفتہ تک دیا جاسکتا ہے۔

فریاد کرنے والے کا غسل جیسا کہ مذکور ہے کہ اس موقعہ پر غسل کرے اور نماز پڑھے اور ظلم کی فریاد کرے عمرہ و حج کے لئے احرام باندھنے کا غسل اگر ہم اس کے وجوب کے قائل ہوں۔ طواف حج و طواف عمرہ یا طواف النساء کرنے والے کے لئے غسل اور اعمال حج میں عرفات اور مشعر میں وقوف کا غسل اور قربانی کے ذبح کرنے کا غسل، سر منڈنے کے لئے غسل اور نماز استخارہ یا استخارہ کے لئے غسل اور عمل ام داؤد شروع کرنے کے لئے غسل اور خواب میں کسی امام کی زیارت کرنے کا عمل کرنے کے لئے غسل، جیسا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس مقصد کے لئے تین شب غسل

کرے اور آئمہ سے مناجات کرے خواب میں ان کی ضرور زیارت ہو گی اور نماز حاجت کا غسل بعض علماء نے مستحب غسلوں کی تعداد ۴۷ اور بعض نے ۵۰ لکھی ہے اور بعض نے ساٹھ اور بعض نے ایک سو تک بیان کی ہے۔ اور اکثر کا ذکر گزر چکا ہے۔

۱۰۵۵۔ اگر مکلف پر متعدد غسل جمع ہو جائیں چاہے سب واجب ہوں یا مستحب یا بعض واجب اور بعض مستحب تو ایک ہی بنیت قربت بلا تعیین کافی ہو گا۔

اگرچہ بعض کا قصد کرے اور اگر غسل جنابت کا قصد کرے تو باقی غسلوں سے یہ کفایت کرے گا اور اگر غسل جنابت کا قصد کرے تو باقی غسلوں سے یہ کفایت کرے گا۔ اور اگر کسی اور غسل کا ارادہ کرے تو وہ غسل جنابت سے کفایت نہ کرے گا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

۱۰۵۶۔ اظہر یہ ہے کہ تمام بیان شدہ غسل جو کہ مستحب ہیں وضو سے کفایت نہیں کرتے اور افضل ہے کہ غسل سے قبل وضو کرے اور پھر غسل کرے۔

۱۰۵۷۔ اگر غسل سے معذور ہو تو تیمم تمام غسلوں سے کفایت کر سکتا ہے۔

"احکامِ تیمم"

تیمم مجبوری کی حالت میں ہونے والی طہارت ہے اور یہ اس وقت ہی واجب ہو گا جب پانی نہ مل سکے یا پانی تک رسائی ناممکن ہو یا مکلف کسی شرعی مجبوری کی وجہ سے پانی کے استعمال سے معذور ہو جیسا کہ آگے بیان ہو چکا ہے۔

۱۰۵۷۔ اول۔ پانی کا فقدان:

مکلف نماز واجب اور طواف واجب کے وضو کے لئے یا وضو یا غسل کے لئے پانی کافی نہ ہونے کی صورت میں تیمم کرے گا چاہے یہ فقدان شہروں میں ہو یا دیہاتوں میں یا صحراء میں۔

۱۰۵۹۔ اگر کوئی شخص کسی شہر یا گاؤں وغیرہ میں ہو تو اس پر واجب ہے کہ پانی طلب کرنے میں پوری پوری کوشش کرے اور محض مایوسی یا وقت کی تنگی کے وقت ہی تیمم کرے گا۔

۱۰۶۰۔ اگر کوئی صحراء میں ہو اور پانی ملنے کا احتمال ہو تو مکلف پر واجب ہے کہ چاروں طرف پانی کی تلاش میں تگ و دو کرے اگر زمین برابر ہو تو دو تیروں کی مسافت کی مقدار دوڑ دھوپ کرے اور اگر زمین

ناہموار یعنی درختوں، ٹیلوں اور پتھروں والی ہو تو ایک تیر کی مقدار دوڑ دھوپ کرنا واجب ہے۔

۱۰۶۱۔ اگر اس زمین میں پانی کے فقدان کا یقین ہو یا دو عادل گواہی دے دیں تو پانی کی طلب میں جانا مطلقاً ساقط ہے اور اگر چاروں اطراف میں کسی مخصوص طرف پانی کا فقدان یقینی ہو تو دوسری اطراف میں بھی طلب کے لئے جانا ساقط ہے۔ نیز اگر مقررہ شرعی مقدار سے زیادہ مسافت پر پانی کا وجود یقینی طور پر معلوم ہو تو وہاں تک رسائی کرنا واجب ہے البتہ اگر وقت نماز تنگ ہو تو پھر واجب نہیں۔

۱۰۶۲۔ پانی کی طلب میں کسی کو اپنا نائب بنا کر بھیجنا جائز ہے۔ بلکہ بعض حالات میں واجب ہے اور اگر اجرت دینے کی قدرت ہو تو اجرت پر نائب کو بھیجنا بھی واجب ہے لیکن نائب کے لئے شرط ہے کہ وہ عادل ہو البتہ اگر مجبور ہو تو پھر بقدر امکان یہ شرط واجب ہے نہ مطلقاً۔

۱۰۶۳۔ اگر وقت وسیع ہو تو واجب ہے کہ خود جائے یا نائب کو بھیجے لیکن وقت کی تنگی میں کسی کو بھیجنا واجب نہیں بلکہ تیمم ہی واجب ہے۔

۱۰۶۴۔ اگر وقت میں صرف اس قدر وسعت ہو کہ ایک یا دو طرف ہی پانی تلاش کیا جا سکتا ہے تو دوسری طرف طلب کرنا ساقط ہے۔

۱۰۶۵۔ اگر پانی کی طلب میں سستی کرے یہاں تک کہ وقت تنگ ہو جائے تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے نماز صحیح ہے اگرچہ سستی کرنے پر گنہگار ہوگا اور احوط ہے کہ قضاء کر لے۔

۱۰۶۶۔ اگر پانی کی تلاش کے بغیر ہی تیمم کر کے نماز پڑھ لے اور وقت بھی وسیع ہو تو نماز باطل ہے اور فی الوقت اس پر نماز کی قضاء واجب ہے یعنی اگر پانی مل جائے تو حسبِ ضرورت وضو یا غسل کرے اور اگر پانی نہ ملے تو تیمم کرے اگر وقت نکل چکا ہے تو اس پر واجب کی قضاء لازم ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔

۱۰۶۷۔ اگر اپنی عزت، مال یا نفس پر خوف ہو چاہے کسی قسم کا ہی کیوں نہ ہو پانی کی تلاش ساقط ہو گی۔

۱۰۶۸۔ اگر خوف بعض مخصوص اطراف میں ہو تو محض اسی طرف تلاش ساقط ہو گی نہ باقی اطراف میں لہٰذا اطراف میں وہ پانی کی تلاش کرے گا۔

۱۰۶۹۔ اگر کسی پر وضو اور غسل دونوں واجب ہوں تو اگر محض اس قدر پانی میسر ہو جو کسی ایک عمل کے لئے کافی ہو تو پہلے غسل کرے گا بشرطیکہ پانی اس کے لئے کفایت کرے اور وضو کے بدلے تیمم کرے ورنہ وضو کرے اور غسل کے بدلے تیمم کرے۔

۱۰۷۰۔ اگر اس کے بدن یا ایک ہی لباس پر ایسی نجاست لگی ہو جو نماز میں معاف نہیں ہے تو اگر اتنا پانی میسر ہو جو نجاست کی تطہیر کے لئے کافی ہو یا اس سے وضو اور غسل ہی ہو سکتا ہو تو اس صورت میں

نجاست کو پاک کرنا واجب ہے اور وضو یا غسل یا دونوں کے بدلے تیمم کرے گا۔

۱۰۷۱۔ دوم:

پانی تک رسائی میں دشواری

اگر پانی تو موجود ہو مگر اس تک رسائی حاصل کرنا شدید مشکل ہو مثلاً انسان شدید کمزور ہے یا کسی دشمن یا چور یا درندے کا خوف ہے تو اس صورت میں وضو یا غسل کا وجوب ساقط ہے اور نماز کے لئے تیمم واجب ہے۔

۱۰۷۲۔ اگر پانی کسی گہرے کنوئیں میں ہو جس تک پہنچنا ممکن نہ ہو یعنی پانی نکالنے کے وسائل میسر نہ ہوں تب بھی وضو یا غسل کا وجوب ساقط ہے۔

۱۰۷۳۔ اگر پانی خریدنا یا پانی نکالنے کے وسائل خریدنا یا عاریتہً مانگنا ممکن ہو تو واجب ہے اگرچہ قیمت زیادہ ہی کیوں نہ ہو لیکن اگر اس کو رقم کی ضرورت ہو تو پھر خریدنا ساقط ہے۔

پانی کے استعمال کا خوف

۱۰۷۴۔ اگر پانی کے استعمال سے یہ خوف ہو کہ اس کے بدن یا کسی عضو میں بیماری پیدا ہو جائے گی یا علاج مشکل ہو جائے گا یا شفاء دیر سے ہو گی یا مرض بڑھ جائے گا یا ناقابلِ برداشت سردی ہے تو اس ان حالات میں تیمم واجب ہو گا۔

۱۰۷۵۔ مانگ کر پانی حاصل کرنا واجب نہیں لیکن اگر کوئی اس کو پانی یا اسکے خریدنے کی قیمت دے تو اس کو قبول کرنا واجب ہے۔

۱۰۷۶۔ اگر پانی ٹھنڈا ہو اور اس کو یقین ہو کہ گرم کرنے سے اس کو نقصان نہیں ہو گا تو گرم کرنا واجب ہے اگرچہ ایندھن یا تیل یا دیگر وسائل خریدنے پڑیں یا ان کے لئے قرضہ اٹھانا پڑے اگر اس سے عاجز ہو تو پھر ساقط ہے اسی طرح اگر اسکو اپنے نفس پر یا کسی نفس محترمہ کے پیاس سے ہلاک ہونے کا خوف ہو چاہے وہ حیوان ہی کیوں نہ ہو چاہے یہ ہلاکت فوری ہو یا تاخیر سے تب بھی اس کی شرعی تکلیف تیمم ہی ہو گی۔

۱۰۷۷۔ اگر وضو اور غسل کر لے اور اس کو علم ہے کہ پانی کا استعمال اس کے لئے ضرر رساں اور شرعاً حرام ہے تو وہ گنہگار ہو گا اور اس کا وضو یا غسل باطل ہو گا۔

۱۰۷۸۔ اگر تیمم کر کے نماز پڑھ لے اور یہ سمجھے کہ پانی کا استعمال اس کے لئے ضرر رساں ہے مگر بعد میں معلوم ہو کہ اس کا خیال غلط تھا تو اس کی نماز صحیح ہے اور اس کا اعادہ یا قضاء واجب نہیں ہے۔

۱۰۷۹۔ اور اگر کوئی یہ سمجھ کر تیمم کرے کہ پانی نقصان دے گا اور پھر ظاہر ہو جائے کہ پانی نقصان دہ نہ تھا تو اگر وقت وسیع ہے تو اس کا تیمم باطل ہے وہ وضو یا غسل کر کے نماز دوبارہ پڑھے اسی طرح اگر پانی کو بے ضرر سمجھ کر وضو یا غسل کر کے نماز پڑھ لے اور پھر ظاہر ہو کہ پانی ضرر رساں تھا تو طہارت اور نماز دونوں صحیح ہیں۔

۱۰۸۰۔ اگر وضو یا غسل کرے پھر وقت داخل ہو جائے اور اس کو یقین ہو کہ اگر اسکا وضو یا غسل ٹوٹ گیا تو پھر وہ پانی حاصل نہ کر سکے گا یا کسی علت کے سبب پانی استعمال نہ کر سکے گا تو اس پر واجب ہے کہ اپنی طہارت کی حفاظت کرے تاکہ فریضہ ادا کر لے البتہ اگر کسی مرض یا ضرر کے لاحق ہونے سے طہارت توڑ دے تو نماز کے لئے تیمم کرے گا۔

۱۰۸۱۔ اگر کسی کے پاس دو قسم کے پانی ہوں پاک اور نجس اور اس کو اپنے نفس پر پیاس کا خوف ہو تو

نجس پانی پھینک دے اور پاک پانی پینے کے ئے رکھ لے اور ادائیگی فریضہ کے لئے تیمم کرے۔

۱۰۸۲۔ اگر کسی بچے یا حیوان پر پیاس کے غلبہ کا خوف ہو تو نجس پانی محفوظ رکھے تاکہ ان کو پلائے اور خود پانی پاک سے طہارت کرکے نماز پڑھے۔

۱۰۸۳۔ اگر پانی تو موجود ہو مگر وقت تنگ ہو تو تیمم کرکے نماز پڑھ لے لیکن اگر اس کو علم ہو کہ وہ ایک رکعت ہی فریضہ میں سے پالے گا تو وضو یا غسل کرے۔

۱۰۸۴۔ جنابت یا حیض سے تیمم کرنے والے کے لئے جائز نہیں کہ مساجد یا مشاہد مقدسہ میں داخل ہو یا عزائم کی تلاوت کرے یا قرآن کی کتابت کو مس کرے اور تمام دیگر محرمات سے اجتناب کرے جن کا ذکر گزر چکا ہے۔

۱۰۸۵۔ اگر وقت تنگ ہو تو صرف واجبات کی ادائیگی پر اکتفا کرے جبکہ جانتا ہو کہ مستحبات کو بجالانے سے وقت فوت ہو جائے گا پس اگر جانتا ہو کہ اذان یا اقامت یا دیگر مستحبات وضو یا غسل کو ترک کرنے سے بروقت فریضہ نماز ادا کرے گا تو ان کو ترک کرنا واجب ہے اور پانی کی طہارت سے صرف واجبات ادا کرے۔

۱۰۸۶۔ اگر مباح پانی کسی غصبی برتن میں ہو اور وہاں کوئی دوسرا مباح برتن موجود نہ ہو جس میں یہ پانی انڈیل دے تو اس سے روگردانی کرنا واجب ہے اور نماز کے لئے تیمم کرے۔

۱۰۸۷۔ دو مقام پر پانی ہونے کے باوجود تیمم کر سکتا ہے نماز میت کے لئے اور سونے کے لئے۔

تیمم کی کیفیت

۱۰۸۸۔ دو ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو اکٹھا زمین پر مارے پھر ان دونوں کو پیشانی پر مارے جس کی حد بالوں کے اگنے کی جگہ سے لے کر ناک کی بلند نوک تک ہے پھر دائیں ہاتھ کی پشت پر بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پھیر دے۔ پھر دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر پھیرے۔

۱۰۸۹۔ پیشانی کے دونوں کناروں پر اور ناک کی نوک تک مسح کرنا احتیاط کے موافق ہے۔

۱۰۹۰۔ مجبوری کی حالت میں یہ جائز ہے کہ ہاتھوں کو مارنے کی بجائے دونوں ہتھیلوں کو زمین پر رکھے یا ایک ہاتھ کو زمین پر مارے اور دوسرے کو آہستہ رکھے یا ان دونوں کے ظاہری حصے کو زمین پر مارے مگر یہ عمل اختیاری حالت میں جائز نہیں ہے۔

۱۰۹۱- پوری پیشانی اور ہتھیلیوں کے پورے ظاہری حصوں پر مسح کرنا واجب ہے۔
۱۰۹۲- مسح میں ہتھیلی اور انگلیوں کو شامل کرنا واجب نہیں بلکہ بعض سے ہی مسح کرنا کافی ہے اور احتیاط راہِ نجات ہے۔
۱۰۹۳- اگر تیمم وضو کے بدلے ہو پیشانی اور ہاتھوں کے لئے ایک ہی دفعہ ہاتھ مارنا کافی ہے لیکن غسل کے بدلے دو دفعہ ہاتھ مارنا واجب ہے ایک دفعہ پیشانی کے لئے دوسری دفعہ ہاتھوں کے لئے۔
۱۰۹۴- عملِ تیمم کے پہلے ہی جزء کے ساتھ نیت کرنا اور قصد قربت و اطاعت خداوندی کرنا واجب ہے اور اسی طرح یہ بھی واجب ہے کہ نیت کرے کہ یہ تیمم وضو کے بدلے ہے یا غسل کے بدلے۔
۱۰۹۵- اگر ترتیب اور موالات کو ترک کر دے تو عمل کو از سر نو انجام دے۔
۱۰۹۶- اگر ترتیب کی مخالفت کرے تو تیمم باطل ہے چاہے مخالفت عمداً ہو یا لاعلمی یا نسیان کی وجہ سے۔ اسی طرح اگر دوسرا آدمی تیمم کرائے تب بھی باطل ہے لیکن مجبوری کی حالت میں جائز ہے۔
۱۰۹۷- واجب ہے کہ زمین پر ہاتھ مارتے وقت، ہتھیلیوں اور زمین کے درمیان کوئی حائل نہ ہو جیسا کہ یہ بھی شرط ہے کہ مسح کرنے والے اور مسح والے عضو کے درمیان بھی کوئی حائل نہ ہو۔
۱۰۹۸- واجب ہے کہ زمین پاک اور مباح ہو اور غصبی نہ ہو۔

تیمم کن اشیاء سے جائز ہے؟

۱۰۹۹- تیمم مطلق زمین پر جائز ہے چاہے وہ پتھر ہو یا ڈھیلا یا ریت۔
۱۱۰۰- چونے کو جلانے سے قبل اس پر تیمم جائز ہے۔
۱۱۰۱- اگر خالص مٹی موجود ہو تو علی الاحوط اس پر تیمم کرے۔
۱۱۰۲- مٹی کے معدنیات پر تیمم کرنا جائز نہیں مثلاً سونا، چاندی، لوہا، نورہ، ہرطال، نمک وغیرہ اسی طرح راکھ پر بھی تیمم جائز نہیں ہے۔
۱۱۰۳- علی الاحوط اینٹ اور ٹھیکری پر تیمم جائز نہیں ہے۔
۱۱۰۴- اگر زمین کی مذکورہ بالا اشیاء یا مٹی ناپید ہو تو تکئے بستر، کپڑے، عرق گیر وغیرہ کی گرد و غبار سے تیمم کر سکتا ہے۔
۱۱۰۵- اگر اشیاء مذکورہ سے مٹی کو جمع کرنا اور پھر ان پر تیمم کرنا ممکن ہو تو احوط ہے کہ اس کو ترک نہ

کرے ورنہ ان پر ہی ہاتھ مارے اور تیمم کرے اور یہ بھی احوط ہے کہ ان پر اور پکے ہوئے چونے اور اینٹ پر ساتھ ساتھ ہی تیمم کرے اگر ان کا پایا جانا ممکن ہو۔

۱۱۰۶۔ مٹی کی تمام اقسام برابر ہیں چاہے سفید ہوں یا سیاہ یا کسی اور رنگ کی ہوں۔

۱۱۰۷۔ پتھر، ڈھیلے، ریت اور ان کی تمام اقسام اور رنگ برابر ہیں۔

۱۱۰۸۔ ایسی مٹی پر تیمم جائز نہیں ہے جو راکھ کے ساتھ مخلوط ہو یا گندم کے آٹے یا جو یا چھان کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔

۱۱۰۹۔ اگر اشیاء مذکورہ ناپید ہوں تو گیلی مٹی پر تیمم کرنا جائز ہے لیکن اگر وقت وسیع ہو یا گنجائش ہو تو اس کو خشک کر کے مٹی بنا لے۔

۱۱۱۰۔ شور دار زمین پر تیمم کرنا مکروہ ہے اسی طرح اس پر اگر اتنا نمک ہو جو ہاتھوں اور زمین کے درمیان حائل ہو تو جائز نہیں ہے۔

۱۱۱۱۔ گیلی زمین پر تیمم کرنا جائز ہے لیکن احوط ہے کہ خشک زمین میسر ہو تو اس کو ترجیح دے۔

۱۱۱۲۔ اگر کوئی ایسی چیز نہ مل سکے جس پر تیمم صحیح ہو تو گویا وہ پانی اور مٹی دونوں سے محروم ہو گا اور اس صورت میں اس سے نماز ساقط ہو گی۔

۱۱۱۳۔ اگر مٹی پہلے تیمم میں استعمال ہو چکی ہو تو دوبارہ بار بار اس کو استعمال کیا جا سکتا ہے اس کا نیا ہونا ضروری نہیں ہے۔

۱۱۱۴۔ قبروں پر تیمم کرنا جائز ہے۔

۱۱۱۵۔ راستوں، سڑکوں کی پائمال شدہ مٹی پر تیمم مکروہ ہے اسی طرح اگر مٹی وغیرہ موجود ہو تو ریت پر تیمم کرنا بھی مکروہ ہے۔

۱۱۱۶۔ اگر دو قسم کی مٹی موجود ہو ایک مباح اور غصبی اور یہ معلوم نہ ہو کہ مباح کون سی ہے اور غصبی کون سی تو دونوں کو ترک کر دینا واجب ہے بشرطیکہ اور مٹی موجود نہ ہو۔

۱۱۱۷۔ اگر دو قسم کی خشک مٹی موجود ہو مگر ایک پاک ہو اور دوسری نجس مگر کسی کا تعین نہ ہو تو دونوں سے تیمم کرے گا۔

۱۱۱۸۔ اگر دو مشتبہ چیزیں موجود ہوں جن میں ایک مٹی ہو اور دوسری کوئی چیز جو مٹی سے مشابہ ہو تو دونوں سے تیمم کرے۔

۱۱۱۹۔ اگر تیمم کرنے کی کوئی چیز نہ ملے اور برف مل جائے مگر اس کو پگھلانا ممکن نہ ہو تو احوط ہے کہ اس سے تیمم کرے اور نماز ادا کرے۔

۱۱۲۰۔ اگر اس برف کو اعضاء پر اس طرح ملنا ممکن ہو کہ پانی جاری ہو جائے۔ تو وضو کر لے گا اور تیمم کی ضرورت نہ ہوگی اور اسی طرح غسل بھی کر سکتا ہے۔

۱۱۲۱۔ تیمم سے قبل واجب ہے کہ انگوٹھی انگلی سے اتار لے اور پیشانی سے بال ہٹا لے اور ہر مانع چیز کو دور کر لے۔

۱۱۲۲۔ تیمم میں عضو مسح کو حرکت دینا جائز نہیں بلکہ واجب ہے کہ فقط ماسح حرکت کرے۔ (ماسح یعنی مسح کرنے والا)

۱۱۲۳۔ تمام عبادات میں وضو کی طرح تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے اگر کوئی عبادت کے آخری جزء میں مشغول ہو۔ مثلاً کوئی آخری طواف میں ہو اور پانی میسر آجائے تو تیمم اور طواف دونوں ٹوٹ جائیں گے اور پانی سے طہارت کے عمل کو از سر نو بجا لائے گا لیکن نماز کی پہلی رکعت کے رکوع کرنے کے بعد پانی ملے تو نماز مکمل کرے۔

۱۱۲۴۔ وقت داخل ہونے سے قبل نماز کے لئے تیاری کی نیت سے تیمم کرے تب بھی جائز نہیں۔

۱۱۲۵۔ اگر اس کو علم ہو کہ وقت داخل ہونے کے بعد کوئی ایسی چیز نہ ملے گی جس سے تیمم صحیح ہو تو قبل از وقت تیمم کر سکتا ہے۔ چاہے قضا نماز کے لئے ہو یا نافلہ کے لئے یا تلاوت قرآن کے لئے احتیاطاً اور وقت کے دخول کے بعد فریضہ کی ادائیگی کے لئے اس کی حفاظت کرے اور ویسے محض بقصد طہارت قربتہً الی اللہ دخول وقت سے قبل تیمم کرنا جائز ہے جیسا کہ وضو کے مسائل میں گزر چکا ہے۔

۱۱۲۶۔ تیمم اگر غسل جنابت کے بدلے ہو تو ایک دفعہ کرے اور باقی قسم کے غسلوں کے لئے دو مرتبہ ایک مرتبہ وضو کے بدلے اور ایک دفعہ غسل کے بدلے۔

۱۱۲۷۔ تیمم کرنے والا پانی سے طہارت کرنیوالے کے حکم میں ہے اس کے لے ان تمام عبادات کا بجالانا جائز ہے جن میں طہارت شرط ہے مثلاً فرائض اور دیگر عبادات جب تک کہ عذر باقی ہو پانی کے پائے جانے سے تیمم نہ ٹوٹ جائے۔

۱۱۲۸۔ اگر مس میت کے لئے ایک دفعہ وضو کے بدلے اور ایک دفعہ غسل کے بدلے دو بار تیمم کرے اور پھر اس قدر پانی میسر آجائے جو وضو کے لئے کافی ہے تو صرف وضو والا تیمم ٹوٹے گا اور اگر اس کی غسل کی ضرورت کے مطابق پانی مل جائے تو غسل والا تیمم بھی ٹوٹ جائے گا۔

۱۱۲۹۔ اگر تیمم وقت تنگ ہونے کی وجہ سے کیا جائے تو وہ صرف اس نماز فریضہ کے لئے کار آمد ہو گا جس کے لئے کیا گیا ہے اسی طرح نمازِ جنازہ، یا سونے کے لئے کیا جانے والا تیمم بھی دوسری عباداتِ فریضہ کے لئے کافی نہ ہو گا۔

۱۱۳۰- اگر اتنا پانی پایا جائے جو ایک عمل کے لئے کافی ہو تو وضو کے بدلے تیمم کرے اور پانی سے غسل کرے۔

۱۱۳۱- ان نمازوں کی قضاء واجب نہیں جن کو تیمم سے پڑھ چکا ہے البتہ اگر عذر زائل ہو جائے یا فریضہ ادا کرنے کے بعد پانی میسر آجائے اور وقت باقی ہو تو احوط ہے کہ نماز کا اعادہ کرے۔

۱۱۳۲- جو شخص عمداً بلاوجہ نماز پڑھنے میں اس قدر تاخیر کرے کہ وقت تنگ ہو جائے اور تیمم کر کے نماز پڑھے اس کے لئے قضاء مستحب ہے نیز یہ حکم اس کے لئے بھی ہے جو عمداً پانی طلب کرنا چھوڑ دے۔ حتیٰ کہ وقت تنگ ہو جائے اور تیمم سے نماز پڑھے پھر معلوم ہو کہ قرب و جوار میں پانی میسر آسکتا تھا اسی طرح جو شخص پانی میسر نہ آنے یا استعمال سے معذور ہونے کے باوجود عمداً جنب ہو جائے اور تیمم سے نماز پڑھے اور ان مسائل میں احوط ہے کہ قضاء ترک نہ کرے۔

۱۱۳۳- اگر تیمم کرنے والے کا ایک ہاتھ ہو یا ایک انگلی زائد ہو یا گوشت زائد ہو تو تمام موجودہ اعضاء کا تیمم میں استعمال کرے گا۔

۱۱۳۴- جس شخص کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہوں وہ پیشانی زمین پر رکھ کر تیمم کرے اور اس کے لئے کافی ہے۔

۱۱۳۵- جس شخص کا ایک ہات کٹا ہوا ہو وہ موجودہ ہاتھ کو زمین پر مار کر پیشانی پر پھیر دے اور پھر اس کی پشت کو زمین پر مار دے۔

۱۱۳۶- اگر ہاتھوں کو حرکت دینے سے عاجز ہو تو کوئی دوسرا شخص اس کا نائب بن کر اس کو تیمم کرا سکتا ہے مگر وہ اسی عاجز کے ہاتھوں سے اس کو تیمم کرائے گا اگر وہ اس سے بھی عاجز ہو تو اپنے ہاتھوں سے اس کو تیمم کرائے گا۔

۱۱۳۷- اگر تیمم سے فارغ ہونے کے بعد علم ہو کہ وہ تیمم کا کوئی جزو ترک کر گیا ہے تو اس کا اور اس کے بعد والے جزء کا تیمم دوبارہ بجالائے جیسا کہ احکامِ وضو میں بھی بیان کیا گیا۔

۱۱۳۸- اگر محلِ تیمم سے ہٹ جانے کے بعد شک ہو کہ کسی جزء کو بھول گیا ہے تو اس شک کا اعتبار نہ کرے۔

۱۱۳۹- اگر فراغت سے قبل شک کرے تو احوط ہے کہ مشکوک عمل کو دوبارہ بجالائے اگرچہ اس کا محل گزر گیا ہو۔

۱۱۴۰- اگر وقت داخل ہونے کے بعد فریضہ ادا کرنے کے لئے تیمم کرے تو حکم تیمم باقی رہنے کی صورت میں آئندہ نمازوں کو بھی اس سے بجالانا جائز ہے۔

۱۱۴۱- متعدد غسلوں کے بدلے ایک ہی تیمم کافی ہے اگر مافی الذمہ کی نیت یا کسی اہم سبب سے غسل کی نیت کرے لیکن اگر غسلِ جنابت کے ساتھ دیگر غسل بھی اس پر عائد ہوں تو جنابت کی نیت ضرور کرے گا۔

حمام کے احکام کا بیان

۱۱۴۲- مرد، عورت اور خنثیٰ کے لئے واجب ہے کہ ایک دوسرے سے اپنی شرمگاہ کو چھپائیں اور غیر کے لئے اس کو چھونا حرام ہے سوائے زوجہ کے چاہے دائمی عقد والی ہو یا منقطع عقد والی یا کنیز جو کہ اپنے مالک کے لئے زوجہ کی مانند ہے لیکن اگر غیر کی زوجہ ہو یا مرتد یا مجوسی یا بت پرست یا مکاتبہ یا مشترکہ کنیز و بلااشکال غیر کی طرح ہے اسی طرح شوہر کے لئے زوجہ سے ظاہر اور باطن میں پردہ واجب نہیں ہے اور آقا کے لئے کنیز سے کوئی پردہ ہے۔

۱۹۴۳- مرد عورت خنثیٰ کا بدن ایک دوسرے کے لئے قابلِ پردہ ہے اگر وہ محرم نہ ہوں اور محرم سے مراد وہ مرد یا عورت ہے جس سے بوجہ نسب یا رضاعت یا دامادی عقد حرام ہے۔ لیکن چہرے اور دونوں ہاتھوں کا عورت کے لئے چھپانا واجب نہیں البتہ اگر ان کی طرف نگاہ کرنا بھی موجبِ لذت و فتنہ ہو تو حرام ہے ورنہ اس میں چند اقوال ہیں اور معتمد علیہ قول یہ ہے کہ مطلقاً تحریم ہے۔

۱۱۴۴- ان عورتوں کی طرف دیکھنا حرام نہیں ہے جو کہ اپنی نمائش اور رغبت کے لئے بے پردہ ہو کر باہر نکلتی ہیں نیز کافرہ کے بالوں کی طرف بھی دیکھنا جائز ہے اگرچہ ذمیہ ہو بشرطیکہ نظر بقصد تلذذ و شک نہ ہو اگرچہ احوط عدم جواز ہے اگرچہ بنیت تلذذ و شک نہ بھی ہو۔

۱۱۴۵- مرد کی شرمگاہ تین قسم پر ہے۔ اگلا، پچھلا حصہ اور دونوں خصیئے اور عورت کی شرمگاہیں دو اور خنثیٰ کی چار ہیں۔

۱۱۴۶- جو شخص حمام میں داخل ہو اس کے لئے پانی کا استعمال کرنا اس قدر ہی جائز ہے جس سے اس کی ضرورت پوری ہو اور جو حمام کو خراب کر دے یا اسراف بے جا ہو حرام ہے اسی طرح مالک کی رضامندی کے بغیر زیادہ دیر وہاں ٹھہرنا بھی جائز نہیں ہے۔

۱۱۴۷- حمام کے پانی اور دیگر تصرفات میں جن کا اختیار صرف مالک کو ہو بول و براز کرنا حرام ہے اسی طرح مالک کی اجازت کے بغیر حمام میں جانا اور اجرت نہ دینے کا ارادہ کرنا یا مقررہ اجرت نہ دینا بھی

حرام ہے۔

حمام کے آداب و مستحبات کا بیان

حمام کے آداب و مستحبات بہت ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں۔

اول:

بدن صاف کرنے کے لئے حمام جانا۔

دوم:

ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن جانا چونکہ اس سے زیادہ گوشت پیدا ہوتا ہے۔

سوم:

حمام میں جاتے وقت اور نہاتے وقت چادر باندھنا چاہے غسل ارتماسی کر رہا ہو یا ترتیبی چاہے کوئی دیکھنے والا موجود ہو یا نہ خصوصاً جب زیرِ آسمان غسل کر رہا ہو۔

چہارم:

کپڑے اتارتے وقت یہ دعا پڑھنا:

اَللّٰھُمَّ انْزَعْ عَنِّیْ رِبْقَۃَ "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَقِّ نَفْسِی النِّفَاقِ وَ ثَبِّتْنِی عَلَی الْاِیْمَانِ وَاسْتَبْعِدْ ذٰلِکَ عَنْ اَذَاہُ۔"

اور دوسرے حصہ میں داخل ہوتے وقت یوں کہے:

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّی الرِّجْسَ النَّجِسَ وَطَھِّرْ جَسَدِیْ وَقَلْبِیْ۔

پنجم:

حمام کے پہلے حصہ میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھنا اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ الخ مطابق نمبر چہارم

ششم:

گرم پانی لے کر بدن اور قدموں پر ڈالنا اور اگر ممکن ہو تو ایک گھونٹ پینا چونکہ اس سے مثانہ

صاف ہوتا ہے اور کچھ دیر صبر کر کے اندر داخل ہو اور یوں کہے۔

نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ وَنَسْأَلُہُ الْجَنَّۃَ۔

اور اس فقرہ کو دہراتا رہے یہاں تک کہ باہر نکلے پھر ٹھنڈا پانی قدموں پر ڈالے یا ان کو ٹھنڈے پانی میں رکھے۔

ہفتم:

کپڑے پہنتے وقت یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اَلْبِسْنِی التَّقْوٰی وَ جَنِّبْنِی الرَّدٰی۔

ہشتم:

دائماً نورہ استعمال کرنا چاہے دوسرے دن یا تیسرے دن اور پندرہ روز تک کی تاکید وارد ہے۔

نہم:

نورہ استعمال کرنے کے بعد سر سے قدموں تک مہندی لگائے۔ تاکہ جنون و برص، جذام کے امراض سے محفوظ رہے دہم نورہ جمعہ کے دن استعمال کرے اور بدھ کو استعمال نہ کرے چونکہ یہ نحس دن ہے۔ اور اس سے برص پیدا ہونے کا خدشہ ہے۔

یازدہم:

نورہ استعمال کرنے سے قبل بسم اللہ پڑھے اور نورہ کو ناک کے قریب لے جا کر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ سُلَیْمَانَ بْنَ دَاوٗدَ کَمَا اَمَرَنَا بِالنُّوْرَۃِ

اور استعمال کے بعد یوں کہے:

اَللّٰھُمَّ طَیِّبْ مَاطَھُرَ مِنِّیْ وَطَھِّرْ مَاطَابَ مِنِّیْ وَاَبْدِلْنِیْ شَعْراً طَاھِراً لَا یَعْصِیْکَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ تَطَھَّرْتُ ابْتِغَاءَ سُنَّۃِ الْمُرْسَلِیْنَ وَابْتِغَاءَ رِضْوَانِکَ وَ مَغْفِرَتِکَ فَحَرِّمْ شَعْرِیْ وَ بَشَرِیْ عَلَی النَّارِ وَ طَھِّرْ خُلُقِیْ وَ طَیِّبْ خَلْقَتِیْ وَزَکِّ عَمَلِیْ وَاجْعَلْنِیْ مِمَّنْ یَلْقَاکَ عَلَی الْحَنِیْفِیَّۃِ السَّمْحَۃِ مِلَّۃِ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلِکَ وَ دِیْنِ حَبِیْبِکَ وَ رَسُوْلِکَ عَامِلاً بِشَرَائِعِکَ تَابِعاً لِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ آخِذاً بِہٖ مُتَاَدِّباً بِحُسْنِ تَادِیْبِکَ وَ تَادِیْبِ رَسُوْلِکَ وَ تَادِیْبِ اَوْلِیَائِکَ الَّذِیْنَ غَذَوْتَھُمْ بِاَدَبِکَ وَزَرَعْتَ الْحِکْمَۃَ فِیْ صُدُوْرِھِمْ وَجَعَلْتَھُمْ مَعَادِنَ لِعِلْمِکَ صَلَوَاتُکَ عَلَیْھِمْ۔

دوازدھم:

جمعہ کے دن سر کو خطمی نام کے گھاس سے دھونا سیزدھم مرد کا اپنی ڈاڑھی پر زرد یا سرخ یا سیاہ خضاب لگانا اور سرخ زرد سے بہتر ہے اور عورتوں کا اپنے ہاتھوں اور پیروں اور سروں پر مناسب خضاب کرنا چاہے وہ شوہر دار ہوں یا نہ ہوں۔

چہاردہم:

گرمی اور سردی کے موسم میں حمام سے نکلنے وقت تیمم کرنا اور نکلنے والے کو سلام کرنا اور یوں خطاب کرنا۔

طَابَ مَاطَهُرَمِنْکَ وَطَهرَمَاطَابَ مِنکَ

یا یوں کہنا:

طَابَ حَمَامُکَ

پانزدہم:

باپ اور بیٹے کا یکجا حمام میں نہ جانا۔

شانزدہم:

خالی شکم اور پُر شکم حمام میں نہ جانا۔

ہفدہم:

حمام میں ٹھنڈا پانی نہ پینا۔ اور نہ بدن پر ڈالنا اور نہ کنگھی کرنا نہ سر کو مٹی سے دھونا خصوصاً مصری مٹی سے نہ چادر سے سر اور منہ پونچھنا اور نہ ٹھیکری سے پاؤں کا رگڑنا اور نہ نورہ لگا کر بیٹھنا۔

مختلف آداب کا بیان

۱۱۴۸۔ مسواک کرنا جس کے احکام بابِ وضو میں بیان ہو چکے ہیں۔

۱۱۴۹۔ ناخن کٹوانا جو کہ مستحب موکد ہے خصوصاً جمعہ کے روز چونکہ یہ جذام، برص، نابینائی سے تحفظ کا ذریعہ اور برکت رزق کا سبب ہے۔ اور مستحب ہے کہ دائیں چھوٹی انگلی سے شروع کرے اور بائیں

چھوٹی انگلی پر اختتام کرے اور فراغت کے بعد کہے:

بِسمِ اللهِ وَ بِاللهِ وَ عَلیٰ سُنّۃِ رَسُولِ اللهِ صَلیَّ اللهُ عَلیهِ وَآلِہِ وَسلَّم۔

۱۱۵۰۔ بالوں کی خدمت کے بارے میں چند مقامات کا ذکر اہم ہے:

اول:

بالوں کا لمبا رکھنا مکروہ ہے اور منڈوانا مستحب ہے۔ چونکہ اس سے نگاہ تیز ہوتی ہے اور نور نظر میں اضافہ ہوتا ہے اگر بال رکھے تو ان میں مانگ نکالنا اور کنگھی کرنا مستحب ہے اور بلاوجہ کچھ بال چھوڑ کر باقی سب منڈوانا مکروہ ہے۔

دوم:

مونچھوں کا لمبا رکھنا مکروہ ہے حرام نہیں اور کٹوانا مستحب ہے خصوصاً جمعہ کے دن سنت موکدہ ہے اس سے برص، جنون سے تحفظ ہوتا ہے اور رزق وسیع ہوتا ہے اور زیادہ کٹوانا مستحب ہے اسی طرح زیرِ ناف بال اور بغل کے بال مونڈنا بھی مستحب ہے اور نورہ استعمال کرنا افضل ہے۔

سوم:

داڑھی مردوں کے لئے کامل نعمتوں اور عظیم خوبیوں میں سے ہے اور اس کا مونڈوانا حرام ہے۔ اور لمبی داڑھی رکھنا بھی مکروہ ہے چونکہ منڈوانا مجوس کی مشابہت ہے اور لمبی رکھنا یہود کی عادت ہے اور ایک مٹھی سے زیادہ داڑھی کٹوانا مستحب ہے اور ہلکی کرنا گول کرنا اور دونوں رخساروں کے زائد بال لینا اور داڑھی پر کنگھی کرنا خصوصاً نماز کے وقت مستحب ہے۔ اور ہاتھی دانت کی کنگھی استعمال کرنا اور ستر بار یا اکتالیس بار نیچے سے اوپر کی طرف اور سات بار اوپر سے نیچے کی طرف کنگھی کرنا مستحب ہے اور نیچے سے ابتداء کرنا اور ساتھ سورہ قدر پڑھنا مستحب ہے اور اوپر کی طرف کنگھی کرتے وقت سورہ عادیات پڑھنا اور یہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔

اَللّٰھُمَّ سَرِّحْ عَنِّی الْھُمُومَ وَالْغُمُومَ وَ وَحْشَۃَ الصَّدْرِ۔

اور داڑھی کے بعد سینے کے بالوں پر کنگھی کرنا اور بالوں، ناخنوں اور دانت اور خون کو دفن کرنا بھی مستحب ہے۔

خوشبو لگانا

۱۱۵۱۔ دن کے ابتدائی حصہ میں اور نماز کے لئے وضو کے بعد اور مساجد میں داخل ہونے کے لئے خوشبو

لگانا مستحب ہے اور خوشبو لگا کر ایک نماز پڑھنا ستر نمازوں کے برابر ہے یہ دل کو قوی کرتا ہے عقل کی حفاظت کرتا ہے رزق اور باہ میں اضافہ کرتا ہے خوشبو کا تحفہ رد کرنا مکروہ ہے اور عورتوں کے لئے سنت ہے کہ وہ ایسی خوشبو لگائیں جس کا رنگ ظاہر اور بُو پوشیدہ ہو اور مردوں کے لئے وہ خوشبو لگانا سنت ہے جس کا رنگ مخفی اور خوشبو ظاہر ہو۔

تیل کا استعمال

اچھا تیل استعمال کرنے سے بدی دور ہوتی ہے۔ بدن کی کھال نرم ہوتی ہے۔ دماغ بڑھتا ہے۔ رنگ روشن ہوتا ہے۔ میل کچیل دور رہوتی ہے۔ بعض تیلوں کے استعمال کی تاکید وارد ہے مثلاً بنفشہ، البان، زنبق کا تیل اور پہلے کی فضیلت زیادہ ہے اور تیسرے کا نفع زیادہ ہے اور مستحب ہے کہ پہلے سر پر لگائے پھر داڑھی پر پھر بھوؤں پر پھر مونچھوں پر اور پھر منہ میں ڈالے اور سونگھے مرد کے لئے زیادہ تیل لگانا مکروہ ہے بلکہ مہینہ میں یا ہفتہ میں ایک دفعہ استعمال کرے اور عورت کیلئے ہر وقت جائز ہے اور تیل لگاتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ الزَّیْنَ وَالزِّیْنَۃَ وَالْمَحَبَّۃَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّنَآنِ وَالْمَقْتِ۔

اور کنپٹیوں سے ابتداء کرنا مستحب ہے۔

سُرمہ لگانا

سُرمہ لگانا مردوں اور عورتوں کے لئے مستحب ہے یہ بالوں کو اگاتا ہے اور آنسو کو خشک کرتا ہے۔ اور لعاب کو میٹھا کرتا ہے اور نظر کو تیز کرتا ہے طویل سجدہ کرنے پر مدد کرتا ہے۔

مستحب ہے کہ سرمہ پتھر کا ہو اور دو دو بار لگایا جائے اور سات دفعہ افضل ہے۔ چار دفعہ آنکھ میں اور تین بار بائیں آنکھ میں خصوصاً سوتے وقت اور رات کو اور مستحب ہے کہ سلائی لوہے کی ہو اور

سرمہ دانی ہڈی کی ہو۔

خلال کرنا

۱۱۵۲۔ خلال کرنا باتاکید آداب میں سے اور اس سنتِ ابراہیمی کے احکام میں سے ہے جو کہ قیامت تک ناقابلِ منسوخی ہیں۔

کتاب الصلوٰة

نماز کی فضیلت اور اہمیت کا بیان نماز اور فرائض روزانہ اور ان کی بروقت پابندی کے ساتھ ادائیگی کی فضیلت اور دیگر عبادات میں سے نماز کی اہمیت کے بارے میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں اور علماء اعلام نے ان سے اپنی کُتب و رسائل کو ان تحقیقات سے پُر کر دیا ہے۔ ہم اس مختصر کتاب میں چند احادیث از روئے برکت نقل کرتے ہیں اور طوالت سے گریز کرتے ہیں۔

۱۔ ثقۃ الاسلام کلینی اور شیخ صدوق رضوان اللہ علیہما نے صحیح السند حدیث معاویہ بن وہب سے نقل کی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: "اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب تر اور زیادہ باعث قربت عمل کون سا ہے۔" امام علیہ السلام نے فرمایا! :میرے علم میں معرفت کے بعد نماز سے کوئی عمل افضل نہیں"۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا نماز کی مثال خیمہ کے ستون کی طرح ہے یعنی اگر ستون قائم ہو تو طنابیں، کیلیں، پردے برقرار رہتے ہیں اور جب یہ ٹوٹ جائے تو طناب، کیل، پردے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

۳۔ التہذیب میں جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا نماز دین کا ستون ہے اور انسان کا پہلا عمل ہے جو سب سے پہلے دیکھا جائے گا اگر یہ صحیح ہو تو باقی اعمال بھی دیکھے جائیں گے ورنہ نہیں۔

۴۔ اسی کتاب میں ابو بصیر سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ نمازیں ہر سہو

کو نماز سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ لیکن اللہ نوافل کی وجہ سے نماز کی خامیوں کو پورا کر دیتا ہے اور بندہ سے سب سے پہلا محاسبہ نماز کے بارے میں ہوگا اگر یہ قبول ہو گئی تو باقی عمل بھی قبول ہو جائیں گے اور نماز اگر اپنے وقت میں بلند کی جاتی رہے تو سفید و روشن حالت میں اپنے پڑھنے والے کی طرف پلٹ کر کہتی ہے تو نے میری حفاظت کی ہے خدا تیری حفاظت کرے۔ اور اگر بے وقت اور حدود کے بغیر بلند ہو تو اپنے مالک کی طرف تاریک اور سیاہ صورت میں واپس آ کر کہتی ہے خدا تجھ کو اس طرح ضائع کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع کر دیا۔

۵۔ نیز اس راوی نے کہا کہ میں ام حمیدہ کی خدمت میں گیا تا کہ ان کو امام جعفر صادق علیہ السلام کی تعزیت پیش کروں تو وہ رونے لگیں اور میں بھی رو دیا پھر انہوں نے فرمایا اے ابو محمد کاش کہ تم دیکھتے کہ امام علیہ السلام نے آخری لمحات میں ایک عجیب کام کیا اور فرمایا میرے تمام قرابتداروں کو جمع کرو اور ہم نے سبکو جمع کر دیا تو امام علیہ السلام نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ ہماری شفاعت اس کو نہیں پہنچے گی جو نماز کو حقیر سمجھتا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا نماز برائی اور بدکاری سے روکتی ہے اس آیت میں اس شخص کے لئے کفایت ہے جو ہدایت کا ارادہ کرے۔

۶۔ واجب نماز سات ہیں

(۱) یومیہ نمازیں۔ (۲) جمعہ (۳) عیدین (۴) آیات (۵) نماز طواف (۶) نماز میت (۷) نماز جو نذر، عہد یا قسم یا اجارہ کی وجہ سے لازم ہو جائے۔

یومیہ نمازیں:

اور وہ فرائض خمسہ ہیں ظہر، عصر، مغرب، عشاء، صبح۔ ظہر، عصر، عشاء کی حضر میں چار چار رکعتیں اور سفر میں دو دو رکعتیں ہیں۔ جو کہ سفر و حضر میں بھی ویسی ہیں۔ فرائض کی حضر میں کل ۱۷ رکعتیں اور سفر میں گیارہ رکعتیں اور نماز جمعہ کی دو رکعتیں اور دو خطبے ہیں۔

نوافل یومیہ:

۷۔ یومیہ نوافل فرائض کے مجموعہ سے دگنی ہیں جو کل ۳۴ رکعتیں بنتی ہیں۔ ظہر کی ۸ عصر کی ۸ جو فرائض سے پہلے پڑھی جائیں گی مغرب کی ۴ جو فریضہ کے بعد پڑھی جاتی ہیں۔ عشاء کی دو جو فریضہ کے

بعد پڑھی جاتی ہیں جن کو وتیرہ بھی کہتے ہیں اور صبح کی دو جو فریضہ سے قبل پڑھی جاتی ہیں۔

۸- نوافل شب کل آٹھ رکعتیں ہیں ان کے بعد دو رکعت نماز شفع اور ایک رکعت نماز وتر پڑھی جاتی ہے اسکی تفصیل اپنے موقعہ پر بیان کی جائے گی۔

۹- جاننا چاہیئے کہ تمام نوافل کھڑے ہو کر پڑھی جاتی ہیں سوائے وتیرہ (یعنی نافلہ عشاء) کے جو بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے۔

۱۰- نوافل یومیہ کی رکعات کی تعداد اعداد کے لحاظ سے اس طرح ہے۔

۱۱+۲+۱+۴+۸+۸=۳۴

۱۱- فرائض و نوافل یومیہ کل روزانہ ۵۱ رکعتیں ہیں ۳۴+۱۷=۵۱

۱۲- جمعہ کے دن، دن کے نوافل میں مزید چار رکعتوں کا اضافہ کیا جائے گا اور کل تعداد روزانہ ۲۰ ہو گی۔

۱۳- نوافل ہمیشہ دو دو کر کے پڑھے جائیں گے اور دوسری رکعت میں سورہ کے بعد ایک قنوت ہو گا جو رکوع سے قبل کیا جائے گا مگر نمازِ وتر میں دو قنوت ہیں ایک رکوع سے قبل اور ایک رکوع کے بعد۔

۱۴- دن کی نوافل سفر میں ساقط ہو جاتی ہیں اور رات کی نوافل بحال رہتی ہیں۔

۱۵- مشہور ہے کہ نماز وتیرہ بھی ساقط ہو جاتی ہے اور یہی احوط ہے۔

۱۶- نوافل سفر کی وجہ سے ساقط ہوتی ہیں نہ فرائض کی قصر کی وجہ سے اسی وجہ سے جہاں چار مقامات پر قصر و اتمام مکلف کے لئے اختیاری ہوتا ہے وہاں بھی ساقط ہوتی ہیں اگرچہ سفرِ معصیت کی وجہ سے نماز پوری پڑھنے کا حکم ہے وہاں بھی نوافل ساقط ہیں۔

اوقات فرائض:

۱۷- ظہرَین کا وقت زوالِ شمس سے غروب تک ہے اور یہ وقت دونوں نمازوں کے لئے مشترکہ ہے الا اینکہ پہلا وقت وقت ظہر کے ساتھ مخصوص ہے اور آخری عصر کے ساتھ جتنی دیر کہ شرائط کے ساتھ چار رکعتی نماز ہو سکے یہ ظہر کے ساتھ ہی مخصوص ہے۔

۱۸- مغربین کا وقت غروبِ شرعی سے لے کر نصف شب تک دونوں کے لئے مشترک ہے اگرچہ پہلا وقت مغرب کے ساتھ اور آخری عشاء کے ساتھ مخصوص ہے جتنی دیر کہ یہ نمازیں بشرائط مذکورہ ادا کی جا سکیں۔

۱۹- نماز صبح کا وقت طلوعِ صبح صادق سے لے کر طلوعِ شمس تک ہے۔

فرائض کے اوقاتِ فضیلت

۲۰۔ ظُہر کا وقت فضیلت زوالِ شمس سے شروع ہوتا ہے۔ اور اس وقت تک رہتا ہے جب ہر چیز کا سایۂ جو کہ زوال کے بعد بڑھنا شروع ہوتا ہے شاخص کے برابر ہو جائے اور افضل یہ ہے کہ سایہ شاخص سے چار قدم کے برابر ہو اور اس سے پیچھے نہ ہو۔

۲۱۔ عصر کا وقت فضیلت ظہر کے ابتدائی مخصوص وقت کے ختم ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اور یہاں تک باقی رہتا ہے کہ زوال کے بعد بڑھنے والا سایہ شاخص سے دوگنا تک پہنچ جائے اور افضل یہ ہے کہ یہ سایۂ شاخص سے ساڑھے چھ قدم تک پہنچ جائے اور شاخص کے طول کی مقدار کے مطابق سوائے ۱/۱۴ حصہ کے یعنی ۱۳/۱۴ حصہ۔

۲۲۔ نمازِ مغرب کا وقت فضیلت غروبِ شرعی سے مغربی سرخی کے زائل ہونے تک ہے۔

۲۳۔ نمازِ عشاء کا وقت فضیلت اول وقت سے رات کے ایک تہائی حصہ تک ہے۔

۲۴۔ افضل ہے کہ عشاء کی نماز مغربی سرخی کے زائل ہونے کے بعد ادا کی جائے۔

۲۵۔ صبح کی نماز کا وقت فضیلت طلوعِ صبح صادق سے لے کر مشرق کی سرخی کے ظہور تک ہے۔

۲۶۔ احوط ہے کہ فرائض کو ان کے اوقاتِ فضیلت میں ادا کی جائے خصوصاً فریضۂ مغرب کا وقت بہت تنگ ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ جو کہ جالی دار ستاروں کے ظاہر ہونے تک بلاوجہ نمازِ مغرب میں تاخیر کرے وہ ملعون ہے۔

۲۷۔ اگر سفر، مرض، نیند یا کوئی اور عذر موجود ہو تو نماز کو مؤخر کیا جاسکتا ہے۔

اوقاتِ نوافل

۲۸۔ نوافل ظہر کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے اور یہاں تک باقی رہتا ہے۔ کہ زوال کے بعد بڑھنے والا سایہ شاخص سے دو قدم کی مقدار یعنی ۲/۷ تک پہنچ جائے۔

۲۹۔ نافلۂ عصر کا وقت نمازِ ظہر ادا کرنے کے بعد سے لے کر یہاں تک باقی رہتا ہے کہ ہر چیز کا سایہ شاخص سے ۴/۷ قدم تک جا پہنچے۔

۳۰۔ نوافل جمعہ کا وقت زوال سے پہلے ہوتا ہے اور افضل یہ ہے کہ نوافل جدا جدا کر کے پڑھے یعنی چھ رکعت دھوپ کے پھیلنے کے وقت اور چھ رکعت سورج کے بلند ہونے کے وقت اور دو رکعت زوال کے وقت نمازِ ظہر سے متصل کر کے پڑھے۔

۳۱۔ نافلۂ مغرب کا وقت نمازِ مغرب سے لے کر مغرب کی سرخی کے زائل ہونے تک باقی رہتا ہے۔

۳۲۔ عشاء کی نوافل کا وقت عشاء سے نصف شب تک ہے۔

۳۳۔ نمازِ شب اور شفع و وتر کا اول نصف شب سے لے کر صبح صادق تک باقی رہتا ہے۔

۳۴۔ اگر نمازِ شب کی وسعت کا گمان کر کے شروع کر دے اور صبح صادق سے پہلے چار رکعت ادا کر لے اور پھر صبح ہو جائے تو اس کو نمازِ صبح سے پہلے مکمل کرے اور شفع و وتر بھی ادا کرے۔

۳۵۔ اگر معلوم ہو کہ وقت تنگ ہے اور ابھی تک اس نے نوافل شب کو ادا نہ کیا ہو تو نمازِ شفع و وتر ادا کرے اور فریضۂ صبح ادا کرنے کے بعد نوافل شب کی قضاء کرے۔

۳۶۔ نافلۂ صبح کا وقت وتر سے فراغت پانے کے بعد مشرقی سرخی کے طلوع ہونے تک رہتا ہے اور افضل ہے کہ اس کو صبح صادق اور صبح کاذب کے درمیان پڑھ لے۔

۳۷۔ اگر وقتِ فریضہ کے وقت کوئی اور واجب کام واقع ہو جیسے نفس محترمہ کا کسی مصیبت سے چھڑانا یا خطرے سے بچانا یا مسجد یا مقامات مقدسہ سے نجاست زائل کرنا ہو تو واجب ہے کہ فریضہ میں تاخیر کرے۔

۳۸۔ اہم وجوہ کی بناء پر فرائض کو تاخیر سے ادا کرنا جائز ہے مسجد میں ادا کرنے کے لئے یا باجماعت ادا کرنے کے لئے کسی مومن کی حاجت پوری کرنے کے لئے جس کے فوت ہونے کا خوف ہو یا کسی مریض کی عیادت کے لئے یا جنازہ کی تشییع کے لئے یا دلی رغبت نہ ہونے کی وجہ سے یہاں تک کہ وہ حاصل ہو جائے اور اس قسم کی دوسری مرجحات۔

۳۹۔ فریضہ کو وقت پر مقدم کرنا جائز نہیں جو کلاً یا جزاً مقدم کرے گا۔ اس کی نماز باطل ہو گی۔

۴۰۔ نوافل کو وقت پر مقدم کرنا جائز نہیں۔ صرف نوافل شب کو اس صورت میں مقدم کیا جا سکتا ہے کہ نیند کا غلبہ ہو اور نصف شب کو بیدار ہونا مشکل ہو یا سفر میں یا عورت کو اچانک حیض یا استحاضہ آجانے کا اندیشہ ہو یا کسی کو احتلام کا خوف ہو یا نصف شب کو غسل کرنا ممکن نہ ہو اور اس طرح کہ مزید عذر ہوں تو نصف شب سے مقدم کرنا جائز ہے۔

۴۱۔ فریضہ کا وقت داخل ہونے کے بعد بھی نوافل ادا کرنا جائز ہے مگر چاہیئے کہ بنیت قضاء پڑھے یا بنیت قربت مطلقہ پڑھے۔

۴۲۔ جو نوافل کو ادا یا قضاء پڑھنے سے عاجز ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ ہر دو رکعت کے بدلے ایک مد کھانا دے دے۔ اگر اس سے بھی عاجز ہو تو صرف چار رکعات کے بدلے کھانا دے اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو ایک مد نوافلِ شب اور ایک مد نوافلِ روز کے بدلے صدقہ دے۔

۴۳۔ تمام اوقات میں فرائض و نوافل کی قضاء کرنا جائز ہے بشرطیکہ حاضر نماز فریضہ کا وقت فوت نہ ہو۔

۴۴۔ اسی شرط کے ساتھ تمام سببی نمازوں کو ادا کر سکتا ہے مثلاً نمازِ زیارت کو نمازِ طواف، نمازِ احرام، نماز تحیۂ مسجد یا دیگر مستحب نمازیں۔

۴۵۔ پانچ اوقات میں سببی نوافل کی نمازوں کو پڑھنا مکروہ ہے طلوع فجر سے لے کر طلوع شمس تک۔ طلوعِ شمس سے لے کر زوال سے قبل سورج بلند ہونے تک نمازِ عصر کے بعد غروبِ شمس تک۔

۴۶۔ نمازی کے لئے واجب ہے کہ وقت کی رعایت کرے اور نماز ادا کرے وقت یہ جان لے کہ آیا نماز مذکورہ کا وقت ہو گیا ہے یا نہیں۔

۴۷۔ جو شخص یہ جان کر بھی نماز پڑھ لے کہ وقت داخل نہیں ہوا ہے یا اس کو وقت داخل ہونے کا شک ہو یقین نہ ہو تو اسی کی نماز باطل ہے اگرچہ اتفاقاً وقت میں ہی واقع ہو جائے۔

۴۸۔ جو شخص وقت کی رعایت کرنے کو بھول جائے یا جاہل ہو اور اس کو نماز اتفاقاً بروقت ادا ہو جائے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اس میں کوئی اشکال نہیں۔

۴۹۔ اگر یقین کرنا ممکن ہو تو محض وقت ہونے کے گمان پر اعتماد کر کے نماز پڑھنا جائز نہیں لیکن جو اس طرح پڑھ لے اور نماز پوری کی پوری بروقت ادا ہو تو اس کی نماز صحیح ہو گی۔

۵۰۔ اگر یقین پیدا کرنا ممکن نہ ہو تو ظن پر اعتماد کر کے نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

۵۱۔ اگر مؤذن عادل اور اوقات کی معرفت رکھنے والا ہو تو اس کی اذان پر اعتماد کر کے نماز پڑھی جا سکتی

ہے۔

۵۲۔ دو عادل گواہوں کی گواہی پر اعتماد کرنا جائز ہے۔

۵۳۔ اگر وقت داخل ہونے کا اعتماد ہو اگرچہ غیر شرعی طریقہ سے معلوم ہو اور نماز پڑھ لے اور وہ وقت میں واقع ہو تو نماز صحیح ہو گی۔

۵۴۔ اگر ظن پر اعتماد ہو اور نماز پڑھ لے اور بعد میں ظاہر ہو کہ نماز ساری کی ساری قبل از وقت پڑھی گئی ہے تو اس کی نماز باطل ہو گی۔

۵۵۔ اگر ظن پر اعتماد کر کے نماز پڑھ لے اور بعض نماز قبل از وقت واقع ہو اور بعض وقت میں تو اس کی نماز صحیح ہو گی خصوصاً جبکہ وقت کا علم حاصل کرنے سے مایوس ہو جائے لیکن احوط یہ ہے کہ وقت کے اندر اس کا اعادہ بھی کر لے۔

۵۶۔ جو عمداً عصر کو ظہر سے پہلے یا عشاء کو مغرب سے پہلے پڑھ لے تو اس کی نماز باطل ہو گی۔

۵۷۔ اگر بھول کر عصر کو ظہر سے پہلے اور عشاء کو مغرب سے پہلے پڑھ لے اور فارغ ہونے کے بعد معلوم ہو تو اس کی نماز صحیح ہو گی مگر پھر ظہر اور مغرب کو بجا لائے گا۔

۵۸۔ اگر بھول کر عصر کو ظہر سے پہلے پڑھ لے اور نماز ظہر کے مخصوص وقت میں واقع ہو اور بعد میں یاد آئے تو نماز باطل ہو گی اور بالترتیب اس کا اعادہ کرے گا۔ اسی طرح اگر عشاء کو مغرب سے پہلے مخصوص وقت میں پڑھ لے تو مغرب کو ادا کر کے پھر اس کا اعادہ کرے گا۔

۵۹۔ اگر ظہر سے قبل عصر کی نماز شروع کرے اور اثناء نماز میں متوجہ ہو چاہے مخصوص وقت میں ہو یا مشترک وقت میں اور چاہے نماز ادا ہو یا قضاء تو عصر سے ظہر کی طرف عدول کر لے اس کو تمام کر لے اور پھر عصر پڑھے۔

۶۰۔ اگر مغرب سے پہلے عشاء کی نماز میں داخل ہو جائے اور اثناء میں یاد آ جائے تو مغرب کی طرف عدول کرے اس اور بیٹھ کر نماز تمام کر لے اور دو سجدۂ سہو کرے چونکہ اس نے ایک قیام بے جا کا اضافہ کیا ہے اور پھر عشاء پڑھ لے۔

۶۱۔ اگر مغرب سے قبل عشاء میں داخل ہو اور چوتھی رکعت میں رکوع یا سجود یا تشہد کی حالت میں یاد آ جائے تو عدول جائز نہیں بلکہ اس کو تمام کرے اور اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھ لے۔

۶۲۔ جن مقامات میں عدول جائز یا ممکن نہیں اگر وہاں عدول کرے تو نماز باطل ہو گیا ور نہ عدول نہ پہلی نماز میں شمار ہو گا نہ اگلی نماز میں پس اگر ظہر کی نیت سے نماز میں داخل ہو اور یاد آ جائے کہ ظہر پڑھ چکا ہے تو عصر کی طرف عدول جائز نہیں۔ بلکہ نماز توڑ دے پھر عصر کی نیت کرے۔ اسی طرح اگر نماز

مغرب ہے جس کو قضا پڑھ چکا ہو تو اس کو وہ پہلے پڑھ چکا ہو تو عشاء کی طرف عدول جائز نہیں چاہے نہ اداء میں ہو یا قضاء میں۔

۶۳۔ فریضہ سے نافلہ کی طرف یا نافلہ سے فریضہ کی طرف عدول جائز نہیں ہے۔

۶۴۔ ایک فریضہ سے دوسرے فریضہ کی طرف عدول جائز نہیں جبکہ ان کے درمیان ترتیب نہ ہو مثلاً مغرب سے ظہر کی طرف یا صبح سے مغرب کی طرف عدول کرنا۔

۶۵۔ اگر نماز میں عصر کی نیت سے داخل ہو پھر اثناء میں شک کرے کہ کیا اس نے ظہر پڑھی ہے یا نہیں اور اس بات کو ترجیح نہ دے کہ اس نے نماز پڑھ لی ہے تو ظہر کی طرف عدول کر لے اور پھر عصر پڑھے اسی طرح اگر مغرب میں شک کرے جبکہ وہ عشاء میں مشغول ہو جبکہ شک دونوں کے مشترک وقت میں واقع ہو ورنہ اگر وہ عصر یا عشاء کے مخصوص وقت میں ہو تو ان کو تمام کرے اور بعد میں ظہر یا مغرب کو بجا لائے۔

۶۶۔ اگر وقت تنگ ہو اور مستحبات کے بجا لانے سے فریضہ یا اسکے واجبات کے کسی جزء کا وقت سے باہر آجانے کا خوف ہو تو مستحبات ترک کر دے اور واجبات پر اکتفاء کرے بلکہ قلیل ترین واجبات پر اکتفاء کرے۔

۶۷۔ اگر وقت داخل ہو جائے اور اتنی مدت گزر جائے جس میں نماز کا مع الشرائط ادا کرنا ممکن ہو تو نماز اس کے ذمہ میں ثابت ہو جائے گی۔ ہاں اگر کسی مانع کی وجہ سے اس کو ادا نہ کر سکے تو اس کی قضاء واجب ہے۔

۶۸۔ اسی طرح جو آخر وقت میں سے ایک رکعت مع الشرائط کا وقت پا لے اگرچہ تیمم کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو تو اس پر اختیار کی حالت میں اس کو بجا لانا واجب ہے اگر ترک کرے گا تو گنہگار ہوگا اور اس پر قضاء واجب ہو گی۔

۶۹۔ جو ظہر و عصر کے آخری وقت میں حضر میں پانچ رکعت اور سفر میں تین رکعت کا وقت پا لے تو ان کو بجا لائے چاہے نماز ادا ہو اس طرح اگر اس کو مغرب و عشاء کی نمازوں میں چار رکعتوں جتنا وقت مل جائے تو ان کو بجا لائے چاہے حضر میں ہو یا سفر میں نماز ادا ہو گی اور قضاء کی ضرورت نہ ہو گی۔

۷۰۔ اگر مسافر اثناء نماز میں قیام کا قصد کر لے تو قصر سے اتمام کی طرف عدول کر سکتا ہے۔

۷۱۔ اگر کوئی ان چار مقامات مقدسہ میں ہو جہاں قصر و اتمام کا اختیار ہے اور قصر کی نیت سے نماز میں داخل ہو تو اتمام کی طرف عدول کرنا جائز ہے اسی طرح اگر اتمام کی نیت سے داخل ہو تو قصر کی طرف عدول کرنا جائز ہے بشرطیکہ محل عدول سے متجاوز نہ ہوا ہو جس کا ذکر ہو چکا ہے۔

۷۲۔ اگر چلتی کشتی میں اتمام کی نیت سے نماز شروع کرے اور کشتی چل کر حد ترخص سے نکل جائے تو قصر کی طرف عدول کر سکتا ہے جبکہ محل عدول سے تجاوز نہ کر چکا ہو اسی طرح اگر قصر کی نیت سے داخل ہوا ہو اور کشتی اس کے وطن کی طرف رواں ہو اور حد ترخص آجائے تو اتمام کیطرف عدول کر سکتا ہے۔ یہ حکم ریل وغیرہ کے لئے بھی ہے۔

۷۳۔ اگر کوئی اپنی نماز پڑھ رہا ہو اور جماعت قائم ہو جائے تو نافلہ کی طرف عدول کرے تا کہ جماعت میں شریک ہو سکے مگر حد عدول سے متجاوز نہ ہونا شرط ہے۔

۷۴۔ اگر ظہر کی نماز میں داخل ہو پھر پہلی یا دوسری رکعت میں یاد آجائے کہ اس پر صبح کی نماز قضاء باقی ہے تو عدول کرے۔ لیکن اگر تیسری یا چوتھی رکعت کے رکوع میں ہو تو عدول جائز نہیں بلکہ اس نماز کو تمام کر کے پھر قضاء نماز پڑھے۔

۷۵۔ عدول فوت شدہ قضاء نمازوں کیطرف ہو سکتا ہے جسطرح کسی نے ظہر کی نماز شروع کی اور اس کو یاد آیا کہ اس پر صبح کی قضاء نماز بھی ہے تو اس کیطرف عدول کرنے کا قصد کرے۔ بشرطیکہ محل عدول سے آگے نہ بڑھا ہو لیکن پھر یاد آجائے کہ اس پر عشاء کی نماز بھی قضاء ہے تو اس کی طرف عدول کرے پھر صبح اور ظہر کی قضاء بعد میں بجا لائے۔

نماز کی جگہ کے احکام

نماز کی شرطوں میں محلِ نماز کا مباح ہونا بھی ہے چاہے وہ مسجد ہو یا گھر۔ یا کشتی یا زین، یا سواری پس واجب ہے کہ نماز کی جگہ مباح ہو غصبی نہ ہو اسی طرح اگر بالاخانہ مباح ہو مگر نیچے والی منزل یا زمین یا بنیاد یا دیوار یا فرش یا چٹائی یا سواری کی نعل بھی غصبی ہو تو وہاں نماز جائز نہیں۔

۷۶۔ چاہیئے کہ نماز پڑھنے والا یا خود جگہ کا اصل مالک ہو یا کرایہ دار ہو یا منفعت کا مالک ہو یا مالک اصل کی طرف سے مجاز ہو یا اس کو صراحتہً یا کنایتہً علم ہو کہ مالک راضی ہے۔

۷۷۔ غصبی جگہ پر نماز باطل ہے چاہے اس کو نماز پڑھنے والے نے غصب کیا ہو یا کسی اور نے یا مالک سے غصب کیا ہو یا کرایہ دار سے یا صاحبِ ہبہ سے بہرحال واضح طور پر اجازت کا علم یا اشارہ یا مناسبت سے مالک کی رضامندی کا علم ہونا ضروری ہے جس کو اذن الفحویٰ کہتے ہیں۔

۷۸۔ اگر نماز کی جگہ کے غصبی ہونے سے جاہل ہو اور نماز پڑھ لے اور بعد میں معلوم ہو کہ جگہ غصبی ہے

تو اس کی سابقہ نماز صحیح ہے۔

۷۹۔ اسی طرح اگر یہ سمجھ کر نماز پڑھے کہ مالک یا کرایہ دار راضی ہے مگر پھر معلوم ہو کہ وہ راضی نہیں تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۸۰۔ اگر جگہ کے غصبی ہونے سے لاعلمی کی حالت میں نماز شروع کر دے اور اثناء نماز میں معلوم ہو کہ جگہ غصبی ہے تو اگر وقت وسیع ہے تو نماز توڑ دے۔ اور اگر کسی مباح جگہ نماز پڑھ لے اور اگر وقت تنگ ہے تو وہاں سے نکلتے نکلتے نماز تمام کرے جبکہ شرائط نماز میں خلل نہ آئے اور ارکان نماز صحیح ادا ہوں اور قریبی راستے سے نکل جائے۔

۸۱۔ اسی طرح اگر مالک اجازت دے کہ اس کی جگہ میں قیام کرے پھر نماز کی حالت میں اس کو وہاں سے نکلنے کا حکم دے دے تو اگر وقت وسیع ہے تو نماز قطع کرے اور نکل جائے اور کسی مباح جگہ پر نماز پڑھے ورنہ نکلتے نکلتے نماز پوری کرتا جائے۔

۸۲۔ اگر مالک کسی کو اپنی ملکیت میں نماز پڑھنے کی اجازت دے پھر اثناء نماز میں عدم رضامندی کا اظہار کرے اور وہاں سے نکل جانے کا حکم دے تو نماز کو نہ توڑے بلکہ پورا کر دے اس کی نماز صحیح ہے۔

۸۳۔ اگر ظاہراً مالک کی طرف سے اجازت کا علم ہو لیکن قرائن سے اس کی ناپسندیدگی ثابت ہو تو اس کی ملکیت میں نماز پڑھنا حرام ہے اور پڑھی جانے والی نماز باطل ہے۔

۸۴۔ اگر مالک اجازت نہ دے اور ظاہراً اپنی ملکیت میں نماز پڑھنے سے منع کرے لیکن قرائن سے اس کی رضامندی کا علم ہو جائے اور یہ بھی معلوم ہو کہ منع کرنا کسی خاص وجہ کی بناء پر ہے تو اس کی ملکیت میں دوسروں کی نماز جائز اور صحیح ہے۔

۸۵۔ ایسی جگہ نماز جائز ہے جس کی چھت یا دیواریں غصبی ہوں۔

۸۶۔ ایسے خیمہ میں نماز پڑھنا جائز ہے جس کہ غصبی ہو مگر زمین مباح پر قائم ہو۔

۸۷۔ اگر سردی یا گرمی یا بارش سے بچنے کے لئے غصبی چھت یا غصبی خیمہ میں نماز پڑھے تو اس نماز میں اشکال ہے اور احتیاط یہ ہے کہ ایسے حالات میں ایسی جگہ نماز پڑھنے سے گریز کرے۔

۸۸۔ صحراؤں، پہاڑوں، وادیوں میں جو کسی کی ملکیت ہوں بلا اجازت نماز پڑھنا جائز ہے اسی طرح زمینوں، باغات، مسافر خانوں، ہوٹلوں میں مالک سے پوچھے بغیر نماز پڑھنا جائز ہے۔ لیکن اگر یقین ہو کہ ان مقامات کے مالکوں نے نماز پڑھنے سے روکا ہے تو وہاں نماز پڑھنا جائز نہیں۔

۸۹۔ اگر نماز پڑھنے والا جانتا ہو کہ غصبی جگہ پر نماز پڑھنا حرام ہے اور نماز باطل ہے مگر عمداً پڑھے تو اس کی نماز باطل ہو گی۔

۹۰۔ اگر غصبیت کا علم ہو لیکن نماز کے حرام اور باطل ہونے کا علم نہ ہو تو اگر اس کی لاعلمی کی وجہ اس کی لاپرواہی اور احکامِ شرعیہ کے سیکھنے کے وجوب پر عمل کرنے میں کوتاہی ہو اور وسائل بھی موجود ہوں اور کوئی مانع بھی نہ ہو تو اس کی نماز باطل ہو گی۔

۹۱۔ اگر غصبی جگہ پر نماز پڑھنے کی حرمت اور بطلان کا علم کوتاہی کرنے کی وجہ سے ہو یعنی یا تکلیف شرعی سے ناواقف ہو یا کوئی مانع موجود ہو یا وسائل نہ ہوں مثلاً چرواہا اور شتربان جو شہروں اور علمی مراکز اور دینی اجتماعات سے دور رہتے ہیں یا کسی ایسے معلم تک انکی رسائی نہیں ہوتی جس سے شرعی مسائل سیکھیں تو اگر وقت گزرنے کے بعد مسئلہ کا علم ہو تو نماز صحیح ہو گی۔ لیکن اگر وقت کے اندر علم ہو جائے تو نماز کا اعادہ کرے اور اگر اثناء نماز میں علم ہو جائے اور وقت وسیع ہو تو مباح جگہ پر نماز کا اعادہ کرے اور اگر وقت تنگ ہو تو نکلتے نکلتے نماز تمام کرے۔

۹۲۔ جو کسی غصبی قید خانہ یا مکان میں قید ہو اور مجبوراً وہاں کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھ سکتا ہو تو آنکھوں کے اشارہ سے رکوع و سجود کرے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھ لے لیکن اگر علم ہو کہ مالک نے اجازت دی ہے کہ پوری قیام، قعود اور سجود کے ساتھ نماز ادا کر سکتا ہے۔

۹۳۔ اگر نماز پڑھنے والا جانتا ہو کہ جگہ غصبی ہے اور وہاں نماز پڑھنا حرام اور مبطل ہے اور باوجود علم کے نماز پڑھ لے اور بعد میں معلوم ہو کہ جگہ مباح تھی تو اس کی نماز کے صحیح ہونے میں اشکال ہے چونکہ عمداً فعل حرام اور شریعت کی مخالفت کرنے سے قصد قربت حاصل نہیں ہوتا۔

۹۴۔ جو کسی ایسی جگہ نماز پڑھے جس کے مباح ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو اور وقت کے گزرنے کے بعد معلوم ہو کہ جگہ غصبی تھی تو قضاء کی ضرورت نہیں لیکن اگر وقت کے اندر معلوم ہو کہ جگہ غصبی تھی تو قضاء کی ضرورت نہیں لیکن اگر وقت کے اندر معلوم ہو جائے تو احتیاطاً اعادہ کرے۔

۹۵۔ نجس جگہ پر سجدہ کرنا جائز نہیں ہے چاہے جگہ خشک ہو یا تر اور ہر حالت میں سجدہ کی جگہ کا پاک ہونا واجب ہے۔

۹۶۔ خشک نجس جگہ پر یا نجس چادر یا نجس چٹائی پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ بشرطیکہ نجاست نمازی کے بدن یا لباس تک سرایت نہ کرے۔

۹۷۔ سجدہ کی جگہ میں بھی صرف پیشانی رکھنے کی جگہ کا پاک ہونا شرط ہے لیکن احوط ہے کہ سجدہ کی تمام جگہ پاک ہو۔

۹۸۔ ایسی جگہیں جن کے مالکوں کا علم نہ ہو وہاں مجتہد جامع الشرائط کی اجازت کے بغیر تصریف کرنا یا نماز پڑھنا جائز نہیں۔

۹۹۔ اگر جگہ ایک جماعت کی مشترکہ ملکیت ہو تو کسی کے لئے اپنے شریک حصہ دار کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز نہیں۔

۱۰۰۔ ایسے مکانوں میں نماز پڑھنے کے لئے اجازت لینا ضروری نہیں جہاں سے کھانا کھانے کی اجازت قرآن مجید میں وارد ہے یعنی والدین، بھائی، بہنیں، چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ یا جن کے مکانوں کی چابی نماز پڑھنے والے کے تصرف میں ہو یا دوست کا گھر لیکن اگر علم یا ظن ہو کہ یہ نماز پڑھنے سے کراہت کرتے ہیں تو نہ پڑھے۔

۱۰۱۔ ہلتی ہوئی جگہ جو کہیں قرار نہ پکڑتی ہو وہاں پر نماز پڑھنا جائز نہیں جیسے تخت وغیرہ جو حرکت کرتا ہو واجب ہے کہ نماز کے وقت جگہ ساکن ہو۔

۱۰۲۔ مجبوری کی حالت میں متحرک جگہ پر نماز پڑھنا جائز ہے مثلاً کشتی ہوائی جہاز یا ریل بشرطیکہ وقت تنگ ہو۔

۱۰۳۔ اسی طرح واجب ہے کہ نماز کی جگہ طول، عرض، بلندی میں قیام، رکوع و سجود کے وقت برابر ہو لیکن بوقت مجبوری تفاوت جائز ہے۔

۱۰۴۔ جائز نہیں کہ عورت مرد سے آگے یا برابر میں کھڑی ہو کر نماز پڑھے جبکہ کوئی مجبوری نہ ہو چاہے محرم ہو یا غیر محرم جوان میں سے بعد میں اس کی طرح نماز شروع کرے اس کی نماز باطل ہے۔

۱۰۵۔ اگر وقت تنگ اور جگہ بھی تنگ ہو تو دونوں کا ساتھ ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے۔

۱۰۶۔ اگر وقت میں اتنی وسعت ہو کہ دونوں پوری طرح سے اپنی اپنی نماز پڑھ سکتے ہوں تو بہتر ہے کہ پہلے مرد پڑھے یا عورت پڑھے۔

۱۰۷۔ اگر درمیان میں پردہ حائل ہو یا دس ہاتھ کا فاصلہ ہو تو ورت مرد کے آگے یا برابر میں نماز پڑھ سکتی ہے۔

۱۰۸۔ مسجد الحرام میں عورت مرد کے آگے یا برابر میں نماز پڑھ سکتی ہے چاہے مرد سے پہلے نماز شروع کرے یا بعد میں لیکن دیگر مساجد یا مشاہد مشرفہ میں یہ جائز نہیں ہے۔

۱۰۹۔ نماز کی حالت میں معصومین علیہم السلام کی قبور سے آگے یا برابر میں کھڑا ہونا جائز نہیں ہے۔

۱۱۰۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے حرام مقدس میں آپ کی ضریح مقدس کے پیچھے اور باقی تمام مقدس مزارات میں سر کی جانب ذرا پیچھے ہٹ کر نماز پڑھنا مستحب ہے۔

وہ مقامات جہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

۱۱۱۔ ایسی جگہ جہاں آگے چراغ یا قندیل یا آگ ہو یا قرآن کھلا ہوا ہو یا کوئی تحریر یا نقش ہو۔

۱۱۲۔ مجوسیوں کے گھروں میں یا ان کے آتش کدوں میں یا حمام کے اندر یا ایسی جگہ جہاں پر نشہ آور چیز ہو نیز وہ مقامات جہاں اونٹ، بکریاں، گائیں، گھوڑے، گدھے، خچر باندھے جاتے ہوں یا جہاں پر چیونٹیوں کی بلیں ہوں یا وادی ہو یا شوردار جگہ ہو یا برف ہو نیز ایسے کمرہ میں جہاں پر تصاویر ہوں یا وہاں پر کتا باندھا جاتا ہو یا وہاں پاخانہ کیا جاتا ہو یا قبور کے درمیان لیکن اگر درمیان میں پردہ یا دس بالشت کا فاصلہ ہو تو جائز ہے یا ایسی جگہ جہاں سامنے کی دیوار سے بول و براز والے گٹر کی نمی رس رہی ہو۔

۱۱۳۔ نمازی کے لئے مستحب ہے کہ قبلہ کیطرف سامنے سے گزرنے والوں سے پوشیدہ رہنے کے لئے پردہ بنائے چاہے دیوار ہو یا مٹی کی ڈھیری یا عصا۔ لیکن اگر ایسی جگہ نماز پڑھنا ہو جہاں لوگوں کا اژدھام ہو مثلاً مسجد الحرام، مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مساجد جامع یا مشاہد مشرفہ تو وہاں پردہ لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔

نماز پڑھنے والے کا لباس

۱۱۴۔ نماز پڑھنے والے کے لئے واجب ہے کہ نماز کی حالت میں اپنی شرمگاہ چھپائے چاہے نماز واجب ہو یا مستحب چاہے وہاں کوئی دیکھنے والا موجود ہو یا نہ ہو اگرچہ جگہ تاریک ہی کیوں نہ ہو۔

۱۱۵۔ مرد کی شرمگاہ سے مراد اس کا آلۂ تناسل خصیئے اور پچھلی طرف ہے اور اس کو اس قدر چھپایا جائے کہ کپڑے کے اوپر سے کھال کا رنگ یا صورت نظر نہ آئے اگرچہ حجم کا چھپانا واجب نہیں۔

۱۱۶۔ آزاد عاقل بالغ عورت پر واجب ہے کہ اپنے پورے بدن حتیٰ کہ سر اور بالوں کو بھی ڈھانپے صرف چہرے دو ہاتھوں کو چھپانا واجب نہیں بلکہ ہاتھوں کا چھپانا موافق احتیاط ہے۔

نابالغ بچی کے لئے نماز کی حالت میں سر گردن کا چھپانا واجب نہیں اسی طرح کنیز بھی بچی کے حکم میں ہے لیکن مبعضہ کنیز (یعنی جو مکمل طور پر آزاد نہ ہو) وہ آزاد عورت کے حکم میں ہے۔

۱۱۷۔ اگر نمازی کو علم نہ ہو کہ اس کی شرمگاہ ظاہر ہے اور نماز پڑھنے کے بعد علم ہو جائے تو دوبارہ لباس شرعی پہن کر نماز کا اعادہ کرے لیکن اگر نماز کی حالت میں علم ہوجائے تو فوراً چھپا دے بشرطیکہ واجبات نماز میں مشغول نہ ہوا ہو۔

۱۱۹۔ اسی طرح اگر اثناء نماز میں بلا اختیار شرمگاہ نمایاں ہو جائے تو فوراً چھپا دے اور چھپاتے وقت

واجبات میں مشغول نہ ہو اور نماز تمام کرے اور اس کا اعادہ ضروری نہیں۔

۱۲۰۔ مکلف پر واجب ہے کہ شرمگاہ چھپانے کے لئے کپڑا وغیرہ حاصل کرے۔ چاہے بقدر استطاعت مہنگے داموں میں خریدنا پڑے اگر یہ ممکن نہ ہو تو کاغذ، گھاس، درخت کے پتوں یا گیلی مٹی سے چھپائے۔

۱۲۱۔ اگر شرمگاہ چھپانے کے لئے کچھ نہ ملے تو برہنہ نماز پڑھ لے بشرطیکہ کوئی محترم دیکھنے والا یعنی بالغ و ممیز موجود نہ ہو اور اپنی اگلی شرمگاہ پر ہاتھ رکھ لے اور رکوع و سجود کے لئے سر سے اشارہ کرے اور اگر کوئی دیکھنے والا ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھ لے اور رکوع و سجود کے لئے اشارہ کرے۔ اور سجدہ کے لئے اشارہ میں سر کو زیادہ جھکائے۔

۱۲۲۔ نماز میں پردہ پوشی واجب ہے حتیٰ کہ زوجہ و کنیز بلکہ اپنے آپ سے بھی واجب ہے اگر عمداً اپنی شرمگاہ کو خود دیکھے تو نماز باطل ہو جائے گی اور وقت میں اعادہ واجب ہوگا اور وقت کے بعد قضاء واجب ہوگی۔

تنبیہ

۱۲۳۔ ہر مومن اور مومنہ پر واجب ہے کہ ہر محترم دیکھنے والے (یعنی بالغ یا ممیز) سے اپنی شرمگاہ چھپائے چاہے وہ مرد ہو یا عورت نماز میں ہوں یا عام حالات میں جیسا کہ واجب ہے کہ لوگوں کی شرمگاہوں کو دیکھنے سے چشم پوشی کرے چاہے وہ برابر کے ہوں یا کم چاہے محرم ہوں یا نامحرم جیسا کہ خداوند عالم نے قرآن مجید سورۂ نور میں ارشاد فرمایا ہے: "اے رسول مومنوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی آنکھیں بند کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزہ ہے اور اللہ ان کے کاموں سے باخبر ہے اور مومنات سے بھی کہہ دیں کہ وہ آنکھیں بند کریں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

(سورہ نور ۳۱-۳۰)

۱۲۴۔ شوہر اور زوجہ پر واجب نہیں ہے کہ وہ ایک دوسرے سے پردہ پوشی کریں بلکہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنا جائز ہے اسی طرح آقا کنیز بھی ہیں۔ لیکن اگر آقا کنیز کی کسی دوسرے سے شادی کر دے یا کسی دوسرے کے لئے مباح قرار دے تو جائز نہیں ہے۔

۱۲۵۔ عورت پر واجب ہے کہ اپنے بدن والوں اور مقامات حسن و زینت کو اجنبی شخص سے چھپائے

سوائے چہرہ اور ہاتھوں کے لیکن محرموں کے سامنے آنا جائز ہے جیسا کہ آیت کریمہ ہے: "اور وہ اپنی ظاہری زینت کو ظاہر نہ کریں اور اپنے گریبانوں پر دوپٹے اوڑھے رہیں مگر اپنے شوہروں آباء اور شوہروں کے آباء اور اپنے بیٹوں اور شوہروں کے بیٹوں اور بھائیوں، بھتیجوں، بھانجوں یا ان کی عورتوں سے اور غلاموں سے یا غیر حاجتمند غلاموں سے یا ان بچوں سے جو کہ عورتوں کی شرمگاہوں سے واقف نہیں۔ (سورۂ نور ۳۱)

۱۲۶- اس آیت کریمہ میں زینت سے مراد مقامات زینت ہیں۔

۱۲۷- بقصدِ بد اجنبی مرد یا اجنبی عورت کی طرف دیکھنا ہر مومن مرد یا عورت پر حرام ہے اور اس مسئلہ کے اور بھی فروع ہیں جو اپنے مقام پر بیان کئے جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

شرائطِ لباس

نماز پڑھنے والے کے لباس میں چند امور شرط ہیں۔

۱۲۸- اول:

اینکہ لباس پاک ہو اور نجس نہ ہو اس کے مفصل احکام کتاب الطہارت میں گزر چکے ہیں۔

۱۲۹- دوم:

مباح ہونا یعنی نماز کا لباس مباح ہو غصبی نہ ہو اس کے مسائل جائے نماز کے مباح ہونے کے مسائل میں بیان کئے جا چکے ہیں۔ مگر ہم یہاں مزید مسائل کا بھی ذکر کرتے ہیں۔

۱۳۰- وہ لباس ہو جس میں خمس یا زکوۃ واجب ہو یا وہ ایسی رقم سے خریدا گیا ہو جس میں حقوق شرعیہ واجب تھے تو وہ بھی غصبی کے حکم میں ہے۔

۱۳۱- اگر غصبی ہونے کا علم ہو لیکن اس میں نماز پڑھنے کی حرمت سے ناواقف ہو یا اس کے مبطل نماز ہونے سے نابلد ہو اور وہ مسائل شرعیہ سیکھنے میں کوتاہی برتنے والا ہو تو اس کی نماز باطل ہو گی۔

۱۳۲- اگر وہ لباس کے غصبی ہونے پر مطلع نہ ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۱۳۳- اگر غصبی ہونے کو بھول جائے اور نماز مکمل کرنے کے بعد یاد آجائے تو اگر وقت باقی ہو تو نماز کا اعادہ کرلے اور وقت گزر جانے کے بعد اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

۱۳۴۔ اگر غصبی ہونا جانتا ہو یا بھول گیا ہو اور دورانِ نماز اس کو علم ہو جائے یا یاد آجائے تو لباسِ غصبی کو فوراً اتار دے اگر اس کے پاس کوئی اور کپڑا شرمگاہ چھپانے کے لئے موجود ہو تو نماز پوری کرے یا کسی مباح لباس کو پہن کر نماز پوری کر لے دونوں صورتوں میں نماز صحیح ہوگی اور اگر اثناء نماز میں مباح کپڑے سے پردہ پوشی ممکن نہ ہو اور وقت وسیع ہو اگرچہ مع الشرائط ایک رکعت ہی کا وقت پا لے تو نماز توڑ دے اور دوبارہ مباح لباس پہن کر اعادہ کرے اور اگر وقت تنگ ہو تو غصبی کپڑے اتار کر برہنہ نماز پڑھے بشرطیکہ کوئی دیکھنے والا موجود نہ ہو چاہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے یا بیٹھ کر جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے فصل کی ابتداء میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۳۵۔ ضرورت کے وقت غصبی کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے اور اس میں نماز صحیح ہے بہتر ہے کہ آخرِ وقت تک انتظار کرے تاکہ کوئی مباح کپڑا مل جائے۔

۱۳۶۔ یہاں ضرورت سے مراد یہ ہے کہ غصبی لباس پہننے پر مجبور ہو یعنی گرمی، سردی، بارش یا کسی مرض یا کسی دوسری علت کے سبب اس لباس کے استعمال کئے بغیر کوئی چارہ نہ ہو۔

۱۳۷۔ اگر اصل لباس یا پردہ پوشی کا لباس تو مباح ہو لیکن غصبی رنگ میں رنگا گیا ہو تو اس پر صرف رنگ باقی ہو تو خشک حالت میں اس کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے اور نماز صحیح ہے مگر رنگ کی قیمت ادا کرنا اس کے ذمہ برقرار ہے اور ظاہر یہ ہے کہ نماز کا صحیح ہونا رنگ کے مالک کی رضامندی پر منحصر ہے۔ چونکہ غصبی رنگ کا اثر لباس پر باقی ہے اگرچہ اسکو ستر میں کوئی دخل نہیں لیکن مالک کو قیمت دے کر رضامند کرنا اس کے لئے احوط ہے۔ لیکن اگر اپنے لباس کو غصبی پانی کے ساتھ دھوئے یا غصبی صابن استعمال کرے یا کوئی چیز مثلاً بیری کے پتے یا اشنان نامی گھاس جو صابن کا کام دیتا ہے تو اس کے خشک ہونے کے بعد اس میں نماز پڑھنا بلااشکال صحیح ہے چونکہ غصبی چیز کا اثر باقی نہیں رہا ہاں پانی یا صابن وغیرہ کی قیمت دے کر مالک کو راضی کرنا اس کے ذمہ باقی ہے اور یہ ایک علیحدہ واجب فریضہ ہے چاہے اس کپڑے میں نماز پڑھے یا نہ پڑھے اس کو اداء کرنا واجب ہے۔

۱۳۸۔ اسی طرح اگر کپڑے کو غصبی اُجرت یا غصبی صاحب اجرت کے ذریعے یا غصبی سلائی مشین کے ساتھ سیا گیا ہو تب بھی اس کی نماز صحیح ہے مگر اجرت کی ادائیگی اس کے ذمہ باقی ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ سلائی کا ستر کے ساتھ کوئی ربط نہ ہو اور نہ ہی ستر سلائی پر منحصر ہو اور اگر ایسا نہ ہو یعنی اگر سلائی نہ ہو تو کپڑا شرمگاہ کو چھپا نہیں سکتا تو اس قسم کے کپڑے میں جس سے حق غصب کیا گیا ہو اس کو راضی کئے بغیر اس میں نماز پڑھنے میں اشکال ہے۔

سوم:۔ واجب ہے کہ نماز پڑھنے والے کا لباس ریشم کا نہ ہو چونکہ مردوں کے لئے اس میں نماز پڑھنا

جائز نہیں ہے بلکہ نماز کے علاوہ بھی مرد کے لئے ریشمی لباس پہننا جائز نہیں ہے لیکن عورت کے لئے مطلقاً نماز اور غیر نماز میں ریشم کا لباس پہننا جائز ہے۔

۱۳۹۔ بعض حالات میں مردوں کے لئے ریشم پہننا مستثنیٰ ہے مثلاً مجبوری کی حالت میں چاہے وہ کسی مرض کی وجہ سے یا سردی یا جہاد کے وقت (چونکہ اصل ریشم کے لباس پر تلوار اثرانداز نہیں ہوتی)

۱۴۰۔ مردوں کے لئے ریشمی لباس میں نماز پڑھنا قطعاً معاف نہیں اگرچہ وہ ایسا چھوٹا ہی کیوں نہ ہو جس میں نماز تمام نہیں ہوتی مثلاً ٹوپی، جراب اس کا قیاس نجس چھوٹے کپڑے پر نہیں ہو گا جس میں نماز جائز ہے مثلاً ٹوپی، رومال وغیرہ۔

۱۴۱۔ اگر کوئی ریشمی لباس میں نماز پڑھ لے مگر اس کو علم نہ ہو کہ یہ ریشمی ہے اور نماز مکمل کرنے کے بعد معلوم ہو تو اسکی نماز صحیح ہے۔

۱۴۲۔ اور اگر جانتا ہو کہ یہ کپڑا ریشمی ہے مگر یہ جانتا ہو کہ اس میں نماز پڑھنا مبطل نماز ہے تو اس کی لاعلمی کا سبب اس کی کوتاہی اور لاپرواہی ہے تو نماز باطل ہے اور اگر وقت موجود ہو تو اس کا اعادہ کرے اور وقت گزرنے کے بعد اس کی قضاء کرے لیکن اگر مسائل کا علم حاصل کرنے سے قاصر ہو اور پھر نماز باطل ہونے کا علم ہو تو اگر وقت وسیع ہے تو اعادہ کرے لیکن وقت گزرنے کے بعد اس پر قضاء واجب نہیں۔

۱۴۳۔ اگر نماز کی حالت میں یہ بھول جائے کہ اس کا لباس ریشمی ہے اور حکم شرعی کا علم ہو اور نماز تمام کرنے کے بعد یاد آجائے تو اگر وقت وسیع ہے تو اعادہ کرے اور وقت گزرنے کے بعد قضاء واجب نہیں۔

۱۴۴۔ اگر دورانِ نماز شک ہو کہ اس کا کپڑا ایسا ہے جس میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور نماز مکمل کرنے کے بعد معلوم ہو کہ لباس ریشمی ہے اور احوط یہ ہے کہ وقت اگر باقی ہے تو اس کا اعادہ کرے اور وقت گزر جانے کے بعد قضاء واجب نہیں۔

۱۴۵۔ اگر نماز پڑھنے والے کا کپڑا ایسی چیز سے بُنا ہوا ہو جس میں نماز جائز ہے مگر اس میں ریشم کی ملاوٹ بھی ہو مثلاً ایک دھاگہ سوتی کا ہو اور ایک ریشم کا تو اس میں نماز پڑھنا جائز ہے بلکہ تمام حالات میں اس کا استعمال کرنا جائز ہے۔

۱۴۶۔ مردوں کے لباس میں ریشم کی اتنی ملاوٹ جائز ہے جس کا عرض چار ملی ہوئی انگلیوں سے کم ہو مثلاً عبا و قبا کے کنارے یا ٹوپی وغیرہ کی اطراف ایسا استعمال مطلقاً جائز ہے اور ریشم کے پیوند لگانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

۱۴۷۔ اسی طرح مردوں کے لئے ایسا لباس بھی جائز ہے جو ریشم، سوتی، اون وغیرہ سے ملا کر بنا گیا ہو بشرطیکہ اون ایسے حیوان کی ہو جس کا گوشت حلال ہے۔ اور ریشم بھی اتنا ہی ملا ہوا ہو جو چار انگشت پیوستہ سے کم ہو جیسا کہ گزر چکا ہے۔

۱۴۸۔ مرد کے لئے جائز ہے کہ نماز کی حالت میں اپنی جیب وغیرہ میں ریشم کا کپڑا اٹھائے ہوئے ہو اگرچہ اس کا عرض ایک بالشت یا ایک گز یا ایک میٹر ہو۔

۱۴۹۔ مردوں کے لئے ریشم کا تکیہ استعمال کرنا یا ریشمی قالین وغیرہ پر بیٹھنا جائز ہے۔

۱۵۰۔ اگر اس کو اپنے لباس میں شک ہو کہ خالص ریشم کا ہے یا مخلوط ہے یعنی اس میں سوت وغیرہ کی ملاوٹ ہے تو اس کا پہننا اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

۱۵۱۔ اگر شک ہو کہ یہ لباس جس میں ریشم کی ملاوٹ ہے اس میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں تو یہ شک قابلِ اعتماد نہیں ہو گا اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

چہارم:۔ واجب ہے کہ نماز پڑھنے والے کا لباس ایسے حیوان کے چمڑے سے نہ بنایا گیا ہو جس کا گوشت حلال نہیں اور وہ خون جہندہ رکھتا ہو اور اس کے تمام اجزاء سے پاک ہو مثلاً بال، اون، پر وغیرہ۔

۱۵۲۔ اگر نماز پڑھنے والا نماز کی حالت مندرجہ بالا چیزوں میں سے کوئی چیز اٹھائے ہوئے ہو یا دیگر حرام گوشت حیوانات مثلاً بھیڑیا، لومڑی، خرگوش چوہا وغیرہ کے گوشت ہڈی فضلات وغیرہ اس کے پاس ہوں تو اس کی نماز باطل ہو گی۔

۱۵۳۔ وہ حیوان جس سے انسان نے وطی کی ہو یا نجاست خور حیوان ان کے متعلق احوط ہے کہ ان کے اجزاء و فضلات سے دورانِ نماز دوری اختیار کی جائے۔

۱۵۴۔ اگر نماز پڑھنے والا اثناء نماز کسی پاک مسلمان انسان کے بال، ناخن، لعاب، پسینہ یا دیگر فضلات اٹھائے ہوئے ہو تو کوئی مانع نہیں اور اس کی نماز صحیح ہے۔

۱۵۶۔ حلال گوشت حیوان کو حلال طریقہ سے ذبح کیا گیا ہو تو اس کی کھال میں (بلکہ تمام اجزاء میں جس میں زندگی ہوتی ہے) نماز پڑھنا جائز ہے۔

۱۵۷۔ حلال گوشت حیوان کے تمام اجزاء مثلاً بال، اون، سینگ، کھر وغیرہ جن میں زندگی حلول نہیں کرتی اور چاہے یہ زندہ حیوان سے لئے گئے ہوں یا مردہ سے ان میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

۱۵۸۔ حیوان کا حلال طور پر ذبح کرنے کا ثبوت یا دو عادل گواہوں کی گواہی سے ثابت ہو گا یا اس طرح کہ وہ مسلمانوں کے بازار میں فروخت ہو رہا ہو۔

۱۵۹۔ اگر ایک عادل گواہ کی گواہی پر اطمینان ہو تو اس کی گواہی کافی ہے۔

۱۶۰۔ اگر علم ہو کہ یہ چمڑا جو مسلمانوں کے بازار میں فروخت ہوتا ہے کسی مشرک یا کافر سے حاصل کیا گیا ہے یا کفار کے ملکوں سے در آمد کیا جاتا ہے تو وہ نجس ہوگا اس میں نماز پڑھنا جائز نہ ہوگا۔

۱۶۱۔ اگر کفار کے ممالک سے ایسی چیز لائی جائے جو تزکیہ کی محتاج ہو اور وہاں مسلمان بھی رہتے ہوں تو اس کا استعمال جائز ہے اور وہ طہارت کے حکم میں ہے۔

۱۶۲۔ کافر کے ہاتھ لیا جانے والا گوشت چربی یا کھال جس کے لئے تزکیہ ضروری ہے اگر یہ معلوم ہو کہ اس نے یہ کسی مسلمان سے حاصل کیا ہے اس کا لینا جائز ہے۔

۱۶۳۔ ہر چیز جو مسلمانوں کے بازار میں فروخت ہوتی ہے مگر فروخت کرنے والا مجہول الحال ہو اسکا لینا جائز ہے اسی طرح کفار کے بازار سے ان چیزوں کا لینا جائز نہیں۔

۱۶۴۔ ایسی کھال جو مسلمانوں کے ملک میں کہیں پڑی ہوئی ملے جس پر استعمال شدہ ہونے کا اثر موجود نہ ہو اس کا اٹھانا جائز نہیں اسی طرح احوط ہے کہ مسلمانوں کے ملک میں سے ایسی کھال نہ اٹھائے جو کہیں پڑی ہوئی ہو اور اس پر استعمال ہونے کا نشان ہو۔

۱۶۵۔ ایسی چیز کا اٹھانا جائز نہیں ہے جو تزکیہ کی محتاج ہو اور کفار کے ملک میں کہیں پڑی ہوئی ملے۔

۱۶۶۔ احوط یہ ہے کہ قابلِ تزکیہ کھال ایسے مسلمان کے ہاتھ سے نہ لے اور اس سے پرہیز کرے جو دباغت کے ذریعے مردہ حیوان کی کھال کو حلال سمجھتے ہیں یا وہ اہلِ کتاب جو اس کو حلال قرار دیتے ہیں یا جو حلال و حرام کی پرواہ نہیں کرتے۔

۱۶۷۔ قباء قمیض میں صدف اور موتی کے بنے ہوئے بٹن استعمال کرنا یا ان کے نگینے انگوٹھی میں استعمال کرنا بوقت نماز بھی جائز ہے۔

۱۶۸۔ اگر یہ نہ جانتا ہو کہ وہ جس کھال میں نماز پڑھ رہا ہے حرام گوشت حیوان کی ہے یا حرام گوشت حیوان کی کھال میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اور پھر بھی نماز پڑھ لے یا دونوں صورتوں کو بھول چکا ہو یا اس میں شک کرتا ہو اور اثناء نماز میں یا بعد میں یاد آجائے تو اگر وہ اپنی لاعلمی میں کوتاہ ہے یا قاصر تو اس کے احکام وہی ہوں گے جو ریشم کے متعلق ہم بیان کر چکے ہیں وہ ملاحظہ فرمادیں۔

اہم مسائل

۱۶۹- اگر کسی کے پاس صرف دو کپڑے ہوں ایک ایسے حیوان کی کھال سے بنا ہوا جس کا گوشت حلال ہے اور دوسرا ریشم کا بنا ہوا ہو تو دونوں کو ترک کر کے برہنہ حالت میں نماز پڑھ لے ورنہ بوقتِ مجبوری حرام گوشت حیوان کی کھال کے لباس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

۱۷۰- اگر ایک لباس ریشمی ہو اور دوسرا غصبی ہو تو دونوں کو ترک کر کے برہنہ نماز پڑھے البتہ اگر برہنہ پڑھنے میں کوئی عذر ہو تو ریشمی لباس میں پڑھ سکتا ہے۔

۱۷۱- اگر کسی کے پاس دو کپڑے ہوں ایک حرام گوشت حیوان کی کھال کا بنا ہوا ہو اور دوسرا مردار کی کھال سے بنا ہوا ہو تب بھی برہنہ نماز پڑھے اور مجبوری کی صورت میں حرام گوشت حیوان کی کھال میں نماز پڑھ لے۔

۱۷۲- اگر کسی کے پاس دو کپڑے ہوں اور ایک نجس ہو اور دوسرا حرام گوشت حیوان کی کھال سے بنا ہوا ہو تب بھی دونوں کو ترک کر کے اور مجبوری کی حالت میں نجس کپڑے میں نماز پڑھ لے۔

۱۷۳- مجبوری کی صورت میں نجس کپڑے کو دوسروں پر مقدم کیا جائے گا پھر حرام گوشت حیوان کی کھال کو پھر ریشم پھر سونے کو پھر مردار اور پھر غصبی کو جبکہ وہ مجبور ہو اور سردی یا کسی دوسری بیماری سے خائف ہو۔

۱۷۴- اگر اس کے پاس صرف نجس شدہ کپڑا ہو تو نماز برہنہ حالت میں پڑھے اور پھر اسی نجس شدہ کپڑے میں احتیاطاً نماز کا اعادہ کرے۔

۱۷۵- اگر اس کے پاس دو کپڑے ہوں ایک حلال گوشت حیوان کی کھال سے بنا ہوا اور دوسرا حرام گوشت حیوان کی کھال سے بنا ہوا تو دونوں مشتبہ ہو جائیں تو ہر ایک کے ساتھ ایک ایک نماز پڑھے۔

۱۷۶- اگر اس کے پاس ایک پاک کپڑا ہو اور ایک نجس اور مشتبہ ہو جائیں تو دونوں کے ساتھ دو دو نمازیں پڑھے گا۔

۱۷۷- اسی طرح اگر ایک پاک ہو ایک حلال گوشت حیوان کی کھال کا بنا ہوا لباس ایسے لباس کے ساتھ مشتبہ ہو جائے جس میں نماز پڑھنا جائز نہ ہو چاہے یہ ایک ہو یا متعدد تو لباس کی تعداد کے مطابق نمازیں متعدد بار پڑھے گا تاکہ اس کی ایک نماز جائز لباس میں واقع ہو۔

پنجم:- واجب ہے کہ نماز پڑھنے والے کا لباس سونے کا نہ ہو اور یہ شرط بھی مردوں کے لئے ہے جیسا

کہ ریشم کے لئے ہم نے بیان کیا اسی طرح مردوں کے لئے نماز کے علاوہ بھی مطلقاً سونا پہننا جائز نہیں چاہے وہ انگوٹھی ہو یا بٹن خالص ہو یا مخلوط۔

۱۷۸۔ سفید سونا جو پلاٹین کے نام سے مشہور ہے اہلِ فن کے نزدیک اگر اس کو سونا کہا جائے تو اس پر سونے کے احکام جاری ہوں گے ورنہ نہیں۔

۱۷۹۔ مردوں کے لئے بوقت مجبوری سونے کے دانت لگوانا جائز ہے بلکہ اختیاری حالت میں دانتوں پر سونے کا خول چڑھوانا بھی جائز ہے۔

۱۸۰۔ مردوں کے لئے سونا اٹھانا جائز ہے چاہے وہ سکہ دار ہو یا غیر سکہ دار۔

۱۸۱۔ اگر گھڑی کی زنجیر سونے کی ہو تو اس کو اپنے بدن پر لٹکانا جائز نہیں چاہے گھڑی سونے کی ہو یا چاندی کی ہاں اگر سونے کی زنجیر والی گھڑی جیب میں رکھے تو جائز ہے۔

۱۸۲۔ اگر بھول کر سونے کے لباس میں نماز پڑھ لے تو اگر وقت وسیع ہے تو اعادہ کرے اور اگر وقت گزر چکا ہو تو قضاء نہ پڑھے۔

۱۸۳۔ اگر کسی دھات کے متعلق شک ہو کہ وہ سونا ہے یا نہیں یا سونے کے مشابہ ہے تو اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

۱۸۴۔ ممیز نابالغ بچہ اگر سونا پہن کر نماز پڑھے یا مطلقاً سونے کا لباس استعمال کرے تو جائز ہے۔

مستحبات لباس

۱۸۵۔ نماز کے لئے استعمال کئے جانے والے لباس میں مندرجہ ذیل امور مستحب ہیں مردوں کے لئے تحت الحنک والا عمامہ پہننا، چادر پہننا، امام جماعت کے لئے چادر کے لئے استحباب کی تاکید زیادہ ہے۔ عورتوں کے لئے قلادہ کا لباس پہننا، مردوں اور عورتوں کا نماز کے لئے صاف ستھرے کپڑے پہننا۔ سفید لباس استعمال کرنا۔ سوت یا کتان کا لباس پہننا۔ متعدد کپڑے رکھنا، شلوار پہننا، عقیق کی انگشتری پہننا، عربی نعلین پہننا، عورتوں کا قدموں کو چھپانا، کنیز اور ممیز بچی کا سر ڈھانپ کر نماز پڑھنا، مردوں کے لئے کم از کم ناف سے گھٹنوں تک پردہ پوشی کرنا۔

۱۸۶۔ خوشبو لگا کر نماز پڑھنا ستر نمازوں کے برابر ہے۔

مکروہاتِ لباس

۱۸۷- بلاوجہ مردوں اور عورتوں کا سیاہ لباس پہننا مگر سیاہ عمامہ، سیاہ چادر اور سیاہ موزہ استعمال کرنا مکروہ نہیں- عورتوں کے لئے ایک ہی لباس پہننا، زعفران سے یا سرخ رنگ میں رنگا ہوا لباس پہننا ایک ہی باریک لباس پہننا، امامِ جماعت کے لئے بغیر چادر کے قمیض میں نماز پڑھنا- مردوں کے لئے گھونگھٹ بنانا لیکن اگر کپڑا قرأت سے مانع ہو تو حرام ہوگا-

اسی طرح عورت کا نقاب میں نماز پڑھنا اور کنگن کے ساتھ نماز پڑھنا جبکہ وہ آواز کرتا ہو لوہے کی انگوٹھی یا لوہے کی کسی چیز کے ساتھ نماز پڑھنا جبکہ وہ ظاہر ہو ایسی انگوٹھی کے ساتھ نماز پڑھنا جس پر کسی حیوان کی تصویر ہو ایسی قباء جو بہت سے بٹنوں یا کمر بند کے ساتھ بندھی ہوئی ہو ریشم سے ملے ہوئے کپڑے کے ساتھ نماز پڑھنا جس پر تصویریں ہوں-

شرابی کے لباس میں نماز پڑھنا- ایسے شخص کا لباس پہننا جس پر غاصب ہونے کی تہمت ہو، ایسے شخص کا لباس پہننا جو نجاست سے پرہیز نہ کرتا ہو- میلے لباس میں نماز پڑھنا، کفار اور دشمنانِ اسلام کے لباس میں نماز پڑھنا- ایسے چمڑے میں نماز پڑھنا جو ایسے شخص سے لیا گیا ہو جو دباغت کے ساتھ مردار کے چمڑے کو پاک سمجھتا ہو چونکہ یہ مخالفین کا عقیدہ ہے-

ایسے لباس کے ساتھ نماز پڑھنا جو قدموں کو ڈھانپ دے مگر پنڈلی نہ ڈھانپے- سنجاب کی جلد میں نماز پڑھنا، ایسا لباس پہننا جو تکبر و غرور پیدا کرتا ہو- بوڑھوں کا نوجوانوں کے لباس میں نماز پڑھنا- ایسا نجس لباس جس میں نماز تمام نہ ہو سکتی ہو جیسے ٹوپی وغیرہ، گدھے کی کھال سے بنے ہوئے نعلین میں نماز پڑھنا، خضاب کر کے غسل کے بغیر نماز پڑھنا لیکن اگر کندھے پر کچھ رکھ دے چاہے رسی ہی کیوں نہ ہو تو کراہت نہیں ہے- فقط شلوار کے ساتھ نماز پڑھنا- ایسی چادر میں نماز پڑھنا جو قمیض کے اوپر اوڑھی جاتی ہے-

نوٹ: نماز میں مکروہات لباس بہت ہیں مگر ہم نے ایسے اسباب پر اکتفاء کیا ہے جو عام مورد ابتلاء ہیں-

قبلہ کا بیان

۱۸۸- قبلہ سے مراد وہ کعبہ مشرفہ ہے جو کہ مکہ مکرمہ میں واقع ہے اور اس کو بیت اللہ کہا جاتا ہے-

۱۸۹۔ کعبہ چاروں طرف سے محدود ہے شمال، جنوب، مشرق، مغرب لیکن اوپر اور نیچے سے محدود نہیں بلکہ بلندی کی طرف آسمان کی انتہاء تک ہے اور نیچے سے زمین کے مرکز اور جڑ تک چلا جاتا ہے۔

۱۹۰۔ اوپر اور نیچے کی طرف پھیلا ہوا حصہ بمقدار حجم کعبہ قابلِ احترام اور عالمین کے لئے قبلہ ہے۔

۱۹۱۔ کعبہ ہر نمازی کے لئے قبلہ ہے چاہے وہ اس کے قریب ہو اور اس کو دیکھتا ہو یا اس سے دور اور غائب ہو۔

۱۹۲۔ جو شخص کعبہ سے قریب ہے اور اس کو دیکھ سکتا ہے جو عینِ کعبہ کی طرف منہ کرے اور جو دور ہے وہ جہت کعبہ کی طرف منہ کرے پس جو اپنی نماز میں جان بوجھ کر اس سے انحراف کرے گا اس کی نماز باطل ہو گی چاہے وہ کعبہ سے بالکل الٹے رخ پر ہو یا دائیں یا بائیں طرف ہو۔

۱۹۳۔ بلا مجبوری کعبہ کے اندر نماز فریضہ ادا نہ کرے ہاں البتہ نوافل کو خانہ کعبہ کے اندر بھی پڑھ سکتا ہے۔

۱۹۴۔ اگر نماز پڑھنے والا کعبہ سے قریب ہو تو اس پر کعبہ کی عمارت کا علم حاصل کرنا واجب ہے اور اگر دور ہو تو جہت کعبہ کا علم حاصل کرنا واجب ہے۔

۱۹۵۔ قبلہ کا ظن حاصل کرنا کافی نہیں لیکن اگر علم و یقین کے حصول سے مایوس ہو جائے اور عاجز ہو تو ظن پر عمل کر سکتا ہے۔

۱۹۶۔ مسلمانوں کے محراب اور معصومین علیہم السلام کی قبور بلکہ تمام مسلمانوں کی قبور قبلہ معلوم کرنے کے لئے ظن کا موجب ہیں۔

۱۹۸۔ اہل بیت عصمت علیہم السلام سے وارد شدہ علامات اور اہلِ فن کی نصب کردہ نشانیاں سب کی سب مفید ظن ہیں ان پر اعتماد کرنا جائز ہے۔

۱۹۹۔ اگر ایسا یقین حاصل ہو جائے جو وسائل ظن کے خلاف ہو تو اس کو مقدم قرار دے اور اس پر عمل کرے۔

۲۰۰۔ اگر اس کا ظن مذکورہ علامات و امارات کے خلاف واقع ہو اور کسی ظن کو دوسرے پر ترجیح نہ دی جا سکے تو دو دو نمازیں پڑھے ایک اپنے ظن کے مطابق اور دوسری علامات کے مطابق۔

۲۰۱۔ اگر علم و ظن دونوں کے حصول سے عاجز ہو اور متحیر ہو جائے حتیٰ کہ اس کو جہت قبلہ بھی معلوم نہ ہو سکے اور کسی چیز پر اعتماد بھی نہ کر سکے تو آخر وقت تک انتظار کرے آخر اس وقت تک کوئی صورت

سمجھ نہ آئے تو کسی جہت کا انتخاب کرے اور اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے۔

۲۰۲۔ اگر آخر وقت تک انتظار کرنے سے کوئی مانع موجود ہو تو جس وقت بھی اس کے لئے نماز پڑھنا ممکن ہو کسی جہت کا انتخاب کرے اور نماز پڑھ لے۔

۲۰۳۔ مشہور یہ ہے کہ اگر علم وظن سے عاجز آجائے اور کوئی جہت بھی اختیار نہ کر سکے تو زمین پر دو متقاطع خط اس طرح کھینچے + جس کے چار گوشے ہوں ہر گوشے کی طرف منہ کر کے ایک ایک نماز پڑھ لے اور یہ بر سبیل احتیاط ہے۔

۲۰۴۔ اگر ارادہ کرے کہ ظہرین یا مغربین بجالائے تو اس کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو دونوں کو ہر طرف منہ کر کے اکٹھا بجالائے یا علیحدہ علیحدہ یعنی ظہر یا مغرب کو پہلے تمام جہات کی طرف منہ کر کے پڑھ لے پھر عصر یا عشاء کو اسی طرح ہر طرف منہ کر کے پڑھے یعنی پہلے چار دفعہ ظہر پڑھے پھر چار دفعہ عصر یا ظہر و عصر کو ملا کر چار دفعہ چاروں طرف پڑھ لے اور اسی طرح مغرب و عشاء۔

۲۰۵۔ یہ اس صورت میں ہے جبکہ وقت میں وسعت ہو ورنہ تنگی کے وقت بوقت امکان تین طرف یا دو طرف یا ایک طرف نماز پڑھ سکتا ہے۔ اور وہ جہت اختیار کرے جو اس کے ظن سے قریب تر ہو ورنہ جس طرح چاہے پڑھے۔

۲۰۶۔ اگر یقینی طور پر اس کو علم ہو کہ یہ جہت قبلہ نہیں ہے تو اس سے انحراف کرے۔ اور تین طرف نماز پڑھے اسیطرح اگر دو طرف کا یقین ہو کہ ان دونوں طرف قبلہ نہیں ہے تو ان سے بھی اعراض کرے۔

۲۰۷۔ جو کسی وجہ سے مثلاً ضعف یا مرض کے سبب بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو اس کے لئے بھی واجب ہے کہ قبلہ رخ نماز پڑھے۔

۲۰۸۔ جو شخص کھڑے ہونے یا بیٹھنے پر قدرت نہیں رکھتا وہ پشت کے بل لیٹ جائے اور اپنی ٹانگیں قبلہ کی طرف پھیلا کر نماز پڑھے۔

۲۰۹۔ جو اس سے بھی عاجز ہو تو وہ اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جائے اور رو بقبلہ ہو کر اور پورے بدن کو قبلہ کی طرف رکھ کر نماز پڑھے۔

۲۱۰۔ تمام واجب نمازوں کو حکم فرائض کے حکم کی طرح ہے اور سب کے لئے رو بقبلہ ہونا واجب ہے۔

نوٹ:۔

فقہاء نے سونے کی حالت میں نماز پڑھنے کے بیان میں ایک شرط کا ذکر کیا ہے۔ یعنی نمازی کا سر مغرب کی طرف اور پاؤں مشرق کی طرف ہوں مگر یہ شرط صرف ان علاقوں کے لئے ہے جو کعبہ مشرفہ سے شمالی طرف واقع ہیں مثلاً مدینہ منورہ اور بعض عراقی شہر اور ایران کے مغرب میں واقع ہونے والے مقامات اور ترکی کے مشرقی مقامات جو کہ طول میں قطب شمالی کے برابر ہیں۔ لیکن جو شہر کعبہ مشرفہ سے جنوبی سمت میں واقع ہیں مثلاً صنعاء عدن یا قطب جنوبی کی طرف طول میں مساوی واقع ہونے والے مقامات تو یہ شرط انکے خلاف واقع ہوتی ہے۔ چونکہ مشرقی شہروں میں سونے والے کا سر شمال کی طرف اور پاؤں جنوب کی طرف آتے ہیں اور مغربی شہر اس کے برعکس ہیں اسی طرح جو شخص اصلی جہات یعنی شمال و جنوب اور مشرق و مغرب میں سوتا ہے اس کا بھی یہی حکم ہے لیکن وہ فرعی جہات جو شمال و مشرق کے درمیان میں واقع ہوتے ہیں ان میں بھی انحراف کی مقدار حکم مختلف ہوگا۔ اس کی تفصیل موجب طوالت ہے لیکن ہم نے متن میں جو یہ کہا ہے کہ: "پہلو کے بل سو جائے اور اپنا منہ اور بدن کے اگلے حصے سب کے سب قبلہ کی سمت کرے" یہ مطلقاً کافی ہے اور کسی دوسری شرط کا محتاج نہیں ہے۔ فقہاء نے یہ قید مجملاً احکامِ اموات میں بھی بیان کی ہے کہ میتؑ کا سر نماز جنازہ کے وقت کس طرف رکھا جائے اور یہاں سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ قبلہ کی جہت طرف منہ کرنا تقریبی ہے جیسا کہ آیت میں بھی آیا ہے کہ تم قبلہ کی سمت منہ کرو ہم نے اس کا بھی ذکر نہیں کیا تاکہ ہمارا اطلاق تمام شہروں کی تمام جہات کو شامل رہے احادیث معصومین علیہم السلام میں بھی چونکہ سائلین اہلِ مدینہ یا اہلِ عراق و ایران تھے جو قبلہ سے شمال طرف رہتے تھے۔ اس کو ان کی تکلیف شرعی کے مطابق بیان کیا گیا ہے۔ اہلِ فتویٰ کو اس تشریح سے غافل نہ رہنا چاہیئے۔ الاحقاقی۔

قبلہ سے انحراف کا حکم

۲۱۱۔ انحراف یا عمداً ہوگا یا ظنی خطاء یا جہل یا نسیان کی وجہ سے ہوگا۔ چاہے خطاء کا علم اثناء نماز میں ہو یا بعد میں تو یا انحراف قبلہ سے الٹی طرف ہوگا یا بائیں طرف یا قبلہ اور بائیں یا دائیں طرف کے درمیان مذکورہ ہر ایک شق کے مسائل ہم علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہیں۔

۲۱۲۔ انحراف اگر عمداً ہو تو اس کا حکم ہم فصل کی ابتداء میں بیان کر چکے ہیں۔ یعنی تمام صورتوں میں نماز باطل ہوگی اور اعادہ یا قضاء واجب ہوگی۔

۲۱۳۔ اگر انحراف ظن میں خطاء واقع ہونے کی وجہ سے ہو اور اثناء نماز اس کا علم حاصل ہو تو اگر یہ انحراف قبلہ اور دائیں طرف یا قبلہ اور بائیں طرف کے مابین ہو تو فوراً قبلہ کیطرف مڑ جائے اور نماز تمام کرے اور اس کو اعادہ کی ضرورت نہیں ہے نماز صحیح ہو گی۔

۲۱۴۔ اسی طرح اگر انحراف ظنی خطاء کی وجہ سے ہو اور کعبہ کی دائیں یا بائیں طرف انحراف نہ ہوا ہو تو نماز تمام کرنے کے بعد انحراف کا علم ہو تب بھی اس کی نماز صحیح ہے۔

۲۱۵۔ اگر انحراف ظنی خطاء کے سبب ہو جو کہ قبلہ کی دائیں یا بائیں طرف تک جا پہنچے اور نماز تمام کرنے کے بعد اس کا علم ہوا ہو تو اگر وقت وسیع ہے تو نماز کا اعادہ کرے ورنہ اس کی قضاء واجب نہیں ہے۔

۲۱۶۔ اگر اس صورت میں انحراف قبلہ کے برعکس واقع ہوا ہو تو احوط یہ ہے کہ وقت گزر جانے کے بعد نماز کی قضاء کرے۔

۲۱۷۔ اگر ان خطاء کی صورتوں کا علم اثناء نماز میں ہو جائے تو نماز توڑ کر از سر نو پڑھے بشرطیکہ وقت وسیع ہو اگرچہ ایک رکعت جتنا وقت ہی کیوں نہ ہو ورنہ اگر وقت تنگ ہو تو قبلہ کی طرف مڑ کر اس کو تمام کرے اور وقت کے بعد اس کی قضاء کرے۔

۲۱۸۔ اگر انحراف حکم شرعی سے ناواقفیت یا نسیان کی وجہ سے ہو یعنی نہ جانتا ہو مگر بھول گیا ہو تو نماز باطل ہے چاہے قبلہ کے برعکس انحراف ہو یا دائیں یا بائیں طرف اور اس صورت میں نماز کا اعادہ واجب ہو گا۔

۲۱۹۔ اس مسئلہ میں احتیاطاً نماز کا اعادہ واجب ہے اگرچہ انحراف قبلہ کی دائیں اور بائیں طرف تک نہ پہنچا ہو البتہ اگر انحراف معمولی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔

۲۲۰۔ اگر قبلہ کی رعایت کرنا بھول جائے مگر حکم شرعی کو نہ بھولا ہو اور اثناء نماز میں یا بعد از نماز معلوم ہو کہ اس نے انحراف کیا ہے تو اس کا حکم اس خطاء کار کے حکم کی طرح ہے جس کو ہم نے ذکر کر دیا ہے۔

۲۲۱۔ اسی طرح جو قبلہ کو متعین کرنے میں متردد ہو اور پھر ایک جہت کو اختیار کرے یا تنگئ وقت کی وجہ سے ایک نماز پڑھے اور اس کا حکم وہی ہے جو خطاء کرنے والے یا بھولنے والا کا ہے اور بیان کا کیا جا چکا ہے۔

۲۲۲۔ متحیر شخص کو اگر کوئی ایسا شخص قبلہ کی راہنمائی کر دے جو قابلِ اعتماد اور صاحبِ معرفت ہو اور اس کی بات پر اس کو ظن حاصل ہو جائے تو اس پر واجب ہے کہ اس کی ہدایت کے مطابق قبلہ کو اختیار

کرے اور نماز پڑھے۔

۲۲۳۔ اگر اس کو اپنے ذاتی اجتہاد کی وجہ سے ایک طرف کا علم ہو اور ایک قابلِ اعتماد شخص دوسری طرف قبلہ بتلائے تو جو ظن قوی تر ہو اس پر عمل کرے اور اگر دونوں برابر ہوں تو احوط یہ ہے کہ دو طرف ایک نماز پڑھے۔

۲۲۴۔ صاحبِ خانہ کی خبر پر اعتماد اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ وہ صاحبِ معرفت اور باخبر ہو اور اس سے ظن حاصل ہو سکے ورنہ اس پر اعتماد کرنا محل اشکال ہے۔

۲۲۵۔ اگر ظن حاصل کرنے کے بعد ایک مخصوص طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے پھر اس کا ظن دوسری طرف کے لئے بدل جائے تو اگر اس کی نماز دوسری جہت کے بالکل برعکس واقع ہوئی ہو اور وقت وسیع ہو تو نماز کا اعادہ کرے ورنہ وقت گزرنے کے بعد اس کی قضاء کرے اور اگر دائیں یا بائیں طرف واقع ہو تو احتیاطاً وقت کے اندر اعادہ کرے اور اس پر قضاء نہیں ہے۔

۲۲۶۔ اگر تکرار کا امکان نہ ہو تو احوط ہے کہ قبلہ کا تعین قرعہ کے ساتھ کرے جیسا کہ ذبح، نحر، دفن اور احتضار کے وقت بھی ایسا کیا جاتا ہے اگرچہ متحیّر کی شرعی تکلیف قرعہ کے بجائے اختیار کرنا ہے جیسا کہ احادیث و آثار سے یہی استنباط ہوتا ہے۔

۲۲۷۔ اگر نمازی فقط اپنے چہرے کے ساتھ قبلہ سے منحرف ہو نہ باقی بدن کے اگلے حصہ کے ساتھ تو دیکھ لے کہ اگر اس کا منہ قبلہ کے پس پُشت واقع ہو تو اس کی نماز باطل ہے لیکن اگر قبلہ سے دائیں یا بائیں ہو تو اس پر کچھ نہیں اور احتیاط ہی راہ نجات ہے۔

۲۲۸۔ نماز کی حالت میں دائیں اور بائیں متوجہ ہونا مکروہ ہے۔

متفرق مسائل

۲۲۹۔ مجبوری کے وقت فرائض کو چلتے ہوئے یا سواری پر ادا کرنا جائز ہے۔ جیسے خوف یا بارش یا دیگر مجبوری کے وقت اور وہ تکبیر الاحرام کہتے وقت قبلہ کیطرف منہ کرے گا اور باقی رکوع و سجود اشارہ سے کرتا جائے گا۔

۲۳۰۔ نوافل کو پیدل یا سواری پر بجا لا سکتا ہے۔ اگرچہ مجبوری نہ ہو اور سفر ہو یا حضر اور نوافل میں تکبیر الاحرام اور کوع و سجود کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا مستحب ہے۔

۲۳۱- جانور کو ذبح کرتے وقت یا اونٹ کو نحر کرتے وقت اگر عمداً قبلہ سے انحراف کرے تو حرام ہے اسی طرح اگر شرعی حکم یعنی وجوب سے نابلد ہو لیکن اگر قبلہ سے واقف نہ ہو یا بھول جائے یا حکم وجوب یا دونوں کو بھول جائے تو حرام نہیں ہے۔

۲۳۲- اگر حیوان کسی کنویں میں گر جائے یا کسی تنگ جگہ میں داخل ہو جائے اور اس کو وہاں سے نکالنا یا قبلہ رخ کرنا ممکن نہ ہو تو قبلہ کا لحاظ کئے بغیر اس کو ذبح یا نحر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

۲۳۳- احوط ہے کہ ذبح کئے جانے والے حیوان کے بدن کے تمام اگلے حصے رو بقبلہ ہوں جس طرح کہ مریض اگر لیٹ کر نماز پڑھے یا میت کو لحد میں رکھا جاتا ہے۔

۲۳۴- مطلقاً بیٹھتے وقت اور خصوصاً قرآن مجید کی تلاوت کے وقت اور نماز کی تعقیبات کے وقت دعا ذکر، ذکر اور سجدۂ شکر اور سجدۂ تلاوت کے وقت رو بقبلہ ہونا مستحب ہے۔

۲۳۵- جماع کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرنا یا شلوار پہنتے وقت قبلہ رخ ہونا مکروہ ہے۔

علاماتِ قبلہ

قبلہ کی علامات معصومین علیہم السلام سے بہت کم منقول ہیں۔ اور وہ بھی بظاہر اہلِ عراق کے لئے دو عدد حدیثوں میں آئی ہیں اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ شریعت نے اس مسئلہ میں معاملہ کو بہت آسان کر دیا ہے چونکہ یہ لوگوں پر مشکل اور دشوار ہے اور اہلِ فن ہی اس کو سمجھ سکتے ہیں کہ جو کہ ویسے ہی کم ہیں اور ہماری شریعت بہت ہی آسان اور سہل ہے خدا کسی کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اور قبلہ کی پہچان اکثر مکلفین کی وسعت سے باہر ہے خصوصاً جبکہ ہم تمام روئے زمین میں مشرق، مغرب، بحر و بر صحراء و جبل میں اس کی معرفت حاصل کرنا چاہیں۔

۲۳۶- وہ علامات جو کہ علماء نے کتب فقہیہ میں درج کی ہیں سب کی سب علماء علم ہئیت سے منقول ہیں اور وہ ہی اس فن کے اہل ہیں اور جنہوں نے قبلہ کی تعین میں ستاروں اور دیگر ثوابت معروف مثلاً ثریا، عیوق، دو قطب ستاروں پر اعتماد کیا ہے۔

اور ان نجوم کی معرفت بھی عام لوگوں کی وسعت سے باہر ہے بلکہ اکثر ستاروں کا عام مختلف موسموں میں دیکھنا ممکن نہیں چونکہ وہ زمین کے پیچھے ہوتے ہیں اور زیادہ تر نگاہوں سے پوشیدہ ہوتے ہیں۔

اور بعض علاقوں میں بھی یہ غبار یا بادل کی وجہ سے نمایاں نہیں ہوتے اکثر سواحلی علاقے سارا سال بادلوں سے ڈھکے رہتے ہیں میں نے اپنے اس رسالہ میں کرۂ ارض کے تمام شہروں میں قبلہ کی معرفت کے لئے آسان ترین طریقہ اختیار کیا ہے اور جن اصلی اطراف شمال کا طریقہ ذکر کیا ہے وہ عصر حاضر کے تقاضا کے مطابق ہے چونکہ یہ جہات ہر بالغ اور ممیز کے لئے بالکل واضح ہے۔ بلکہ اس زمانہ میں سکول کے بچے بھی اس کو سمجھ سکتے ہیں نیز میں نے سورج کے ذریعے بھی اس کا تعین کیا ہے جو کہ ربیع و خریف کے موسم کے اوائل میں تحقیقی ضابطہ کے ساتھ اور دیگر اوقات و فصول میں تقریبی طور پر طلوع و غروب ہوتا ہے نیز قطب نما کی سوئی سے بھی مدد لی ہے جو کہ ہمیشہ مقناطیسی قوت کے ذریعہ سے شمال و جنوب کی طرف یا قطبین کی طرف رہتی ہے۔

۲۳۷۔ نجف اشرف، کربلا، کاظمین، حلہ، بغدا، تبریز، اسکو، اردبیل، اھر، مراغہ، سنندج، ھشترخان اور ان کے طول میں واقع ہونے والے شہروں کا قبلہ جنوب سے کچھ مغرب کی طرف منحرف ہے اور یہ انحراف ۱۴ سے ۲۰ درجے تک ہے۔

۲۳۸۔ سامراء، موصل، سلیمانیہ، خوی، ماکو، رضائیہ، تفلیس اور ان کے قرب و جوار کے شمال عراق میں واقع علاقے اور ترکی کے مشرقی شہر مثلاً باطوم، ارضردم، کا قبلہ جنوب کی طرف ہے مگر پہلے گروہ کی نسبت مغرب کیطرف کم انحراف رکھتا ہے۔

۲۳۹۔ کوت العمارہ، ہمدان، رشت، قزوین، زنجان، کرمانشاہ، اور ان کے متصلہ علاقوں کا قبلہ جنوبی سمت ہے مگر پہلے والوں کی نسبت ان کا انحراف زیادہ ہے۔

۲۴۰۔ عمارہ اہواز، بروجرد اور ان کے متعلقہ علاقوں کا قبلہ تیسرے گروہ سے زیادہ انحراف رکھتا ہے۔

۲۴۱۔ کویت، تہران، قم، آبادان، خرم شہر، استر آباد، اور مازندران کے مشرقی علاقوں کا قبلہ گزشتہ مذکورہ جہات سے ۳۰ تا ۴۰ درجہ زیادہ منحرف ہے۔

۲۴۲۔ طوس مشہد مقدس، اصفہان، بندر بوشہر، شیراز، ہرات، مرو، تاشقند، اور ازبکستان اور تاجیکستان کے مرکزی شہروں کا قبلہ تقریباً جنوب و مغرب کے درمیان ۴۵ درجے پر ہے۔

۲۴۳۔ سمنان، دامغان، شاہرود، سبزوار، گنبد قابوس، بجنورد، قوچان، شیروان کا قبلہ طوس و تہران کے درجہ سے مابین واقع ہوتا ہے اور طوس سے قریب تر علاقوں کا انحراف مغرب کی طرف زیادہ ہے۔

۲۴۴۔ احساء، قطیف، بحرین، کرمان، بمبور، بندر عباس، سیستان، قطر، دوبئی، کابل کا قبلہ بھی جنوب و مغرب کے درمیان پڑتا ہے مگر اس کا انحراف اور جھکاؤ مغرب کی طرف زیادہ ہے۔

۲۴۵۔ مسقط، کراچی، مغربی پاکستان، جاپان، کوریا، تبت، چین کے مرکزی شہروں میں قبلہ کا انحراف

کچھ مغرب سے جنوب کی سمت پڑتا ہے۔

۲۴۶- لاہور، کشمیر اور پاکستان کے شمالی علاقوں کا انحراف جنوب کی طرف زیادہ ہے۔

۲۴۷- کلکتہ گجرات اور پاکستان کے جنوبی شہروں کا انحراف تقریباً مغرب کی طرف ہے۔

۲۴۸- انڈونیشیا، جاوہ، سیلون اور دکن ہند کے جنوبی شہروں اور آسٹریلیا کے شمالی علاقوں کا اور بحر اوقیانوس کے اکثر جزائر کا انحراف شمال کی طرف زیادہ ہے۔

۲۴۹- حضر موت کے مرکزی مقامات اور آسٹریلیا کے جنوبی شہروں کا قبلہ شمال اور مغرب کے درمیان ہے۔

۲۵۰- عدن، صعناء، صومال، مڈغاسکر کا قبلہ شمالی طرف ہے مگر مغرب کی طرف کچھ انحراف واقع ہے۔

۲۵۱- سوڈان کے جنوبی شہر اور افریقہ کے وسطی شہر کانگو، دامارا، انگلا کا قبلہ شمال اور مشرق کے درمیان ہے اور تھوڑا سا فرق ہے۔

۲۵۲- انقرہ، ترکی کے وسطی شہر سوریا کے مغربی علاقوں اور فلسطین و لبان اور قبرص کا قبلہ جنوب کی طرف ہے مگر درمیانی تفاوت بہت کم ہے۔

۲۵۳- اسلامبول قسطنطنیہ، ازمیر، ادمان، بلغاریہ کا قبلہ جنوب کی طرف ہے مگر مشرق کی طرف زیادہ انحراف کرنا ہوگا۔

۲۵۴- یونان، یوگوسلاویہ، برلن، ہمبرگ کا قبلہ بھی جنوب کی طرف ہے مگر زیادہ انحراف مشرق کی جانب ہوگا۔

۲۵۵- مصر کے شمال مغربی علاقے لندن، پیرس، سوئزلینڈ، اٹلی، بلجیکا کا قبلہ جنوب اور مشرق کے درمیان ہے مگر جنوب کی طرف زیادہ مائل ہے اور دونوں کے درمیان کچھ تفاوت ہے۔

۲۵۶- مصر کے جنوبی شہر اور لیبیا کا قبلہ تقریباً مشرق کی طرف واقع ہے۔

۲۵۷- تونس، الجزائر، مراکش اور اسپین کے جنوبی شہر اور پرتگال اور کینیڈا کا قبلہ لندن کی قبلی سمت اور مشرق کے درمیان ہے۔

۲۵۸- امریکہ کے شہر مغرب میں رہنے والے لوگوں کے لئے جو سرزمین آلاسکا پر بستے ہیں ضروری ہے کہ وہ مشرق یا مغرب کی طرف منہ کریں دونوں برابر ہیں مگر جنوب کی طرف انحراف کریں۔

۲۵۹- حبشہ، ادیس بابا اور دارالسلام، زنجبار، موزامبیق کا قبلہ شمال کی طرف ہے۔

۲۶۰- ریاستہائے متحدہ امریکہ کا قبلہ مشرق کی طرف ہے مگر کچھ جنوب کی طرف انحراف کرنا چاہیئے نمازی جس قدر شمال سے قریب ہوگا اسی قدر مشرق کی طرف منحرف ہوگا لیکن شمالی شہروں اور ہائیتی

کا قبلہ تقریباً مشرق کی طرف ہے۔

انتباہ

مذکورہ بالا شہروں کا ہر گروہ ایک ہی ردیف میں ہے مگر ان کے انحراف کے درجات ایک جیسے نہیں بلکہ بہت سے متفاوت ہیں اگرچہ اس قدر تفاوت شارع کے نزدیک قابل معافی ہے اور آیت مبارکہ:

فولو اوجوهكم شطره۔

اور معصوم کی روایت سہولت پر دلالت کرتی ہے اور اس کی جہت خصوصاً ان لوگوں کے لئے کافی ہے جو کہ قاصر ہوں اگر ہم ہر ہر شہر کے لئے حقیقی قبلہ کا تعین کریں تو ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہو گی مگر وہ ہمارے موضوع سے خارج ہے ہم نے اسی قدر سمت پر اکتفاء کیا ہے۔ جس کا شرع مقدس نے ہم سے اور لوگوں سے تقاضا فرمایا ہے اور تمام تعریفات خداوند عالم کے لئے ہیں جس نے ہم پر مشقت سے بچانے کا احسان فرمایا اور آسان احکام عطاء فرمائے۔ ہاں میں نے اپنے سنِ بلوغ کے وقت یعنی آج سے پچپن سال پہلے اس موضوع پر ایک مفصل رسالہ تالیف کیا تھا اور جس میں میں نے ایک بڑا دائرہ بنایا اور اس کے وسط میں قبلہ مکرمہ کی صورت بنائی اور تمام شہر اس کے ارد گرد بنائے اور ہر خطۂ زمین کا قبلہ اور پہاڑ، وادیاں، سمندر، دریا درج کئے اور چاروں سمت ہر ایک کے انحراف کا درجہ مقرر کیا اگر اس نقشہ کو زمین پر رکھ دیا جائے اور حقیقی سمت کے مطابق کر دیا جائے تو آپ جس شہر کا قبلہ معلوم کرنا چاہیں تو بلاشک و تردید قبلہ حقیقی کی طرف رخ واقع ہو سکتا ہے میرے برادر معظم حضرت آیتہ اللہ العظمیٰ علامہ میرزا علی حائری نے اپنے عربی کے رسالہ عملیہ منہاج الشیعہ میں اس کا ذکر کیا ہے اور کے حسنِ نظام اور آسان ہونے کی مدح کی ہے۔ میرے والد مرحوم اعلی اللہ مقامہ بھی اس رسالہ سے بے حد خوش تھے اور جب وہ امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لئے خراسان کا سفر کرتے تھے تو حقیر انکے ساتھ رہتا تھا اور کمسن تھا اور سن بلوغ کو نہ پہنچا تھا۔ جب بھی ہم ایران، ترکی، قفقاز کے کسی شہر میں وارد ہوتے تھے تو وہ اس شہر کی سمت قبلہ مجھ سے دریافت فرماتے تھے اور دیگر افاضل کی موجودگی میں مجھ سے دلیل طلب کئے بغیر اس پر عمل کرتے تھے چونکہ انہیں میری خصوصی معلومات پر اعتماد تھا۔ الحمد للہ رب العالمین ان دونوں بزرگوں کے رسالوں میں قبلہ کی تفصیل میری ہی بیان کردہ ہے مگر ان میں

طباعت کی غلطیاں موجود ہیں۔

وہ مقامات جہاں رو بقبلہ ہونا ضروری نہیں

۲۶۱۔ اگر کوئی کشتی میں ہو اور کشتی چل رہی ہو تو قبلہ رخ ہو کر تکبیر الاحرام کہہ کر نماز شروع کر دے اور جوں جوں کشتی مختلف اطراف کی جانب پھرے تو یہ اپنا رخ قبلہ کیطرف کرے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو قبلہ رخ ہونا ساقط ہے۔

۲۶۲۔ نماز کے متعلق ہوائی جہاز، ریل گاڑی کے احکام کشتی کے مذکورہ احکام کی طرح ہیں۔

۲۶۳۔ اگر توقع ہو کہ بندرگاہ یا ساحل یا اسٹیشن یا ائیرپورٹ یا کسی بھی سواری کے رکنے کی جگہ نماز کا وقت ختم ہونے سے قبل آئے گی تو انتظار کرے۔

۲۶۴۔ اگر کشتی وغیرہ میں پڑھ لے اور جانتا ہو یا توقع رکھتا ہو کہ وہ کسی ٹھکانے پر جا کر رکے گی اور پھر ساحل یا اسٹینڈ آجائے اور وقت باقی ہو تو نماز کا اعادہ واجب ہے بلکہ اگر ادا کرنے میں سستی کرے تو قضاء واجب ہے۔

۲۶۵۔ اگر وقت کی موجودگی میں جائے استقرار سے مایوس ہو کر نماز پڑھ لے اور پھر کہیں سواری جا کر رک جائے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر احوط پر عمل کرے تو صرف وقت میں نماز کا اعادہ کرے۔

۲۶۶۔ اگر کسی وسیع اور غصبی جگہ پر ہو اور وقت تنگ ہو تو قبلہ رخ ہو کر نماز شروع کر دے اور نماز پڑھتے پڑھتے نکل جائے اور نکلتے وقت رو بقبلہ ہونا شرط نہیں چونکہ نکلنے کا پابند ہے ہاں البتہ اگر اس جگہ میں نکلنے کا راستہ قبلہ کی طرف ہو تو اس کی پابندی ضروری نہیں۔

۲۶۷۔ اسی طرح سولی چڑھائے جانے والے شخص کے مرنے کے بعد اس پر نماز جنازہ پڑھتے وقت بھی رو بقبلہ ہو تو نمازی دائیں شانے کے برابر کھڑا ہو اور اگر سولی دیئے گئے شخص کی پشت یا بائیں طرف قبلہ کی طرف ہو تو نمازی بائیں طرف قبلہ کی طرف ہو تو نمازی بائیں طرف کھڑا ہو بہرحال نماز جنازہ پڑھنے والا مشرق و مغرب کے درمیان ہو جیسا کہ حدیث میں امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے مگر یہ حکم اس کے لئے ہے جو مکہ معظمہ سے شمالی طرف ہو مثلاً اہلِ مدینہ اور غربی عراق وایران اور شرقی سوریا و ترکیہ و فلسطین اور اس کے متعلقہ علاقوں میں ہو۔ چونکہ مذکورہ حالات میں یا تحقیقی طور پر منہ قبلہ کی طرف ہو گا یا تقریباً اس کی سمت ہو گا۔

اذان و اقامت کا بیان

۲۶۹۔ فصول اذان کی تعداد شہادت ولایت کے ساتھ بیس ہے۔

اللہ اکبر چار دفعہ

اَشْهَدُ اَن لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

دو دفعہ

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللہ

دو دفعہ

اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيّاً اَمِيرَ المُؤمِنِين وَلِیُّ اللہ

دو دفعہ

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ

دو دفعہ

حَیَّ عَلَی الْفَلَاح

دو دفعہ

حَیَّ عَلٰی خَیرِ العَمَل

دو دفعہ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ

دو دفعہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

دو دفعہ۔

۲۷۰۔ فصول اقامت ۱۹ ہیں جو دو دو بار کہی جاتی ہیں اور تمام فصول دو دو دفع ہیں۔ مگر آخر میں

لا الہ الا اللہ

صرف ایک دفعہ ہے اور

حَیَّ عَلٰی خَیرِ العَمَل

کے بعد دو دفعہ

قد قامت الصلوٰۃ

کہے۔

۲۹۱۔ شہادت ثالثہ یعنی

اَشْهَدُ اَنَّ عَلِیاً امیرالمؤمنین وَلِیُّ الله

اگرچہ ظاہری فصولِ اذان و اقامت اور ان کے اجزاء میں سے نہیں اگرچہ رکن ایمان اور کمالِ دین اور رمزِ تشیع ہے جس کو بقصدِ زینت و استحباب ترک نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ میں بھی صاحب کتاب الجواہر کیطرح کہتا ہوں کہ اگر ہمارے علماء کا اتفاق مانع نہ ہوتا تو ہمارے لئے ممکن تھا کہ ہم اس کو جزء کہتے چونکہ عمومی دلائل خصوصی موضوع کی شرعی حیثیت ثابت کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے حدیث بھی منقول ہے جو ابوالقاسم بن معاویہ نے روایت کی ہے۔

اِذَا قَالَ اَحَدُ کُمْ لَا اِلٰہَ اِلا الله مُحَمَّدٌ رَسُولُ الله فَلْیَقُلْ عَلِیٌّ اَمِیرُ المؤمِنِینَ

جب تم میں سے کوئی توحید و رسالت کی شہادت دے تو اس کے ساتھ جناب امیرالمؤمنین کی شہادتِ ولایت بھی دے اور میرے برادر معظم نے اپنے رسالہ عملیہ منہاج الشیعہ میں فرمایا ہے اگر عدم جزئیت پر اتفاق نہ ہوتا تو اس کے جزء ہونے کا دعویٰ ہمارے لئے ممکن تھا چونکہ بعض عمومی احادیث میں آیا ہے کہ جب کوئی محمد رسول اللہ کہے تو ساتھ

علی ولی الله

بھی کہے جس طرح کہ منقول ہے کہ جب

لا الہ (الا الله)

کہے تو

محمد رسول الله

بھی کہے بلکہ جناب امیرالمؤمنین کا اسمِ مبارک ہمیشہ اپنے برادر جناب سرور انبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ پیوستہ طور پر آیا ہے اور جہاں جہاں بھی الواح و صورِ آسمان و زمین بلکہ پوری دنیا و آخرت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نام آیا ہے وہاں ان کے برادر و ابن عم و داماد جناب امیر علیہ السلام کا نام بھی نوشتہ و مذکور ہے چنانچہ کتاب احتجاج طبرسی میں قاسم بن معاویہ سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ یہ لوگ معراج کے متعلق ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وہاں عرش پر یہ لکھا ہوا دیکھا

لا الہ الله محمد رسول الله فلاں الصدیق

یہ سن کر امام نے ازراہِ تعجب فرمایا سبحان اللہ! ان لوگوں نے اس قدر تبدیلیاں کر دیں حتیٰ کہ اس حدیث کو بھی بدل دیا؟ میں نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے عرش کو خلق فرمایا تو اس کے ستونوں پر

لا الہ الله محمد رسول الله علی امیرالمؤمنین

لکھ دیا اسی طرح جب پانی کو خلق فرمایا وہاں بھی توحید و رسالت کے ساتھ ولایت امیر المؤمنین کا کلمہ لکھا نیز یہی کلمہ طبقات زمین، پہاڑوں، شمس و قمر پر بھی تحریر فرمایا اور چاند کے اندر جو تم یہ سیاہی دیکھتے ہو یہ اسی کلمہ کی سیاہی ہے اور جب بھی تم میں سے کوئی

لا الہ الا الله محمد رسول الله

کہے تو

علی امیرالمؤمنین ولی الله

ضرور کہے۔

۲۷۲- کامل ترین صورت یہ ہے شہادت ثالثہ کا دوسرا فقرہ اس طرح کہا جائے

اشهد ان علیاً امیرامؤمنین وابنائہ المعصومین اولیاء الله یا حجج الله

"مسائل

۲۷۳- اذان و اقامت مستحب ہے اور اقامت کے استحباب کی زیادہ تاکید وارد ہے اور احوط ہے کہ جس قدر ممکن ہو ترک نہ کرے۔

۲۷۴- اذان و اقامت فرائض یومیہ میں مستحب ہیں چاہے سفر ہو یا حضر نماز ادا ہو یا قضاء جماعت ہو یا فرادیٰ مردوں اور عورتوں کے لئے استحباب برابر ہے۔

۲۷۵- فرائض یومیہ کے علاوہ باقی واجب و مستحب نمازوں میں اذان واقامت جائز نہیں ان میں نماز سے قبل تین مرتبہ الصلوٰۃ۔ الصلوٰۃ۔ الصلوٰۃ کہنا چاہیئے۔

۲۷۶- جلدی یا سفر کی وجہ سے فصول اذان و اقامت کو صرف ایک ایک مرتبہ بجا لانا بھی جائز ہے۔

۲۷۷- صرف پوری اقامت کو حسبِ دستور دو دو بار بجا لانا اس سے بہتر ہے کہ جلدی کی وجہ سے ایک

ایک دفعہ فصول اذان و اقامت کہے۔

۲۷۸- اذان و اقامت کے وقت خصوصاً شہادتین کہتے وقت رو بقبلہ ہونا مستحب ہے اور اقامت میں زیادہ تاکید وارد ہے۔

۲۷۹- نماز جمعہ، جماعت، نماز صبح و مغرب میں اذان و اقامت کے استحباب کی تاکید زیادہ ہے۔

۲۸۰- بعض علماء کے بقول فرائضِ خمسہ میں اذان و اقامت کہنا واجب ہے مگر احوط یہ ہے کہ ان کو ترک نہ کرے اور وقت کی وسعت ہو تو اقامت کو خصوصاً بجا لائے۔

۲۸۱- صحراء و بیابان میں دفع وحشت کے لئے اور بداخلاق کے دائیں کان میں اذان کہنا مستحب ہے اسی طرح بد کے ہوئے گھوڑے کے کان میں اور مرگی زدہ اور چالیس روز تک گوشت نہ کھانے والے کے کان میں بھی اذان دینا مستحب ہے۔

۲۸۲- نومولود کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا مستحب ہے اور چاہیئے کہ تین روز تک مسلسل یا ناف کٹنے تک اذان و اقامت روزانہ کہی جائے۔

سقوطِ اذان واقامت

چند مقامات پر اذان و اقامت کہنا ساقط ہے۔

۲۸۳- جب وقت تنگی ہو تو اذان ساقط ہے اور زیادہ تنگی کی صورت میں اقامت بھی ساقط ہے۔

۲۸۴- مقتدی کے لئے اذان و اقامت ساقط ہے چاہے پیشنماز اکیلا نماز شروع کر چکا ہو یا جماعت بھی شروع کر چکی ہو چاہے مسجد ہو یا نہ ہو۔

۲۸۵- جو شخص بعد میں جماعت میں حاضر ہو چاہے نمازی فراغت پا چکے ہوں یا امام فارغ ہو چکا ہو چاہے وہ حاضر ہونے والا تنہا ہو یا متعدد ہوں اور چاہے جماعت کے ساتھ شامل ہونے کا قصد کرے یا فرادیٰ نماز پڑھے۔ چاہے جماعت میں مسجد میں ہو یا کہیں اور جگہ چاہے ان کو اذان ہو جانے کا علم ہو یا نہ ہو ان تمام صورتوں میں اذان دینا ساقط ہے۔

۲۸۶- اگر حاضر ہونے والے کو معلوم ہو جائے کہ جماعت والوں نے اذان و اقامت نہیں کہی تو اس سے اذان و اقامت ساقط نہیں ہے۔

شرائط سقوطِ اذان و اقامت

مندرجہ ذیل مقامات پر اذان و اقامت ساقط ہے۔

۲۸۷۔ جبکہ حاضر ہونے والے پیشنماز کے فاسق یا فاسد العقیدہ ہونے کا علم نہ ہو۔

۲۸۸۔ جبکہ حاضر ہونے والے کو جماعت کے باطل ہونے کا علم نہ ہو اور جماعت کے باطل ہونے کے احکام ہم آگے بیان کریں گے۔

۲۸۹۔ جبکہ حاضر ہونے والے کی نماز اور جماعت والوں کی نماز کی جگہ ایک ہی ہو لیکن اگر حاضر ہونے والا جماعت سے دور کھڑا ہو جائے یا دوسری دفعہ ہونے والی جماعت پہلی جماعت سے فاصلہ پر ہو تو اذان و اقامت ساقط نہیں مثلاً دونوں کی جگہ کوئی بڑی مسجد یا کوئی وسیع میدان ہو اور دونوں ایک دوسرے سے الگ الگ گوشہ میں نماز ادا کرتے ہوں تو اذان و اقامت ساقط نہ ہو گی۔

۲۹۰۔ پہلے واقع ہونے والی جماعت کی صورت منہدم نہ ہوئی ہو لیکن اگر پہلے نمازی فراغت پا کر منتشر ہو گئے ہوں تو بعد میں ہونے والی جماعت کے لئے اذان و اقامت ساقط نہیں۔

۲۹۱۔ پہلے اور بعد میں ہونے والی جماعت مردوں کی ہو اگر پہلی جماعت عورتوں کی ہو تو اذان و اقامت ساقط نہ ہو گی اسی طرح اگر حاضر ہونے والا شخص منفرد مرد ہو یا عورت۔

۲۹۲۔ پہلے ہو جانے والی جماعت اداء نماز کی ہو اگرچہ دوسری قضاء نماز کی ہو اگر پہلی قضاء کی ہو اور دوسری اداء کی ہو تو اس کے لئے اذان و اقامت ساقط نہ ہو گی۔

۲۹۳۔ دونوں نمازوں کا وقت متحد ہو اگر پہلی جماعت نے عصر پڑھی ہو اور مغرب کے وقت تک بیٹھی رہے تو نماز مغرب پڑھنے والے سے اذان و اقامت ساقط نہ ہو گی البتہ ظہر و عصر، مغرب و عشاء کا حکم اس طرح نہیں چونکہ انکا وقت مشترک ہے اگر ان کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ ہوا ہو تو اذان و اقامت ساقط ہے۔

صرف اذان کا ساقط ہونا

۲۹۴۔ اگر کوئی شخص ظہر و عصر یا مغرب و عشاء کو بلافاصلہ پڑھے اور دونوں کے درمیان نوافل نہ پڑھے تو عصر و عشاء کے لئے اذان ساقط ہو گی۔

۲۹۵۔ اگر کوئی شخص متعدد نمازوں کی قضاء کا ارادہ کرے اور ان کے درمیان فاصلہ نہ رکھے تو فقط پہلی

نماز کے لئے اذان کہہ دے اور باقی کو اسی اذان کے ساتھ بجا لائے البتہ ہر نماز کے لئے اقامت کہہ دے لیکن اگر ان دونوں مسئلوں میں اذان بھی کہنا چاہے تو کوئی ہرج نہیں چونکہ اذان کا ساقط ہونا اختیاری ہے فرض نہیں ہے۔

۲۹۶۔ نو ذی الحجہ کو اگر کوئی شخص عرفات یا غیر عرفات میں ظہر و عصر کی نمازیں اکٹھی پڑھنا چاہے تو عصر کے لئے اذان ساقط ہے۔

۲۹۷۔ جمعہ کے دن اگر کوئی شخص نمازِ جمعہ یا نمازِ ظہر کے لئے اذان دے تو عصر کی نماز اسی اذان کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔

۲۹۸۔ اگر کوئی شخص حج کے موقعہ پر مزدلفہ (مشعر) میں مغرب کی نماز اذان کے ساتھ ادا کرے تو وہاں عشاء کی نماز کے لئے اذان ساقط ہوگی۔

چند مسائل

۲۹۹۔ کلمات اذان کو سنتے وقت ساتھ ساتھ کہتے جانا مستحب ہے چاہے اذان جماعت کے لئے ہو یا فرادیٰ نماز پڑھنے کے لئے یا اعلانِ نماز کے لئے ہو یا جماعت کے لئے۔

۳۰۰۔ نماز کی حالت میں بھی کلمات اذان کی حکایت کرنا جائز ہے۔

۳۰۱۔ خلوت کی حالت میں بھی حکایت کلمات اذان جائز ہے۔

۳۰۲۔ غیر شرعی اذان کی حکایت کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ عرفہ کے روز عصر کی اذان کی حکایت جائز نہیں اور مزدلفہ کے مقام پر عشاء کی اذان کی حکایت کرنا جائز نہیں اسی طرح جمعہ کے روز عصر کی اذان کی حکایت جائز نہیں چونکہ ان مقامات میں سقوط اذان فرض ہے اور اذان کہنا غیر شرعی ہے جبکہ دو نمازوں کو یکجا پڑھے لیکن اگر متفرق طور پر پڑھ رہا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔

۳۰۳۔ اگر اجنبی شخص عورت کی اذان سنے تو اس کی حکایت نہ کرے نیز دیوانے شخص کی اذان کی حکایت کھ. ضہ ،۰، ۲، نہیں،۔

اذان و اقامت کے صحیح ہونے کی شرطیں

۳۰۴۔ اول، نیت قربت:

تمام عبادات میں ابتداء تا انتہاً قربت کی نیت کو برقرار رکھنا شرط ہے اور بلا نیت یا بقصد ریاکاری اذان و اقامت کہنا صحیح نہیں۔

۳۰۵۔ اگر وقت مشترک ہوں تو جس نماز کے لئے اذان و اقامت کہے اس کا تعین کرنا ضروری ہے مثلاً ظہرین یا مغربین، عقل، ایمان، صحت قرأت، ممیز ہونا نماز جماعت کی اذات کے لئے مؤذن کا مرد ہونا لیکن اگر جماعت عورتوں کی ہو یا محرموں کی ہو تو اس وقت یہ شرط نہیں ہے۔ ترتیب یعنی اگر اذان سے پہلے اقامت کہہ دے تو اس کا اعادہ کرے چاہے عمداً ترتیب سے انحراف کرے یا از روئے جہل و نسیان۔ ترتیبِ فصول اگر کلمات اذان میں عمداً یا جہل یا نسیان کی وجہ سے ردو بدل کرے تو دوبارہ اس طرح کہے کہ ترتیب صحیح ہو جائے۔

موالات یعنی فصول اذان واقامت میں یکے بعد دیگرے کلمات کو ادا کرنا اگر موالات کو اس طرح ترک کر دے کہ دونوں کے درمیان فاصلہ ہو جائے تو اذان کا اعادہ کرے تاکہ صورت اذان و اقامت درست ہو جائے۔

وقت نماز:

وقت نماز کے آنے سے قبل اذان کہنا جائز نہیں البتہ صبح کی اذان بقصد اعلان قبل از وقت دی جا سکتی ہے اور وقت میں داخل ہونے کے بعد اس کا اعادہ کرنا مستحب ہے۔

طہارت از حدث:

صرف اقامت کے لئے شرط ہے کہ اقامت کہنے والا کھڑا ہو کر اقامت کہے اور حدث سے پاک ہو اور نماز کی طرف چلتے چلتے بھی اقامت کہہ سکتے ہیں اور احوط ہے کہ رو بقبلہ ہو کر اقامت کہے۔

۳۰۶۔ عربی زبان کے علاوہ کسی دوسری زبان میں اذان و اقامت کہنا صحیح نہیں البتہ اگر کوئی عربی نہ جانتا ہو اور سیکھنے کا وقت بھی نہ ہو تو ترجمہ کر کے اذان و قامت کہہ سکتا ہے اور جس قدر ممکن ہو ایسی زبان میں ترجمہ ادا کرے جو عربی زبان سے قریب تر ہو۔

احکامِ اذان واقامت

۳۰۷۔ جو بھول کر اقامت ترک کرے اور نماز شروع کر چکا ہو تو اگر رکوع تک نہیں پہنچا تو اقامت

بجالائے اور اگر صرف اذان بھول گیا ہو تو اس کا اعادہ نہ کرے۔

۳۰۸۔ جو اقامت کہنے سے قبل اذان بھول جانے کا شک کرے تو اذان دوبارہ کہہ سکتا ہے۔

۳۰۹۔ اگر نماز شروع کرنے سے پہلے شک کرے کہ اقامت کہی ہے یا نہیں تو اقامت بجا لائے۔ اس طرح اگر اقامت کے بعض کلمات بجا لانے میں شک ہو تو دوسرے کلمات کہنے سے قبل ان کو بجا لائے۔

۳۱۰۔ دوسرے عمل میں منتقل ہونے کے بعد اگر اذان یا اقامت میں شک کرے تو ایسے شک کا کوئی اعتبار نہ کرے مثلاً اقامت شروع کرنے کے بعد شک ہو کہ اس نے اذان کہی ہے یا نہیں یا نماز شروع کرنے کے بعد شک ہو کہ اس نے اقامت کہی ہے یا نہیں یا اگلا فقرہ کہنے کے بعد شکُ ہو کہ اس نے پچھلا فقرہ کہا ہے یا نہیں۔

مستحبات اذان و اقامت

حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب صبح کی اذان سنو یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاِقْبَالِ نَھَارِکَ وَاِدْبَارِ لَیْلِکَ وَحُضُوْرِ صَلَوَاتِکَ وَ اَصْوَاتِ دُعَاتِکَ وَ تَسْبِیْحِ مَلٰٓئِکَتِکَ اَنْ تَتُوْبَ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا جو مغرب کی اذان سننے کے بعد بھی اس دعا کو پڑھے اور اسی روز یا اسی شب اس کو موت آجائے تو گویا کہ وہ توبہ کر کے مرا ہے۔

۳۱۱۔ مغرب کی اذان سننے کے بعد بھی یہ دعا پڑھے۔

۳۱۲۔ مستحب ہے کہ اذان و اقامت کے درمیان ایک سجدہ کا فاصلہ کرے جس میں یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ قَلْبِیْ بَارّاً وَرِزْقِیْ دَارّاً وَعَیْشِیْ قَارّاً وَعَمَلِیْ سَارّاً وَاجْعَلْ لِیْ عِنْدَ قَبْرِ نَبِیِّکَ مُسْتَقَرّاً وَّ قَرَاراً

یا ایک قدم آگے بڑھ کر یوں کہے:

بِاللّٰهِ اَسْتَفْتِحُ وَ بِمُحَمَّدٍ اَسْتَنْجِحُ وَاَتَوَجَّهُ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

وَاجْعَلْنِی وَجِیھاً فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِینَ۔
یا دونوں کے مابین ایک دفعہ بیٹھنے کا فاصلہ رکھے یا ذرا سی دیر خاموشی یا کوئی دعا یا الحمد یا تسبیح یا فرائض کے نوافل میں سے دو نفل پڑھ لے سوائے نماز مغرب کے چونکہ اس سے قبل کوئی نافلہ نہیں ہے۔

۳۱۳۔ مستحب ہے کہ لفظ اللہ کے الف لام کو فصیح طریقہ سے ادا کرے۔

۳۱۴۔ اقامت کہتے وقت ایک جگہ پر قرار کے ساتھ کھڑا ہو لیکن اگر چلتے چلتے اقامت کہہ رہا ہو تو استقرار ضروری نہیں۔

۳۱۵۔ اذان میں آہستہ آہستہ اور اقامت میں جلدی جلدی فقرے ادا کرنا مستحب ہے۔

۳۱۶۔ مستحب ہے کہ اذان میں دونوں انگلیوں کو کان میں ڈالے اور آواز بلند کرے ہشام بن سالم نے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں شکایت کی کہ وہ اکثر بیمار رہتے ہیں اور لاولد ہیں۔ پس امام نے ان کو حکم دیا کہ وہ اپنے گھر میں بلند آواز سے اذان کہیں پس اس عمل سے خدا نے ان کو صحت و اولاد دونوں نعمتوں سے نوازا۔

۳۱۷۔ گلدستہ اذان بلند جگہ پر کھڑے ہو کر اذان دینا مستحب ہے اور فصول میں جزم کے مقامات پر وقف کرنا بھی مستحب ہے۔

۳۱۸۔ اگر مؤذن کوئی فصل ترک کر جائے تو سننے والے کے لئے مستحب ہے کہ وہ اس کو صحیح طور پر بجا لائے۔

۳۱۹۔ چاہیئے مؤذن کو عادل اور صاحب بصارت ہو بلند آواز رکھتا ہو اور اوقات نماز کی پہچان کرتا ہو۔

۳۲۰۔ اگر اثناء اذان میں فصول کے درمیان حدث صادر ہو جائے تو طہارت کر کے اذان کو پورا کرے اسی طرح اگر اذان و اقامت کے درمیان حدث صادر ہو تو طہارت کرے اور اقامت پوری کرے لیکن اگر فصل طویل ہو تو مستحب ہے کہ اذان کا اعادہ کرے۔

۳۲۱۔ اگر اثناء نماز میں حدث صادر ہو جائے تو طہارت کر کے اعادہ کرے۔

۳۲۲۔ اگر اثناء نماز میں حدث صادر ہو جائے تو اقامت بھی دوبارہ کہہ کر اس کا اعادہ کرے۔

مکروہات اذان و اقامت

۳۲۳۔ اذان و اقامت کے اثناء میں بولنا مکروہ ہے اور اقامت کے لئے زیادہ کراہت ہے اگر ایسا کر لے

تو بہتر ہے اس کا اعادہ کرے۔
۳۲۴۔ جب اقامت کہنے والا قد قامت الصلوٰۃ کہے تو جماعت کے لئے کلام کرنا مکروہ ہے لیکن اگر کلام پیشنماز کو آگے کرنے کے متعلق ہو تو مکروہ نہیں ہے۔
۳۲۵۔ جماعت میں دو آدمیوں سے زیادہ کسی کے لئے اذان دینا جائز نہیں ہے۔

واجبات نماز کا بیان

افعال و واجبات نماز نو ہیں۔ نیت، تکبیرۃ الاحرام، قیام، قرأت، رکوع، سجود، ذکر، تشہد، سلام۔
۳۲۶۔ نیت شرعی اصطلاح میں عبادت پر مشتمل کسی عمل کے ارادہ کو کہتے ہیں مگر اس مقام پر مقررہ نماز کو بقصد قربت یا بارادہ اطاعت خداوندی بجالانے کو کہتے ہیں۔
۳۲۷۔ نماز میں ادا، قضاء، تمام، قصر، وجوب واستحباب کی قید بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔
۳۲۸۔ اداء یا قضا بجالائی جانے والی نماز کی تعیین کا قصد کرنا واجب ہے۔ جبکہ مکلف کئی نمازیں پڑھنا چاہتا ہو یا دو مشابہ نمازیں پڑھ رہا ہو مثلاً دو رکعت صبح واجب اور دو نفل پڑھ رہا ہو تو نیت میں یہ واضح کر دے کہ صبح کی فرض یا نفل دو رکعت نماز پڑھ رہا ہوں قربتاً الی اللہ۔
۳۲۹۔ احتیاط یہ ہے کہ مسجد الحرام یا حرم سید الشہداء سلام اللہ علیہ میں جہاں مسافر کو قصر یا پوری نماز پڑھنے کا اختیار ہے وہاں جو صورت اختیار کرے اس کا تعین کرے۔
۳۳۰۔ اگر ان مقامات میں مذکورہ بالا میں (بقصد قربت نماز میں داخل ہو جائے اور قصر یا اتمام کو اختیار نہ کرے تو اثناء نماز میں کسی صورت میں اتمام یا قصر کو اختیار کر لینا کافی ہے۔
۳۳۱۔ اگر نماز میں داخل ہوتے وقت یا اثناء نماز میں قصر کو اختیار کر لے تو واجب سلام پھیرنے سے قبل جب چاہے نیت بدل لے یعنی قصر سے اتمام کی طرف نیت تبدیل کر سکتا ہے۔
۳۳۲۔ اگر نماز میں داخل ہونے سے قبل یا اثناء میں پوری نماز پڑھنے کا عزم کر لے تو اس کے لئے قصر کی طرف عدول کرنا جائز ہے بشرطیکہ محل عدول سے تجاوز نہ کرے یعنی مثلاً تیسری یا چوتھی رکعت میں داخل ہونے کے بعد قصر سے اتمام کی طرف عدول کرنا جائز نہیں ہے۔
۳۳۳۔ نیت محض قصد کو کہتے ہیں تلفظ کو نہیں لہٰذا نماز کے لئے اقامت کہنے کے بعد تلفظ اداء نہیں کرنا چاہیئے بلکہ احتیاط کی رکعات کے لئے تو تلفظ ناجائز ہے۔

۳۳۴۔ واجب ہے کہ نیت اجزاء عبادت میں سے پہلے جزو سے پیوستہ ہو مثلاً نماز میں واجب ہے کہ نیت تکبیرۃ الاحرام کے ساتھ ملائے۔

۳۳۵۔ نیت میں قطعی ارادہ ضروری ہے پس نماز اور دیگر عبادات میں تردد کے ساتھ نیت نہیں ہو سکتی۔

۳۳۶۔ نیت میں واجب ہے کہ وہ آخر عمل تک برقرار رہے اور اس کے بغیر عمل منعقد نہ ہو گا۔

۳۳۷۔ اگر عمل کے شروع میں اس کی نیت صحیح ہو اور وہ قطعی ارادہ کر لے اور تردد نہ کرے اور نہ ہی کسی منافی فعل کا قصد کرے مگر اثناء نماز میں کوئی منافی یا قاطع نماز عمل کا قصد کرے تو اگر وہ منافی فعل بجا لانے سے قبل اس کے قصد سے انحراف کرے اور نماز نہ توڑے اور نماز کے عمل کو جاری رکھے تو اس کی نماز صحیح ہو گی۔

۳۳۸۔ واجب ہے کہ نیت اخلاص اور عدم ریاء پر مشتمل ہو اگر عمل کے شروع میں ریاکاری کا قصد کرے تو نیت صحیح نہ ہو گی اور نہ عمل درست ہو گا۔

۳۳۹۔ اگر اثناء نماز میں ریاء کا قصد کرے اور کوئی واجب عمل مثلاً

تشهد يا السلام علينا وعلى عبادالله الصالحين

یا مستحب عمل مثلاً قنوت یا

السلام عليك ايها النبى ورحمة الله و بركاته

کو ریاء کے قصد سے بجا لائے تو اس کا تدارک جائز ہے یعنی اگر ریاء کی نیت ترک کر کے قربت الی اللہ کی نیت کرے تو اس کی نماز صحیح ہو گی۔

۳۴۰۔ اگر نماز کا کوئی رکن ریاء سے بجا لائے مثلاً رکوع اور دو سجدے تو رجوع صحیح نہیں ہے اور اس کا تدارک جائز نہیں بلکہ نماز باطل ہو گی اور احوط ہے کہ اس کا تدارک کرے اور اس جزو کو خالصتاً بلا قصد ریاء بجا لائے اور دوبارہ نماز کا اعادہ کرے۔

۳۴۱۔ اگر کوئی سورہ ریاء کے قصد سے پڑھے تو وہ نماز باطل کر دیتا ہے چونکہ دوبارہ بقصد قربت مبطل نماز ہے بلکہ ہر عبادت کے لئے مبطل ہے چاہے ساری عبادت میں ریاء ہو یا جزء میں یا اثناء میں ہو یا رکن میں یا بقصد قربت کے ساتھ کسی غیر کی خوشنودی ملحوظ ہو یا قصد تو قربتہ الی اللہ ہو مگر مسجد میں بجا لانے یا اول وقت میں بجا لانے میں ریاء ہو یا خضوع و خشوع کا مقصد لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا ہو۔

۳۴۲۔ اگر کوئی نماز میں ادا کی نیت سے داخل ہو پھر اس کو اپنی خطاء کا علم ہو اور واضح ہو جائے کہ نماز وقت گزرنے کے بعد پڑھی گئی ہے یا قضاء کی نیت کرے اور بعد میں معلوم ہو کہ وقت باقی تھا تو اعادہ

کرے۔

۳۴۴۔ اگر وقت نماز میں بنیت ادا نماز شروع کرے اور پھر اثناء نماز میں قضاء کی طرف عدول کرے اگرچہ سہواً یا نسیاناً ہی کیوں نہ ہو تو اس کی نماز صحیح ہو گی اسیطرح اگر ظہر کی نیت سے نماز میں داخل ہو پھر سہواً یا نسیاناً عصر کی طرف عدول کرے اور بعض نماز بجا لائے اور پھر اس کو معلوم ہو کہ اس کی پہلی نیت صحیح تھی اور دوسری غلط تو اس کی نماز صحیح ہے مگر ان دونوں صورتوں میں اعادہ کرنے میں احتیاط ہے جو کہ راہِ نجات ہے۔

۳۴۵۔ اگر نماز ظہر میں داخل ہو اور اثناء میں شک کرے کہ اس نے شروع ہی سے ظہر کی نیت کی تھی یا کوئی اور نیت تو اس پر بنا رکھے کہ دخول نماز کے وقت اس نے جو نیت کی تھی وہ صحیح تھی اور یہ شک باطل ہو گا۔

۳۴۶۔ اگر اثناء فریضہ میں شک کرے کہ اس نے ظہر کی نیت کی ہے یا عصر کی اور کچھ سوچ بچار کرے اگر کوئی با ترجیح صورت نظر نہ آئے تو اس نماز کو پورا کرے اور صحیح طور پر اس کا اعادہ کرے۔

۳۴۷۔ واجبات نماز میں سے پہلا جزو جس کا نمازی تلفظ ادا کرے وہ تکبیرۃ الاحرام ہے۔

۳۴۸۔ اس کو تکبیرہ افتتاح بھی کہتے ہیں چونکہ نمازی اس کے ساتھ نماز کا افتتاح کرتا ہے۔

۳۴۹۔ تکبیر کی صورت یہ ہے اللہ اکبر لفظ اللہ کے الف سے ابتداء کرے اور اکبر کی رے پر وقف کرے اور اس میں کوئی تبدیلی نہ کرے اور نہ اول یا وسط میں یا آخر میں کوئی اضافہ کرے۔

۳۵۰۔ اگر کوئی اللہ اکبر کی جگہ اللہ تعالیٰ اکبر یا اللہ عز و جل اکبر یا اللہ سبحانہ اکبر یا اللہ اکبر من کل شئی یا اللہ اکبر من ان یوصف وغیرہ کا اضافہ کر کے کہے تو اس کی نماز صحیح نہیں ہو گی۔

۳۵۱۔ اسی طرح اللہ اکبر کے مترادف عربی الفاظ بھی کافی نہیں مثلاً اللہ اعظم یا الرحمن اکبر وغیرہ۔

۳۵۲۔ اللہ کی ہمزہ میں مد نہیں ہے بلکہ یہ مفتوحہ ہے اگر نمازی اس کو کھینچ کر آللہ پڑھے تو معنی بدل جائے گا اور استفہام بن جائے اور تکبیر اور نماز دونوں باطل ہوں گی۔

۳۵۳۔ وسطی الف کو کھینچ کر پڑھنا مد طبیعی ہے لہذا اس کو نہ زیادہ کھینچے نہ زیادہ طول دے لیکن متصل کا مد مثلاً جاءَ یا مد منفصل انا یا مد لازم (جیسے)

الحاقتہ و لا الضالین

یا مد عارضی مثلاً

مبین

یا

مدلین
بعض قاریوں کے نزدیل واجب ہے اور بعض کے نزدیک بعض مقامات واجب بعض میں جائز ہے۔
۳۵۴۔ جب نمازی تکبیر الاحرام کہہ دے تو اس پر وہ تمام چیزیں حرام ہو جائیں گی جو تکبیر سے قبل حلال تھیں۔ چونکہ یہ گویا احرام باندھ کر نماز میں داخل ہو گیا ہے۔
۳۵۵۔ نماز تکبیرۃ الاحرام کے بغیر صحیح نہیں ہے۔
۳۵۶۔ تکبیرۃ الاحرام نماز کے ارکان میں سے ایک رکن ہے جس طرح نماز اس کے بغیر نہیں ہو سکتی اسی طرح اس کو بڑھانے سے بھی باطل ہو جائے گی۔ اگر دو دفعہ تکبیر کہے تو تکبیر باطل ہے اور تیسری بار اس کو بجا لانا واجب ہے گویا جب بھی جفت صورت میں باطل ہو گی طاق کے ساتھ منعقد ہو گی۔
۳۵۷۔ جو اچھی طرح تکبیرۃ الاحرام کے تلفظ کو ادا نہیں کر سکتا اس پر سیکھنا واجب ہے اور اس کے حروف کو ترک کرنا جائز نہیں۔
۳۵۸۔ اگر وقت تنگ ہو اور تکبیرۃ الاحرام کا سیکھنا ممکن نہ ہو تو بقدر امکان سیکھے اگرچہ تلفظ درست نہ بھی ہو۔
۳۵۹۔ اگر مکلف عجمی ہے اور اس کے لئے تکبیرۃ الاحرام کا سیکھنا ممکن نہ ہو اور تلفظ ممکن ہو تو اپنی زبان میں ترجمہ کر کے تکبیرۃ الاحرام کہہ سکتا ہے۔
۳۶۰۔ گونگا بقدر استطاعت یہ تکبیر بجا لائے اگرچہ زبان کو حرکت دے یا دل میں اس لفظ کو بٹھائے۔
۳۶۱۔ واجب ہے کہ تکبیرۃ الاحرام کے کلمات پے در پے ہوں اور ان کے درمیان فاصلہ نہ ہو۔
۳۶۲۔ تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت شرط ہے کہ کھڑے ہو کر اطمینان کے ساتھ اور شرمگاہ پوشیدہ رکھ کر کہے جیسا کہ نماز کے بعد بھی یہ احکام واجب ہیں۔
۳۶۳۔ تکبیرۃ الاحرام میں مستحب ہے کہ دونوں ہاتھوں اور انگلیوں کو کانوں تک بلند کرے یا چہرے یا سینے تک اٹھائے اور دونوں ہتھیلیوں کا اندرونی حصہ قبلہ رخ ہو اور ہاتھوں کو اٹھاتے وقت تکبیرۃ الاحرام شروع کرے اور تکبیر ختم کر کے ہاتھوں کو چھوڑ دے۔
۳۶۴۔ اگر شک ہو کہ وہ تکبیرۃ الاحرام بجا لایا ہے یا نہیں اور نماز شروع کر دینے کے بعد اگر شک پیدا ہو تو اس شک کا کوئی اعتبار نہیں۔
۳۶۵۔ اگر تکبیر کہے اور پھر شک کرے کہ یہ تکبیرۃ الاحرام ہے یا رکوع و سجدہ کی تکبیر تو اس کو تکبیرۃ الاحرام ہی قرار دے۔
۳۶۶۔ مستحب ہے کہ اس واجب تکبیر پر چھ تکبیروں کا اضافہ کرے گویا مجموعی طور پر کل سات

تکبیریں کہیں جائیں گی۔

۳۶۷۔ نمازی کو اختیار ہے کہ پہلی تکبیر کو تکبیرۃ الاحرام قرار دے یا درمیان یا آخر کو اگرچہ آخری تکبیر بہتر ہے اسی طرح پانچ یا تین پر اکتفاء کرنا بھی کافی ہے۔

۳۶۸۔ مستحب ہے کہ ان افتتاحی تکبیرات کے درمیان منقولہ دعائیں پڑھے اور تیسری تکبیر کے بعد یوں کہے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْمَلِکُ الْحَقُّ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّی ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُالذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

اور پانچویں تکبیر کے بعد کہے:

لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ وَالشَّرُ لَیْسَ اِلَیْکَ وَالْمَھْدِیُّ مَنْ ھَدَیْتَ لَا مَنْجیٰ مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ سُبْحَانَکَ وَ حَنَا نَیْکَ تَبَارَکْتَ وَ تَعَالَیْتَ سُبْحَانَکَ رَبَّ الْبَیْتِ۔

اور پانچویں تکبیر کے بعد کہے:

وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ حَنِیْفاً مُسْلِماً وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ بِذَالِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

بفرمان امام زمانہ

مُسْلِماً

کے بعد

عَلٰی دِیْنِ مُحَمَّدٍ وَّمِنْھَاجِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ

کہنا سنت ہے۔ (مترجم)

یہ آخری دعا توجہ کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔

۳۶۹۔ اگر نمازی چاہے کہ یہ دعائیں نہ پڑھے تو پے در پے تمام تکبیرات بجالائے۔

۳۷۰۔ پیشنماز کے لئے مستحب ہے کہ تکبیرۃ الاحرام کو باواز بلند کہے اور باقی چھ تکبیرات کو آہستہ کہے۔

۳۷۱۔ مقتدی کے لئے مستحب ہے کہ تمام تکبیرات کو آہستہ کہے اور پیشنماز اس کی کوئی آواز نہ سننے پائے۔ لیکن اگر پیشنماز حالتِ رکوع میں اس کو شامل کرنے کا منتظر ہو تو مقتدی باواز بلند تکبیرۃ الاحرام

کہے یا اس طرح کہے کہ پیشنماز اس کی آواز سن لے اور یہ جماعت میں شامل ہو جائے۔
۳۷۲۔ فرادیٰ نماز پڑھنے والے کو اختیار ہے کہ تمام تکبیرات باواز بلند کہے یا آہستہ یہ حکم تمام نمازوں کے لئے ہے۔

قرأت

۳۷۳۔ ہر نماز کی پہلی اور دوسری رکعت میں سورۂ الحمد پڑھنا واجب ہے چاہے نماز فریضہ ہو یا نافلہ البتہ نماز جنازہ میں سورۂ الحمد نہیں ہے جس کی تفصیل نماز جماعت کے بیان میں آئے گی۔
۳۷۴۔ تین رکعتی یا چار رکعتی نمازوں میں تیسری اور چوتھی رکعت میں نمازی کو اختیار ہے سورۂ الحمد پڑھے یا ذکر تسبیحات اربعہ پڑھے جو کہ یہ ہے۔

سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ

اور ہر حال میں افضل ہے۔
۳۷۵۔ ذکر کو بلا اشکال ایک مرتبہ بجالانا کافی ہے اور تین دفعہ کہنا بہتر ہے۔
۳۷۶۔ اگر نمازی ان میں سے جس کو شروع کردے تو دوسری کی طرف عدول کرنا جائز نہیں یعنی اگر سورۂ الحمد شروع کرے تو ذکر کی طرف عدول نہ کرے۔ اور اگر ذکر شروع کرے تو الحمد کی طرف عدول نہ کرے۔
۳۷۷۔ اگر نمازی ذکر (تسبیحات اربعہ) کا قصد کرے اور سورۂ الحمد کو سہواً یا نسیاناً شروع کردے تو اس کو قطع کرے اور ذکر کی طرف رجوع کرے اور اگر الحمد کو ختم کرچکا ہو تو تسبیحات اربعہ کو بھی بجالائے۔
۳۷۸۔ سورۂ الحمد کا پڑھنا ارکان نماز میں داخل نہیں اگر اس کو سہواً یا عمداً ترک کردے اور رکوع میں یا بعد میں یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے مگر نماز تمام کرنے کے بعد دو سجدۂ سہو بجالانے ہوں گے۔
۳۷۹۔ اگر دوسری رکعت میں سورۂ الحمد پڑھنا بھول جائے اور قنوت کی حالت میں یا بعد میں رکوع تک پہنچنے سے پہلے یاد آجائے تو پہلے الحمد پڑھ لے پھر رکوع کرے۔
۳۸۰۔ یہ بھی واجب ہے کہ پہلی اور دوسری رکعت میں جبکہ نماز فریضہ واجبہ ہو الحمد کے بعد کوئی دوسری پوری سورت پڑھے۔
۳۸۱۔ اگر وقت تنگ ہو یا کسی ضرورت کے تحت جلدی ہو یا مرض یا ضعف یا خوف ہو تو الحمد پر اکتفاء

کر سکتا ہے اور سورہ ترک کرنا جائز ہے۔

۳۸۲۔ اگر سہواً یا نسیاناً سورہ ترک کرے تو اس کا حکم سورۂ الحمد کے حکم کی طرح ہے جو کہ بیان کیا جا چکا ہے۔

۳۸۳۔ اگر الحمد اور سورہ دونوں کو بھول جائے اور رکوع میں یا بعد میں یا قنوت میں پڑھتے وقت یاد آجائے تو اس کا حکم وہی ہے جو الحمد کے متعلق بیان ہو چکا ہے مگر یہ کہ نماز کے بعد دو سجدۂ سہو بھی کرے گا۔

۳۸۴۔ سورہ پڑھنے میں وقت کی رعایت کرنا واجب ہے اگر جانتا ہو کہ وقت تنگ ہے تو چھوٹی سورت پڑھ لے اور اس وقت ایسی صورت پڑھنا جائز نہیں جس کو پورا کرنے سے وقت نکل جائے بلکہ اگر وقت کی تنگی کا علم ہو تو صرف سورۂ الحمد پر یہ اکتفاء کرے۔

۳۸۵۔ اگر طویل سورہ پڑھے اور وہ جانتا ہو کہ وقت تنگ ہے اور اس کو تمام کرنے سے وقت نکل جائے گا تو اس کی نماز باطل ہے اور اس کی قضاء واجب ہے۔

۳۸۶۔ اگر وقت کی تنگی کی وجہ سے سہواً یا نسیاناً طویل سورہ پڑھنا شروع کرے اور اثناء میں یاد آجائے تو اس سے کسی چھوٹے سورہ کی طرف عدول کر لے اگر وقت میں وسعت ہو تو تمام کرے ورنہ اس کو ترک کر کے اس کے بغیر ہی نماز پوری کرے۔

۳۸۷۔ سورۂ الحمد اور دوسرے سورہ اور اس کے کلمات و آیات میں موالات واجب ہے چونکہ ان کے درمیان طویل سکوت اختیار کرنے سے نماز باطل ہو سکتی ہے۔

اگر سہواً یا نسیاناً موالات ترک کر لے تو قرأت اور نماز صحیح ہے اور عمداً ایسا کرنے سے نماز باطل ہے اور اس کا اعادہ واجب ہے اور احوط ہے کہ قرأت از سر نو کرے اور نماز پوری کرنے کے بعد اس کا اعادہ بھی کرے۔

"وہ امور جو موالات کے منافی نہیں ہیں"

۳۸۹۔ جو آیات یا کلمات بغرض اصلاح یا صحیح ادائیگی کے لئے یا صحت حروف، صحت مخرج کے لئے مکرر آجائیں ان سے موالات یعنی ترتیب میں فرق نہیں پڑتا۔

۳۹۲۔ سلام جس طرح کیا جائے اس کے مطابق جواب دینا چاہیئے یعنی اگر کوئی سلام علیکم کہے تو جواب

میں سلام علیکم ہی کہا جائے اور سلام کے چار طرح کے فقرے استعمال ہوسکتے ہیں۔ سلام علیک۔ السلام علیک۔ سلام علیکم۔ السلام علیکم۔ جواب بھی ان کے مطابق آئے گا۔

۳۹۱۔ اگر سلام کا جواب نماز پڑھنے والے کے علاوہ کوئی اور دے دے تو وہ نمازی سے ساقط ہے چونکہ سلام واجب کفائی ہے۔

۳۹۲۔ آنحضرت ﷺ اور آپ کی آل پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اسم گرامی سن کر درود پڑھنا نماز کی ہر حالت میں جائز ہے۔

۳۹۳۔ اگر نمازی یا کسی دوسرے شخص کو چھینک آجائے تو الحمد یا صلوات پڑھنا نماز کی حالت میں بھی جائز ہے۔

۳۹۴۔ آیاتِ رحمت پڑھتے وقت اللہ تعالیٰ سے رحمت طلب کرنا بھی موالات نماز کے منافی نہیں ہے۔

۳۹۵۔ آیاتِ عذاب پڑھتے وقت جہنم اور غضب خداوندی سے پناہ طلب کرنا بھی منافی موالات نہیں ہے۔

۳۹۶۔ نماز میں اپنے لئے اور مومنین کے لئے دعا مانگنا بھی جائز ہے۔

۳۹۷۔ دوسرے کو نماز کی حالت میں کسی امر کی طرف متوجہ کرنے کے لئے سبحان اللہ کہنا اثناء نماز میں جائز ہے اور موالات کے منافی نہیں ہے۔

۳۹۸۔ اگر اثناء نماز میں کسی لفظ کے بارے میں تردد پیدا ہوجائے کہ لفظ

لعلکم تفلحون

ہے یا

ترحمون

جیسا کہ سورہ یٰسین میں ہے اور یہ معلوم نہ ہوسکے کس سورہ میں کون سا لفظ ہے تو کسی لفظ کو یہ نیت کر کے اختیار کرلے کہ اگر وہ غلط واقع ہوا تو میں نماز کا اعادہ کروں یہ جائز ہے اور دونوں کو یکجا بجا لانا جائز نہیں ہے۔

۳۹۹۔ الحمد اور سورہ کے درمیان ترتیب قائم رکھنا واجب ہے اور سورہ کو الحمد سے مقدم کرنا جائز نہیں۔

اسی طرح آیات کی ترتیب کا لحاظ رکھنا بھی واجب ہے جس طرح کہ وہ قرآن کریم میں آئی ہیں اور ان کو مقدم مؤخر کرنا جائز نہیں ہے۔

۴۰۰۔ اگر سہواً الحمد اور سورہ کے درمیان ترتیب میں مخالفت کرے یا سہواً یا نسیاناً آیات کی ترتیب بدل دے اور رکوع سے پہلے یاد آجائے تو ترتیب درست کرے اگر رکوع میں یا رکوع کے بعد یاد آجائے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۴۰۱۔ نماز سورہَ اور الحمد کو عربی میں ہی پڑھنا واجب ہے اور کسی زبان میں ترجمہ کر کے پڑھنا جائز نہیں اور تسبیحات اربعہ کا بھی یہی حکم ہے۔

۴۰۲۔ قرأت اور ذکر میں حرکات کی رعایت کرنا اور غلطی سے بچنا واجب ہے اسی طرح تشدید کی بھی رعایت ملحوظ رکھے۔

۴۰۳۔ قاریوں کے مقرر کردہ قواعد تجوید کا لحاظ رکھنا جائز ہے اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن یہ واجب نہیں البتہ مد متصل کی رعایت کا احتیاط کیا جائے مثلاً

الحاقۃ ولا الضالین

چونکہ ان کے نزدیک واجب ہے۔

۴۰۴۔ اسی طرح ادغام کی رعایت کا بھی احتیاط ضروری ہے خصوصاً بلاغنۃ یعنی ادغامِ کامل جیسے:

اشھد ان لا الہ الا اللہ

چونکہ ن کو لام میں مدغم کیا گیا ہے اور

لہ کفواً احد لم یکن

کے نون کو لہٗ میں مدغم کیا گیا ہے اور اس کی تفصیلِ علم تجوید میں مفصل بیان کی گئی ہے۔

۴۰۵۔ حروف کو ان کے مخارج سے اداء کرنا واجب ہے تا کہ مشابہ حروف مل جُل نہ جائیں مثلاً س، ث، ت، ط، ذ، ز وغیرہ۔

۴۰۶۔ چاہیئے کہ الحمد اور سورہ کو از بر پڑھا جائے اور قرآن مجید میں دیکھ کر نہ پڑھے البتہ اگر وقت تنگ ہو اور حفظ کرنا ممکن نہ ہو تو یہی احوط ہے کہ دیکھ کر پڑھ لے۔

۴۰۷۔ وقف کا حق اور اس کی خوبی سکون میں ہے اور یہ کہ اس کو حرکت کے ساتھ وصل کیا جائے جیسا کہ علم تجوید میں ثابت ہے اور احوط ہے کہ خصوصاً وصل میں ان کی رعایت رکھے جبکہ والا لفظ ہمزہَ وصل سے شروع ہو رہا ہے مثلاً

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں ہر لفظ وقف کے ساتھ نہ پڑھے

بسم، اللہ، الرحمٰن، الرحیم،

بلکہ ملا کر پڑھے۔ پس م، ہ، الرحمٰن کو متحرک کرے جیسا کہ الرحیم میں م کو ساکن کیا جاتا ہے لیکن اگر
بسم اللہ
کو الحمد کے ساتھ ملانا ہو تو حرکت دے جیسا کہ پہلے کلمات کو حرکت دی گئی ہے۔

۴۰۸۔ فرائض میں عزائم سورتوں کو نہ پڑھے جو کہ چار ہیں۔ الم سجدہ، حٰم سجدہ، النجم، اقرء باسم ربک ورنہ نماز باطل ہو جائے گی۔

۴۰۹۔ نوافل میں ان کو پڑھنا جائز ہے اگر اثناء سورہ میں سجدہ کی آیت آئے تو اس کو پڑھنے کے بعد سجدہ کرے اور پھر کھڑا ہو کر سورہ تمام کرے اور نماز جاری رکھے لیکن اگر سجدہ سورہ کے آخر میں ہو جیسا کہ سورۂ اقرء باسم ربک میں ہے تو سورہ پڑھ کر سجدہ کرے اور پھر از روئے استحباب سورۂ الحمد بھی پڑھ لے۔

۴۱۰۔ اگر نماز میں سہواً سورۂ الحمد پڑھ لے تو اس کو تمام کرے اور پھر متوجہ ہو تو سجدہ کا اشارہ کرے پھر نماز مکمل کر کے سجدہ بھی کرے اور اس پر کچھ بھی نہیں ہے اور اگر آیت سجدہ پڑھ کر اثناء سورہ میں متوجہ ہو تو سجدہ کا اشارہ کرے اور پھر سورہ پورا کرے اور نماز مکمل کر کے سجدہ کرے لے اور اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

۴۱۱۔ اگر سورۂ سجدہ سہواً شروع کرے اور پھر آیت سجدہ پڑھنے سے پہلے ہی یاد آجائے تو اس سے عدول کر کے دوسری سورت پڑھ لے چاہے پہلی صورت نصف سے زیادہ پڑھ چکا ہو اور اس کی نماز صحیح ہو گی۔

۴۱۲۔ اگر نماز فریضہ پڑھتے ہوئے کسی اور آیت سجدہ پڑھنے والے کی طرف کان دھرے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔

۴۱۳۔ اگر نمازی کسی دوسرے آیت سجدہ پڑھنے والے سے آیت سجدہ سن لے مگر کان نہ دھرے تو نماز کی حالت میں ہی سجدہ کا اشارہ کرے اور نماز تمام کرنے کے بعد سجدہ کرے اور اس کا اعادہ واجب نہیں ہے۔

۴۱۴۔ نافلہ کی حالت میں آیت سجدہ کی طرف کان دھرنا جائز ہے اور اس کا حکم عمداً پڑھنے والے کے حکم کی طرف ہے جو بیان ہو چکا ہے۔

۴۱۵۔ فرائض میں الحمد کے بعد ایک سے زیادہ سورتیں پڑھنا جائز نہیں ہے اگر عمداً ایک آیت یا ایک لفظ بھی بڑھا دے تو اس کی نماز باطل ہو گی اور اعادہ واجب ہو گا۔

۴۱۶۔ الحمد کے بعد دو سورتوں کا پڑھنا قران کہلاتا ہے جو مبطل نماز ہے۔

۴۱۷۔ نوافل میں جو سورہ پڑھتا جائے جائز ہے۔
۴۱۸۔ فرائض میں یہ جائز ہے کہ سورہ ضحیٰ اور الم نشرح کو ملا کر پڑھے۔ بلکہ نزولی طور پر چونکہ یہ دونوں سورتیں ایک ہیں لہذا ایک کا پڑھنا اور دوسرے کا نہ پڑھنا کافی نہیں ہے اگرچہ دونوں کے درمیان بسم اللہ بھی ہے اور یہی حکم سورۂ الفیل و ایلاف کا ہے ان کی قرأت میں قرآن کے مطابق ترتیب کا لحاظ رکھنا واجب ہے۔

بسم اللہ کا حکم

۴۱۹۔ بسم اللہ سورہ کا جزء ہے پس جس سورہ کا قصد کرے تو بسم اللہ کو اس کا جزء قرار دے کر پڑھے۔
۴۲۰۔ اگر کسی معین سورہ کا قصد کر کے بسم اللہ پڑھے اور پھر دوسرا سورہ اختیار کرے تو یہ بسم اللہ اس دوسرے سورہ کے لئے ناکافی ہو گی بلکہ اس کے لئے بسم اللہ کا اعادہ کرنا ہو گا چونکہ وہ ہر سورہ کا علیحدہ علیحدہ جزء ہے۔
۴۲۱۔ اگر کسی سورہ کا تعین کئے بغیر بسم اللہ پڑھے اور پھر سورہ معینہ پڑھنے کا قصد کرے تو اس کے ساتھ از سر نو بسم اللہ پڑھنا واجب ہے چونکہ ہر سورہ کا بسم اللہ اسی کا جزء خاص ہے۔
۴۲۲۔ اگر بسم اللہ پڑھے اور سورہ کی تعیین میں شک کرے کہ آیا اس نے کسی خاص سورہ کا قصد کیا ہے یا نہیں تو سورہ معین کر کے بسم اللہ کا اعادہ کرے۔
۴۲۳۔ اگر عزائم اربعہ میں سے نماز میں کسی کا قصد کرے تو اس کے لئے بسم اللہ پڑھنا حرام ہے اور اگر اس قصد سے بسم اللہ پڑھے گا تو نماز باطل ہو گی چونکہ بسم اللہ سورہ کا جزء ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔
۴۲۴۔ اگر سورہ توحید یا قل یاایہا الکافرون میں سے کسی ایک کا قصد کر کے بسم اللہ پڑھے تو ان کے علاوہ دوسری سورت کی طرف عدول کرنا جائز نہیں ہے۔
۴۲۵۔ اگر ان میں سے کسی ایک کے لئے بسم اللہ پڑھے اور اس کی تعیین میں شک کرے تب بھی ان کے علاوہ کسی دوسرے سورہ کی طرف عدول نہیں کر سکتا بلکہ ان میں سے کسی ایک کا تعین کر کے بسم اللہ پڑھے۔
۴۲۶۔ اگر کوئی معین سورہ پڑھے اگرچہ نماز کے شروع میں ہی سہی اور بھول کر دوسرا سورہ شروع کر

دے اور نصف سے تجاوز کرنے سے پہلے یاد آجائے تو بسم اللہ کا اعادہ کر کے اسی سورت کو شروع کر دے لیکن اگر نصف سے تجاوز کر جائے تو اعادہ کئے بغیر نماز جاری رکھے۔

۴۲۷۔ سورہ توحید یا جحد سے کسی دوسرے سورہ کی طرف عدول کرنا جائز نہیں جیسا کہ اس کا حکم گزر چکا حتیٰ کہ بروز جمعہ بھی اس سورہ سے سورہ جمعہ یا سورہ منافقون کی طرف عدول نہیں کر سکتا جبکہ عمداً ان کو شروع کر چکا ہو لیکن اگر سہواً یا نسیاناً شروع کرے تو پہلی رکعت میں ان سے سورۂ جمعہ کی طرف یا دوسری رکعت میں سورۂ منافقون کی طرف عدول کر سکتا ہے جبکہ نصف سورہ سے تجاوز نہ کر چکا ہو۔

۴۲۸۔ جمعہ کے روز سورۂ جمعہ یا منافقون سے کسی دوسرے سورہ کی طرف عدول کرنا جائز نہیں چاہے نصف سے تجاوز کر چکا ہو یا نہ ہو۔

۴۲۹۔ اگر کوئی سورہ شروع کر دے تو اس کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف عدول کر سکتا ہے جب تک کہ نصف سے متجاوز نہ ہوا ہو۔

۴۳۰۔ اگر کوئی سورہ شروع کرے اور اس کا بعض حصہ بھول جائے یا غلط پڑھ لے اور اس کی تصحیح نہ کر سکتا ہو تو دوسرے سورہ کی طرف عدول کر سکتا ہے اگرچہ نصف سے متجاوز ہو چکا ہو۔

۴۳۱۔ اگر وقت کی وسعت کا گمان کر کے کوئی طویل سورہ شروع کر دے اور پھر معلوم ہو کہ وقت تنگ تھا اور سورہ ختم کرنے سے وقت نکل جائے گا تب بھی اس کو چھوڑ کر دوسرے سورہ کی طرف عدول کر سکتا ہے لیکن سورہ جمعہ و منافقون کا حکم جمعہ کے روز اور سورہ توحید اور جحد کا حکم مطلقاً تمام اوقات میں اسی طرح ہے جس طرح کہ بیان ہو چکا ہے۔

وہ سورتیں جو مختلف اوقات میں مستحب ہیں

۴۳۲۔ نماز جمعہ یا جمعہ کے روز نمازِ ظہر میں پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورۂ منافقون مستحب ہے اور بعض علماء وجوب کے قائل ہوئے ہیں مگر احوط یہ ہے کہ ان کو ترک نہ کرے۔

۴۳۳۔ اسی طرح جمعہ کے روز نماز عصر میں پہلی رکعت اور دوسری رکعت میں ان دونوں سورتوں یعنی سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون کو پڑھنا مستحب ہے۔

۴۳۴۔ جمعہ کے روز صبح کی نماز میں سورۂ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورۂ توحید پڑھنا مستحب ہے۔

۴۳۵۔ شب جمعہ کو مغرب کی نماز میں پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری رکعت میں

سبح اسم ربک الاعلیٰ
پڑھنا مستحب ہے۔

۴۳۶۔ شب جمعہ عشاء کی نماز میں سورہ جمعہ و منافقون کو پڑھنا مستحب ہے۔

۴۳۷۔ پنجشنبہ اور دو شنبہ کے روز صبح کی پہلی رکعت میں سورہ ھل اتی اور دوسری رکعت میں سورہ غاشیہ پڑھنا مستحب ہے۔

۴۳۸۔ فقہاء کرام رضوان اللہ علیہم نے مختلف ایام میں مختلف نمازوں کے لئے اور سورتوں کا بھی تذکرہ کیا ہے مگر ہم ان پر ہی اکتفاء کرتے ہیں جو مزید مسائل سے آگہی حاصل کرنا چاہے وہ مفصل کتابوں کا مطالعہ کرے۔

جہر و اخفات کا بیان

۴۳۹۔ صبح اور مغرب و عشاء کی نماز میں الحمد اور سورہ کو باواز بلند پڑھے اور ظہرین کی نماز میں آہستہ پڑھے۔

۴۴۰۔ ظہرین و مغربین کی تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات اربعہ کو آہستہ پڑھے اگر ان کی بجائے الحمد پڑھے تب بھی اس کو آہستہ پڑھنا چاہیئے۔

۴۴۱۔ اگر عمداً جہر و اخفات کے مندرجہ بالامقامات کی مخالفت کرے گا تو نماز باطل ہو گی۔

۴۴۳۔ اور بے موقعہ سہواً یا لاعلمی کی وجہ سے جہر یا اخفات اختیار کرے اور نماز تمام کرنے کے بعد یاد آجائے تو نماز صحیح ہو گی لیکن اگر قرأت الحمد یا تسبیحات کے دوران یاد آجائے تو باقی ماندہ کو صحیح طریقہ پر تمام کر دے اور اگر اخفات کی جگہ جہر اور جہر کی جگہ اخفات اختیار کرے اور بروقت متوجہ ہو تو فوراً اصلاح کر لے اس پر کچھ لازم نہیں ہے۔

۴۴۴۔ مذکورہ بالامقامات پر جہر صرف مردوں پر واجب ہے اور احوط ہے کہ عورت وہاں اخفات اختیار کرے جہاں کوئی اجنبی اس کی آواز سنتا ہو ورنہ اس کو اختیار ہے کہ ان مقامات معلومہ میں جس طرح چاہے سورہ کو پڑھے۔

۴۴۵۔ جہر کا مطلب یہ ہے کہ جوہر آواز کو ظاہر کرے اور اتنا پست رکھے کہ قریب والا سن سکے اور اتنی بلند ہو کہ اس کو چیخ نہ سمجھا جائے۔

۴۴۶۔ اخفات یہ ہے کہ جوہر آواز ظاہر نہ ہو اور اتنی پستی ہو کہ وہ خود اس کو سن سکتا ہو۔

۴۴۷۔ قریب والے شخص کے سننے یا اپنے آپ کو سنوانے کے لئے شرط ہے کہ توجہ کرنے پر آواز سنی جائے اور کوئی مانع موجود نہ ہو۔

قرأت کے چند اہم مسائل

۴۴۸۔ جو شخص نماز جماعت میں امام کے الحمد سے فارغ ہونے کے بعد آمین کہے یا تنہا نماز پڑھ رہا ہو اور الحمد پڑھ کر آمین کہے وہ گنہگار ہے اور اس کی نماز باطل ہے اگرچہ سہواً ایسا کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۴۴۹۔ مکلف پر واجب ہے کہ وقت نماز فوت ہونے سے قبل الحمد سیکھ لے یا اگر ممکن ہو تو عادل پیشنماز کی اقتداء کرے ورنہ واجب ہے کہ کسی فصیح قاری کی اتباع کرے یا اگر پڑھ سکتا ہو تو قرآن مجید سے دیکھ کر پڑھ لے۔

اگر اتنی استطاعت بھی نہ رکھتا ہو تو الحمد کی جتنی مقدار بخوبی پڑھ سکے پڑھ لے اور جو نہ پڑھ سکے اس کے بدلے قرآن کی دوسری آیات پڑھ لے اور اگر قرآن کی ایک آیت بھی یاد نہ ہو تو سور فاتحہ کی مقدار تسبیحات اربعہ پڑھ لے اور اگر اس سے بھی عاجز ہو تو فاتحہ کی مقدار جس قدر ممکن ہو تسبیح و تکبیر پڑھ لے۔

۴۵۰۔ الحمد کے بعد پڑھی جانے والی سورت کا سیکھنا بھی واجب ہے اور اگر اس پر قادر نہ ہو جو ہم نے مسئلہ نمبر ۴۴۹ میں الحمد نہ جاننے کے متعلق بیان کیا ہے اس پر عمل کرے لیکن اس پر اس کے عوض میں دوسرا سورہ پڑھنا واجب نہیں اور اس کو اختیار ہے کہ جس قدر قران مجید میں سے بخوبی پڑھ سکے پڑھ لے۔

۴۵۱۔ مکلف پر یہ بھی واجب ہے کہ تشہد، سلام اور دیگر تمام واجب ذکر بھی سیکھے جن کا بیان آگے آئے گا۔

۴۵۲۔ حروف کو ان کے مخارج سے نکالنا واجب ہے چونکہ ت کو ط سے اور ز کو ظ سے بدلنا نماز کو باطل کر دیتا ہے۔

۴۵۳۔ لفظ صراط اور مسیطر کو ص اور سین دونوں سے پڑھا جا سکتا ہے۔

۴۵۴۔ حرکات اعراب کی رعایت کرنا بھی واجب ہے پس جو شخص الحمد للہ کے بدلے الحمد للہ پڑھے اسکی نماز باطل ہے اس طرح بناء کی رعایت رکھنا بھی واجب ہے پس جو شخص قواعد صرف و نحو کا عالم ہو تو فبھا۔ ورنہ چاہیئے کہ قرآنکے مقررہ اعراب کی پابندی کرے۔ بسا اوقات قواعد کے علم رکھنے والے پر بھی واجب ہے کہ تلاوت قرآن کے سلسلہ میں اپنے علم پر وثوق نہ کرے چونکہ قرآن اس کے تصور کا پابند نہیں بلکہ اپنے اجتہاد کے بغیر ہی قرآن مجید کی تدوین کے مطابق حروف کی پیروی کرنا واجب ہے۔

۴۵۵۔ تشدید کا لحاظ رکھنا بھی واجب ہے چنانچہ ایاک کو تشدید کے بغیر پڑھنے سے نماز باطل ہو جائے گی۔

۴۵۶۔ اگر نمازی لفظ الذین یا المغضوب کھے فقط الذین اور المغضوب کہنا کافی نہیں چونکہ مضاف الیہ کا اعادہ مضاف کے بغیر جائز نہیں ہے۔

۴۵۷۔ اسی طرح اگر لفظ المستقیم کو غلط پڑھے اور اس کی اصلاح کرنا چاہے تو واجب ہے کہ الف اور لام کے ساتھ اس کا اعادہ کرے اور اس کو الف اور لام کے بغیر دہرائے گا اور فقط مستقیم کہے گا تو یہ غلط ہو گا اور اس کی قرأت فاسد ہو گی اسی طرح ہر معرف باللام کلمہ کا یہی حکم ہے مثلاً "الصمد"

۴۵۸۔ جس شخص کے لئے مخارج سے حروف کو ادا کرنا ممکن نہ ہو یعنی یا اس کی زبان یا مخرج میں کوئی نقص ہو یا بعض یا تمام دانت نہ ہوں تو جس قدر ممکن ہو قرأت بجا لائے مثلاً جو شخص "ر" کے بدلے "ی" بولے یا سین کے بدلے شین بولے چونکہ اللہ وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا فرمان ہے کہ بلال کی سین شین ہے ایسے لوگوں کے لئے بہتر ہے کہ نماز باجماعت پڑھ لیں۔

۴۵۹۔ بعض علاقوں کے باشندے اور بعض قبائل حروف بدلنے پر مجبور ہوتے ہیں جسکی وجہ مخرج کا فقدان نہیں بلکہ عادت اور سیرت ہوتی ہے مثلاً تبریز اور آذر بائیجان کے بعض علاقوں کے لوگ عموماً مرد عورتیں سب "ر" کو "ی" سے بدلتے ہیں اور اکثر عراقی قبائل جیم کو "یے" سے بدلتے ہیں ایسے لوگوں پر واجب ہے کہ عادت کو بدلیں اگرچہ تکرار سے ہی کیوں نہ ہو اور مشق کریں کہ حروف کی ادائیگی صحیح مخرج سے ہو۔

۴۶۰۔ گونگوں پر واجب ہے کہ بمقدار سورۂ فاتحہ اور دوسری سورت کے کھڑے رہیں اسی طرح رکوع و سجود میں اور تشہد و سلام میں زبان کو حرکت دیں اور اس پر پیشنماز کی اقتداء کرنا واجب نہیں جس طرح کہ ماؤف زبان والے پر بھی یہ چیزیں واجب نہیں ہیں۔

۴۶۱۔ تجوید میں قاریوں کی پیروی کرنے میں کوئی حرج نہیں خصوصاً تفخیم، ترقیق، اشباع اور دیگر محسنات لفظیہ میں ان کی پیروی خوب ہے۔

۴۶۲۔ لفظ اللہ سے قبل اگر ضمہ یا فتحہ ہو اور اللہ اور

ان اللہ۔ یعلمہ اللہ

میں تفخیم کرے اور اگر اس سے قبل کسرہ ہو تو ترقیق کرے مثلاً

بسم اللہ و با اللہ و فی سبیل اللہ

۴۶۳۔ کسی لفظ کے آخر میں اگر "ہ" ہو اور اس سے ماقبل والا لفظ متحرک ہو تو "اشباع" بہتر ہے مثلاً

عبدہ ورسولہ بالمد

اور اور ساکن ہو تو اشباع کے بغیر پڑھے جیسے

منہ، عنہ، الیہ

۴۶۴- سورہ

قل هو الله احد

میں کفواً کو چار طریقوں سے پڑھا جا سکتا ہے واوٗ اور فاء کے ضمہ کے ساتھ، واوٗ اور سکونِ فاء کے ساتھ، ہمزہ اور فاء کے ضمہ کے ساتھ، ہمزہ اور فاء کے سکون کے ساتھ مگر پہلی صورت زیادہ فصیح ہے۔

۴۶۵- سورۂ الحمد میں مالک اور ملک دونوں طرح سے پڑھنا جائز ہے۔

بعض مستحبات قرأت

۴۶۶- ظہرین کی پہلی دو رکعتوں میں پیشنماز اور منفرد کے لئے مستحب ہے کہ الحمد اور سورت کی بسم اللہ کو باواز بلند پڑھے بلکہ یہاں بسم اللہ بالجہر پڑھنا واجب ہے جیسا کہ مسئلہ نمبر ۴۴۳ میں گزرا ہے۔

۴۶۷- نیز ہر فریضہ کی آخریں دو رکعتوں میں بسم اللہ کو بالجہر پڑھنا چاہیئے چاہے نماز اخفاتی ہو یا جہری بشرطیکہ نمازی ان میں الحمد پڑھنے کو ترجیح دے۔

۴۶۸- نوافل میں بسم اللہ کو بالجہر پڑھنا مستحب ہے۔

۴۶۹- تکبیر الاحرام یا بسم اللہ سے قبل ساتویں تکبیر کے بعد استعاذہ مستحب ہے اور اس کی صورت یوں ہے۔

اعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔

۴۷۰- نماز جمعہ یا ظہر جمعہ میں قرأت کو بالجہر پڑھنا مستحب ہے۔

۴۷۱- نوافل شب میں قرأت کو بالجہر اور نوافل دن میں اخفات کرنا مستحب ہے بالجہر یعنی باواز پڑھنا اور اخفات یعنی آہستہ پڑھنا جیسا کہ ان کی صورت بیان ہو چکی ہے۔

۴۷۲- امام جماعت کا مقتدیوں کو دعائیں اور اذکار سنوانا مستحب ہے۔

۴۷۳- قرأت میں اداء حروف اور حفظ وقف میں آواز کو آہستہ رکھنا مستحب ہے۔

۴۷۴- فریضہ اور نافلہ نمازیں پہلی رکعت میں سورہ

ان انزلنا

اور دوسری رکعت میں

قل هو الله

پڑھنا مستحب ہے۔ سوائے روزِ جمعہ اور باقی بعض ایام کی بیان شدہ نمازوں کے جہاں خاص سورت کا تعین ہوا ہے۔

۴۷۵۔ نافلہ صبح کی پہلی رکعت میں اور مغرب کے نوافل کی دوسری رکعت میں اور نافلہ شب کی دوسری رکعت میں

قل یاایها الکافرون

پڑھنا مستحب ہے۔

۴۷۶۔ قنوت کو بالجہر پڑھنا۔

۴۷۷۔ الحمد اور سورہ کے بعد سکتہ اختیار کرنا مستحب ہے۔

۴۷۸۔ الحمد سے فراغت پا کر الحمد للہ رب العالمین پڑھنا چاہیے نمازی مقتدی ہو یا منفرد مستحب ہے۔

بعض مکروہات

۴۷۹۔ ایک ہی سانس میں سورہ الحمد اور سورۂ توحید پڑھ جانا مکروہ ہے۔

۴۸۰۔ صرف سورۂ توحید کو ایک سانس میں پڑھنا مکروہ ہے۔

۴۸۱۔ سورۂ توحید کے علاوہ دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورہ پڑھنا مکروہ ہے۔ مگر سورۂ توحید کو مکرر پڑھنے میں کوئی مانع نہیں۔

قیام کا بیان

۴۸۲۔ قیام ارکانِ نماز میں سے ایک رکن ہے۔ جو اس کو اختیاری حالت میں عمداً یا سہواً ترک کر دے تو اس کی نماز باطل ہو گی۔

۴۸۳۔ وہ قیام رکن ہے جو تکبیرۃ الاحرام کی حالت میں ہو اور جو متصل بر کوع ہو۔

۴۸۴۔ اگر کوئی بیٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے سہواً بھی تکبیرۃ الاحرام کہہ دے تو از سر نو قرار کے سات سیدھا کھڑا ہو کر اسکا اعادہ کرنا واجب ہے۔

۴۸۵۔ اگر کوئی شخص رکوع کی طرف جھکتے ہوئے تکبیرۃ الاحرام کہہ دے تو اس کی نماز باطل ہو گی اور یہ حالت اس مقتدی کے لئے متصور ہو سکتی ہے جو پیشنماز کے ساتھ رکوع کی حالت میں جماعت میں شریک ہونا چاہتا ہو یا تنہا نماز پڑھنے والا تکبیرۃ الاحرام کو رکوع کی تکبیر سمجھ کر جھکنے لگے تو ان دونوں پر واجب ہے کہ کھڑے ہو کر تکبیرۃ الاحرام ادا کریں۔

۴۸۶۔ قرأت کی حالت میں قیام کرنا بھی واجب ہے مگر رکن نہیں ہے اگر اسکو عمداً ترک کردے تو اس کی نماز باطل ہو گی لیکن اگر بیٹھ جائے تو بیٹھتے بیٹھتے ہی الحمد اور سورہ پڑھ لے اور پھر یاد آجائے تو کھڑا ہو جائے اور رکوع کرے اس سے نماز باطل نہ ہو گی۔

۴۸۷۔ قنوت کی حالت میں قیام خود قنوت کی طرح مستحب ہے پس جو شخص عمداً بھی قنوت کو ترک کردے جس سے اسکا قیام در قنوت ترک ہو جائے تو اس کی نماز میں خلل واقع نہیں ہو گا۔

۴۸۸۔ قیام میں تین امور کا اعتبار کیا جاتا ہے سیدھا کھڑا ہونا۔ قرار پکڑنا اور بے سہارا کھڑا ہونا اور اس میں واجب ہے کہ ٹھہرا نہ ہو اور دائیں یا بائیں یا آگے یا پیچھے نہ جھکے اور حرکت نہ کرے اور عصا یا دیوار یا کسی چیز کا سہارا نہ لے مگر یہ سب شرائط اختیاری حالت کے لئے ہیں اگر عمداً کوئی ان کا لحاظ نہ کرے گا تو نماز باطل ہو گی۔

۴۸۹۔ اگر کوئی شخص کشتی یا ریل گاڑی میں ہو جو حرکت کرتی ہیں اور مجبوراً نماز پڑھ لے یا بیمار ہو اور قرار نہ پکڑ سکتا ہو اور بے سہارا کھڑا نہ ہو سکتا ہو تو اس کی نماز صحیح ہو گی۔

۴۹۰۔ اگر کوئی تمام نماز میں استقلال یعنی بے سہارا کھڑے ہونے سے عاجز ہو اور بعض حصہ میں عاجز نہ ہو تو جس قدر میسر ہو تو استقلال کی رعایت کرے۔

۴۹۱۔ اگر معاملہ دو حالتوں کے درمیان دائر ہو یعنی نمازی یا کھڑا ہو یا نماز تو پڑھ سکتا ہو تو استقرار و استقلال کی رعایت کرنے پر قادر نہ ہو یا بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہو تو اس صورت میں بھی بیٹھ کر نماز پڑھنے سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کو ترجیح دے۔

۴۹۲۔ اگر اضطراب اور سہارا لینے کے باوجود بھی قیام سے عاجز ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔

۴۹۳۔ اگر بیٹھ کر اور سہارا و اعتماد کے ساتھ بھی نماز پڑھنے سے عاجز ہو تو دائیں پہلو کے بل لیٹ کر رو بقبلہ ہو کر نماز پڑھ لے جیسا کہ دفن کے وقت کرتے ہیں اور اس سے بھی عاجز ہو تو بائیں پہلو کے بل رو بقبلہ ہو کر لیٹے اور نماز پڑھ لے اگر اس سے بھی عاجز ہو تو چت لیٹ کر پاؤں کے تلوؤں کو قبلہ کی طرف کرے یعنی اگر اس کو بٹھا دیا جائے تو وہ رو بقبلہ ہو جیسا کہ جانکنی کی حالت میں مرنے والے کو رو بقبلہ کرتے ہیں۔

۴۹۴۔ ان تین حالات میں نماز پڑھنے والا رکوع و سجود کے لئے سر سے اشارہ کرے گا اگر سر سے اشارہ کرنے سے بھی عاجز ہو تو آنکھوں سے اشارہ کرے اور ان کو بند کرتا جائے۔ اور سجدے کے لئے زیادہ بند کرے اور آنکھ بند کرتے ہوئے سجدہ کا ذکر پڑھے اور آنکھوں کو کھولنے کے ساتھ سجدہ سے اٹھانے کے لئے اشارہ کرے۔

۴۹۵۔ عجز سے مراد یہاں زیادہ مشقت کا حصول ہے چاہے اس سے مرض یا مرض کی زیادتی پیدا ہو یا نہ ہو اور دیر سے شفایاب ہونے کا احتمال ہو یا نہ ہو۔

۴۹۶۔ قیام میں واجب ہے کہ دونوں ٹانگوں کو اتنا نہ کھولے کہ حد اعتدال سے خارج ہو جائے لیکن اگر اسکے پاؤں میں کوئی عیب یا مرض ہو تو جائز ہے۔

۴۹۷۔ اگر قرأت یا رکوع میں داخل ہونے کے بعد قیام رکنی میں شک کرے تو یہ شک لغو ہو گا اور صحت نماز پر بناء کرتے ہوئے نماز کو مکمل کر دے۔

۴۹۸۔ اگر عذر زائل ہو جائے اور بیٹھنے کی حالت میں عاجزی رفع ہو جائے تو کھڑا ہو کر باقی اجزاء نماز کو بجا لائے اور یہی حکم پہلو کے بل یا چت لیٹ کر نماز پڑھنے والے کے لئے بھی ہے پس اگر چت لیٹنے والا پہلو کے بل لیٹنے پر قادر ہو جائے یا سونے والا بیٹھنے پر قادر ہو جائے یا بیٹھنے والا کھڑا ہونے پر تو باقی اجزاء کو بجا لائے اس کی نماز صحیح ہو گی۔

۴۹۹۔ سر کو حرکت دے کر سجدہ کے لئے اشارہ کرنے والا یا کھڑا ہو کر نماز پڑھنے والا شخص جو جھکنے سے عاجز ہو اگر یہ کسی اونچی جگہ پر کوئی چیز رکھ دیں جس پر سجدہ کریں یا سجدہ کی جگہ کو پیشانی تک پہنچانے پر قادر ہو تو اس کو ترک نہ کریں۔

۵۰۰۔ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کے لئے مستحب ہے کہ اپنے سرین زمین پر رکھے اور گھٹنوں کو بلند کرے اور رکوع کے لئے گھٹنوں کو دوہرا کر دے اور دو سجدوں کے درمیان اور تشہد کی حالت میں تورک کرے اور اس کو اختیار ہے کہ تمام حالات مذکورہ میں تورک کرے یا نہ کرے۔

نوٹ:

تورک کا طریقہ یہ ہے کہ نمازی بائیں ران کے بل بیٹھے اور اپنے دونوں پاؤں کو نکال دے اور بائیں پاؤں کے ظاہری حصہ کو زمین سے لگا لے اور دائیں پاؤں کے ظاہری حصہ کو بائیں پاؤں کے تلوے سے پیوستہ کر دے۔

مستحباتِ قیام

۵۰۱۔ پشت اور گردن کو سیدھا رکھنا۔

۵۰۲۔ اپنے دونوں پیروں کو برابر رکھنا تاکہ انکی انگلیاں قبلہ کی طرف ہوں اور ایک پاؤں دوسرے سے بالکل آگے نہ آئے۔

۵۰۳۔ کسی پاؤں پر زیادہ زور نہ دینا بلکہ دونوں پر برابر بوجھ رکھا۔

۵۰۴۔ دونوں قدموں کے درمیان ایک یا تین کشادہ انگشت کا فاصلہ رکھنا جس کی مقدار زیادہ سے زیادہ ایک بالشت ہونی چاہیئے۔

۵۰۵۔ نمازی اسی طرح خشوع و خضوع سے کھڑا ہو جس طرح کہ غلام اپنے آقا کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔

۵۰۶۔ قیام کے وقت نگاہ سجدہ کی جگہ پر برقرار رہنی چاہیئے۔

۵۰۷۔ دونوں شانوں اور بازوؤں کو بالکل کھلا رکھنا یعنی اوپر کی طرف اٹھا کر نہ رکھنا۔

۵۰۸۔ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ملا کر رکھنا اور ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو گھٹنوں کے آگے رانوں پر رکھنا۔

رکوع کا بیان

۵۰۹۔ رکوع کے متعلق پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ یہ رکن ہے جس کے بڑھانے یا ترک کرنے یا عمداً یا سہواً چھوڑنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے نماز باجماعت میں اس کا حکم علیحدہ بھی ہے جو اپنے مقام پر بیان کیا جائے گا۔

۵۱۰۔ شرعی اصطلاح میں رکوع سے مراد یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا اتنا جھکے کہ ہتھیلیوں کا اندرونی حصہ گھٹنوں تک جا پہنچے اور یہ حکم عام طور پر اوسط قسم کی خلقت والے شخص کے لئے ہے اور جس شخص کی انگلیاں لمبی یا چھوٹی ہوں تو وہ جھکنے کی مقدار کا اندازہ کر لے اور گھٹنوں کی حد تک جا پہنچیں تب بھی کافی ہے۔

۵۱۱۔ نمازی پر واجب ہے کہ بقصد رکوع جھکے اگر پہلے کسی اور قصد سے جھکے اور رکوع جتنی مقدار جھک کر رکوع کا قصد کر لے تو کافی نہ ہو گا گویا کہ اس نے رکوع نہ کیا پس اس وقت واجب ہے کہ پھر سیدھا کھڑا ہو اور رکوع میں جھکنے کی نیت کر کے دوبارہ جھکے۔

۵۱۲- یہ بھی واجب ہے کہ رکوع سے فارغ ہو کر سیدھا کھڑا ہو جائے اور کچھ دیر اطمینان کرے اور پھر سجدہ کی طرف جھکے۔

۵۱۳- اگر رکوع ختم کرتے ہی فوراً قیام کئے بغیر سجدہ میں چلا جائے تو اس کی نماز باطل ہو گی۔

۵۱۴- اگر رکوع سے سر اٹھانے کے بعد سیدھا کھڑے ہو کر اطمینان نہ کرے تو اگر اس نے عمداً ایسا کیا ہے تو اس کی نماز باطل ہے مگر سہواً ایسا کرنے میں اس پر کچھ لازم نہیں ہے۔

۵۱۵- رکوع میں واجب ہے کہ اطمینان کرے اور ذکر بجا لائے اگر عمداً اطمینان نہ کرے اور نہ ذکر بجا لائے تو اسکی نماز باطل ہو گی مگر سہواً ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

۵۱۶- رکوع کا ذکر واجب یہ ہے

سبحان ربی العظیم وبحمده

ایک مرتبہ اس کو تسبیحہ کبریٰ کہتے ہیں یا تین مرتبہ سبحان اللہ کہے اور اس کو تسبیحہ صغریٰ کہتے ہیں۔

۵۱۷- تنگی وقت کی حالت میں ایک مرتبہ تسبیحہ صغریٰ پر اکتفاء کرنا بھی جائز ہے۔

۵۱۸- اگر رکوع کرنا بھول جائے اور سجدہ میں چلا جائے اور سجدہ کر لے تو اسکی نماز باطل ہے۔

۵۱۹- اگر رکوع کے قصد سے جھکے مگر بھول کر سجدہ کی حد تک جا پہنچے اور سجدہ کرنے سے قبل یاد آ جائے تو فقط رکوع کی حد تک آئے اور اطمینان کے بعد ذکر بجا لائے اور پھر سر اٹھائے اور سیدھا کھڑا ہو کر پھر سجدہ کی طرف آئے اور سجدہ کرے تو اس کی نماز درست ہے۔

۵۲۰- اگر رکوع کرنا بھول جائے اور بقصد سجدہ جھکے لیکن سجدہ کے لئے پیشانی رکھنے سے پہلے ہی یاد آ جائے کہ اس نے رکوع نہیں کیا تو کھڑا ہو کر رکوع بجا لائے اور نماز مکمل کر لے اس پر کچھ لازم نہیں۔

۵۲۱- اگر بقصد رکوع جھکے لیکن بھول کر سجدہ میں آ جائے تو قیام کئے بغیر ہی حدِ رکوع تک آ جائے اور ذکر رکوع بجا لا کر کھڑا ہو اور پھر سجدہ کرے۔

۵۲۲- اگر کسی بیماری کی وجہ سے رکوع میں بمقدار ذکر اطمینان سے نہ ٹھہر سکتا ہو تو اطمینان کے بغیر ہی ذکر بجا لا سکتا اور اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو رکوع میں جاتے جاتے اور سر اٹھاتے ہوئے ذکر بجا لا سکتا ہے۔

۵۲۳- جس شخص کی طبعی خلقت ہی رکوع کرنے والے کی طرح ہو یا کسی علت کی وجہ سے وہ کبڑا ہو تو اس سے جھکنا ساقط ہے وہ رکوع کے لئے سر سے اشارہ کر لے لیکن اگر موجودہ حالت سے کچھ زیادہ جھک کر رکوع کرنا اس کے لئے ممکن ہو تو بجا لانا واجب ہے۔

۵۲۴- رکوع میں زیادتی کرنا یا اس کو ترک کر دینا عمداً یا سہواً نماز کے باطل ہونے کا موجب ہے چاہے

نمازی کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہو یا بیٹھ کر یا لیٹ کر حتیٰ کہ اگر اشارہ سے رکوع کرنا اس کی تکلیف شرعی کیوں نہ ہو پس جو شخص دو مرتبہ رکوع کے لئے سر کا اشارہ کرے یا دو مرتبہ آنکھیں بند کرے تو اس کی نماز باطل ہو گی۔

مستحبات رکوع

۵۲۵۔ مندرجہ ذیل امور رکوع کے لئے مستحب ہیں رکوع کے ئے قیام کی حالت میں تکبیر کہنا نہ جھکنے کی حالت میں۔

۵۲۶۔ تکبیر کے لئے دونوں ہاتھوں کو بلند کرنا۔

۵۲۷۔ مردوں کے لئے مستحب ہے کہ حالتِ رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھیں اور عورتیں گھٹنوں سے کچھ اوپر کی طرف ہاتھ رکھیں۔

۵۲۸۔ دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر رکھنا اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر۔

۵۲۹۔ اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں سے پُر کر لینا جبکہ انگلیاں کھلی ہوئی ہوں۔

۵۳۰۔ گھٹنوں کو ٹھہرا نہ ہونے دیا بلکہ ان کو سیدھا ہی رکھنا جائے۔

۵۳۱۔ جھکائے یا بلند کئے بغیر کمر کو درمیانہ انداز میں رکھنا اور کہنیوں کو رانوں سے الگ رکھنا۔

۵۳۲۔ گردن کو پشت کے مساوی رکھ کر کھینچنا اور دونوں قدموں کو ہلا کر رکھنا جبکہ انکے درمیان تین انگلیوں سے ایک بالشت تک فاصلہ ہو۔

۵۳۳۔ تسبیح کو تین مرتبہ یا زیادہ کہنا اور اس کی تعداد کو جفت کی بجائے طاق رکھنا۔

۵۳۴۔ ذکر رکوع سے قبل یہ منقولہ دعا پڑھنا۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ رَکَعْتُ وَ لَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ آمَنْتُ وَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاَنْتَ رَبِّیْ خَشَعَ لَکَ سَمْعِیْ وَ بَصَرِیْ وَ بَشَرِیْ وَلَحْمِیْ وَ دَمِیْ وَ مُخِّیْ وَ عَصَبِیْ وَ عِظَامِیْ وَمَا اَقَلَّتْہُ قَدَمَایَ غَیْرَمُسْتَنْکِفٍ وَّلَا مُسْتَکْبِرٍ وَلَا مُسْتَحْسِرٍ۔

۵۳۵۔ بقدر وسعت رکوع کو طول دینا اور تنہا نماز پڑھنے والا رکوع کی طرف متوجہ رہے۔

۵۳۶۔ ذکر رکوع کے بعد محمد ﷺ و آل محمد ﷺ پر درود بھیجنا اور یوں درود پڑھنا۔

اللھم صلّ علیٰ مُحمّد وآل محمد۔

۵۳۷۔ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد قیام کی حالت میں سیدھے ہو کر

سمع الله لمن حمده

کہنا اور اس کے بعد یوں کہنا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَهْلِ الْجَبْرُوْ الْكِبْرِيَاءِ وَالْعُظْمَةُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

چاہے نماز پڑھنے والا امام ہو یا مقتدی یا منفرد۔

مکروہاتِ رکوع

۵۳۸۔ نمازی کے لئے مکروہ ہے کہ وہ رکوع کی حالت میں اپنا سر اپنی پشت سے بلند یا پست رکھے یعنی اس حالت کے خلاف چلے جو مستحبات میں بیان کی گئی۔ اور اپنے ہاتھوں کو پہلوؤں سے ملا کر رکھے اور مٹھیاں بند کر لے اور ان کو گھٹنوں کے درمیان رکھے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کپڑوں کے نیچے بدن سے ملا کر رکھے اور رکوع کی حالت میں قرآن کی تلاوت کرے۔

۵۳۹۔ دونوں سجدے اکٹھے ارکانِ نماز میں سے ہیں چاہے نماز فریضہ ہو یا نافلہ ان کو بڑھانے یا گھٹانے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ چاہے عمداً ایسا کرے یا سہواً یا جہلاً چاہے امام ہو یا مقتدی۔

۵۴۰۔ نماز کو باطل کرنے والی زیادتی سے مراد یہ ہے کہ بجائے دو کے چار سجدے کرے یا زیادہ ورنہ اگر سہواً ایک سجدہ گھٹائے یا بڑھائے تو نماز صحیح ہوگی اور ماموم یعنی مقتدی کا حکم اپنے مقام پر بیان ہوگا۔

۵۴۱۔ سجدہ سے مراد یہ ہے کہ بقصدِ تعظیم پیشانی کو زمین پر رکھا جائے۔

شرائط سجدۂ شرعی

امر اول:

یہ ہے کہ سجدہ سات اعضاء پر ہو پیشانی، دو ہتھیلیاں، دو گھٹنے، پاؤں کے دو انگوٹھے۔

۵۴۲۔ سجدہ کے لئے اصل یہ ہے کہ پیشانی زمین پر رکھی جائے اور رکنیت اسی سے حاصل ہوتی ہے اس

کے بڑھانے اور گھٹانے سے نماز باطل جاتی ہے۔ باقی چھ اعضاء کے لئے یہ حکم نہیں ہے۔

۵۴۳۔ پیشانی کے علاوہ چھ اعضاء کو زمین پر رکھنے کا نام سجدہ نہیں ہے اور سہواً ان کی کمی بیشی سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

۵۴۴۔ استیعاب یعنی پوری پیشانی کو سجدہ میں رکھنا افضل ہے اگرچہ اس میں اسی قدر معتبر ہے جس کو سجدہ کہا جاسکے اور درہم کی مقدار پیشانی کا کالگنا کافی ہے اور اس کو سجدہ کہا جاتا ہے۔

۵۴۵۔ اگر اس کی پیشانی پر زخم یا پھوڑا ہو تو زمین پر ایک چھوٹا سا گڑھا کھودے اور پھوڑے کو اس میں رکھ کر سجدہ کرے اور صحت مند مقامات کو زمین سے پیوستہ کرے مٹی یا لکڑی کے سجدہ گاہ میں بھی ایسا گڑھا بنایا جاسکتا ہے۔

۵۴۶۔ اگر پیشانی کے مقام کو زمین پر رکھنا قابلِ عذر یا مشکل ہو تو اپنی پیشانی کے دائیں حصہ کو رکھے اور اس کے لئے بھی عذر ہو تو بایاں حصہ رکھے ورنہ اپنی ٹھوڑی پر سجدہ کرے اگر یہ بھی مشکل ہو تو سجدہ کے لئے سر سے اشارہ کرے۔ اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو آنکھیں بند کر کے اشارہ کر سکتا ہے۔

۵۴۷۔ واجب ہے کہ اختیاری صورت میں ہتھیلیوں کے اندرونی حصوں کو سجدہ میں استعمال کرے اور پورا پورا رکھے اور گھٹنوں اور انگوٹھوں کے لئے اتنا کافی ہے جس پر مسمّی کا اطلاق ہوسکے۔

۵۴۸۔ نمازی پر واجب ہے کہ جس قدر ممکن ہو سجدہ پر سات اعضاء پر اعتماد کرے اور ان کا بوجھ زمین پر رکھنا کافی ہے۔

۵۴۹۔ دوم:

پیشانی کا اس چیز پر رکھنا جس پر سجدہ کرنا شرعاً صحیح ہو یعنی زمین یا زمین میں اگنے والی وہ چیز جن کو کھایا یا پہنا نہیں جاتا۔

۵۵۰۔ سوم:

واجب ہے کہ پیشانی کی جگہ پاک ہو چونکہ نجس جگہ پر سجدہ کرنا جائز نہیں اگرچہ وہ تر اور سرایت کنندہ ہو۔

۵۵۱۔ چہارم:

نمازی کے سجدہ کی جگہ قدموں کی جگہ کے مساوی ہو اور جائز نہیں ہے کہ ان میں سے ایک جگہ دوسری پر چار انگشت یا زیادہ بلند ہو ہاں اگر زمین ڈھلوان ہو مثلاً پہاڑ کا دامن تو تھوڑا سا فرق ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۵۵۲- پنجم:

سجدہ کی حالت میں مطلق ذکر کا ادا کرنا اگرچہ احوط ہے کہ تسبیحہ کبریٰ یا صغریٰ پڑھے۔

۵۵۳- ششم:

سجدہ میں بقدر ذکر واجب قرار پکڑنا اور اطمینان سے ٹھہرانا پس اگر پیشانی رکھنے سے قبل اور بے قراری کی حالت میں عمداً ذکر پڑھ دے تو صحیح نہیں۔

لیکن اگر سر اٹھانے سے قبل اطمینان کے ساتھ ذکر پڑھ دے تو اس کی نماز صحیح ہو گی۔

۵۵۴- اگر سہواً پیشانی رکھنے سے پہلے بلا اطمینان ذکر بجالائے اور سر اٹھانے کے بعد یاد آجائے تب بھی اس کی نماز صحیح ہے اور سجدہ کی حالت میں یاد آنے پر ذکر کا اعادہ کرنا واجب ہے۔

۵۵۵- اگر سجدہ کی حالت میں ذکر بھول جائے اور سر اٹھانے سے پہلے یاد آجائے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۵۵۶- ہفتم:

ذکر سجدہ پڑھنے کی حالت میں پیشانی کو حرکت سے محفوظ رکھنا پس اگر عمداً یا سہواً پیشانی ہل جائے تو نماز باطل ہو گی اور اس کا کوئی تدارک نہیں ہے۔ اور باقی چھ اعضاء کا عمداً حرکت کرانا بطلان کا موجب ہے چاہے کوئی ایک عضو ہل جائے تب بھی نماز صحیح نہیں لیکن اگر حرکت سہواً ہو جائے تو استقرار کے ساتھ ذکر کا اعادہ کرے گا۔

۵۵۷- سجدہ سے سر اٹھانا، شرعی سجدہ اس کے بغیر متحقق نہیں ہوتا۔

سجدہ کے چند مسائل

۵۵۸- سجدہ میں پیشانی کو زمین پر رکھنا واجب ہے جیسا کہ گزر چکا ہے اور مٹی، ریت، سنگریزے، پتھر میں کوئی فرق نہیں لیکن اگر مٹی کا پایا جانا ممکن ہو تو وہ دوسری اشیاء سے مقدم ہو گی۔

۵۵۹- سونا، چاندی، تانبا، لوہا، پتھر، عقیق، یاقوت، فیروزہ، ہرتال، نورہ وغیرہ پر سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔

۵۶۰- چونے کو اگر جلایا نہ گیا ہو تو اس پر سجدہ جائز ہے مگر جلانے کے بعد جائز نہیں ہے۔

۵۶۱- راکھ پر سجدہ کرنا جائز نہیں۔
۵۶۲- احوط یہ ہے کہ اینٹ اور ٹھیکری پر سجدہ نہ کرے۔
۵۶۳- کاغذ پر سجدہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن اگر اس پر سیاہی سے لکھی ہوئی تحریر ہو تو ما بین السطور سجدہ کرے۔
۵۶۴- اگر ایسی چیز مفقود ہو جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو یا تقیہ کی حالت ہو اور وقت تنگ ہو تو روئی کے کپڑے پر سجدہ کر سکتا ہے اگر وہ بھی مفقود ہو تو اونی کپڑے پر سجدہ کرے اگر وہ بھی نہ ملے تو پھر معدن، برف اور ہتھیلی کی پشت پر سجدہ کیا جا سکتا ہے۔
۵۶۶- اگر وقت وسیع ہو تو انتظار کرے اگر انتظار کئے بغیر نماز پڑھ لے اور پھر ایسی چیز مل جائے جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو یا مانع دور ہو جائے اور وقت باقی ہو تو نماز کا اعادہ کرے۔
۵۶۷- اور ابتدائے نماز میں ایسی چیز میسر ہو جس پر سجدہ صحیح ہے مگر اثناء نماز میں مفقود ہو جائے تو اگر وقت وسیع ہے تو نماز قطع کر دے یا پوری کرے اور اس چیز پر سجدہ کرے جس پر سجدہ جائز ہو لیکن اگر وقت تنگ ہو تو روئی کے کپڑے پر سجدہ کرے اگر وہ بھی میسر نہ ہو تو اون پر سجدہ کرے اور اس کی نماز صحیح ہے۔
۵۶۸- واجب ہے کہ نمازی کی پیشانی اور سجدہ کی جگہ کے درمیان کوئی مانع نہ ہو چاہے بال ہوں یا قمیض کا گوشہ وغیرہ۔
۵۶۹- اگر اس کی پیشانی پر مٹی وغیرہ لگی ہو جو اس کو سجدہ کی جگہ پر لگنے سے روکتی ہو تو اس کو زائل کرنا واجب ہے۔
۵۷۰- اگر سجدہ کی حالت میں کوئی ایسی چیز پیدا ہو جو پیشانی اور سجدہ کی جگہ کے درمیان حائل ہو مثلاً چادر کا گوشہ قمیض کا گوشہ وغیرہ تو اس کو دور کرے یا سر کو کھینچ کر ایسی جگہ پر پیشانی لگائے جس پر سجدہ صحیح ہو مگر دونوں حالتوں میں سر کو بلند نہ ہونے دے۔
۵۷۱- اگر ایسی جگہ سجدہ کرے جو اس کے قدموں کی جگہ سے چار انگشت بلند ہو تب بھی سر کو کھینچ کر ایسی جگہ سجدہ کرے جہاں سجدہ صحیح ہو مگر سر کو اٹھائے نہیں۔
۵۷۲- مذکورہ بالا صورتوں میں سر کو اٹھانے سے نماز باطل ہو جائے گی چونکہ اس سے رکن کی زیادتی ہو گی یا عمداً تیسرا سجدہ کرنا لازم آئے گا۔
۵۷۳- واجب ہے کہ سجدہ کی سات جگہوں کو نماز میں ٹھہرائے اور ایسی جگہ ناجائز ہے جہاں استقرار نہ ہو مثلاً زیادہ ریت یا راکھ یا زیادہ مٹی چونکہ یہ نیچے سے پھسل جاتی ہے اور ایسے فرش یا قالین پر بھی سجدہ نہ

کرے جہاں اعضاء سجدہ مضطرب رہتے ہیں۔

۵۷۴۔ بسا اوقات بلا اختیار پیشانی جلدی کرنے سے بے ساختہ اٹھ جاتی ہے اور سجدہ کی جگہ بے اختیار جا لگتی ہے پس اگر پہلے سجدہ میں ہو تو اس کو دوسرا خیال کرے اور اگر دوسرے میں ہو تو اس سے نماز تمام کرے اور اس کا اعادہ کرے۔

مستحبات سجدہ

۵۷۵۔ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد قیام کی حالت میں سجدہ کے لئے تکبیر کہنا۔

۵۷۶۔ سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد بیٹھنے کی حالت میں تکبیر کہنا۔

۵۷۷۔ پہلے سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد بیٹھنے کی حالت میں دوسرے سجدہ کے لئے تکبیر کہنا۔

۵۷۸۔ مردوں کے لئے سجدہ کرتے وقت گھٹنے ٹیکنے سے پہلے دونوں ہاتھ زمین پر رکھنا۔

۵۷۹۔ دو سجدوں کے بعد قیام کے لئے اٹھتے وقت مردوں کا پہلے گھٹنے اٹھانا پھر ہاتھ اٹھانا۔

۵۸۰۔ عورتوں کے لئے مردوں کے برعکس ہاتھوں سے پہلے گھٹنوں کا زمین پر رکھنا۔

۵۸۱۔ عورتوں کے لئے قیام کے وقت گھٹنوں سے پہلے ہاتھوں کو اٹھانا۔

۵۸۲۔ عورت کا سجدہ کی حالت میں اپنے آپ کو زمین سے لگا دینا۔

۵۸۳۔ بیٹھتے وقت عورت کا اپنے رانوں کو جوڑنا اور گھٹنوں کو بلند کرنا۔

۵۸۴۔ جائے سجدہ پر ناک کا رکھنا اور سجدہ کی حالت میں ناک سے متصل کرنا۔

۵۸۵۔ سجدہ کی حالت میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں اور انگوٹھے ملا کر کانوں کے بالمقابل رکھنا۔

۵۸۶۔ سجدہ کی حالت میں ناک کے کنارے کی طرف نگاہ رکھنا۔

۵۸۷۔ سجدہ کی تمام جگہوں کا برابر رکھنا خصوصاً پیشانی اور قیام کی جگہ کا برابر ہونا۔

۵۸۸۔ مرد کا اپنے پیٹ کو زمین سے بلند رکھنا۔

۵۸۹۔ دونوں کہنیوں کا زمین سے بلند رکھنا اور پہلوؤں اور بازوؤں کے درمیان کشادہ فاصلہ رکھنا اور اپنے بازوؤں کو پروں کی طرح رکھنا۔

۵۹۰۔ ذکر واجب سے پہلے یہ منقول دعا پڑھنا۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ سَجَدْتُ وَبِکَ آمَنْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَ اَنْتَ رَبِّیْ سَجَدَ

وَجْهِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَہٗ وَشَقَّ سَمْعَہٗ وَ بَصَرَہٗ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ تَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ۔

۵۹۱۔ تسبیحہ کبریٰ کے ساتھ ذکر کا تکرار کرنا اور جس قدر ممکن ہو سجدہ کو طول دینا اور اپنی چستی اور توجہ کی حفاظت کرنا۔

۵۹۲۔ مرد کا اپنے بائیں رانوں کے بل بیٹھنا جبکہ اس کے دائیں پاؤں کی پشت پاؤں کے تلوے سے لگی ہو اور

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ

کہنا۔

۵۹۳۔ بیٹھتے وقت دو سجدوں کے مابین یہ کہہ کر دعا پڑھنا۔

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَجِرْنِیْ وَادْفَعْ عَنِّیْ اِنِّیْ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ تَبَارَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ۔

۵۹۴۔ دونوں ہاتھوں کا رانوں پر رکھنا۔

۵۹۵۔ مٹی پر سجدہ کرنا خصوصاً تربت حسین علیہ السلام پر سجدہ کرنا اس تربت کو شرف دینے والے امام پر ہزاروں تحیات و سلام ہوں۔

۵۹۶۔ سجدہ کی حالت میں دنیاوی و اخروی حاجات کے لئے دعا مانگنا خصوصاً رزق حلال کے لئے یہ کہہ کر دعا کرنا۔

یَا خَیْرَ الْمَسْئُوْلِیْنَ وَ یَا خَیْرَ الْمُعْطِیْنَ اُرْزُقْنِیْ وَارْزُقْ عِیَالِیْ مِنْ فَضْلِکَ فَاِنَّکَ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔

۵۹۷۔ نماز کے تمام سجدوں میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آل علیہم السلام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا۔

۵۹۸۔ قیام کے وقت دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر ان پر سہارا لیتے ہوئے یہ کہنا۔

بِحَوْلِ اللّٰہِ وَقُوَّتِہٖ اَقُوْمُ وَاَقْعُدُ وَاَرْکَعُ وَاَسْجُدُ۔

۵۹۹۔ دوسرے سجدے کے بعد بیٹھنا اور احوط یہ ہے کہ اس کو ترک نہ کرے۔

بعض مکروہات سجدہ

۶۰۰۔ اثنائے نماز میں سجدہ کی جگہ پھونکنا۔

۶۰۱- سجدہ کی حالت میں قرآن پڑھنا۔
۶۰۲- دونوں سجدوں کے درمیان زمین سے دونوں ہاتھوں کا نہ اٹھانا۔
۶۰۳- دو سجدوں کے درمیان یا بعد کتے کی طرف بیٹھنا جس کو عربی میں اقعاء کہتے ہیں۔

واجب اور مستحب سجدوں کا ذکر

۶۰۴- نماز میں دو سجدۂ سہو کرنا جن کی تفصیل آگے بیان کی جائے گی۔
۶۰۵- سجدۂ شکر جس کو ہم اس کے محل پر بیان کریں گے۔
۶۰۶- چار عزائم سورتوں کے سنتے ہوئے یا پڑھتے ہوئے سجدۂ واجبہ کرنا جن کا تذکرہ احکام جنب و حائض میں گزر چکا ہے۔
۶۰۷- قرآن مجید میں گیارہ مقام پر سجدہ مستحب ہے الاعراف، الرعد، النحل، مریم، بنی اسرائیل، الحج ۲ مرتبہ، نمل، ص، انشقاق۔

چند ضروری مسائل

۶۰۸- جو آیت سجدہ کو پڑھے یا سنے یا کان دھرے اور پورا پورا سنے تو سننے سے فارغ ہونے کے بعد اس پر سجدہ کرنا یا واجب ہے یا مستحب۔
۶۰۹- فراغت کے بعد فوری طور پر سجدہ واجب ہے بلکہ جب تک وہ سجدہ نہ کرے اس پر حکم عائد رہے گا۔
۶۱۰- جو شخص آیت کا مطالعہ کرے یا لکھی ہوئی دیکھے یا دل میں اس کا خیال کرے تو سجدہ واجب نہیں ہے۔
۶۱۱- جو آیات سجدہ کا ترجمہ سنے یا پڑھے اس پر سجدہ واجب نہیں ہے چاہے ترجمہ کسی بھی زبان میں

کیوں نہ ہو۔
۶۱۲۔ اگر جنب شخص سجدہ کی آیت سنے اس پر سجدہ واجب ہے اسی طرح یہ سجدہ حیض و نفاس والی عورت پر بھی واجب ہوگا چاہے پڑھنے والا دیوانہ یا غیر ممیز ہی کیوں نہ ہو۔
۶۱۳۔ مکلف اگر سجدہ کی آیت کو ریڈیو، ٹیلی ویژن یا ٹیپ ریکارڈ یا گراموفون سے سن لے تب بھی سجدہ واجب ہے۔
۶۱۴۔ اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور اسی حالت میں سجدہ کی آیت سن لے تو اس سے سجدہ ساقط ہے مگر احوط یہ ہے کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ بجالائے اسی طرح اگر کوئی سجدہ سہو کی حالت میں آیت سجدہ سن لے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔
۶۱۵۔ اس سجدہ میں حدث و خبث سے طہارت شرط نہیں ہے اور نہ ہی ستر عورتین اور رو بقبلہ ہونا شرط ہے اور نہ اس چیز پر سجدہ کرنا شرط ہے جس پر واجب نمازوں کا سجدہ صحیح ہو۔
۶۱۶۔ اس سجدہ میں نہ تشہد ہے نہ سلام نہ اس سے پہلے تکبیر ہاں احوط ہے کہ سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد تکبیر کہے۔
۶۱۷۔ اس سجدہ میں مطلق ذکر مستحب ہے اور واجب نہیں صرف مسمی سجود واجب ہے اور بہتر ہے کہ سجدہ میں یہ دعا پڑھے۔
لَا اِلٰہَ اِلا اللّٰہُ حَقّاً حَقّاً لَا اِلٰہ اِلاّ اللّٰہ اِیْمَاناً وَّ تَصْدِیقاً لَا اِلٰہ اِلا اللّٰہُ عُبُوْدِیَّۃً وَّ رِقّاً لَا مُسْتَنْکِفاً وَلَا مُسْتَکْبِراً بَلْ اَنَا عَبْدٌ ضَعِیفٌ ذَلِیلٌ خَائِفٌ مُسْتَجِیرٌ۔

تشہد کا بیان

۶۱۸۔ تشہد ارکان نماز میں سے نہیں ہے اگرچہ فرائض و نوافل کے واجبات میں سے ہے اگر کوئی اس کو عمداً بڑھائے یا گھٹائے تو اس کی نماز باطل ہے۔
۶۱۹۔ اگر فریضہ میں کوئی سہواً زیادتی کرے تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد دو سجدۂ سہو کرے گا۔
۶۲۰۔ تشہد ہر دو رکعتی میں دوسرے سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد ایک مرتبہ واجب ہے اور تین رکعتی اور چار رکعتی نمازوں میں دو مرتبہ واجب ہے۔ ایک مرتبہ دوسری رکعت سے سر اٹھانے کے بعد اور دوسری مرتبہ آخری رکعت کے دوسرے سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد واجب ہے۔

۶۲۱- اگر کوئی پہلا تشہد بھول جائے اور کھڑا ہوجائے اور رکوع سے قبل یاد آجائے تو فوراً بیٹھ کر تشہد پڑھے اور نماز تمام کرنے کے بعد قیام بے جا کرنے کی وجہ سے دو سجدہ سہو کرلے۔

۶۲۲- اگر تشہد بھول جائے اور رکوع میں یا رکوع کرنے کے بعد یاد آجائے تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس کا تدارک کرے یعنی سلام پھیرنے کے بعد تشہد کرے۔

۶۲۳- تشہد اس طرح پڑھے:

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

اس ترتیب میں خلل نہ ڈالے اور یہ کم سے کم بقدر کفایت صورت ہے اور بڑی کتب میں اس کی طویل صورتیں بھی منقول ہیں۔

۶۲۴- اگر آخری تشہد بھول جائے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد یاد آئے تو سلام پھیرنے کے بعد اس کو بجالائے۔

۶۲۵- تشہد میں بقدر ذکر بیٹھنا واجب ہے۔

۶۲۶- تشہد میں واجب ہے کہ اطمینان کو ملحوظ رکھے اور حروف و کلمات کی ترتیب کا خیال رکھے اور ان کو صحیح عربی لہجہ میں ادا کرے ان واجبات کو عمداً ترک کرنا نماز کے باطل ہونے کا موجب ہے۔

مستحبات تشہد

۶۲۷- مستحب ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھنے کے بعد اس طرح سلام پڑھے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَکَاتُهٗ۔

۶۲۸- مردوں اور عورتوں کے لئے کیفیت جلوس میں مستحب ہے کہ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا طریقہ اختیار کرے جو کہ سجدہ کے احکام میں بیان ہوچکا ہے۔

۶۲۹- تشہد کا ذکر شروع کرنے سے قبل مستحب ہے کہ

بِسْمِ اللهِ وَبِاللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ خَیْرُ الْاَسْمَاءِ کُلُّهَا لِلّٰهِ

بھی کہے۔

۶۳۰- پہلے تشہد میں ذکر تشہد پڑھنے کے بعد مستحب ہے کہ یوں کہے:

وَتقبل شفَاعتہ فی اُمَتِہ وَارفَع دَرجَتہ وَ قرّب وَسیلتہ۔

۶۳۱۔ تشہد کی حالت میں اور مطلقاً نماز کے اندر بیٹھتے وقت مستحب ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو رانوں پر رکھے جبکہ انگلیاں ملی ہوئی ہوں اور نگاہ گود میں ہو۔

نوٹ:

تشہد میں ایسی دعا پڑھنا جو ولایت امیر المومنین علیہم السلام کی شہادت پر مشتمل ہو صحیح روایات کے مطابق مستحب ہے اور اس کو پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے مگر بقصد وجوب نہ پڑھے (فتویٰ)

سلام کا بیان

۶۳۲۔ نمازی نماز سے بغیر سلام کے جدا نہیں ہو سکتا اور اسی کے ساتھ وہ تمام احکام حلال ہو جاتے ہیں جو کہ تکبیرۃ الاحرام کے ساتھ حرام قرار پاتے ہیں۔

۶۳۳۔ سلام ارکان نماز میں سے نہیں ہے بلکہ واجبات میں سے ہے۔ اور اس میں وہ تمام شرطیں واجب ہیں جو نماز کے دیگر اجزاء میں واجب ہیں پس جو شخص عمداً اس کو ترک کرے اس کی نماز باطل ہو گی اور سہواً ترک کرنے سے تدارک کرنا ہو گا۔

۶۳۴۔ سلام کے دو صیغے ہیں پہلا

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ

اور دوسرا

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ

ان دونوں میں سے جس کے ذریعہ سے چاہے نماز سے نکل سکتا ہے جو پہلے پڑھے گا وہ واجب ہے اور دوسرا صیغۂ سلام مستحب ہو گا۔

۶۳۵۔ اگر پہلے کو اختیار کرے اور اس کے ساتھ نماز سے خروج کا قصد کرے تو احوط ہے دوسرا صیغہ ترک نہ کرے۔

۶۳۶۔ سلام میں وہ تمام امور واجب ہیں جو کہ دیگر واجبات نماز میں شامل ہیں مثلاً طہارت، روبقبلہ ہونا، اطمینان، موالات، حروف کا مخارج سے ادا کرنا، اعراب کا صحیح ہونا جیسا کہ اس میں بقدر اداء سلام بیٹھنا بھی واجب ہے۔

۶۳۷۔ اگر سلام سے قبل کوئی ایسا امر بجالائے جو کہ مبطلِ نماز ہو تو اس کی نماز باطل ہو گی اور نماز کا اعادہ واجب ہو گا چاہے عمداً واقع ہو یا سہواً۔

۶۳۸۔ امام اور مقتدی اور منفرد پہلا سلام پڑھیں گے تو سلام کے ساتھ اپنے دلوں میں چہاردہ معصومین علیہم السلام انبیاء ملائکہ کرام حافظین مراد لیں گے کہ یہ ان کو سلام کر رہے ہیں اور دوسرا سلام تو امام اس کے ذریعے اپنی آنکھ کے آخری کنارے کے ذریعہ سے مقتدیوں کی طرف اشارہ کرے جو دائیں بائیں موجود ہیں اور اعمال لکھنے والے ملائکہ کا قصد کرے۔

۶۳۹۔ تنہا نماز پڑھنے والا دوسرے سلام کے ساتھ انبیاء و اولیاء اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا قصد

کرے پھر دائیں طرف اشارہ کرے اور بائیں طرف دو کاتب الاعمال فرشتوں کی طرف سلام کا قصد و اشارہ کرے۔

قنوت کا بیان

۶۴۰۔ قنوت فرائض و نوافل میں مستحب مؤکد ہے۔
۶۴۱۔ فرائض جہریہ میں جن کو کہ باواز بلند پڑھا جاتا ہے قنوت کے لئے استحباب کی زیادہ تاکید ہے۔
۶۴۲۔ اسی طرح نماز جمعہ اور نوافل میں سے وتر میں بھی قنوت کی زیادہ تاکید وارد ہے۔
۶۴۳۔ احوط ہے کہ تمام فرائض میں خصوصاً جہری فرائض میں قنوت کو ترک نہ کرے۔
۶۴۴۔ قنوت کا مقام دوسری رکعت میں الحمد اور سورہ کے بعد اور رکوع سے پہلے ایک مرتبہ ہے البتہ نماز آیات و عیدین و وتر کا حکم علیحدہ ہے جو آگے بیان کیا جائے گا۔
۶۴۵۔ کلمات فرج کا قنوت میں پڑھنا سب سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ جو کہ اس طرح پڑھے جاتے ہیں:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَالْاَرَضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا فِیْھِنَّ وَمَا بَیْنَھُنَّ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اور یہ دعا بھی تمام دعاؤں سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَ عَافِنَا وَاعْفُ عَنَّا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

۶۴۶۔ اس سلسلہ میں معصومین علیہم السلام سے بہت سی دعائیں منقول ہیں نمازی ان میں سے جس کو چاہے پسند کر لے نیز اس کو اختیار ہے کہ جو ذکر یا دعا چاہے پڑھے اور اپنی زبان سے خداوند کریم سے جو چاہے طلب کرے۔
۶۴۷۔ قنوت میں قرآن پڑھنا بھی جائز ہے بلکہ اگر آیات دعا پر مشتمل ہوں تو ان کو ترجیح ہے مثلاً آیت کریمہ:

رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا

وَعدتنا علی رُسلک ولا تخزنا یوم القیامۃ انک لا تخلف المیعاد ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃً انک انت الوھاب۔

۶۴۸۔ قنوت میں مستحب ہے کہ اس کو بالجہر پڑھا جائے جبکہ نمازی امامت کرا رہا ہو یا تنہا پڑھ رہا ہو اور مقتدی آہستہ پڑھے۔

۶۴۹۔ قنوت کو طول دینا مستحب ہے اور حدیث میں وارد ہے:

اَطولکم قنوتاً فی دارِ الدنیا اَطولکم راحتہً یومَ القیامۃ فی المؤقف

جو شخص تم میں سے دنیا میں قنوت کو زیادہ طول دے گا وہ میدانِ آخر میں کھڑے میں سب سے زیادہ طولانی راحت حاصل کرے گا۔

۶۵۰۔ دعا مانگنے والے اور قنوت یا غیر قنوت میں حاجت روا خداوند متعال سے حاجات طلب کرنے کے لئے مستحب ہے کہ دعا سے قبل اور بعد میں محمد ﷺ اور آلِ علیہ السلام محمد ﷺ پر درود بھیجے چونکہ اس سے قبولیت دعاء اور حاجت روائی میں مدد ملتی ہے۔

۶۵۱۔ قنوت میں جائز ہے کہ مومنین و مومنات اور مسلمین و مسلمات زندوں مردوں سے دعا کرے اور جس کو منتخب کرے اسکا نام لے کر دعا کرے۔

۶۵۲۔ جائز ہے کہ دعا قنوت میں ظالموں کا نام لے کر ان پر لعنت اور بددعا کرے خصوصاً جو لوگ معصومین علیہم السلام کے دشمن اور ان کے فضائل و مناقب کے منکر ہیں۔

۶۵۳۔ عربی کے علاوہ ہر قسم کی عجمی زبان میں بھی دعائے قنوت پڑھنا جائز ہے۔

۶۵۴۔ قنوت سے قبل کانوں تک ہاتھوں کو بلند کرتے ہوئے تکبیر کہنا مستحب ہے اور تکبیر کے بعد ہاتھوں کو نیچے سے بلندی کی طرف لے جائے اور ان کے اندرونی حصے کو منہ کے سامنے انگلیاں بند کر کے آسمان کی جانب رکھے اور انگوٹھوں کو کھلا رکھے۔

۶۵۵۔ تقیہ کے وقت قنوت ساقط ہے اور اگر آہستہ تکبیر کہنا ممکن ہو تو ہاتھوں کو بلند کرنا بھی ساقط ہے۔

۶۵۶۔ قنوت کی حالت میں اپنے چہرے کے سامنے نگاہ رکھنا مستحب ہے۔

۶۵۷۔ واجبات و مستحبات نماز میں عورت اور مرد کے احکام برابر ہیں اگرچہ کچھ اختلاف بھی ہے جو گزشتہ فصول میں بیان کیا جاچکا ہے۔

تعقیبات نماز

۶۵۸۔ نماز کے بعد تعقیب مستحب مؤکد ہے اور اس کے مادی و معنوی آثار بھی ہیں اور حدیث میں وارد ہے:

اَلتَّعقیب ابلغ فِی طَلَبِ الرِّزقِ مِنَ الضَّربِ فِی البِلادِ

یعنی رزق طلب کرنے کے سلسلہ میں تعقیب شہروں میں دوڑ دھوپ کرنے سے بھی زیادہ زود اثر ہے۔

۶۵۹۔ تعقیب کا وقت بلا فاصلہ ہی نماز سے فراغت پانے کے بعد ہے جبکہ وہ اپنی جگہ سے منتقل نہ ہو بلکہ مصلیٰ سے ہی منحرف نہ ہو۔

۶۶۰۔ سلام پھیرنے کے بعد پہلی تعقیب یہ ہے کہ فرائض و نوافل میں تین بار

اللہ اکبر

کہے اور تمام تعقیبات سے افضل جناب فاطمہ زہراء کی تسبیح ہے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے

تَسبِیحَ فَاطِمَۃَ کُلَّ یَومٍ دُبُرَ کُلِّ صَلاۃٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنَ صَلاۃِ اَلفِ رَکعَۃٍ فِی کُلِّ یَوم

ہر روز نماز کے بعد تسبیح فاطمہ دبر علیہما السلام پڑھنا مجھے ہر روز ایک ہزار رکعت پڑھنے سے زیادہ پسند ہے۔

اور دوسری حدیث میں وارد ہے۔

ما عُبِدَاللہَ بِشئیٍ مِنَ التَّحمِیدِ اَفضَلَ مِنَ تَسبِیحِ فَاطِمَۃَ وَلَو کَانَ شَئیٌ اَفضَلَ مِنہ نَحَلَہ رَسُولَ اللہ

الحمد کے بعد جناب فاطمہ علیہم السلام کی تسبیح سے افضل کوئی عمل نہیں ہے اور اگر اس سے کوئی عمل بہتر ہوتا تو وہ رسول اللہ جناب فاطمہ علیہم السلام کو عطاء فرماتے۔

۶۶۱۔ اس کی کیفیت یہ ہے کہ چونتیس مرتبہ اللہ اکبر تنتیس مرتبہ الحمد للہ اور تنتیس مرتبہ سبحان اللہ کہے۔

۶۶۲۔ اگر تکبیر یا الحمد یا سبحان اللہ کی تعداد میں شک واقع ہو تو کم از کم عدد پر بناء رکھے۔

۶۶۳۔ مستحب ہے کہ تسبیح ہمارے مظلوم امام حضرت سید الشہداء ابو عبداللہ حسین علیہ السلام کی قبر مبارک کی خاک سے ہو اور حدیث میں ہے کہ اس کو ہاتھ میں پھیرنے سے ہی تسبیح کا ثواب ملتا ہے چاہے تسبیح اٹھانے والا غافل ہو یا تسبیح نہ پڑھ رہا ہو۔

سجدہ شکر کا بیان

۶۶۴۔ ہر فریضہ اور نوافل کے بعد سجدہ شکر مستحب مؤکد ہے۔
۶۶۵۔ مختلف احوال میں بھی سجدہ شکر مستحب ہے مثلاً مرض سے عافیت کے بعد یا خوف سے امن پانے کے بعد، یا شدت اور فتنہ سے نجات پانے کے بعد، یا فریضہ، سنت، یا نیکی یا برائی سے تحفظ یا نعمت کے تجدد یا زوال مصیبت کے بعد۔
۶۶۶۔ افضل ہے کہ دو سجدہ شکر بجالائے جن کے درمیان بیٹھنے کا فاصلہ ہو یا دونوں رخساروں کو زمین پر ملے یا پیشانی کے دونوں کناروں کو اور ایک سجدہ بھی کافی ہے۔

سجدہ شکر کی کیفیت

۶۶۷۔ سجدہ شکر میں مستحب ہے کہ اپنی دونوں کہنیوں کو زمین پر بچھا دے اور سینہ اور پیٹ بھی زمین سے ملا دے اور دونوں رخساروں اور پیشانیوں کو خاک سے پیوستہ کرے۔
۶۶۸۔ مستحب ہے کہ سجدہ شکر کے بعد جائے سجدہ کو ہاتھ سے مس کر کے چہرے سینہ اور بدن کے اگلے حصوں پر پھیر دے۔
۶۶۹۔ سجدہ شکر کے لئے طہارت، ستر شرمگاہ شرط نہیں بلکہ نیت کر کے صرف پیشانی زمین پر رکھنا ہی کافی ہوتا ہے۔
۶۷۰۔ سجدہ شکر میں شرط ہے کہ جگہ مباح ہو جیسا کہ یہ شرط باقی شرعی اعمال میں بھی ہے۔
۶۷۱۔ سجدہ شکر میں ذکر مستحب ہے کم از کم ذکر یہ ہے کہ تین مرتبہ شکراً للہ کہے۔
۶۷۲۔ اس سجدہ کے لئے دعاؤں کی کتابوں میں طویل اور مختصر دعائیں بھی مذکور ہیں جو وہاں سے معلوم کی جا سکتی ہیں۔
۶۷۳۔ خداوند عالم کے لئے از روئے تعظیم و خضوع سجدہ کرنا اور اس کی عظمت و جلالت کے سامنے سرنگوں ہونا افضل ترین عبادت اور اشرف عمل ہے جو کہ انبیاء و اولیاء علیہم السلام کی بڑی سنتوں

میں شمار ہوتا ہے حدیث میں ہے۔

ابلیس پر اس سے بڑا کوئی عمل ناگوار نہیں کہ وہ فرزندِ آدم کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھے چونکہ اس کو بھی سجدہ ہی کا حکم ہوا تھا مگر اس نے نافرمانی کی لیکن اس بندے نے اطاعت کی اور نجات پا گیا۔

محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود کا بیان

۶۷۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پاک علیہم السلام کے ذکر کے وقت درود پڑھنا مستحب ہے۔

۶۷۵۔ جو شخص آنحضرت کا اسم گرامی احمد یا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لکھے تو زبان سے یا تحریری طور پر درود بھیجے اور اشارۃً درود نہ کرے اسی طرح ان کا ذکر بیان کرنے یا سننے یا ان کے القاب لکھنے یا سننے پر یا ان کی ذات سے کنایہ کرتے وقت علی الاحوط درود پڑھے۔

۶۷۶۔ حکیم الٰہی جناب شیخ علی نقی الاحسائی فرزند شیخ احمد بن زین الدین احسائی نے اپنی کتاب منہاج السالکین میں متعدد اسانید سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ:

مَنْ ذُکِرتُ عِندَہ فَلَم یُصلِّ عَلَیَّ دَخَلَ النّارَ فَاَبعَدَہُ اللہ

جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے وہ جہنم میں داخل ہو گا اور اللہ تعالیٰ اس کو دور کر دے گا۔ صحیح السند حدیث میں زرارہ بن اعین سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے اذان کے احکام بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَا یُجزِیکَ مِنَ الاَذانِ اِلّا مَااَسمَعتَ نَفسَکَ وَ اَفصِح بِالاَلِفِ وَالھاءِ وَصَلِّ عَلَی النَّبِیِّ کُلَّما ذَکَرتَہُ اَو ذَکَرَہُ ذاکِرٌ عِندَکَ فِی اَذانٍ

وغیرہ یعنی تجھ کو اذان میں کافی ہو گی جو تو اپنے آپ کو سنوائے اور الف اور ھ کو واضح کر کے کہہ اور جب بھی تو یا کوئی دوسرا شخص اذان وغیرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرے تو ان پر درود بھیج۔

نیز سرکار صادق علیہ السلام سے کسی نے

اِنَّ اللہَ وَ مَلائِکَتَہ یُصَلُّونَ عَلَی النَّبِی

آیت مذکورہ کا مطلب دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

ھٰذا مِنَ العِلمِ المَکنُونِ وَلَولا اَنَّکُم سَاَلتُمُونِی عَنہُ مَا اَخبَرتُکُم بِہ اِنَّ اللہَ وَکَّلَ بِیْ مَلَکَینِ فَلا اُذکَرُ عِندَ مُسلِمٍ فَیُصَلِّی عَلَیَّ اِلّاقالَ لَہُ المَلَکانِ غَفَرَ اللہُ لَکَ وَ

قَالَ اللّٰهُ وَ مَلائِکَتُہٗ آمِینَ وَلاَ اُذکَرُ عِندَ مُسلِمٍ وَلاَیُصَلّی عَلَیَّ اِلّاقَالَ لَہُ المَلَکَانِ لَا غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ وَ قَالَ اللّٰہُ وَ مَلَائِکَتُہٗ آمِینَ۔

یہ ایک پوشیدہ علم میں سے ہے اگر تم مجھ سے دریافت نہ کرتے تو میں تم کو نہ بتلاتا خداوند عالم نے میرے لئے دو فرشتوں کو مقرر کر رکھا ہے جس مسلمان کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود پڑھتا ہے تو یہ دو فرشتے اس کو یوں کہہ کر دعا کرتے ہیں خدا تجھ پر مغفرت کرے۔ پس اللہ اور ملائکہ امین کہتے ہیں اور جس مسلمان کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے تو یہ فرشتے کہتے ہیں خدا تجھ پر مغفرت نہ کرے پس اللہ اور فرشتے آمین کہتے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ آنحضرت ﷺ پر ان کی آل علیہم السلام کا نام منضم کئے بغیر درود پڑھنا ناقص درود ہے۔ جو ناقابلِ قبول ہے آنحضرت ﷺ سے بہت سی اسانید کے ساتھ منقول ہے کہ مجھ پر ناقص صلوات نہ پڑھو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ناقص صلوات کیسی ہوتی ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کہا جائے:

اللھم صلی اللہ محمد

بلکہ چاہیئے کہ یوں کہا کرو:

اللھم صل علیٰ محمد و آل محمد۔

۶۷۷۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا:

اللھم صل علیٰ محمد

تو آپ نے فرمایا صلوات کو قطع نہ کرو۔ اور ہمارے حق کو تلف نہ کرو بلکہ ساتھ و آل محمد بھی کہو اور صحیح احادیث میں وارد ہے کہ جس شخص نے مجھ پر درود پڑھا اور میری آل پر نہ پڑھا وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا درحالانکہ جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت سے سونگھی جائے گی اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب کوئی صرف مجھ پر صلوات پڑھتا ہے اور میری آل کو شامل نہیں کرتا اس کی ناقص صلوات اور آسمان کے درمیان ستر حجاب حائل ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لا لبیک ولا سعدیک

نہ تیری آواز پر میں متوجہ ہوتا ہوں اور نہ کوئی نیک بخت ہے اے فرشتو تم اس کی دعاء کو بلند نہ کرو جب تک یہ میرے نبی کے ساتھ ان کی آل کو ملحق نہ کرے پس وہ دعاء آسمان تک بلند نہیں ہوتی۔

ابو بصیر سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جب آنحضرت ﷺ کا ذکر کیا جائے تو ان پر کثرت سے درود پڑھو جو آنحضرت ﷺ پر ایک مرتبہ د

پڑھے گا اللہ اس پر ایک ہزار صف ملائکہ کے ساتھ رحمت نازل کرے گا اور اللہ کی ہر مخلوق اس بندے پر درود پڑھے گی۔

احکام سہو

۶۷۸۔ اگر نمازی وضو یا غسل یا تیمم کرنا بھول جائے اور اثناء نماز میں یاد آجائے یا بعد میں یاد آئے تو اس کی نماز باطل ہے اور طہارت کرنے کے بعد نماز کا اعادہ واجب ہے۔

۶۷۹۔ اگر ارکانِ نماز میں سے کوئی رکن بھول جائے اور دوسرے رکن میں داخل ہونے کے بعد یاد آئے یا فراغت پانے کے بعد یاد آئے تو نماز باطل ہو گی مثلاً کوئی نیت کرنا بھول جائے اور تکبیرۃ الاحرام کے بعد یاد آئے یا تکبیرۃ الاحرام بھول جائے اور رکوع میں جانے کے بعد یاد آئے یا رکوع بھول جائے اور پہلے یا دوسرے سجدہ میں یا بعد میں یاد آئے یا نماز ختم کرنے کے بعد یاد آئے کہ کوئی رکن بھول گیا تھا تو نماز باطل ہو گی۔ اور اس کا اعادہ کرنا واجب ہو گا۔

۶۸۰۔ اگر نماز میں کسی رکن کا بھول کر یا عمداً اضافہ کرے یا دو سجدوں کا اضافہ کر لے تو نماز باطل ہو گی لیکن اگر کوئی مقتدی نماز باجماعت ادا کر رہا ہے تو اس کے علیحدہ احکام ہیں جو اپنے موقع پر بیان کئے جائیں گے۔

۶۸۱۔ اگر ایک رکعت بھول جائے اور سلام پھیر لے یا کوئی منافی نماز فعل انجام دے تو اس کی نماز باطل ہو گی لیکن اگر فعل منافی سے پہلے یاد آجائے تو کھڑے ہو کر رکعت پوری کر لے اور زائد تشہد اور زائد سلام کے لئے دو دو سجدہ سہو بجا لائے تو فقط زائد تشہد کے لئے دو سجدۂ سہو کر لے گا۔

۶۸۲۔ مبطلات و قواطع نماز کے احکام آگے مفصل بیان کئے جائیں گے۔

۶۸۳۔ اگر نماز میں ایک رکعت بڑھائے اور رکوع کرنے سے قبل یاد آجائے تو بیٹھ جائے اور نماز مکمل کرنے کے بعد قیام زائد کے سبب دو سہو کے سجدے کرے اور اگر رکوع کرنے کے بعد یاد آجائے کہ اس نے ایک رکعت کا اضافہ کیا ہے تو نماز باطل ہے سہو کے بعض احکام ہم رکوع اور دیگر مقامات پر بیان کر چکے ہیں۔

۶۸۴۔ اگر دو سجدے کرنا بھول جائے سوائے آخری سجدوں کے تو اگر نماز مکمل کرنے کے بعد یا رکوع کرنے کے بعد متوجہ ہوا ہے تب بھی نماز باطل ہے۔

۶۸۵۔ اگر دو سجدے بھول جائے اور قیام کی حالت میں رکوع کرنے سے پہلے یاد آجائے تو فوراً دو سجدے بجا لائے۔ اوز نماز تمام کرنے کے بعد قیام زائد کے سبب دو سجدۂ سہو اور دو واجب سجدے فراموش کرنے کے سبب دو سجدۂ سہو بجا لائے گا۔

۶۸۶۔ اگر دو آخری سجدے بھول جائے اور نماز تمام کرنے کے بعد یاد آئے اور کوئی منافی فعل اس سے واقع نہ ہوا ہو تو رجوع کر کے دو سجدے بجا لائے پھر تشہد و سلام ادا کرے اور نماز تمام کرنے کے بعد ایک تشہد اور دو سجدے زیادہ کرنے کی وجہ سے دو سجدۂ سہو کرے دو سجدۂ سہو سلام زیادہ کرنے کی وجہ سے بجا لائے اور اگر سلام پھیرنے سے قبل اور تشہد کے بعد متوجہ ہو تو سجدے دوبارہ کرنے کے بعد تشہد سلام کے ساتھ نماز مکمل کرے اور فقط تشہد زیادہ کرنے کی وجہ سے دو سجدۂ سہو بجا لائے۔

۶۸۷۔ اگر ہر رکعت میں سے ایک ایک سجدہ بھول جائے اور دو رکعتی نماز میں تین سجدے چھوڑ دے اور چار رکعتی نماز میں چار سجدے چھوڑ دے اور نماز مکمل کرنے کے بعد متوجہ ہو تو پہلے آخری سجدہ بجا لائے پھر تشہد و سلام کے ساتھ نماز مکمل کرے اور پھر باقی بھولے ہوئے سجدے ادا کرے اور ہر ہر سجدہ کے ساتھ دو دو سجدۂ سہو کرے صرف آخری سجدہ کے لئے سجدۂ سہو نہیں ہے۔

۶۸۸۔ اگر مثلاً نماز عصر میں داخل ہو اور اس کو یاد آئے کہ اس نے نماز ظہر کی ایک رکعت ترک کر دی تھی یا دو رکعتیں تو فوراً نیت بدل کر ظہر کی طرف عدول کرے اور اس کو تمام کرے پھر عصر کا فریضہ بعد میں ادا کرے لیکن احوط یہ ہے کہ عصر سے قبل ظہر کا اعادہ کرے اور یہی حکم مغرب اور عشاء کے لئے بھی ہے۔

اقسامِ سہو

۶۸۹۔ نماز میں سہو چار قسم کے ہوتے ہیں۔

قسم اول:

وہ سہو ہے جس کا تدارک نہیں ہو سکتا اور نہ اس کا کوئی علاج ہے۔ وہ رکن میں سہو کرنا ہے جس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ جس کی تفصیل ارکانِ نماز کے بیان میں لکھی جا چکی ہے۔

۶۹۰۔ قسم دوم:

وہ سہو ہے جو تدارک کا محتاج نہیں بلکہ اس کے ساتھ نماز صحیح ہے اور اس کی بھی دو قسمیں ہیں ایک قسم وہ ہے جہاں سجدۂ سہو کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً الحمد یا سورہ یا ان کے کسی جزء کو بھول جانا یا تیسری یا چوتھی رکعت میں تسبیحات اربعہ بھول جانا اور رکوع کرنے کے بعد یاد آئے تو اس پر صرف سجدۂ سہو ہو جبکہ پہلے وہ نماز کو تمام کر لے۔

دوسری قسم وہ ہے جس میں سجدۂ سہو کی بھی ضرورت نہیں ہوتی مثلاً اگر کوئی ذکر یا اطمینان در رکوع و سجود بھول جائے اور سر اٹھانے کے بعد متوجہ ہو یا رکوع میں سر اٹھانا بھول جائے یا رکوع کے بعد اطمینان کرنا بھول جائے اور سجدہ میں پیشانی کے علاوہ باقی چھ اعضاء میں سے وہ کسی کا زمین پر ٹکانا بھول جائے اور سر اٹھانے کے بعد یاد آئے یا دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان کرنا بھول جائے اور دوسرے سجدہ میں داخل ہونے کے بعد یاد آجائے اور بھول کر اخفات کی جگہ جہر یا جہر کی جگہ اخفات اختیار کرے یا تشہد میں اطمینان کرنا بھول جائے حتیٰ کہ کھڑا ہو جائے تو ان تمام مذکورہ صورتوں میں نماز صحیح ہے اور نمازی پر کوئی تدارک لازم نہیں ہے۔

۶۹۱۔ اگر فراموش شدہ چیزوں کو اس مقام کی حد سے گزرنے سے قبل یاد کر لے تو رجوع کر کے بجا لائے اور اس پر کوئی تدارک نہیں مثلاً ذکر رکوع کو ادا کرنا بھول جائے اور سجدہ میں گر جائے اور زمین پر پیشانی ٹکانے سے پہلے یاد کرے تو ہم کہہ چکے ہیں کہ اس صورت میں وہ رکوع کی طرف پلٹے اور ذکر رکوع ادا کر کے پھر سجدہ کی طرف جھکے۔

۶۹۲۔ تنبیہ:

اگر رکوع میں اس کے ذکر اور اطمینان و قرار کو فراموش کر دے اور سجدہ میں جا گرے اور پیشانی ٹکانے سے قبل یاد آجائے تو ہم نے کہا ہے کہ حد رکوع کی طرف پلٹ جائے مگر یہ خیال رہے کہ سجدے سے اٹھ کر سیدھا ہرگز نہ کھڑا ہو بلکہ رکوع میں جھک جائے اور ذکر بجا لائے یا اطمینان کرے اگر دونوں کو بھول گیا تھا تو دونوں کو بجا لائے۔

۶۹۳۔ قسم سوم:

وہ سہو ہے جو کہ موجبِ تدارک ہے اور سہو کرنے والے پر کوئی چیز لازم نہیں ہے یہ تین مقامات پر ممکن ہوگا۔

۶۹۴۔ مقامِ اول:

جب الحمد پڑھنا بھول جائے اور اثنائے سورہ میں جا کر یاد آئے یا سورہ سے فراغت پانے کے بعد رکوع سے قبل یاد آئے تو رجوع کرے اور الحمد پڑھے اور اسی سورہ کو از سر نو پڑھے۔

۶۹۵۔ مقامِ دوم:

اگر دوسرا سجدہ بھول جائے اور قیام کی حالت میں اگلا رکوع کرنے سے قبل یاد آجائے تو رجوع کرے اور سجدہ کو بجا لائے پھر کھڑا ہو اور الحمد اور سورہ پڑھے یا تسبیحات اربعہ پڑھے اور نمازی جاری رکھے۔ اور نماز تمام کرنے کے بعد ایک قیام کی زیادتی کرنے کی وجہ سے دو سجدۂ سہو کرے اور اگر ایک سجدہ بھول جائے اور تشہد پڑھ لے اور تشہد کے بعد یا اثنائے تشہد میں یاد آجائے تو رجوع کرے اور سجدہ بجا لائے اور پھر دوبارہ تشہد پڑھے اور نماز تمام کرنے کے بعد ایک تشہد کی زیادتی پر دو سجدۂ سہو کرے اور اگر سلام پھیرنے کے بعد یاد آئے جبکہ نماز سے خارج ہو چکا ہو اور اس نے ابھی تک منافی نماز کوئی کام نہیں کیا تو رجوع کرے اور فراموش شدہ سجدہ کو بجا لائے پھر تشہد و ایک سلام کی زیادتی کرنے پر دو دو سجدہ سہو کرے۔

۶۹۶۔ مقامِ سوم:

اگر پہلا تشہد بھول جائے اور قیام کی حالت میں رکوع سے قبل یاد آجائے تو رکوع کرے اور نماز مکمل کرنے کے بعد فقط ایک قیام کے بے جا اضافہ کی وجہ سے دو سجدۂ سہو بجا لائے اور احوط یہ ہے کہ ان تینوں مقامات میں ہر فراموش شدہ فعل کے بدلے دو سجدۂ سہو کرے۔

۶۹۷۔ قسم سوم:

وہ عمل جس کا تدارک سجدۂ سہو کے ساتھ ممکن ہوتا ہے اور یہ دو مقامات پر ہو گا۔

مقامِ اول:

جب ایک سجدہ بھول جائے اور قیام کر لے اور اگلے رکوع کی حالت میں یا اس کے بعد یاد آجائے تو اس کا حکم احکامِ سہو میں گزر چکا ہے۔

مقامِ دوم:

جب کوئی پہلا تشہد بھول جائے اور رکوع کی حالت میں یا اس کے بعد یاد آجائے تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس کو بجا لائے اور دو سجدۂ سہو کرے یا آخری تشہد مکمل طور پر یا اس کا بعض حصہ بھول جائے اور سلام پھیرنے کے بعد یاد آجائے تو رجوع کرے اور تشہد و سلام پورا کر کے دو سجدۂ سہو

کرے۔

چند متعلقہ مسائل

۶۹۸۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد واجب ہے کہ فوری طور پر فراموش شدہ اجزاء کو بجا لائے اور فاصلہ نہ کرے۔

۶۹۹۔ واجب ہے کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد کوئی منافی عمل کرنے سے قبل فوراً فراموش شدہ اجزاء بجالائے منافی عمل مثلاً قبلہ سے منحرف ہونا، حدث ہونا یا کوئی فعل کثیر کرنا جس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

۷۰۰۔ اگر نماز سے فراغت پا کر فوری طور پر کوئی ایسا کام کرے جو منافی نماز ہو تو فراموش شدہ اجزاء کا تدارک نہ کرے بلکہ نماز کو از سر نو بجالائے۔

۷۰۱۔ جو شرطیں نماز میں معتبر ہیں مثلاً طہارت، روبقبلہ ہونا، شرمگاہ کو پوشیدہ رکھنا یہ تمام شرائط اجزاء فراموش شدہ کو بجالانے میں بھی معتبر ہیں ان شرائط کے پورا نہ ہونے کی صورت میں اجزاء مذکورہ کی بجا آوری درست نہیں ہے۔

۷۰۲۔ نماز کے بعد اجزاء فراموش شدہ کی ادائیگی کے بعد سجدۂ سہو بجالانے میں جلدی کرنا واجب ہے ان کے درمیان تاخیر نہ کرے اور بلا عذر تاخیر کرنا جائز نہیں ہے۔

۷۰۳۔ عمداً سجدۂ سہو کی تاخیر کرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی بلکہ سہو کرنے والے کے ذمہ میں یہ سہو باقی رہتے ہیں جب یاد آجائے فوری طور پر بجالانے چاہیئے البتہ بلا عذر اور بلا نسیان ان کی بجا آوری میں تاخیر کرنے والا گنہگار ہوگا۔ اگر نماز اور سجدۂ سہو کی بجا آوری کے درمیان کوئی منافی فعل آڑے آجائے مثلاً حدث صادر ہو یا قبلہ سے منحرف ہو یا نماز سجدۂ سہو اور اس کے فراموش شدہ اجزاء کے بجالانے کے درمیان یہ صورت پیدا ہو تو طہارت کرے اور ان کو بجالائے۔

سجدۂ سہو کی صورت

۷۰۵۔ پہلے نیت کرے مثلاً اس نے اگر صرف قیام زائد کیا ہے تو اپنے ضمیر میں یوں کہے۔ دو سجدۂ

سہو کرتا ہوں نماز میں قیام زائد کرنے کے سبب سے قربتہً الی اللہ پھر دو سجدے کرے اور پیشانی کو اس چیز پر ٹکائے جس پر سجدہ صحیح ہے اور سجدہ کی حالت میں یوں کہے۔

بِسْمِ اللہِ وَبِاللہِ۔ اَلسَّلامُ عَلَیکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحمَتُہ اللہِ وَ بَرَکَاتُہ

اور دوسرے سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد تشہد پڑھے اور اس میں کہے:

اَشھَدُ ان لّا اِلٰہَ اِلا اللہُ وَ اَشھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسولُ اللہِ اَللّٰھُمَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وآلِ مُحمدٍ اَلسَّلامُ علیکم وَ رحمتہُ اللہُ وَ بَرَکَاتہ۔

۷- ان دو سجدوں میں وہ تمام شرائط واجب ہیں جو نماز فریضہ کے سجدوں میں واجب ہیں سوائے اس ذکر کے جو ہم نے اس کے لئے بیان کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر ۷۰۵)

۷۰۷- دو سجدۂ سہو مندرجہ ذیل اشیاء کے لئے واجب ہیں۔

اول: تشہد بھولنے پر۔

دوم: ایک سجدہ بھولنے پر۔

سوم: بے جا سلام پھیرنے پر۔

چہارم: اثناء نماز میں کلام کرنے پر۔

پنجم: یہ شک کرنے پر چوتھی رکعت ہے یا پانچویں رکعت یہ کُل پانچ مقامات ہیں۔

لیکن احوط یہ ہے کہ واجبات نماز میں ہر کمی بیشی پر یہ سجدے واجب ہیں مثلاً الحمد بھول جانا۔ سورہ بھول جانا، چونکہ ان کا تدارک نہیں بیٹھنے کے بجائے قیام کر لینا اور قیام کے بجائے بیٹھ جانا۔

۷۰۸- ان سجدوں کا مقام نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہوتا ہے اور فراموش شدہ اجزاء کے بجا لانے کے بھی بعد میں ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

۷۰۹- واجب ہے کہ سجدۂ سہو سے قبل فراموش شدہ اجزاء بجا لائے اگرچہ ان کا موجب یہ اجزاء نہ ہوں مثلاً بے محل سلام واجب پھیر لینا وغیرہ۔

۷۱۰- واجب ہے کہ فراموش شدہ اجزاء کو نماز احتیاط پر مقدم کرے جیسا کہ ان کا سجدۂ سہو پر مقدم کرنا بھی واجب ہے۔

۷۱۱- سجدۂ سہو کو ترتیب وار ادا کرنا واجب ہے اور ترتیب وار نیت بھی کرے جس طرح کہ فراموش شدہ اجزاء کو بھی بالترتیب بجا لانا واجب ہے۔

۷۱۲- جو آدمی کثیر السھو ہو وہ اسی پر بناء رکھے جس کو صحیح قرار دے اور سہو کی طرف توجہ کئے بغیر نماز جاری رکھے۔

۷۱۳- نماز احتیاط جس کا نمازی اعادہ کرے گا اس میں سہو نہیں ہے بلکہ اس میں سہو کی پرواہ کئے بغیر اس کو جاری رکھے۔

۷۱۴- اگر ماموم یعنی مقتدی کو جماعت میں سہو درپیش ہو جائے تو منفرد کی طرح عمل کرے اور امام کا حکم بھی سہو میں منفرد کی طرح ہے اور مقتدی پر کچھ نہیں ہے۔ اگر دونوں کو علیحدہ علیحدہ سہو ہو جائے تو ہر ایک اپنے سہو کے مطابق عمل کرے۔

"احکامِ شک"

۷۱۵- شک کسی بات کی دونوں اثبات و نفی کی طرفوں کے مساوی ہونے کو کہتے ہیں جس کے ہونے اور نہ ہونے میں کسی کو ترجیح حاصل نہ ہو اور ظن با ترجیح طرف کو کہتے ہیں اور وہم اس طرف کو کہتے ہیں جس پر دوسری طرف کو ترجیح حاصل ہو مثلاً اگر کسی کو نماز پڑھنے اور نہ پڑھنے کے متعلق تردد ہو تو یہ شک ہے اور پڑھنے کے خیال کو ترجیح ہو تو یہ ظن ہے اور اس کے مدِمقابل نہ پڑھنے کے خیال کو وہم کہا جاتا ہے۔

۷۱۶- ہماری اس بحث میں ظن اور شک دونوں کا حکم یکساں ہے اور ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔

۷۱۷- اگر شک ہو کہ نماز کا وقت داخل ہو گیا ہے یا نہیں تو جب تک یقین پیدا نہ ہو جائے عدم دخول پر بنا رکھے گا۔

۷۱۸- اگر داخل ہونے والے وقت کے بارے میں شک ہو کہ آیا وہ گزر چکا ہے یا باقی ہے تو اس کے باقی ہونے پر بناء رکھے۔

۷۱۹- اگر حاضرہ فریضہ کے متعلق شک ہو کہ آیا اس نے اس فرض نماز کو پڑھا ہے یا نہیں؟ چاہیے بجا لائے اگر وقت گزر چکا ہے تو قضاء نہیں کرنی ہو گی۔

۷۲۰- اگر پانچ فرائض میں سے کسی فریضہ کے متعلق شک ہو کہ اس نے اس کی نماز کو پڑھا ہے یا نہیں تو اگر وقت موجود ہو تو اس کو بجا لائے اور اگر وقت نکل چکا ہو تو پرواہ نہ کرے۔

۷۲۱- اگر ظہر کے متعلق شک ہو جبکہ عصر کی نماز پڑھنے کا یقین ہو تو اگر وقت باقی ہو تو نماز پڑھ لے یا

عصر میں شک ہو اور یہ یقین ہو کہ وہ ظہر پڑھ چکا ہے تو اگر ایک رکعت کی مقدار کا وقت بھی باقی ہو تو نماز دوبارہ پڑھ لے۔

۷۲۲- اگر حاضر فریضہ کے متعلق شک ہو کہ اس نے پڑھا ہے یا نہیں اگر وقت موجود تھا مگر اس نے از روئے غفلت لاپرواہی کی اور وقت نکل گیا تو بعد میں بھی اس پر نماز کی قضاء واجب ہو گی۔

۷۲۳- اگر شک کرے کہ نماز کا وقت باقی ہے یا نہیں اور وقت نکلنے کے بعد اس کو علم ہو کہ جب وہ شک کر رہا تھا تو نماز کا وقت باقی تھا تب بھی اس کو قضاء کرنی پڑے گی۔

۷۲۴- اگر وقت گزرنے کے بعد شک کرے اور وہ اعتقاد رکھے ہوئے ہو کہ اس نے شک وقت گزرنے کے بعد کیا تھا تب بھی اس پر قضاء نہیں۔

۷۲۵- اگر نماز عصر میں بہ نیت عصر داخل ہو پھر نماز ظہر کے بارے میں شک پیدا ہو کہ آیا اس نے ظہر پڑھی ہے یا نہیں تو فوراً نیت کو ظہر کی طرف بدل دے اور بعد میں نماز عصر بجا لائے۔

۷۲۶- جس کو تین متواتر نمازوں کے بارے میں ایک مرتبہ شک ہوا ہو یا ایک نماز کے متعلق تین مرتبہ شک ہوا تو وہ کثیر الشک قرار دیا جائے گا اور اگر کسی چیز میں شک کرے تو صحیح ہونے پر بنا رکھے چونکہ وہ وسواسی ہے۔ اور کثیر النسیان ہے۔

۷۲۸- جس شخص کو کسی پریشانی یا خوف کی وجہ سے کثرت شک کا مرض ہو اس کو دھیان کرنا چاہیئے اس صورت میں صحت پر بناء رکھنا صحیح نہ ہو گا۔

چند متعلقہ مسائل

۷۲۹- اگر نمازی برمحل کسی چیز کے متعلق شک کرے تو فوری طور پر اس شک والے جزء کو دوبارہ بجا لائے مثلاً سورہ الحمد پڑھنے میں مشغول ہونے سے قبل شک ہو کہ اس نے تکبیرۃ الاحرام پڑھی ہے یا نہیں اور سورہ میں داخل ہونے سے پہلے شک ہو کہ اس نے الحمد پڑھی ہے یا نہیں یا رکوع کرنے سے قبل شک ہو کہ اس نے سورہ پڑھا ہے یا نہیں یا قیام کی حالت میں شک ہو کہ اس نے رکوع کیا ہے یا نہیں اور وہ ابھی تک سجدہ میں نہیں جھکا یا بیٹھنے کی حالت میں شک ہو اور ابھی تک وہ تشہد پڑھنے میں مشغول نہ ہوا ہو کہ اس نے سجدہ کیا ہے یا نہیں یا سلام شروع کرنے سے قبل شک ہو کہ اس نے تشہد پڑھا ہے یا نہیں تو فوری طور پر عمل مشکوک کو بجا لائے پھر دوسرے عمل کی طرف منتقل ہو۔

۷۳۰۔ اگر دوسرے جزء میں منتقل ہونے کے بعد اس سے پہلے جزء میں شک واقع ہو تو اس کی پرواہ نہ کرے چونکہ محل گزر چکا ہے مثلاً اگر کوئی قرأت الحمد یا سورہ کے دوران تکبیرۃ الاحرام کے متعلق شک کرے یا سورہ شروع کرنے کے بعد الحمد پڑھنے میں شک کرے یا رکوع کی حالت میں سورہ میں شک کرے یا سجدہ کی حالت میں رکوع کے متعلق شک کرے یا سجدہ کی حالت میں رکوع میں شک کرے یا سلام شروع کرنے کے بعد تشہد میں شک کرے تو ان تمام صورتوں میں عمل کے یقینی طور پر واقع ہونے پر بناء رکھے اور اس پر کچھ نہیں ہے۔

۷۳۱۔ اگر الحمد اور سورہ یا فقط سورہ کے پڑھنے کے متعلق شک کرے جبکہ وہ ابھی رکوع میں جھک رہا ہو اور حدِ رکوع تک نہ پہنچا ہو یا سجدہ میں گرتے گرتے رکوع کے متعلق شک ہو جائے قبل اس کے کہ ابھی اس نے پیشانی زمین پر ٹکائی ہو یا سجدہ یا تشہد میں اس وقت شک ہو جبکہ وہ تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہونا چاہتا ہو تو فوراً پلٹے اور مشکوک جزء کو بجا لائے اور پھر باقی اعمال کی طرف منتقل ہو اور اس پر کچھ نہیں۔

۷۳۲۔ اگرچہ قنوت نماز کے اجزاء مستحبہ میں سے ہے تاہم اس کی طرف منتقل ہونا جزء واجب کیطرف منتقل ہونے کے برابر ہے اور اگر نمازی قنوت کی حالت میں ہو اور الحمد یا سورہ یا فقط سورہ میں شک کرے تو صحت پر بناء رکھے۔

۷۳۳۔ اگر آیات الحمد یا سورہ میں سے کسی آیت کے متعلق شک ہو اور وہ دوسری آیت کی طرف منتقل ہو چکا ہو تو صحت پر بناء رکھے۔ اور رجوع نہ کرے۔

۷۳۴۔ ہر شک میں صحت پر بناء رکھے اور نمازی کے لئے جائز نہیں کہ عمداً بنیت تلافی مشکوک جزء کے اعادہ کے لئے پلٹے ورنہ اس کی نماز باطل ہو جائے گی اور احوط ہے کہ نماز کو تمام کرے اور پھر اس کا اعادہ کرے۔

"تنبیہ"

۷۳۵۔ اگر احکام شک پر عمل کرنے کے بعد انکشاف ہو کہ عمل خلاف واقع ہوا ہے تو اس وقت احکام سہو پر عمل کرے یعنی اگر بعد میں معلوم ہو کہ اس نے کوئی رکن بڑھا دیا یا کم کر دیا تو نماز باطل قرار دی جائے گی یا یہ انکشاف ہو کہ کوئی جزء واجب بڑھ گیا یا گھٹ گیا تو نماز کے بعد اس کا تدارک کرے اگر سہواً ایسا ہوا ہو۔

۷۳۶۔ اگر سجدہ کے لئے زمین پر پیشانی ٹکانے کے بعد رکوع میں شک ہو اور وہ رکوع کے واقع ہونے پر

بناء رکھ چکا ہو مگر بعد میں انکشاف ہو کہ اس نے رکوع نہیں کیا تو اس پر واجب ہے کہ نماز کا اعادہ کرے چونکہ اس نے ایک رکن ترک کیا ہے یا سجدے کی طرف جھکتے ہوئے رکوع میں شک کرے جبکہ ابھی اس نے پیشانی زمین پر نہ رکھی ہو اور رجوع کرے اور رکوع دوبارہ کر لے مگر پھر انکشاف ہو کہ وہ شک سے پہلے رکوع کر چکا تھا تب بھی رکن زیادہ ہونے کی وجہ سے نماز باطل ہو گی اور اس کا اعادہ واجب ہو گا اور یہ امر تمام ارکانِ نماز کے لئے ہے۔

۷۳۷۔ اگر قیام کی حالت میں ایک سجدہ کے متعلق شک کرے یا تشہد میں داخل ہونے کے بعد یہی شک ہو مگر اس نے سجدہ کے واقع ہونے پر بناء رکھی ہو اور پھر واضح ہو کہ اس نے اس رکعت کا ایک سجدہ نہیں کیا تو نماز تمام کرنے کے بعد اس کا تدارک کرے اور دو سجدۂ سہو کرے یا قیام کی طرف آتے آتے شک واقع ہو اور رجوع کر کے سجدہ کرے مگر پھر ظاہر ہو کہ شک غلط تھا اور وہ سجدہ کر چکا تھا تو دو سجدہ سہو کرے اور یہ تمام اجزاء نماز کے لئے حکم ہے چونکہ ہر کمی بیشی کا سجدہ سہو ہے۔

۷۳۸۔ احکامِ مذکورہ میں فرائض و نوافل کے درمیان کوئی فرق نہیں یعنی اگر محل سے تجاوز کرنے کے بعد کسی جگہ گزشتہ جزء کے متعلق شک ہو تو اس کو نہ بجا لائے اور بر محل بجا لائے چاہے رکن ہو یا غیر رکن۔

۷۳۹۔ محل سے تجاوز ہونے کے بعد مشکوک عمل نہیں بجا لانا چاہیئے چاہے وہ واجب ہو یا مستحب یا ان میں سے ایک واجب ہو دوسرا مستحب۔

عدد رکعات میں شک

۷۴۰۔ رکعات کی تعداد میں شک اس کے مواقع کے لحاظ سے تین قسم کا ہوتا ہے۔

اول:
وہ شک جس سے نہ نماز باطل ہوتی ہے اور نہ اس کے تدارک کی ضرورت ہے۔

دوم:
ووہ شک جس سے نماز باطل ہوتی ہے اور اس کا کوئی تدارک نہیں۔

سوم:
وہ شک جس کا تدارک ہوسکتا ہے اور نماز بھی باطل نہیں ہوتی۔

۷۴۱۔ وہ شک جو نہ تو نماز کے باطل ہونے کا موجب ہے اور نہ اس کے لئے تدارک کی ضرورت ہے یہ وہ شک ہے جو نوافل میں واقع ہو۔

پس جو شخص نوافل کی رکعات کی تعداد میں شک کرے اس کو اختیار ہے کہ اکثر پر بناء رکھے یا کم از کم تعداد پر مثلاً اگر اسکو ایک یا دو رکعتوں کے درمیان شک ہو تو اس کو اختیار ہے کہ دو رکعتوں پر بناء رکھے اور نماز تمام کرے یا ایک رکعت پر بناء رکھ کر اس کے ساتھ دوسری رکعت ملحق کرے یا دو رکعتوں یا زیادہ کے متعلق شک ہو تو دو پر بناء رکھے اور نماز کو تمام کردے ان تمام صورتوں میں نماز صحیح ہے بہر کیف اسی پر بناء رکھنا واجب ہے جس کے ساتھ صحت نماز ممکن ہو اور بہتر ہے کہ ہر حال میں کم از کم تعداد پر بناء رکھے۔

۷۴۲۔ افعال نافلہ میں شک کا حکم افعال فریضہ میں شک کرنے کی طرح ہے اور محل سے تجاوز کرنے کے بعد توجہ نہ کرے اور بر محل مشکوک جزء کو بجالائے۔

۷۴۳۔ نوافل میں سہواً رکن کی زیادتی سے کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔

۷۴۴۔ نوافل میں رکن کو کم کرنے سے نماز باطل ہوجاتی ہے چاہے عمداً ترک کرے یا سہواً۔

۷۴۵۔ نافلہ میں شک کرنے کی وجہ سے ایک رکعت نماز احتیاط نہیں ہے اور اس میں سہو بھی نہیں ہے۔

۷۴۶۔ وہ شک جو نماز کے باطل ہونے کا موجب ہے اور اس کا تدارک نہیں ہے وہ وہ شک ہے جو دو

رکعتی یا سہ رکعتی فریضہ میں آئے اور چار رکعتی فریضہ میں شک ہو کہ پہلی رکعت ہے یا دوسری جبکہ شک دو سجدے مکمل کرنے سے پہلے ہو توان تمام صورتوں میں باطل ہے اور اعادہ کرنا واجب ہے اس قسم کی اور صورتیں بھی ہیں جن کے ذکر کی ضرورت نہیں ہے ہم یہاں صرف صحیح صورتیں بیان کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں۔

۷۴۷۔ وہ شک جس کا تدارک ہو سکتا ہے اور بطلان نماز کا موجب نہیں ہے اس کی مختلف صورتیں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

اول:

دو سجدے مکمل کرنے کے بعد دوسری اور تیسری رکعت میں شک کرنا جبکہ دوسرے سجدہ سے سر اٹھا چکا ہو تو تیسری رکعت پر بناء رکھ کر چوتھی رکعت مکمل کر لے اور نماز مکمل کرنے کے بعد ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھے۔

دوم:

کسی بھی موقع پر یہ شک ہو کہ تیسری ہے یا چوتھی تو چوتھی رکعت مکمل کر لے اور نماز مکمل کرنے کے بعد ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھے۔

دوم:

کسی بھی موقع پر یہ شک ہو کہ تیسری ہے یا چوتھی تو چوتھی رکعت قرار دے کر نماز مکمل کرے اور دو رکعت بیٹھ کر نماز احتیاط پڑھے۔

سوم:

دو سجدے مکمل کرنے کے بعد شک ہو کہ تیسری رکعت ہے یا چوتھی تو چوتھی قرار دے کر نماز تمام کرے اور دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھے۔

چہارم:

دوسرے سجدے سے سر اٹھانے کے بعد یہ شک کرنا کہ دوسری رکعت ہے یا تیسری یا چوتھی اس کو شک اکبر کہتے ہیں اس میں چوتھی رکعت پر بناء رکھ کر نماز تمام کرے اور فارغ ہونے کے بعد کھڑے ہو کر دو رکعت اور بیٹھ کر دو رکعت نماز احتیاط پڑھے ان چاروں صورتوں میں اکثر پر بناء رکھے۔

پنجم:

آخری سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد شک واقع ہو کہ چوتھی رکعت ہے یا پانچویں تو چوتھی پر بناء رکھے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد دو سجدہ سہو کرے ان پانچ صورتوں میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ ان سے نماز صحیح ہو سکتی ہے۔

ششم:

قیام کی حالت میں شک کرے کہ چوتھی رکعت ہے یا پانچویں۔

ہفتم:

قیام کی حالت میں شک کرے کہ تیسری رکعت ہے یا پانچویں۔

ہشتم:

قیام کی حالت میں شک کرے کہ تیسری رکعت ہے یا چوتھی یا پانچویں تو ان صورتوں میں قیام کو منہدم کرے اور بیٹھ جائے اور دوسری، تیسری، چوتھی صورت کی طرف رجوع کرے اور اس کے مطابق عمل کرے اور نماز احتیاط کے بعد دو سجدۂ سہو بجا لائے۔

۷۴۸۔ چند مزید صورتیں بھی ہیں جن میں نماز کو تمام کرنا اور پھر اس کا اعادہ کرنا واجب ہوتا ہے اور یہ تین آخری صورتوں کا شک ہے۔ یعنی صورت نمبر ۶، ۷، ۸ مگر نہ قیام کی حالت میں بلکہ رکوع کی حالت میں یا رکوع سے سر اٹھانے کے بعد سجدہ میں جانے کے بعد یا سجدہ کی حالت میں آخری سجدہ سے سر اٹھانے سے پہلے تو ان تمام صورتوں میں نماز تمام کرے اور پھر اس کا اعادہ کرے۔ اور چند اور صورتوں میں بھی بیان کی جاتی ہیں مگر ان کی کوئی اہمیت نہیں اور نہ ان کو بیان کرنے میں کوئی فائدہ ہے ہاں! یہاں ایک نویں صورت بھی ہے جس کا صحیح ہونا ممکن ہے اور وہ قیام کی حالت میں بھی قیام کو منہدم کر کے بیٹھ جائے اور پانچویں صورت کے مطابق عمل کرے اگرچہ احوط ہے کہ اس صورت میں نماز کا اعادہ کرے۔

مسائل:

۷۴۹۔ اگر نماز سے فارغ ہونے کے بعد دوسرے شک میں بدل جائے تو اگر پہلے شک کے مطابق عمل کر چکا ہے تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے چاہے یہ شک نماز احتیاط سے فارغ ہونے کے بعد ہو یا پہلے یا اثناء میں۔

۷۵۰۔ اگر اثناء نماز میں شک دوسرے شک میں بدل جائے تو دوسرے شک پر عمل کرے۔

۷۵۱۔ اگر اثناء نمازمیں شک ظن کی طرف بدل جائے تو ظن پر عمل کرے یا ظن سے شک کی طرف منتقل ہوجائے اوراس کے مطابق عمل کرے ان تمام صورتوں میں آخری شک پر ہی عمل ہوگا۔ اگروہ اثناء نمازمیں ہو پس اگر پہلے دوسری اور تیسری میں شک ہو پھر وہ شک ظن کی طرف پلٹ جائے اور ظن دوسری کا ہو اور دوسری پر ہی بناء رکھے یا پہلے تیسری کا ظن ہو پھر وہ بدل جائے اور یہ شک ہو کہ تیسری رکعت ہے یا چوتھی تو شک کے مطابق عمل کرے گا اور اسی پر بناء رکھے گا۔

۷۵۲۔ اگر نماز سے فارغ ہونے کے بعد اور احتیاط سے پہلے شک ہو تو اگر اس کا شک ایک یا دو رکعت احتیاط کی نماز پڑھنے کا موجب ہو تو ایک رکعت بجالائے اور نماز صحیح ہے لیکن اگر احوط پر عمل کرنا چاہے تو دو رکعت بجالائے اور پھر نماز کا اعادہ کرے۔

۷۵۳۔ شک کے بعد کچھ سوچ بچار کرنا واجب ہے اگر ظن پیدا ہو تو اس پر عمل کرے اور اگر شک ہی شک ہو تو سابقہ مذکورہ احکام پر عمل کرے۔

۷۵۴۔ احکام شک سے ناواقف یا ان کو بھول جانے والا اگر نمازمیں شک میں مبتلا ہوجائے تو کچھ سوچے اگر ظن پیدا ہو تو اس پر عمل کرے ورنہ کسی ایک احتمال کو لازم پکڑے اور اپنے مجتہد کیطرف رجوع کرے اگر نماز اس کے فتویٰ کے مطابق واقع ہو تو درست ہے ورنہ نماز کا اعادہ کرے اور بعید نہیں کہ ناواقف اور کوتاہ کا احتمال اگر فقیہہ کے فتویٰ کے مطابق واقع ہوجائے تب بھی اس کا اعادہ کرے۔

وہ مقامات جہاں شک کی پرواہ نہ کی جائے

۷۵۵۔ کثیر الشک شخص کے شک کا کوئی اعتبار نہیں۔

۷۵۶۔ کثیر الشک اپنے شک میں اپنے افعال پر اور اجزاء نمازیں وقوع پر اور رکعات میں عدد اکثر پر بناء رکھے لیکن اگر یہ موجب فساد ہو تو صحیح پر بنا رکھے۔ اگر اس کو شک واقع ہو کہ دوسری رکعت ہے یا تیسری تو تیسری پر بناء رکھے اور تیسری اور چوتھی میں شک ہو تو چوتھی پر بناء رکھے جیسا کہ اس فصل کے اوائل میں گزر چکا ہے۔

۷۵۷۔ کثیر الشک پر نماز احتیاط اور سجدۂ سہو نہیں ہے۔

۷۵۸۔ کثرت شک کی معرفت عرف کے اعتبار سے ہوگی۔

۷۵۹۔ فقہاء نے کہا ہے کہ جو شخص ایک نماز میں تین بار شک کرے یا تین نمازوں میں متواتر شک

کرے وہ کثیر الشک ہے۔

۷۶۰۔ کثیر الشک اپنے شک کی پرواہ نہ کرے یہاں تک کہ جب تین نمازیں شک سے خالی واقع ہوں تو بعد میں شک کا اعتبار کرے اور اس کے مطابق عمل کرے۔

۷۶۱۔ نماز احتیاط جس کو نمازی بعد میں پڑھے اگر اس میں شک واقع ہو تو اس کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔

۷۶۲۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد اگر شک واقع ہو تو نماز صحیح ہو گی اور اس شک کا کوئی اعتبار نہیں۔

۷۶۳۔ جو نماز سے فارغ ہونے کے بعد ظن کرے کہ اس نے نماز میں کمی یا بیشی کی ہے تو وہ ظن علم کی مانند ہو گا اور اس کے مطابق یا نماز کا اعادہ کرے یا تدارک کرے اور اگر کمی بیشی یا ارکان کم کرنے کا ظن ہو تو اعادہ کرے ورنہ تدارک کرے جس کے طریقے پہلے بیان کئے جا چکے ہیں۔

۷۶۴۔ وقت نکل جانے کے بعد اگر ظن ہو کہ اس نے نماز نہیں پڑھی تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

۷۶۵۔ بعض مستحب نمازوں کے مخصوص ذکر اور خاص دعائیں اور خاص سورے ہیں مثلاً نماز یوم غدیر، نماز جعفر طیار سلام اللہ علیہ تو نمازی کے لئے اسی ذکر اور مخصوص دعا کو بجا لانا چاہیئے ورنہ وہ نماز میں شمار نہ ہوں گے اگرچہ نماز اپنے مقام پر صحیح ہے اگر اس مخصوص قصد سے نماز میں داخل ہو پھر ذکر یا سورہ کو بھول تو اس کا بروقت تدارک کرنا چاہیئے اگرچہ اس میں بعض افعال نماز مثلاً ایک سجدہ یا سورہ کا اضافہ کرنا پڑے جو اس نماز میں شمار نہیں لیکن رکن کی زیادتی جائز نہیں ہے۔

۷۶۶۔ نوافل میں شک کی صورتوں کو ہم اس فصل کے شروع میں بیان کر چکے ہیں۔

نماز احتیاط

۷۶۷۔ اگر نماز احتیاط قیام کے متعلق ہو تو کھڑے ہو اور اگر بیٹھنے کے متعلق ہو تو بیٹھ کر مشکوک نماز کو تمام کرے اور اس کے بعد نمازی احتیاط کی اس طرح نیت کرے۔

نماز احتیاط پڑھتا ہوں واجب حاصل شدہ شک کے لئے قربۃً الی اللہ اور تکبیرۃ الاحرام کہہ کر الحمد پڑھے پھر رکوع و سجود کرے اور تشہد و سلام کے ساتھ نماز تمام کر دے اگر نماز احتیاط دو رکعتوں کی ہو تو دوسری رکعت بھی پڑھے اور تشہد و سلام کے ساتھ نماز تمام کر دے۔

۷۶۸۔ نماز احتیاط میں اذان و اقامت اور الحمد کے بعد دوسرا سورہ نہیں ہے اور نہ قنوت ہے۔

۷۶۹۔ نماز احتیاط میں اخفات واجب ہے اگرچہ نماز جہریہ کیوں نہ ہو لیکن مستحب ہے کہ بسم اللہ کو

بالجہر پڑھے۔

۷۷۰۔ نماز احتیاط میں وہ تمام شرائط معتبر ہیں جو دیگر نمازوں میں بھی ہیں۔

۷۷۱۔ نماز مشکوک کے بعد بلافاصلہ فوری طور پر نماز احتیاط کی طرف جلدی کرنا واجب ہے۔

۷۷۲۔ نماز مشکوک اور نماز احتیاط کے درمیان کوئی منافی فعل انجام نہ دے۔

۷۷۳۔ اگر نمازی احتیاط سے قبل کوئی فعل کثیر انجام دے یا قبلہ کی طرف پشت کرے یا عمداً کلام کرے تو احتیاط بجا لانے کے بعد نماز کا اعادہ بھی کرے۔

۷۷۴۔ اگر نمازی نماز احتیاط سے قبل سہواً کلام کرے تو نماز احتیاط کے بعد دو سجدۂ سہو بجا لانے ہوں گے۔

۷۷۵۔ اگر امام جماعت بھی نماز احتیاط پڑھ رہا ہو اور مقتدی نے بھی پڑھنی ہو تو وہ اس کی اقتداء میں پڑھ سکتا ہے گویا کہ مقتدی اصل نماز میں امام کا پیروکار تھا اور اگر ان دونوں کا شک ایک جیسا ہو تو دونوں کھڑے ہو کر نماز احتیاط پڑھیں اور اس صورت میں نماز تمام کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے۔

۷۷۶۔ اگر شک دور ہو جائے اور نماز احتیاط کے اثناء میں یہ انکشاف ہو جائے کہ اس کی نماز درست تھی تو جائز ہے کہ نماز احتیاط کو قطع کر دے اور نافلہ کی نیت کے ساتھ اس کو تمام کرنا بھی جائز ہے اگر اس صورت میں احتیاط دو رکعت ہو تو انہیں پر اکتفاء کرے اور اگر ایک رکعت کا ہو تو اس کے ساتھ دوسری رکعت بھی شامل کرے۔

۷۷۷۔ اگر نماز احتیاط سے قبل کوئی منافی فعل صادر ہو جائے اور اس کے لئے یہ انکشاف ہو چکا ہو کہ اس کی نماز تمام تھی تو اس پر کوئی چیز لازم نہیں چونکہ اس کی نماز صحیح تھی اس میں کوئی شک نہ تھا جس کی وجہ سے نماز احتیاط پڑھنی پڑے۔

۷۷۸۔ اگر نماز احتیاط سے قبل اس پر واضح ہو کہ نماز ناقص تھی تو اسکا حکم سہو کی طرح ہے پہلے ناقص کا تدارک کرے اس پر کوئی احتیاط نہیں جیسا کہ احکام سہو میں بیان ہو چکا ہے۔

۷۷۹۔ اگر اس کو معلوم ہو کہ اس کی نماز صحیح اور مکمل تھی اور نماز احتیاط پڑھنے کے بعد معلوم ہو تو اس پر کچھ نہیں اور وہ احتیاط نافلہ شمار ہو گی۔

۷۸۰۔ نماز احتیاط اگر نماز ظہر کے لئے ہو اور عصر کا وقت تنگ ہو اور اس میں ایک رکعت کی مقدار کا وقت بھی نہ ہو تو واجب ہے کہ نماز ظہر کی قضاء کرے اور مغربین کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

۷۸۱۔ اگر ظہر کے وقت نماز احتیاط سے غافل ہو کر نماز عصر شروع کر دے اور اثناء نماز میں اس کو یاد آئے کہ اس پر ظہر کی نماز احتیاط کی ایک رکعت باقی ہے تو فوراً عصر سے احتیاط کی طرف رجوع کرے

اگر محل عدول سے متجاوز نہ ہوا ہو یعنی اگر نماز احتیاط دو رکعت ہو تو وہ عصر سے دو رکعت پڑھ چکا ہو، یہی حکم مغربین کا بھی ہے چونکہ دوسری نماز اس نماز پر مرتب ہوگی جس سے اس سے قبل ہو اور اس میں شک واقع ہوا ہو لیکن اگر محلِ عدول سے تجاوز کر چکا ہو یعنی اگر احتیاط ایک رکعت ہو تو اس صورت میں اپنی نماز قطع کرے اور احتیاط بجا لائے پھر احتیاطاً ظہر کی نماز کا اعادہ کرے اور یہی حکم اس نماز کے لئے بھی ہے جو ما قبل پر مرتب نہ ہو چاہے قضاء ہو یا نافلہ تو اس کو توڑ کر احتیاط بجالائے پھر پہلی نماز کا اعادہ کرے جس میں شک واقع ہوا تھا۔

۷۸۲۔ اگر احتیاط کے بعد یاد آجائے کہ نماز ناقص تھی اور نماز احتیاط بھی کم و کیف میں اس کے موافق تھی تو نماز صحیح ہے اور اس پر کچھ لازم نہیں مثلاً اگر کسی کو چار رکعتی نماز میں دو اور تین کے درمیان شک ہو اور یہ شک دوسرے سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد ہو تو تین پر بناء رکھے اور ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر بجا لائے اور احتیاط پڑھنے کے بعد انکشاف ہو کہ وہ تین پڑھ چکا تھا تو اسکی نماز میں صرف ایک رکعت کم ہوگی اس پر کچھ لازم نہیں چونکہ اس کی نماز احتیاط موافق کے ساتھ پوری ہوگئی۔

۷۸۳۔ اگر نماز احتیاط ناقص نماز کے مخالف ہو مثلاً نماز احتیاط ایک رکعت ہو تو ناقص نماز دو رکعت ہو یا احتیاط دو رکعت ہو اور ناقص ایک رکعت ہو یا نماز احتیاط کیف میں مخالف ہو یعنی ناقص قیام میں سے صرف ایک رکعت ہو اور احتیاط دو رکعت بیٹھ کر پڑھنے کی ہو تو ان تمام صورتوں میں احتیاط یہ ہے کہ سب کا اعادہ کرے خصوصاً جبکہ احتیاط کم و کیف میں ناقص کے مخالف ہو یعنی ناقص دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھی جانے والی ہو اور احتیاط دو رکعت بیٹھ کر پڑھی جانے والی ہو۔

۷۸۴۔ اگر افعال احتیاط اور اس کے اجزاء رکنی یا غیر رکنی میں شک ہو تو وقوع پر بنا رکھے چاہے محل سے تجاوز کر چکا ہو یا نہ۔

۷۸۵۔ اگر رکعات احتیاط میں شک کرے کہ کیا دونوں کو بجا لایا ہے یا ایک کو تو دو پر بناء رکھے۔ لیکن اگر اس مسئلہ میں شک کرے کہ دو رکعت بجا لایا ہے یا تین تو کم پر بناء رکھے اور اگر نماز فاسد ہونے کا موجب نہ ہو تو اکثر پر بناء رکھ سکتا ہے۔

۷۸۶۔ اگر نماز احتیاط میں کسی غیر رکنی فعل کا اضافہ کرے تو احتیاطاً نماز سے فارغ ہونے کے بعد دو سجدہ سہو بجالائے۔

۷۸۷۔ اگر غیر رکنی فعل کم کردے تو نماز احتیاط بجالانے کے بعد اس کو بجا لائے اور دو سجدہ سہو کرے۔

نماز توڑنے کے احکام

۷۸۸۔ بغیر کسی ضرورت کے نماز توڑنا جائز نہیں ہے چاہے نماز فریضہ ہو یا نافلہ۔

۷۸۹۔ اگر نماز توڑنے سے نفس و عزت کے محفوظ ہونے کا اندیشہ ہو تو توڑ دینا واجب ہے اس طرح اگر خطیر مال کے ضیاع کا خوف ہو تب بھی نماز توڑنا واجب ہے۔

۷۹۰۔ کسی قرض دار سے قرضہ وصول کرنے کے لئے یا بھاگے ہوئے غلام کو روکنے کے لئے اور بھاگے ہوئے حیوان کو پکڑنے کے لئے نماز توڑنا ضروری ہو تو جائز ہے کہ توڑ دے۔

۷۹۱۔ معمولی سے معمولی مال کے ضائع ہونے کے اندیشہ سے نماز قطع کرنا جائز نہیں۔

۷۹۲۔ مال میں مالک کی حیثیت کا لحاظ کیا جائے گا۔ چونکہ فقیر کا معمولی مال بھی اس کے لئے اہم ہوتا ہے۔

۷۹۳۔ اگر اذان و اقامت بھول جائے اور رکوع سے پہلے یاد آجائے تو مستحب ہے کہ نماز توڑ کر پھر سے اذان واقامت کہہ کر نماز شروع کرے۔

۷۹۴۔ اگر کوئی نماز توڑنا چاہے تو توڑنے سے قبل یہ کہنا مستحب ہے۔

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللہِ وَ بَرَکَاتُہٗ

پھر توڑے۔

۷۹۵۔ اگر فریضہ کا وقت تنگ ہو اور نفس کی حفاظت واجب اور اہم ہو تو فریضہ کی ادائیگی ساقط ہو گی چونکہ صاحب شریعت کے نزدیک حفظ نفس اور دفع ضرر زیادہ اہم ہے۔ ہاں البتہ اگر دونوں کو بجالائے چاہے سوار ہو کر یا پیدل یا بھاگتے ہوئے یا درندے سے فرار کرتے ہوئے حفظ نفس اور دفع ضرر کر سکے تو کرے۔

۷۹۶۔ اگر اس کی تکلیف حفظ نفس یا دفع ضرر ہو اور اس کے باوجود وہ نماز میں داخل ہو جائے تو گنہگار ہو گا اور نماز باطل ہو گی بلکہ شروع سے ادا نہ ہو گی چونکہ شرعاً اس کو اس حالت میں نماز ادا کرنا منع ہے۔

۷۹۷۔ اگر نفس، عزت، مال خطیر پر اثناء فریضہ کوئی خطرہ لاحق ہو جائے تو یہ نماز کو نہ توڑے تو گنہگار ہو گا اور احتیاط یہ ہے کہ اس نماز کا اعادہ کرے۔

مبطلات نماز

۱۔ اثناء نماز میں اگر حدث اکبر یا حدث اصغر واقع ہو تو نماز باطل ہو جائے گی چاہے عمداً ہو یا سہواً اختیاراً

ہو یا مجبوراً البتہ وہ شخص اس حکم سے مستثنیٰ ہے جس کو سلسل البول کی بیماری ہو اور وہ پیشاب یا پاخانہ کو روکنے پر قادر نہ ہو اس کا حکم کتاب الطہارت میں گزر چکا ہے۔

ب۔ ہاتھ باندھنا مبطل نماز ہے چاہے دایاں ہاتھ بائیں پر رکھا جائے یا کلائی پر یا بازو پر چاہے درمیان میں کوئی حائل ہو یا نہ چاہے ناف کے اوپر رکھے یا نیچے بہر حال حرام اور مبطل ہے۔

ج۔ پورے بدن کے ساتھ پیچھے یا دائیں یا بائیں طرف دیکھنا عمداً حتیٰ کہ اگر پورے بدن کے ساتھ قبلہ اور دائیں طرف یا قبلہ اور بائیں طرف کے درمیان دیکھے اور کوئی مجبوری نہ ہو تو نماز باطل ہو گی البتہ صرف چہرے کو گھما کر دائیں یا بائیں دیکھنا بطلان نماز کا موجب نہیں لیکن اگر اتنا طول دے کر نماز کی حالت سے خارج ہو جائے تو نماز باطل ہو گی۔

د۔ دو مفید حرفوں یا زیادہ کے ساتھ مخاطب سے عمداً بات کرنا یا مخاطب کا جواب دینا اختیاراً ہو یا مجبوراً بطلان نماز کا موجب ہے اور ایسا کرنے والا گنہگار ہے۔

۷۹۸۔ ایک حرف مفید بھی نماز باطل کر دیتا ہے مثلاً ع، ق، ف جو کہ باب امر سے ہے اگر عمل بالاحتیاط سے محبت کرتا ہو تو اس صورت میں نماز تمام کرے اور اس کا اعادہ بھی کرے۔

۷۹۹۔ سہواً یا نسیاناً کلام کرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی اگرچہ سجدہ سہو کرنا ہو گا جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

۸۰۰۔ آہ کرنا، کھنکھورا مارنا اور رونا مبطل نماز نہیں اگرچہ ان افعال سے دو حرف حاصل ہو جائیں چاہے مہمل ہی ہوں البتہ اس صورت میں نماز تمام کرے اور احتیاطاً اعادہ بھی کرے بعض احکام اس قسم کے سہو کے بیان میں گزر چکے۔

۸۰۱۔ تمام احوال نماز میں قرآن پڑھنا ذکر، دعاء پڑھنا جائز ہے مستثنیٰ شدہ آیات و مقامات کا بیان پہلے ہو چکا ہے۔

۸۰۲۔ بلاسبب از روئے زیادتی نماز میں کسی مومن پر بددعاء کرنا ناجائز بلکہ حرام ہے۔ اور اس سے نماز بھی باطل ہو جاتی ہے۔

۸۰۳۔ ذکر کو بقصد تنبیہہ بلند آواز سے بھی بجالا سکتے ہیں لیکن معتدل طریقہ سے جس سے ذکر کا قصد ہو اور یوں کہے اللہ اکبر یا الحمد اللہ یا سمع اللہ لمن حمدہ یا بحول اللہ و قوتہ خصوصاً اپنے اپنے مقام پر۔

۸۰۴۔ عمداً قہقہہ لگانا یعنی ایسی ہنسی جو کہ آواز اور گڑگڑی پر مشتمل ہو اگرچہ بے اختیار ہی ہو نماز کو باطل

کر دیتی ہے اور سہواً نہیں احتیاط یہ ہے کہ نماز کو تمام کرے اور پھر اعادہ کرے۔

۸۰۵۔ دنیاوی امور یا میت پر عمداً گریہ وزاری کرنا۔

۸۰۶۔ بغیر آواز کے رونے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ اختیاراً ہو تاہم بہتر ہے کہ نہ روئے۔

۸۰۷۔ اگر سہواً آواز سے گریہ کرے اور احتیاط ہے کہ نماز تمام کرے پھر اس کا اعادہ کرے۔

۸۰۸۔ امام مظلوم ابو عبداللہ الحسین علیہ السلام کے مصائب کے لئے گریہ کرنا یا خوف خدا سے ذکر جنت و جہنم سے کرنا بطلان نماز کا موجب نہیں بلکہ افضل اعمال میں سے ہے۔

۸۰۹۔ نماز کی صورت کا محو کرنا کہ نمازی نماز پڑھتا ہوا معلوم نہ ہو چاہے کسی فعل کثیر کے ساتھ یا طویل خاموشی کے ساتھ جبکہ دیکھنے والے سمجھیں کہ یہ نماز نہیں پڑھ رہا بلکہ ہاتھ ہلا رہا ہے یا نماز میں تسبیح سے کھیلنا یا ادھر ادھر توجہ کرنا اگر عمداً ہو تو احتیاط یہ ہے کہ نماز مذکور کو مکمل کر کے پھر اعادہ کرے سہواً اس پر کچھ نہیں اور نماز صحیح ہے۔

۸۱۰۔ بعض احادیث میں وارد ہے کہ نماز کی حالت میں سانپ، بچھو، کھٹمل، پسو، جوں، مکھی مارنے میں کوئی مانع نہیں اور ہاتھ سے یا سر سے اشارہ کر سکتا ہے اور زمین سے ٹوپی اٹھا کر سر پر رکھ سکتا ہے اور ہلانے والے کو کنکری مار سکتا ہے اور عورت کسی حاجت کے لئے تالی بجا سکتی ہے اور تشہد کی حالت میں بچے کو دودھ پلا سکتی ہے اور اٹھا سکتی ہے اور نمازی اپنی انگوٹھی کے ساتھ یا ہاتھ میں سنگریزے لے کر نماز کی رکعتیں گن سکتا ہے۔ اور سجدہ کی جگہ سنگریزے برابر کر سکتا ہے وریپشانی سے مٹی صاف کر سکتا ہے اور غلام کو جگانے کے لئے دیوار پر ہاتھ مار سکتا ہے اور پیشانی سے مٹی صاف کر سکتا ہے اور جن قلیل افعال کے لئے نص وارد نہیں وہ مخصوص سے مشابہ ہونے کی وجہ سے ان میں شمار ہوں گی۔

۸۱۱۔ عمداً کھانا پینا نہ مطلقاً بلکہ اس صورت میں جبکہ نماز کی صورت کو محو کر دے یا موالات کے فوت ہونے کا موجب ہو۔

۸۱۲۔ جو شخص وتر کی ایک رکعت میں داخل ہو چکا ہے اور اس کو پیاس لگے ور وہ روزہ رکھنا چاہتا ہو اور خوف ہو کہ اگر اس نے پانی نہ پیا تو صبح ہو جائے گی یہ شخص نماز میں پانی پی سکتا ہے اگرچہ ایک دو قدم بھی چلنا پڑے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔

۸۱۳۔ ایسی چیز کو چوسنے میں کوئی مانع نہیں جو منہ میں تدریجاً پگھل یا گھل جائے اور مضمحل ہو جائے اور منہ میں رہ جانے والے کھانے کے ریزوں کو نگلنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۸۱۴۔ الحمد سے فارغ ہو کر نماز میں آمین کہنا مبطل نماز ہے چاہے کہنے والا امام ہو یا مقتدی، عمداً کہے یا سہواً علانیہ کہے یا پوشیدہ جیسا کہ احکامِ قرأت میں بیان ہو چکا ہے۔

۸۱۵۔ از روئے تقیہ الحمد کے بعد آمین کہا جا سکتا ہے بلکہ بعض حالات میں واجب ہے معصومین علیہم السلام سے منقول ہے کہ تم ان کے ساتھ پہلی صف میں کھڑے ہو جاؤ اور بالجہر آمین کہو اس طرح کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد میں خود آلود ہوا۔

۸۱۶۔ عمداً یا سہواً رکن یا جزو کو بڑھانا جس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے اور بعض مبطلات گزشتہ فصول میں بیان کئے جا چکے ہیں جن کو مکرر بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے۔

مکروہاتِ نماز

۸۱۷۔ پیشاب، پائخانہ، ریح، نیند کو روکنا چونکہ اس سے عدم توجہ اور ذکر خدا سے غفلت پیدا ہوتی ہے۔

۸۱۸۔ کچھ دائیں، بائیں طرف متوجہ ہونا چاہے چہرے سے یا آنکھ کے اشارے سے ہی کیوں نہ ہو۔

۸۱۹۔ کچھ ہاتھ یا ڈاڑھی سے عبث کرنا۔

۸۲۰۔ انگلیوں کو چٹخانا آہ بھرنا، جمائی اور انگڑائی لینا۔

۸۲۱۔ بال لینا یا اس کو نوچنا ناخن کاٹنا قرآن یا کتاب کیطرف دیکھنا اور کچھ پڑھنا بشرطیکہ فعل کثیر کا موجب نہ ہو ورنہ نماز باطل ہو جائے گی۔ انگوٹھی کو دیکھنا، دل ہی دل میں باتیں کرنا۔ نماز سے غفلت کرنا قرأت یا ذکر کے اثناء بالکل خاموشی اختیار کر لینا تاکہ لوگوں کی باتوں کی طرف توجہ کرے قیام کی حالت میں سرین پر ہاتھ رکھنا ایسا موزہ یا جراب پہننا جس سے پاؤں تنگ ہو جائیں اور ہر وہ فعل جو معبود حقیقی کی طرف پوری پوری توجہ کرنے میں خلل انداز ہو چونکہ روح عبادت یہی ہے کہ انسان اللہ کی طرف متوجہ ہوں۔

احکامِ قضاء

۸۲۲۔ جو فرائض واجبہ یومیہ یا نماز آیات فوت ہو جائے انکا قضاء کرنا واجب ہے۔ اور نماز جمعہ و عیدین کا قضاء کرنا واجب نہیں۔

۸۲۳۔ کم سنی، جنون کی حالت میں فوت ہونے والی نمازوں کی کوئی قضاء نہیں اسی طرح اگر کوئی شخص

نماز کے پورے وقت یں بے ہوش رہے تو اس دوران میں فوت ہونے والی نماز کی بھی قضاء نہیں ہے۔

۸۲۴۔ بیہوش ہونے والا اگر اول وقت میں سے ایک رکعت کی مقدار کا وقت بھی پا لے اور شرائط پورے ہوں تو اس پر قضاء واجب ہے اسی طرح اگر آخری وقت میں اس کو افاقہ ہو جائے اور نماز کی ایک رکعت جتنی مقدار کا وقت باقی ہو اور شرائط مکمل ہوں تو اس کا بجالانا یا قضاء کرنا واجب ہے۔

۸۲۵۔ اگر کوئی نشہ آور چیز پی لے یا دوا یا غذا استعمال کرے جو بیہوشی پیدا کرے اور وہ جانتا بھی ہو تو اس پر فوت ہونے والی نماز کی قضاء واجب ہے چاہے وہ کسی ضرورت کے تحت پیئے یا بلاضرورت اور طبیب حاذق کے حکم سے پیئے یا اس کے بغیر حتیٰ کہ جہلاً یا نسیاناً ایسا کرے تب بھی اس پر قضاء واجب ہے۔

۸۲۶۔ نفاس یا حیض والی عورت پر ایام حیض میں فوت ہونے والی نمازوں کی قضاء واجب نہیں جبکہ پورا وقت نماز حیض کیحالت میں آجائے۔

۸۲۷۔ اگر کوئی عورت کسی ضرورت کی وجہ سے دوا پیئے اور اس کو علم بھی ہو کہ اس سے حیض آجائے گا اور حیض آجائے تب بھی اس کے دوران فوت ہونے والی نمازوں کی قضاء واجب نہیں ہے لیکن اگر بلاضرورت جان بوجھ کر ایسی دوا استعمال کرے جو حیض آور ہو تو اس میں فوت ہونے والی نمازوں کی قضاء واجب ہو گی۔

۸۲۸۔ حیض یا نفاس والی عورت اگر طہارت کی حالت میں ایک رکعت کا وقت بھی پا لے اور تمام شرائط نماز موجود ہوں تو اس پر نماز پڑھنا یا قضاء پڑھنا واجب ہے۔

۸۲۹۔ کافر اصلی بھی کفر کی حالت میں فوت ہونے والی نمازوں کی قضاء نہ کرے گا جبکہ وہ اسلام لے آئے۔

۸۳۰۔ مرتد ملی اور فطری پر واجب ہے کہ ارتداد کی حالت میں فوت ہونے والی نمازوں کی قضاء دوبارہ اسلام لانے کے بعد بجالائے۔

۸۳۱۔ مخالف اگر راہ راست پر آجائے اور مخالفت کے ایام کی نمازوں کی قضاء نہ کرے ہاں اگر موافق یا مخالف اعتقاد کی وجہ سے ترک ہونے والی نمازوں کی قضاء کرے وہ بھی مستحب ہے۔

۸۳۲۔ مخالف پر واجب ہے اور مخالف کے زمانہ زکوٰۃ کی قضاء کرے اگرچہ اس نے اس دوران (غیر شرعی طور پر) زکوٰۃ ادا کی ہو۔

۸۳۳۔ مسلمان بالغ، عاقل، ایام بلوغ و عقل میں فوت ہونے والی نمازوں کی قضاء کرے۔

۸۳۴- جو شخص پانی یا مٹی نہ پاتا ہو وہ ان کے پالینے کے بعد وضو یا تیمم نہ کر سکنے کی وجہ سے فوت ہونے والی نمازوں کی قضاء کرے اگرچہ وہ احتیاطاً ان کو بروقت بلا طہارت پڑھ چکا ہو۔

قضاء کے مسائل

۸۳۵- واجب ہے کہ نمازوں کی قضاء اسی ترتیب سے کی جائے جس طرح وہ فوت ہوئی تھیں۔ پہلے فوت ہونے والی نمازیں پہلے اور بعد میں فوت ہونے والی نمازیں بعد میں پڑھے یہ حکم اس صورت میں ہے جب اس کو ترتیب کا علم یا ظن ہو اور اگر وہ ترتیب سے ناواقف ہو تو اس کی پابندی اس سے ساقط ہے۔

۸۳۶- ہمارے نزدیک ترتیب سے ناواقف پر واجب نہیں کہ بالترتیب نمازوں کو قضاء پڑھے۔ بلکہ اس سے ترتیب ساقط ہے چونکہ اس کے لئے اس کی پابندی دشوار اور تنگی کا باعث ہے لیکن میں یہاں وہ تشریح بیان کرتا ہوں جو جناب شہید ثانی رحمہ اللہ نے شرح لمعہ میں بیان کی ہے۔ یہ اس کے لئے جو ترتیب کو حاصل کرنا چاہے انہوں نے اس کی چار صورتیں بیان فرمائی ہیں۔

۸۳۷- صورت اول:

انہوں نے فرمایا! جس شخص کے دو دن ظہرین کی نمازیں فوت ہوئی ہوں اور معلوم نہ ہو کہ ان میں سے پہلے کون سی نماز فوت ہوئی ہے تو وہ دو عصر کے مابین ایک ظہر یا دو ظہر کے درمیان عصر پڑھے تاکہ ترتیب حاصل ہو جائے اور اگر تیسرے دن کی مغرب بھی ان کے ساتھ جمع ہو گئی ہو تو مغرب سے پہلے اور بعد میں نمازیں اس طرح پڑھے پہلے ظہر پھر عصر پھر ظہر پھر مغرب پھر ظہر پھر عصر پھر ظہر یہ سات نمازیں ہوں گی۔

اور ان کے ساتھ اگر عشاء بھی شامل ہو تو اس سے پہلے بھی سات اور بعد میں بھی سات نمازیں پڑھے گویا کل پندرہ نمازیں پڑھے گا اور اگر ساتھ صبح بھی شامل ہو تو صبح سے پہلے پندرہ اور بعد میں بھی پندرہ نمازیں پڑھے اور یہ واضح ہے اس کی تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔

۸۳۸- علامہ شہید ثانی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ان کا ضابطہ یہ ہے کہ اس طرح سے نمازوں کے پڑھنے میں تکرار کرے کہ ترتیب حاصل ہو جائے اور تمام احتمالات پر ترتیب واقع ہو پہلی صورت میں دو

احتمال ہیں یعنی جس شخص کی ظہر و عصر دو دن کی فوت ہو تو اس میں دو احتمال ہیں یا پہلے روز ظہر فوت ہوئی دوسرے روز عصر یا پہلے روز عصر اور دورے روز ظہر تو تین نمازیں اس ترتیب سے پڑھے کہ ترتیب حاصل ہو جائے اور ظہرین مع المغرب فوت ہونے کے احتمال میں چھ نمازیں پڑھنی ہوں گی جو اس طرح ممکن ہو سکی ہیں۔

احتمال اول	ظہر	پھر	عصر	پھر	مغرب
احتمال دوم	ظہر	پھر	مغرب	پھر	عصر
احتمال سوم	عصر	پھر	ظہر	پھر	مغرب
احتمال چہارم	عصر	پھر	مغرب	پھر	ظہر
احتمال پنجم	مغرب	پھر	ظہر	پھر	عصر
احتمال ششم	مغرب	پھر	عصر	پھر	ظہر

اس طرح اٹھارہ نمازیں پڑھے گا تا کہ تین فوت شدہ نمازوں کی ترتیب درست ہو سکے اگر وہ ترتیب سے ناواقف ہو۔

علامہ شہید نے فرمایا ہے کہ تیسری صورت میں چوبیس نمازیں پڑھنی ہوں گی جبکہ دو ظہرین ایک مغرب اور ایک عشاء فوت ہوئی ہو اس کے احتمالات مندرجہ ذیل ہیں۔

اول۔ ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء

دوم	ظ	ع	ش	م
سوم	ظ	م	ع	ش
چہارم	ظ	م	ش	ع
پنجم	ظ	ش	ع	م
احتمال ششم	ظ	ش	م	ع
احتمال ہفتم	عصر	ظہر	مغرب	عشاء
احتمال ہشتم	عصر	ظہر	عشاء	مغرب
احتمال نہم	ع	م	ظ	ش
احتمال دہم	ع	ش	ظ	م
احتمال دوازدہم	ع	ش	م	ظ

احتمال سیزدھم	م	ظ	ع	ش
احتمال چہاردہم	م	ظ	ش	ع
احتمال پانزدہم	م	ع	ظ	ش
احتمال شانزدہم	م	ع	ش	ظ
احتمال ہفدہم	م	ش	ظ	ع
احتمال ہشدہم	م	ش	ع	ظ
احتمال ۱۹	ش	ظ	ع	م
احتمال ۲۰	ش	ظ	م	ع
احتمال ۲۱	ش	ع	ظ	م
احتمال ۲۲	ش	ع	م	ظ
احتمال ۲۳	ش	م	ظ	ع
احتمال ۲۴	ش	م	ع	ظ

دوسری صورت کے تیسرے فرض کے یہ چوبیس احتمال ہیں اور کل ۹۶ نمازیں پڑھنی پڑتی ہیں۔

شہیدؒ نے فرمایا اگر ان نمازوں میں چھٹی نماز بھی شامل ہو تو احتمالات ۷۲۰ قرار پاتے ہیں۔

میں کہتا ہوں یعنی نمازیں پنجگانہ کے ساتھ اگر نماز آیات شامل ہو تو عدد مذکورہ کو ۱۲۰ کے ساتھ ضرب دیں گے اور چوتھے فرض میں فرائض مطلوبہ ششگانہ کے ساتھ اس طرح ۷۲۰ احتمالات بنیں گے اور ان احتمالات کو چھ سے ضرب دینے سے ۴۳۲۰ نمازیں بنتی ہیں۔

شہیدؒ نے فرمایا اور اس احتمال کی صحت ۶۳ فرائض پڑھنے سے ہو گی یعنی اگر ہم پہلی صورت میں یومیہ پنجگانہ فرائض کے ساتھ چھٹی نماز فرض کریں گے تو کل مجموعی طور پر ۶۳ نمازیں بنیں گی چونکہ یہ ۳۱ تین اور چھٹے فریضہ سے مل کر اتنا ہی ۶۳ ہوں گی۔ شہیدؒ نے فرمایا۔

۸۳۹۔ تیسری صورت اور ممکن ہے کہ اس کے بغیر بھی نماز صحیح ہو جبکہ نمازی ان فرائض کو جس طرح چاہے پڑھ لے اور عدداً مکرراً پڑھے اور ایک ان میں سے کم کر دے پھر اسی پر ختم کرے جس سے ابتداء کی تھی اس طرح دوسری صورت کے علاوہ تیسرے احتمال میں سے تیرہ صحیح ہوں گے میں کہتا ہوں یہاں تیسرے سے مراد تیسرا فریضہ ہے یعنی ظہرین و عشائین کا فوت ہونا۔ اور مکرر سے مراد یہ ہے کہ

چار کو چار سے ضرب دیں چونکہ فرائض مذکرہ چار ہیں اور شہید کا فرمانا کہ ان میں سے ایک کم کردے یعنی چار کے بجائے تین کو چار سے ضرب دے تو بارہ عدد مکمل ہو جائیں گے اور جس سے شروع کیا تھا اس پر ختم کرے تو تیرہ صحیح ہوں گی۔

شہید ثانیؒ نے فرمایا اور چوتھے فرض میں ۲۱ نمازیں ہوں گی یعنی جب پانچ فرائض فوت ہو جائیں تو چار کو پانچ سے ضرب دے گا اور جہاں سے ابتداء کی وہاں ختم کرے اور یہ مجموعاً ۲۱ قرار پائیں گی اور پانچویں احتمال میں ۳۱ نمازیں ہیں چونکہ پانچ کو چھ سے ضرب دینے سے تیس ہوں گی اور جس سے ابتداء کی تھی اس پر ختم کرے گا اور کل ۳۱ ہو جائیں گی۔ علامہ شہید فرماتے ہیں: "اور پانچویں احتمال میں جبکہ فرائض چھٹے فریضہ کے ساتھ جمع ہو تو ہم ۵ کو ۶ سے ضرب دیں گے اور جس سے شروع کیا تھا اسی پر ختم کرے تو مجموعی طور پر کل ۳۱ فرائض ہوں گے"۔ میں کہتا ہوں شہید مرحوم کی مراد کو سمجھنے میں بہت سے طلبہ و مدرسین و اساتذہ متحیر ہوئے ہیں اور ان کے تحیر کی وجہ اول علم حساب سے ناواقفیت ہے پھر حواشیکا مطالعہ اور ان پر اعتماد رکھنا ہے ایک معروف محشی نے دوسری صورت پر اپنے حاشیہ میں اشتباہ کیا ہے۔ اور شروع سے آخر تک غلط تشریح کی ہے جس کی وجہ سے مطالعہ کرنے والوں کو بھی اشتباہ ہوا ہے لہٰذا میں نے یہاں ان کی عبارت کی پوری تشریح و تفصیل کی ہے تاکہ طلبہ کی اعانت ہو سکے والحمد للہ رب العالمین۔

۸۴۰۔ اگر وقت وسیع ہو کہ فوت شدہ نماز کو حاضر فریضہ سے تاخیر کے ساتھ پڑھنا جائز ہے۔

۸۴۱۔ حاضر فریضہ سے پہلے قضاء نماز کا پڑھنا مستحب ہے لیکن اگر حاضر فریضہ کا وقت تنگ ہو تو جائز نہیں ہے بلکہ واجب ہے کہ پہلے حاصرہ فریضہ ادا کرے۔

۸۴۲۔ اگر نمازی کا قصد یہ ہو کہ وقت وسیع کی وجہ سے پہلے قضاء نمازیں پڑھے اور وہ بھول کر حاضر فریضہ شروع کردے تو اس کے لئے جائز ہے کہ قضاء کی طرف عدول کرے جب تک کہ محل عدول سے تجاوز نہ کر چکا ہو جس طرح کہ نماز کی قضاء پڑھنا چاہے اور بھول کر ظہر کی نماز شروع کردے تو اگر پہلی یا دوسری رکعت میں یاد آجائے تو عدول کر سکتا ہے لیکن اگر تیسری یا چوتھی رکعت میں یاد آئے تو ظہر کو تمام کردے اور پھر صبح کی قضاء پڑھے۔

۸۴۳۔ جس پر فرائض قضاء ہوں وہ نوافل پڑھ سکتا ہے۔

۸۴۴۔ اگرچہ فرائض کی قضاء نوافل بجالانے سے احوط ہے مگر چہاردہ معصومین علیہم السلام کے مزارات مقدسہ کی زیارت کے وقت دو دو یا زیادہ رکعات پڑھنا زیارت کا کمال یا جزء ہے جس کو بجالانا چاہیئے تاکہ زیارت ناقص نہ رہ جائے اسی طرح نماز تحیّہ مسجد خصوصاً مسجد الحرام، مسجد نبوی، مسجد کوفہ، مسجد سہلہ میں

اس تحیہ کو ترک نہیں کرنا چاہیئے۔

۸۴۵۔ جو شخص اپنے وطن میں ہو اور وقت نماز داخل ہو جائے اس پر پوری نماز واجب ہے اگر وہ وہاں نہ بجا لا سکے اور سفر کرے تو دورانِ سفر اگر حد ترخص سے تجاوز کر چکا ہے تو قصر پڑھے گا۔

۸۴۶۔ نماز جس طرح فوت ہوئی ہو اس کی قضاء بھی اسی طرح ہو گی۔ اگر حضر میں قضاء ہوئی ہو تو قصر قضاء پڑھے گا اگرچہ سفر میں قضاء پڑھے اور اگر سفر میں قضاء ہوئی ہو تو قصر قضاء پڑھے گا اگرچہ حضر میں پڑھے اسی طرح اگر نماز جہریہ ہو تو قضاء جہریہ پڑھے اگرچہ دن کو پڑھ رہا ہو اور اگر نماز اخفاتی ہو تو چاہے رات کو قضاء پڑھے اخفات ہی کے ساتھ پڑھے گا۔

۸۴۷۔ فرائض کی قضاء فوری واجب نہیں ہے مگر غفلت اور لاپرواہی نہیں کرنی چاہیئے۔

۸۴۸۔ نوافل یومیہ خصوصاً نماز شب کی قضاء مستحب ہے۔

۸۴۹۔ جو روزمرہ کی نوافل قضاء پڑھنے سے عاجز ہو وہ ہر دو رکعت کے عوض ایک مد کھانا دے دے جو کہ مستحب ہے جو اس سے بھی عاجز ہو تو ہر چار رکعت کے بدلے ایک مد کھانا دے اور اگر اس سے بھی عاجز ہو تو یومیہ نوافل کے بدلے ایک مد اور شبانہ نوافل کے بدلے ایک مد دے اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو ایک روز کے بدلے ایک ایک مد دے مد ایک وزن ہے جو کہ "ساڑھے تین پاؤ" کے برابر ہے۔

۸۵۰۔ زندگی میں نمازوں اور دیگر عبادات کی قضاء میں کسی کو نائب مقرر کرنا جائز نہیں ہے بلکہ خود بجا لائے۔

۸۵۱۔ حج میں نائب بنانا جائز ہے بشرطیکہ بذاتِ خود حج کرنے کی استطاعت تو رکھتا ہو مگر سفر کرنے سے عاجز ہو چاہے بیماری ہو یا بڑھاپا۔

۸۵۲۔ جو شخص طہارت میں پانی استعمال کرنے سے معذور ہو یا نماز کھڑے ہو کر پڑھنے سے قاصر ہو اور کوئی عذر شرعی رکھتا ہو تو قضاء میں جلدی نہ کرے بلکہ عذر زائل ہونے کا انتظار کرے حتیٰ کہ مایوس ہو جائے۔

"اہم مسائل"

۸۵۳۔ سرپرست حضرت عنداللہ اپنے بچوں کے متعلق مسئول ہوں گے لہذا ان پر لازم ہے کہ وہ انہیں اخلاق فاضلہ اوراعمال صالحہ کی تعلیم و تربیت دیں اور نماز پڑھنے کا عادی بنائیں حتیٰ کہ وہ قضاء شدہ نمازوں سے بھی غفلت نہ کرنے پائیں۔

۸۵۴۔ جس شخص سے ایک ہی وقت کی کئی نمازیں قضاء ہوئی ہوں مثلاً فریضۂ مغرب اور ان کی تعداد کا علم نہ ہو تو چاہیئے کہ اتنی بار نماز بار بار پڑھے حتیٰ کہ اس کو ظن غالب ہو جائے کہ وہ بری الذمہ ہو چکا ہے۔

۸۵۵۔ جس شخص کو علم ہو کہ اس کے ذمہ فرائض یومیہ میں سے کوئی فریضہ حضر میں عائد ہوتا ہے اور بعینہ اس کا علم نہ ہو کہ آیا وہ صبح کا فریضہ تھا یا ظہرین کا یا مغربین کا تو چاہیئے کہ ایک دفعہ دو رکعتی نماز، ایک دفعہ تین رکعتی اور ایک دفعہ چار رکعتی نماز بنیت قضاء مافی الذمہ بجالائے۔

۸۵٦۔ مکلف کو اختیار ہے کہ ان دو مندرجہ صورتوں میں چار رکعتی یا دو رکعتی نمازیں بالجہر پڑھے یا بالاخفات۔

۸۵۷۔ مسلم زادہ مسلمان اگر عمداً نماز ترک کر دے اور ترک کرنا حلال سمجھے تو واجب القتل ہے مگر عورت ایسا کرے تو اس کو قید کیا جائے اور اوقات نماز میں اس کو اتنا مارا جائے کہ وہ توبہ کر لے یا مر جائے۔

۸۵۸۔ نماز ترک کرنے والے کے والدین اگر کافر ہوں تو اس سے توبہ کرائی جائے اور اگر وہ توبہ کرے تو فبہا ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے گا۔

۸۵۹۔ نماز ترک کرنے والا اگر سستی اور لاپرواہی سے ایسا کرے مگر اس کے ترک کو حلال قرار نہ دے تو اس پر تعزیر جاری کی جائے اور اس کو تین مرتبہ ادب سکھایا جائے اگر وہ پھر ایسا کرے تو چوتھی بار اس کو قتل کر دیا جائے گا۔

۸٦۰۔ اگر میت کے ذمہ نماز یا دیگر عبادات ہوں مثلاً روزہ، حج، خمس، زکوٰۃ تو واجب ہے کہ کسی کو اجرت دے کر اس کی طرف سے قضاء کرائی جائے اگرچہ اس نے خود وصیت نہ کی ہو اور اجرت میت کے اصل مال سے ادا کی جائے گی۔

۸٦۱۔ بڑے لڑکے پر واجب ہے کہ والدین کی قضاء نمازیں ادا کرائے اگرچہ وہ والدین کی وفات کے

وقت بالغ عاقل نہ ہوا گرچہ قضاء اس پر بلوغ و عقل کے بعد واجب ہو گی۔

۸۶۲۔ اگر میت وصیت کر جائے کہ اس کی قضاء نمازیں اس کے مال میں سے خرچ کر کے اجرت پر پڑھوائی جائیں تو بڑے لڑکے سے ساقط ہوں گی اسی طرح اگر کوئی مومن از روئے رغبت اس کی نمازیں پڑھنے کی پیشکش کرے تب بھی اس سے ساقط ہوں گی۔

۸۶۳۔ ولی شرعی پر والدین کی صرف ان نمازوں کی قضاء واجب ہے جو ان کی ذاتی طور پر قضاء ہوں لیکن اگر انہوں نے کسی کی نمازیں اجرت پر لی ہوں اور نہ پڑھ سکا ہو تو ان کی قضاء واجب نہیں اسی طرح اگر والدین پر خود انکے والدین کی نمازیں ہوں تو اولاد پر ان کی قضاء واجب نہیں ہے۔

۸۶۴۔ بڑا لڑکا جس پر والدین کی قضاء نمازیں واجب ہوں وہی ہو گا جو حبوہ کا مستحق ہو گا حبوہ کی وضاحت کتاب المیراث میں بیان ہو گی۔

۸۶۶۔ اگر میت کا کوئی بڑا لڑکا نہ ہو تو بڑی لڑکی پر قضاء واجب نہیں بلکہ جو اس کا ولی شرعی ہو اور اسکے احکام میں دوسروں سے اولیٰ ہو اس پر واجب ہیں۔

۸۶۷۔ اگر ولی کو شک ہو کہ میت پر قضاء ہے یا نہیں تو اس پر کچھ نہیں ہے۔

۸۶۸۔ اگر ولی کو علم ہو کہ میت کی کوئی عبادت ترک ہوئی ہے اور اس پر قضاء واجب ہے مگر یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کسی عذر کی وجہ سے ہے یا نہیں تو احوط ہے کہ ولی شرعی اس کی قضاء کرے۔

۸۶۹۔ تمام لڑکوں میں سب سے بڑا وہ وہ گا رحم سے سب سے پہلا نکلا ہو لیکن اگر کوئی نطفہ کے انعقاد کی وجہ سے پہلا ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں چونکہ خالق و مصور خداوند عالم ہی اس کو بہتر جانتا ہے ہم پر صرف ظاہری احکام پر پابندی لازم ہے۔

۸۷۰۔ اگر میت کے دو لڑکے عمر، عقل، بلوغ میں مساوی ہوں تو قضاء نمازیں دونوں پر برابر تقسیم کی جائیں لیکن اگر ان میں سے ایک بالغ ہو اور دوسرا نابالغ تو تکلیف شرعی اس پر عائد ہو گی اگرچہ دونوں عمر میں مساوی ہوں۔

۸۷۱۔ احوط یہ ہے کہ ولی شرعی از خود یہ عبادات بجا لائے اگر وہ معذور ہو تو دوسرے کو اجرت پر اپنا نائب مقرر کر سکتا ہے۔

۸۷۲۔ ولی شرعی پر قضاء جلد بجا لانا واجب نہیں اگرچہ موافق احتیاط یہی ہے۔

۸۷۳۔ بڑا لڑکا یا ولی جو ماں کی طرف سے قضاء نمازیں پڑھ رہا ہو وہ جہری نماز بالجہر پڑھے اور عورت کے احکام کی پابندی نہ کرے جہر و اخفات کا دارومدار قضاء پڑھنے والے پر ہے نہ میت پر۔

احکامِ نمازِ جماعت

۸۷۴۔ نماز باجماعت ان عظیم نعمتوں میں سے ہے جن کے ذریعہ خداوند عالم نے مسلمانوں پر احسان فرمایا ہے اور انہیں اس امت مرحومہ کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔ اور اس کا بے حساب ثواب مقرر کیا ہے۔

۸۷۵۔ جماعت واجب نمازوں میں مستحب ہے خصوصاً فرائض خمسہ میں اور صبح و مغربین کے لئے اس کی زیادہ تاکید وارد ہے۔

۸۷۶۔ جماعت کی فضیلت میں بہت سی احادیث وارد ہیں اور جماعت میں حاضر ہونے کی ترغیب اور اس کو ترک کرنے کی مذمت احادیث سے ثابت ہے۔

۸۷۷۔ حدیث میں ہے کہ جو ہماری جماعت سے اعراض کرے اور اپنے گھر میں نماز پڑھے اس کی غیبت کرنا گناہ نہیں ہے۔ اور جو مسلمانوں کی جماعت سے اعراض کرے مسلمانوں پر اس کی غیبت کرنا واجب ہے اور مسلمانوں کے درمیان اس کی عدالت ساقط ہے اور اس سے قطع تعلق کرنا چاہیئے اور مسلمانوں کے پیشوا پر لازم ہے کہ اس کو ڈرائے اور تنبیہہ کرے اگر پھر بھی حاضر نہ ہو تو اس کے گھر کو جلادے دوسری حدیث میں ہے کہ جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام کو اطلاع دی گئی کہ ایک قوم نماز باجماعت کے ئے مسجد میں حاضر نہیں ہوتی تو آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ ایک قوم ہماری مساجد میں ہمارے ساتھ حاضر نہیں ہوتی تو ان کے ساتھ کھانا پینا، مشورہ کرنا، مناکحت کرنا ترک کر دیا جائے کہ بعید نہیں کہ جب تک وہ نماز باجماعت میں حاضر نہ ہوں میں ان کے گھروں کو آگ لگا دوں پس یہ سن کر لوگوں نے ان سے قطع تعلق کر لیا اور وہ نماز باجماعت میں حاضر ہونے پر مجبور ہو گئے۔

۸۷۸۔ نماز باجماعت کی فضیلت میں بہت سی احادیث آئیہیں ہم صرف ایک پر اکتفاء کرتے ہیں۔

کتاب الانوار النعمانیہ میں ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل نماز ظہر کے بعد ستر ہزار فرشتوں کے ہمراہ آئے اور فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا آپ کو سلام کہتا ہے اور آپ کو دو ہدیئے پیش کرتا ہے ایک نماز وتر تین رکعات اور پانچ نمازیں باجماعت میں نے کہا اے جبرئیل میری امت کے لئے نماز باجماعت میں کتنا ثواب ہے۔ انہوں نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر نمازی دو ہوں تو خدا ہر ایک کے لئے ہر رکعت کے عوض ایک سو پچاس رکعت کا ثواب لکھتا ہے اور اگر تین ہوں تو ہر ایک کے لئے ہر رکعت کے عوض ایک ہزار دو صد

نمازوں کا ثواب لکھتا ہے۔ اگر پانچ ہوں تو ہر رکعت کے عوض ایک ہزار چار سو نمازوں کا ثواب عطاء کرتا ہے اگر سات ہوں تو ہر رکعت کے عوض نو ہزار چھ سو اور اگر آٹھ ہوں تو ہر رکعت کا ثواب انیس ہزار دو سو اگر نو ہوں تو چھتیس ہزار چار سو، اگر دس ہوں تو ہر رکعت کا ثواب بہتر ہزار آٹھ سو اگر اس سے زیادہ ہوں تو آسمان کاغذ بن جائیں، اور بادل سیاہی بن جائیں، درخت قلم بن جائیں، جن و انس و ملائکہ لکھنے والے ہوں تو ایک رکعت کا ثواب بھی نہیں لکھ سکتے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! امام جماعت کے ساتھ ایک تکبیر ایک لاکھ دینار صدقہ دینے سے بہتر ہے اور ایک سجدہ ایک سو غلام آزاد کرنے سے افضل ہے۔

میں کہتا ہوں کہ زیرک مسلمان اور عاقل و دانشمند مومن ایسا عظیم نفع ترک نہیں کر سکتا بلکہ چاہیئے کہ اس کی پابندی کرے اور اس کا ثواب ایسے دن کے لئے ذخیرہ کرے جس روز مال اور بیٹے کام نہ دیں گے مگر جو قلبِ سلیم کے ساتھ اللہ کے پاس حاضر ہو۔

مواردِ جماعت

۸۷۹۔ جماعت نماز جمعہ و عیدین میں واجب ہے جب اس کے تمام شرائط پورے ہو جائیں۔

۸۸۰۔ جمعہ و عیدین کے علاوہ تمام واجب نمازوں میں بھی جماعت اس وقت واجب ہو جاتی ہے جب کوئی جماعت میں حاضر ہونے کی نذر، عہد کرے یا قسم کھائے۔

۸۸۱۔ اس شخص پر بھی جماعت واجب ہے جو نماز یا قرأت اچھی طرح نہیں پڑھ سکتا یا قرأت سیکھنے پر قادر نہ ہو اور وقت تنگ ہو۔

۸۸۲۔ نوافل میں جماعت جائز نہیں اگرچہ بسا اوقات نذر وغیرہ کی وجہ سے واجب ہو جاتی ہے۔

۸۸۳۔ اگر نماز عیدین کے شرائط وجوب پورے نہ ہوں تب بھی جماعت جائز ہے۔ اور فعلاً مستحب ہے چونکہ فی الاصل واجب ہے۔

۸۸۴۔ جماعت کا اگر استحباباً یا احتیاط کی وجہ سے اعادہ کیا جائے یا کوئی مومن کسی میت کی طرف سے برضاء رغبت جماعت میں نماز پڑھے تو جائز ہے چونکہ یہ دونوں امور در اصل واجب ہیں اگرچہ فعلاً مستحب ہیں۔

۸۸۵۔ یہ جائز ہے کہ جماعت میں امام اور مقتدی کی نمازوں میں فرق ہو مثلاً ایک کی نماز پوری ہو

دوسرے کی قصر ہو یا ایک کی اداء ہو دوسرے کی قضاء ہو یا ایک کی جہری ہو اور دوسرے کی قضاء قصر اور اخفاتی۔

۸۸۶- یہ بھی جائز ہے کہ مقتدی ظہر کی نیت سے اقتداء کرے اور امام عصر پڑھ رہا ہو یا مقتدی مغرب کی پڑھ رہا ہو اور امام عشاء کی اس طرح دیگر فرق بھی جائز ہیں۔

۸۸۷- ضرورت اور تقیہ کی صورت میں مخالفین کے ساتھ نماز جماعت میں شرکت کرنا جائز ہے اور اس نماز ہی پر اکتفاء کیا جاسکتا ہے۔

۸۸۸- اگر نمازی کے لئے ممکن ہو کہ مخالفین کی نماز میں شرکت کرنے سے قبل پہلے اپنے گھر میں نماز پڑھ لے یا بعد میں اعادہ کر لے تو بہتر ہے کہ اپنی نماز پڑھے۔

۸۸۹- عدم ضرورت کے وقت ان کی جماعتوں میں حاضر ہونا اور پہلی صف میں کھڑے ہونا اور ظاہری طور پر ان کی اقتداء کرنا ازروئے تقیہ مستحب ہے مگر نماز میں اقتداء کی نیت نہ کرے۔

۸۹۰- امام پر واجب نہیں ہے کہ امامت کی نیت کرے حتیٰ کہ اگر وہ اکیلا نماز پڑھے اور کوئی اس کی اقتداء کرے یا کئی اس کے ساتھ اقتداء میں شریک ہو جائیں تو جماعت حاصل ہو جائے گی۔

۸۹۱- ماموم پر واجب ہے کہ وہ اقتداء کی نیت کرے اور اپنے امام جماعت کی تعیین کرے اگرچہ تعیین نام کے ساتھ ہو یا صفت کے ساتھ یا اشارہ کے ساتھ۔

۸۹۲- ماموم پر واجب نہیں ہے کہ امام کا نام جانتا ہو یا معرفتِ صفت رکھتا ہو پس اگر اس کو علم ہے کہ امام میں شرائط پوری ہیں تو اتنی نیت کرنا ہی کافی ہے میں اس حاضر پیشنماز کی اقتداء کرتا ہوں قربۃً الی اللہ۔

۸۹۳- نامعلوم پیشنماز کی اقتداء کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں۔

۸۹۴- بلا تعیین بیک وقت دو پیشنمازوں کی اقتداء کرنا جائز نہیں ہے اگر ایسا کرے گا تو جماعت صحیح نہ ہو گی۔

۸۹۵- اثناء نماز میں یا اس کے بعد اقتداء کی نیت کرنا جائز نہیں بلکہ اول میں واجب ہے اگر اثناء میں یا بعد میں نیت کرے تو جماعت درست نہ ہو گی۔

۸۹۶- جو اپنے نزدیک کسی معین امام کی اقتداء کرے پھر نماز پڑھنے کے بعد یہ ظاہر ہو کہ وہ کوئی اور تھا مثلاً کسی نے زید کی اقتداء کی نیت کی پھر یہ معلوم ہوا کہ وہ عمرو تھا تو اس کی نماز باطل ہے جبکہ عمرو اس کے نزدیک عادل نہ ہو بلکہ اگرچہ عادل ہی ہو چونکہ اس نے زید کا تعین کرنے کے اقتداء کی نیت کی تھی۔

۸۹۷۔ اگر وہ حاضر امام کی اقتداء کرے اور گمان یا خیال ہو کہ یہ زید ہے پھر معلوم ہو کہ وہ زید نہیں ہے لیکن عادل اور جامع شرائط امام ہے تو اس کی نماز صحیح ہو گی۔

۸۹۸۔ اختیاری طور پر نماز میں ایک امام سے دوسرے کی طرف عدول کرنا جائز نہیں ہے اگرچہ دوسرا پہلے سے افضل ہو لیکن مجبوری کی صورت میں ایسا جائز ہے مثلاً پہلے امام کو موت آجائے یا بیہوش ہو جائے یا اس کو جنون ہو جائے یا اس کا حدث صادر ہو جائے یا وہ قیام سے عاجز ہو یا اس کی تکلیف شرعی یہ بن جائے کہ وہ بیٹھ کر نماز تمام کرے اور ان حالات میں لوگ ایک ماموم کو آگے کھڑا کر دیں جو کہ نیک سیرت اور جامع شرائط امامت ہو اور اس کی طرف عدول کریں تو جائز ہے۔

۸۹۹۔ اگر دو آدمی نماز پڑھیں اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد دونوں میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے کہ وہ امام تھا تو دونوں کی نماز بلااشکال صحیح ہے لیکن اگر ان میں سے ہر شخص دعویٰ کرے کہ وہ ایک دوسرے کا مقتدی تھا تو دونوں کی نماز باطل ہے۔ اسی طرح اگر یہ جماعت میں ہوں اور ہر ایک ان میں سے دعویٰ کرے کہ وہ امام تھا یا مقتدی تو امامت کے دعویٰ سے نماز صحیح ہے اور ماموم ہونے کے لحاظ سے باطل ہے۔

۹۰۰۔ مقتدی پر واجب ہے کہ تکبیرۃ الاحرام میں امام سے آگے نہ پڑھے۔ اور تمام احوال میں مثلاً رکوع، سجود، تشہد، سلام واجب میں بھی اس کی پیروی کرے اگر عمداً رکوع و سجود میں سبقت کرے تو جماعت سے الگ ہو جائے گا چونکہ وہ علیحدہ ہو گیا لیکن اگر سہواً آگے بڑھا ہو تو رجوع کرے اور اتباع کرے اور اس پر کچھ نہیں ہے اگرچہ رکن بھی زیادہ کر دے۔

۹۰۱۔ مقتدی کو چاہیئے کہ امام سے اقوال میں بھی سبقت نہ کرے اگرچہ جائز ہو لیکن رکوع و سجود وغیرہ کے ذکر میں امام کی متابعت واجب نہیں ہے۔

۹۰۲۔ مقتدی کے لئے جائز ہے کہ قنوت میں اپنی ذاتی دعا پڑھے اور امام کی دعا کی متابعت نہ کرے۔

۹۰۳۔ ایک مقتدی کے ساتھ بھی جماعت منعقد ہو سکتی ہے اگرچہ وہ ممیز بچہ یا عورت ہی کیوں نہ ہوں۔

۹۰۴۔ اگر مقتدی ایک ہو چاہے بالغ یا ممیز ہو تو وہ امام کی دائیں طرف کھڑا ہو گا اور اگر دو مرد ہو یا دو ممیز یا پوری جماعت ہو تو امام کے پیچھے کھڑے ہوں گے۔

۹۰۵۔ اگر امام عورت ہو اور مقتدی بھی عورت ہو تو دائیں طرف کھڑی ہو گی اور اگر امام مرد ہو عورت اس کے پیچھے کھڑی ہو گی اگرچہ اکیلی ہی کیوں نہ ہو۔

۹۰۶۔ بغیر مجبوی کے بلاوجہ جماعت سے انفراد کی طرف عدول کرنا جائز نہیں ہے۔

۹۰۷- مجبوری کی حالت میں جماعت سے انفراد کیطرف عدول کرنا جائز ہے مثلاً پیشاب یا پائخانہ کی حاجت ہو یا کسی حاجت کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو اگرچہ حاجت دنیاوی ہی ہو۔

۹۰۸- اگر امام و مقتدی کی نمازوں کی نوعیت الگ الگ ہو تو اقتداء جائز نہیں مثلاً اگر امام فرائض خمسہ میں سے کوئی فرض پڑھ رہا ہو اور مقتدی نماز آیات پڑھ رہا ہو۔

۹۰۹- اسی طرح اگر ایک کی نماز واجب ہو اور دوسرے کی مستحب ہو تب بھی اقتداء جائز نہیں مثلاً اگر امام نماز عیدین پڑھا رہا ہو اور مقتدی کوئی فرض پڑھ رہا ہو یا امام فرض پڑھ رہا ہو اور مقتدی کوئی اور مستحب نماز۔

۹۱۰- اگر امام نماز آیات پڑھ رہا ہو تو مقتدی لاعلمی یا نسیان کی وجہ سے فرائض پنجگانہ کسی فرض کی نیت سے اس کی اقتداء کرے اگر پہلی رکعت میں یاد آجائے جبکہ امام الحمد یا سورہ پڑھ رہا ہو یا الحمد کے بعد پورا سورہ پڑھ کر رکوع میں جا چکا ہو اور مقتدی علیحدہ ہو جائے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر امام سورہ قطع کر دے اور بعض سورہ پڑھ کر رکوع کرے اور مقتدی رکوع میں اس کی اقتداء کرے تو اس کی نماز باطل ہے یا امام پورا سورہ پڑھے لیکن مقتدی کو دوسرے رکوع میں یاد آجائے یا بعد میں یاد آئے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر امام پہلی رکعت میں سورہ قطع کر دے اور ماموم بھی متوجہ ہو جائے اور انفراد کا قصد کرے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۹۱۱- اگر زمین برابر ہو اور ڈھلوان نہ ہو اور امام کے کھڑے ہونے کی جگہ مقتدی کی جگہ سے ایک بالشت یا زیادہ بلند ہو تو امام کی نماز صحیح ہے اور مقتدی کی نماز باطل ہے لیکن اگر زمین ڈھلوان ہو مثلاً غالباً سمندر کا کنارہ یا پہاڑ کا دامن تو جائز ہے کہ امام کی جگہ مقتدی کی جگہ سے ایک بالشت یا زیادہ بلند ہو۔

۹۱۲- جائز ہے کہ مقتدی کی جگہ امام کی جگہ سے بہت زیادہ بلند ہو مثلاً امام مسجد کے صحن میں نماز پڑھ رہا ہو اور مقتدی چھت پر تو جائز ہے اور مقتدی کی نماز بھی صحیح ہے بشرطیکہ امام دیوار کے قریب کھڑا ہو اور عمارت سے دور نہ ہو یا امام کے پیچھے کی جماعت عمارت سے متصل ہو اور امام و ماموم کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو۔

۹۱۳- اگر امام و مقتدی کے درمیان کوئی چیز ہو جو دونوں کو ایک دوسرے کے دیکھنے سے حائل ہو تو مقتدی کی نماز باطل ہے۔

۹۱۴- اگر مقتدی عورت ہو تو کسی چیز کے حائل ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۹۱۵- اگر مقتدی مرد ہو تو واجب ہے کہ امام کو دیکھے یا اس کو دیکھے جو امام کو دیکھ رہا ہو اگرچہ ان کے درمیان کئی واسطے ہوں مثلاً امام محراب کے اندر ہو اور اطراف صف میں کھڑے ہونے والے اس کو نہ

دیکھ سکیں تو انکی نماز باطل ہے۔

احکام جماعت کا بیان

۹۱۶۔ جو شخص اس وقت جماعت میں داخل ہو جبکہ امام دوسری یا تیسری یا چوتھی رکعت میں ہو تو وہ جماعت میں داخل ہوتے وقت اپنی پہلی رکعت قرار دے گا جتنی نماز امام کے ساتھ میسر آئے باجماعت پڑھ لے باقی جماعت پوری ہونے کے بعد انفرادی طور پر مکمل کرے۔
۹۱۷۔ اگر مقتدی نماز میں اس وقت داخل ہو جبکہ امام کی پہلی رکعت ہو تو اس سے پہلی اور دوسری رکعت میں قرأت ساقط ہے اور اگر امام دوسری رکعت میں ہو پہلی رکعت کی قرأت ساقط ہے لیکن دوسری رکعت میں الحمد اور سورت کی قرأت کرے گا اور تیسری یا چوتھی رکعت میں ہی امام کے ساتھ شامل ہو تو اس سے قرأت ساقط نہ ہو گی بلکہ اپنی پہلی اور دوسری رکعت میں بھی اس کو بجا لائے گا۔
۹۱۸۔ اگر امام تیسری یا چوتھی رکعت میں ہو اور مقتدی پہلی یا دوسری رکعت میں اور یہ اپنی قرأت شروع کرے اور امام اثناء قرأت میں رکوع کرے تو اگر اس کے لئے یہ ممکن ہو کہ الحمد اور سورہ مکمل کر کے رکوع میں امام کے ساتھ شامل ہو جائے تو خوب ورنہ صرف الحمد پڑھنے پر اکتفاء کرے اور امام کے رکوع سے سر اٹھانے سے پہلے ہی اس کے ساتھ مل جائے اور خوف ہو کہ وہ امام کے ساتھ رکوع میں شامل نہ ہو سکے گا تو الحمد کو قطع کر دے اور رکوع میں جماعت کے ساتھ شامل ہو جائے۔
۹۱۹۔ اگر مقتدی جماعت میں اس وقت شامل ہو جبکہ امام دوسری رکعت میں ہو اور تشہد کے لئے بیٹھے تو یہ بھی اسکے ساتھ بیٹھ جائے لیکن اپنے بازوؤں کو رانوں سے جدا کر کے بیٹھے تاکہ معلوم ہو کہ یہ قیام کرنا چاہتا ہے اور تشہد بھی بجا لائے یا اس کے عوض صرف تسبیح پر اکتفاء کرے جو کہ مستحب ہے پھر مام کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور جب امام کی تیسری رکعت ہو گی تو دو سجدوں کے بعد یہ اپنے طور پر تشہد پڑھے چونکہ اس کی دوسری رکعت ہے اور پھر امام کے ساتھ ملحق ہو جائے اور جب امام آخری تشہد کے لئے بیٹھے اور سلام پھیرے تو یہ کھڑا ہو جائے اور اپنی چوتھی رکعت پڑھ کر نماز تمام کر دے۔
۹۲۰۔ اگر یہ جماعت میں اس وقت داخل ہو جبکہ امام کی تیسری یا چوتھی رکعت ہو تو یہ الحمد اور سورہ بالجہر پڑھے اگر نماز صبح یا مغربین کی ہو اور ظہرین کے لئے بالاخفات پڑھے اور امام کی پیروی کرے اور جب امام چوتھی رکعت میں تشہد و سلام کے لئے بیٹھے تو یہ منفرد ہو کر اپنی نماز تمام کرے۔

۹۲۱۔ اگر جماعت میں داخل ہو اور یہ اندازہ ہو کہ امام کو رکوع میں پالے گا مگر اس کے حد رکوع سے پہنچنے سے قبل ہی امام رکوع سے سر اٹھائے تو اس کی نماز فرادیٰ ہو جائے گی اور اکیلا ہی نماز پوری کر لے۔

۹۲۲۔ جو شخص انفراد کی نیت سے اپنی نماز شروع کر دے اس کے لئے جائز نہیں کہ اسی نیت سے دورانِ نماز جماعت کی اقتداء کر دے بلکہ اگر ایسا کرنا چاہے تو پہلی نماز کو قطع کر دے اور دوسری نیت سے اقتداء کرے۔

۹۲۳۔ احوط یہ ہے کہ مقتدی اس وقت جماعت میں داخل ہو جب امام رکوع کے لئے تکبیر کہہ چکے تا کہ وہ ترک قرأت یا قطع قرأت کا محتاج نہ ہو۔

۹۲۴۔ اگر کوئی جماعت میں اس وقت شامل ہو جبکہ امام دوسری رکعت میں ہو تو اس کے لئے مستحب ہے کہ جماعت کے ساتھ قنوت پڑھے پھر اپنی دوسری رکعت میں جبکہ جماعت کی تیسری رکعت ہو گی یہ اپنا قنوت علیحدہ پڑھے۔

۹۲۵۔ جس نے امام کو رکوع سے سر اٹھانے سے قبل پالیا اس نے جماعت حاصل کر لی اگرچہ امام ذکر رکوع سے فارغ ہو چکا ہو۔

۹۲۶۔ جس نے امام کو اس وقت پایا ہو جب وہ رکوع سے سر اٹھا چکا ہو یا سجدہ میں جا چکا ہو تو اس سے رکعت فوت ہو جائے گی اور شمار نہ ہو گی۔

۹۲۷۔ جو شخص جماعت کا ارادہ کرے جبکہ امام رکوع میں ہو اور اس کے اور امام کے درمیان اور صفوں کے درمیان فاصلہ ہو اور اس کو اندیشہ ہو کہ اس کے وہاں پہنچتے پہنچتے امام رکوع سے سر اٹھا لے گا تو اپنی جگہ پر ہی تکبیر کہے اور نماز میں داخل ہو جائے اور رکوع کرے پھر اپنے رکوع یا سجدہ یا حالت تشہد یا تشہد کے بعد حال قیام میں جماعت کے ساتھ شامل ہو جائے مگر آہستہ آہستہ ذکر پڑھنے کی حالت کے بغیر چل کر جماعت تک آئے اور شریک ہو جائے۔

۹۲۸۔ جو شخص نافلہ نماز پڑھ رہا ہو اور اثناء نماز میں جماعت قائم ہو جائے تو وہ اپنی نافلہ کو قطع کر کے جماعت کے ساتھ شامل ہو سکتا ہے بشرطیکہ ایک رکعت فوت ہونے کا اندیشہ ہو ورنہ اگر اس کو علم ہو کہ نماز نافلہ مکمل کر کے یا اس میں تخفیف کر کے امام کے ساتھ ملحق ہو سکتا ہے تو ہو جائے۔

۹۲۹۔ جو شخص فریضہ میں مشغول ہو اور اثناء نماز میں جماعت قائم ہو جائے اور جماعت میں سے ایک رکعت فوت ہونے کا خوف ہو تو اپنی نیت بدل کر نفل مکمل کرے اور دو رکعت پوری کر کے امام کے ساتھ ملحق ہو جائے۔

۹۳۰۔ جو اس صورت میں مثلاً تیسری رکعت سے تجاوز کر جائے اور نافلہ کی طرف منتقل ہونا ممکن نہ ہو تو اگر اس کو تمام کر کے رکعت فوت کئے بغیر جماعت میں شامل ہو سکتا ہو تو ہو جائے ورنہ اس کو قطع کرے اور جماعت میں شامل ہو جائے۔

۹۳۱۔ مقتدی جب بھی چاہے کہ نماز قطع کرے چاہے فریضہ ہو یا نافلہ تو مستحب ہے کہ یوں کہے:
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهٗ۔

۹۳۲۔ اگر نماز ختم کرنے کے بعد معلوم ہو کہ امام فاسق یا کافر تھا تو مقتدی کی نماز صحیح ہے چاہے کئی سال تک پڑھتا رہا ہو اور وہ اس صورت میں اعادہ نہیں کرے گا۔

۹۳۳۔ اگر نماز ختم کرنے کے بعد امام کو علم ہو کہ بغیر طہارت کے تھا تو اس کے لئے واجب نہیں کہ جماعت کے لئے اسکا اعلان کرے اور مقتدیوں کی نماز صحیح ہے اگرچہ ان کو بھی نماز کے بعد علم ہو تو اس صورت میں صرف امام ہی نماز کا اعادہ کرے گا اسی طرح اگر وہ نیت کرنا ترک کرے تب بھی یہی حکم ہے۔

۹۳۴۔ اگر مقتدیوں کو علم ہو جائے کہ امام بلاطہارت تھا یا اسکی نیت صحیح نہ تھی تو اگر ان کو اثناء نماز میں اس کا علم ہوا ہو تو فوراً انفراد کی نیت کرلیں اور نمازیں مکمل کرلیں ان پر کچھ نہیں ہے اور اس میں کوئی ہرج نہیں کہ وہ اپنے میں سے کسی ایک عادل کو آگے بڑھا کر اس کی اقتداء میں نماز تمام کریں اور یہ زیادہ بہتر ہے۔

۹۳۵۔ اگر امام اپنی نماز اور شرائط نماز میں مقتدی کی رائے کے مطابق عمل کرتا ہو یا اس مجتہد کے فتویٰ پر عمل کرتا ہو جس کا مقتدی مقلد ہے اور وہ عمل خود اس کی رائے میں واجب نہ ہو تب بھی مقتدی کے لئے اس کی اقتداء جائز ہے مثلاً امام کے نزدیک سورہ کی قرأت واجب نہیں لیکن وہ پڑھ رہا ہے تو مقتدی کے لئے اس کی اقتداء جائز ہے لیکن اگر اس کی نظر میں وہ قرأت واجب ہی ہو اور امام اس کی پابندی نہ کر رہا ہو تو ماموم کے لئے اس کی اقتداء جائز نہیں ہے۔

۹۳۶۔ اگر مقتدی امام کے بدن یا لباس پر کوئی نجاست دیکھے تو فوراً انفراد کا قصد کرے اور منفرد ہو کر نماز پڑھے اور یہ واجب نہیں کہ وہ دیگر مقتدیوں کو بھی اس کے متعلق آگاہ کرے۔

۹۳۷۔ اگر امام نماز جماعت میں مشغول ہو جائے تو مقتدی کو علم ہو کہ ابھی نماز کا وقت داخل نہیں ہوا یا اس کا گمان ہو یا شک ہو تو اس کی اقتداء کرنا جائز نہیں ہے۔

۹۳۸۔ اگر مقتدی کو معلوم ہو کہ امام بھول کر واجبات نماز میں سے کچھ ترک کر چکا ہے تو وہ امام کو متوجہ کرے اور اس کا محل اگر گزر چکا ہو تو منفرد ہو کر نماز جاری رکھے اور وہ اپنی فراموش شدہ چیز کو ادا کر کے

نماز مکمل کرے۔

۹۳۹۔ اگر امام کو فارغ ہونے کے بعد علم ہو کہ اس کی نماز کسی حدث کے صادر ہونے کی وجہ سے یا جزء یا شرط ترک کرنے کی وجہ سے باطل ہے تو واجب نہیں کہ وہ مقتدیوں کو بتلائے لیکن اگر اثناء میں علم ہو جائے تو ان کو آگاہ کرنا واجب ہے۔

۹۴۰۔ اگر مقتدی ابتدا اً میت کی تقلید کرنا جائز نہ سمجھتا ہو یا ایسے مجتہد کی تقلید کرتا ہو جو اس کے عدم جواز کا قائل ہو تو اس کے لئے ایسے شخص کی اقتداء کرنا جائز نہیں ہے جو ابتدا اً میت کی تقلید کر چکا ہو۔

۹۴۱۔ اگر مقتدی دو آخر رکعتوں کو بالجہر پڑھتا ہو یا ایسے مجتہد کا مقلد ہو جو ان دو رکعتوں میں جہر کے وجوب کا قائل ہو تو اس کے لئے ایسے امام کی اقتداء کرنا جائز نہیں جو ان میں اخفات کا قائل ہو اسی طرح اس کے برعکس یعنی اخفات کے قائل کو جہر کے قائل کی اقتداء کرنا جائز نہیں ہے۔

۹۴۲۔ جو جماعت میں داخل ہو اور نہ جانتا ہو کہ امام پہلی یا دوسری رکعت میں ہے یا تیسری یا چوتھی میں تاکہ اپنا وظیفہ قرأت یا تسبیح معین کر سکے تو وہ فقط الحمد پڑھے لیکن احوط ہے کہ جب امام رکوع کرے تیسری جماعت میں داخل ہونا اور غور و فکر کر لینا احوط ہے۔

۹۴۳۔ اگر مقتدی یہ سمجھ کر قرأت ترک کر دے کہ امام پہلی رکعت میں ہے یا دوسری میں پھر اس کو رکوع میں یا اس کے بعد معلوم ہو کہ امام آخری دو رکعتوں میں ہے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اس پر کچھ نہیں لیکن اگر قیام کی حالت میں اس کو معلوم ہو جائے تو الحمد اور سورہ پڑھے یا جو کچھ میسر ہو سکے تو پڑھ لے۔

۹۴۴۔ اگر مقتدی الحمد اور سورہ پڑھے اور یہ گمان کرے کہ امام آخری دو رکعتوں میں ہے پھر اس کو رکوع یا اس کے بعد معلوم ہو کہ وہ تو پہلی یا دوسری رکعت میں ہے تب بھی اسکی نماز صحیح ہے لیکن اگر اثناء قرأت میں یہ ظاہر ہو تو اس کو قطع کر دے اور اس پر کچھ نہیں ہے۔

جماعت کی شرائط

۹۴۵۔ پہلے گزر چکا ہے کہ جماعت کی ایک شرط یہ ہے کہ امام و مقتدی اور امام اور جماعت کی صفوں میں کوئی حائل نہ ہو اور ضروری ہے کہ مقتدی امام کو دیکھ سکے یا ان مقتدیوں کو دیکھ سکے جو امام کو دیکھ رہے ہوں اگرچہ ان کے درمیان کئی واسطے ہوں۔

۹۴۶۔ اگر اثناء نماز میں اچانک کوئی چیز امام و مقتدی کے مابین حائل ہوجائے تو حائل چیز کے پیچھے کھڑے ہونے والا مقتدی جماعت سے علیحدہ ہوجائے گا چاہے پوری جماعت ہی کیوں نہ ہو اگر امام اور اس کے درمیان پردہ حائل ہوجائے تب بھی یہی حکم ہے ہاں اگر حائل کا دور کرنا یا امام یا جماعت سے اتصال حاصل کرنا ممکن ہو تو کوئی ہرج نہیں ہے۔

۹۴۷۔ اگر حائل محض بعض حالات میں مانع ہو یا رکوع و سجود میں مانع ہو اور رکوع میں مانع نہ ہو یا رکوع و سجود میں مانع ہو اور قیام میں مانع نہ ہو تب بھی وہ حائل ہی شمار ہوگا اور جماعت صحیح نہ ہوگی۔

۹۴۸۔ اگر زمین سے اٹھا ہوا پردہ تھوڑا سا ہو جو صرف حال سجود میں مانع ہو اور قیام و رکوع میں مانع نہ ہو تو کوئی ہرج نہیں۔

۹۴۹۔ وہ صاف شیشہ جو ایک دوسرے کو دیکھنے سے نہیں روکتا وہ حائل نہیں ہوسکتا۔

۹۵۰۔ دریچہ وغیرہ جو ایک دوسرے کے مشاہدہ سے مانع نہ ہو حائل قرار نہیں دیا جاسکتا۔

۹۵۱۔ مشاہدہ سے مراد واضح اور عیاناً دیکھنا ہے اور غیر واضح صورت دکھائی دے تو وہ مشاہدہ نہیں ہو سکتا۔

۹۵۲۔ رات، تاریکی، دھواں، غبار چاہے پتلی یا غلیظ ہو حائل شمار نہ ہوگی۔

۹۵۳۔ وہ تنگ راستہ جس کا عرض ایک قدم سے زیادہ نہ ہو یا چھوٹی نہر جو تنگ ہو حاصل شمار نہ ہو گی۔

۹۵۴۔ واجب ہے کہ مقتدی امام یا دوسری صفوں کے درمیان ایک قدم سے زیادہ فاصلہ نہ ہو پس اگر امام مقتدی کے ساتھ ان مقتدیوں کے واسطہ سے متصل ہو جو اس کے آگے یا دائیں یا بائیں کھڑے ہوں تو اس کی نماز صحیح ہے اگر اتصال ایک واسطہ سے ہو۔

۹۵۵۔ لوگوں کا گزرنا اور حیوانات کا عبور کرنا حائل شمار نہیں ہوتا لیکن اگر گزرنے والے پے در پے قافلوں کی صورت میں ہوں اور متصل گروہ ہوں جس میں انقطاع نہ ہو جس سے نماز کی طرف پوری توجہ نہ ہوسکے تو واجب ہے راستے سے آگے بڑھ جائے اور امام یا جماعت سے متصل ہوجائے یا فرادیٰ طور پر نماز پڑھ لے۔

۹۵۶۔ اگر نظر کمزور ہو اور اندھیرا ہو اور امام اور اس کے درمیان حائل ہو یا دوری ہو جس کو وہ معلوم نہ کر سکے اور وہ اس طرح نماز تمام کردے اور بعد میں علم ہو نماز کا اعادہ کرے لیکن اگر اثناء نماز میں ہی ملتفت ہو تو منفرد ہوجائے۔ اسکی نماز صحیح ہوگی بشرطیکہ کوئی ایسا فعل اس سے صادر نہ ہو جو انفراد کے معنی میں ہو اسی طرح اگر مسئلہ سے واقف ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

۹۵۷۔ مقتدیوں کی تکبیرۃ الاحرام میں بھی ترتیب واجب ہے پہلے وہ مقتدی تکبیرۃ الاحرام کہے جو امام سے زیادہ قریب ہو پھر دور والا کہے اسی طرح اگلی صف والے پچھلے صف والوں سے پہلے تکبیرۃ الاحرام کہے۔

۹۵۸۔ اگر اثناء نماز میں امام و مقتدی کے مابین انفصال ہو جائے مثلاً صف میں کھڑے ہوئے نمازی چلے جائیں تو علیحدہ ہونے والے نمازی کی نماز باطل نہ ہو گی اگرچہ وہ منفرد ہو کر نماز پڑھے گا اور اس پر کچھ لازم نہیں ہے اور اس میں بھی کوئی ہرج نہیں کہ رینگ کر قدم اٹھائے اور چلے بغیر آہستہ آہستہ امام سے ملحق ہو جائے اور جماعت کے ساتھ آ ملے۔

۹۵۹۔ اگر پیچھے کھڑے ہونے والے نمازی کو علم ہو جائے کہ امام کے ساتھ متصل ہونے والی اگلی صف کے بعض نمازیوں کی یا امام کے دائیں بائیں کھڑے ہونے والوں کی نماز باطل ہے تو واجب ہے کہ وہ منفرد ہو جائے یا امام کے قریب ہو جائے اور اگر پہلی صف کی نماز باطل ہے تو پوری جماعت باطل ہے۔

۹۶۰۔ جو شخص غسالہ کی نجاست کا قائل ہو یا اس کا مجتہد جس کی وہ تقلید کرتا ہے اس کو نجس سمجھتا ہو وہ ایسے امام کی اقتداء نہیں کر سکتا جو اس غسالہ کی طہارت کا قائل ہو اور اس پانی کو استعمال کر کے نماز میں داخل ہوا ہو۔ اسی طرح اس قسم کے احکام میں اقتداء جائز نہیں۔

۹۶۱۔ واجب ہے کہ مقتدی کے کھڑے ہونے کی جگہ امام کے کھڑے ہونے کی جگہ سے آگے نہ ہو ورنہ مقتدی کی نماز باطل ہو گی اس قسم کے چند دیگر مسائل اس فصل کی ابتداء میں بیان ہو چکے ہیں۔

امام جماعت کے شرائط

۹۶۲۔ بلوغ، عقل، ایمان، عدالت، مذکر ہونا، حلال زادہ ہونا، برص و جذام کی بیماری سے سلامت ہونا۔

۹۶۳۔ خنثیٰ کے لئے جائز ہے کہ خنثوں اور عورتوں کی جماعت میں امامت کرے۔

۹۶۴۔ ممیز نابالغ، بچہ دیگر ممیز نابالغ بچوں کی جماعت میں امامت کرا سکتا ہے۔

۹۶۵۔ برص وجذام میں مبتلا شخص اپنے جیسے دیگر نمازیوں کی جماعت میں امامت کرا سکتا ہے۔

۹۶۶۔ پہلے یہ مسئلہ بیان ہو چکا ہے کہ بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھنے والا اپنی حالت کے دیگر نمازیوں کو امامت کرا سکتا ہے۔

۹۶۷- یہ جائز نہیں ہے کہ فصیح غیر فصیح اور صحیح القرۃ شخص غیر صحیح القرۃ کے پیچھے نماز پڑھے جو قرأت میں غلطیاں کرتا ہو۔

۹۶۸- اگر مقتدی بھی امام کی غلطی کی طرح غلطی کرتا ہو تو اقتداء کر سکتا ہے۔

۹۶۹- کامل العقیدہ شخص ناقص العیدہ کے پیچھے نماز نہ پڑھے اور نہ ناقص العقیدہ کی تقلید جائز ہے اگرچہ وہ اعلم وافقہ کہلاتا ہو۔

۹۷۰- مذکورہ بالا اشخاص کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے امثال کو امامت کرائیں۔

۹۷۱- اگر ائمہ جماعت متعدد ہوں اور ان میں سے ہر ایک ثواب کی خاطر امامت کے لئے آگے بڑھنا چاہے تو اسی کو آگے کیا جائے۔ جس کو جماعت منتخب کرے اور اگر جماعت والے اختلاف کریں تو اہل فضل و تقویٰ کی رائے مقدم ہو گی اگر وہ بھی اختلاف کریں تو اکثریت کو ترجیح دی جائے گی۔ اگر سب کے سب رائے میں مساوی ہوں یا اختلاف نہ کرتے ہوں تو زیادہ صاحبِ فصاحت کو ترجیح ہو گی اگر اس میں بھی سب مساوی ہوں تو جو احکام نماز میں زیادہ فقیہ ہو اور ان کی برابری کی صورت میں جو اسلام میں زیادہ سن رسیدہ ہوں اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو جو زیادہ خوبصورت ہو۔

۹۷۲- صاحبِ منزل یا صاحب مسجد کو مقدم کرنا مستحب ہے اگرچہ دوسرے ان سے افضل ہوں۔

۹۷۳- عادل وہ ہے جو فعل کبائر سے اجتناب کا ملکہ رکھتا ہو اور صغائر پر اصرار نہ کرتا ہو اور ایسے کاموں سے کنارہ کش ہو جو منافیٔ مروت ہوں۔

۹۷۴- کبائر سے مراد وہ گناہانِ کبیرہ ہیں جن کے کبیرہ ہونے پر نص وارد ہے یا ان کے ارتکاب پر خدا نے جہنم کی سزا مقرر کی ہے مثلاً عمداً مومن کو قتل کرنا یا سود لینا، زنا کرنا، نماز ترک کرنا وغیرہ۔

۹۷۵- عدالت دو عادل گواہوں سے ثابت ہوتی ہے یا اس کے پیچھے دو عادل و عارف نمازیوں کو بلا تقیہ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جائے۔

۹۷۶- اگر ایک ہی عادل عارف سے پیشنماز کی عدالت ثابت ہو جائے تب بھی کافی ہے۔

۹۷۷- ایک یا دو عادلوں کے کافی ہونے میں شرط یہ ہے کہ ان کے مدمقابل کوئی اور جارح یا دو جارح موجود نہ ہوں۔

۹۷۸- مقتدیوں کی کثرت پر کوئی اعتبار نہیں اور نہ ان سے حجت قائم ہوتی ہے لیکن اگر ان میں اہل تقویٰ معرفت بھی موجود ہوں جو صرف عادل ہی کی اقتداء کرتے ہوں اور حق کی ہی اتباع کرتے ہوں اور قربۃً الی اللہ عبادت کرتے ہوں اور اس کے حکم کی پابندی کرتے ہوں تو ان کی وجہ سے عدالت ثابت ہو سکتی ہے۔

۹۷۹۔ ایسے شخص کے فاسق ہونے میں کوئی شک نہیں جو ان مومنین کو کافر کہتا ہو جو ظاہراً بھی نیک سیرت اور کتاب و سنت پر ایمان رکھتے ہوں اور مذہب حقہ اثناء عشریہ کے معتقد ہوں اور جو ایسے مومنین کے بارے میں خاموشی اختیار کرے اور مظلوموں کا دفاع نہ کرے وہ بھی فاسق ہے۔

مستحبات جماعت

۹۸۰۔ بعض مستحبات اس فصل کے اوائل میں گزر چکے ہیں جن کے تکرار کی کوئی حاجت نہیں ہے۔
۹۸۱۔ باجماعت نماز اگر تاخیر سے ہو تو وہ اول وقت میں فرادیٰ نماز پڑھنے سے افضل ہے۔
۹۸۲۔ امام کے لئے مستحب ہے کہ صف کے وسط میں کھڑا ہو اور اس کے دائیں طرف کی صف بائیں طرف کی صف سے طویل تر ہو۔
۹۸۳۔ مستحب ہے کہ جس قدر ممکن ہو نمازی امام کی دائیں طرف کھڑا ہو چونکہ جماعت کی دائیں طرف بائیں طرف سے افضل ہے۔
۹۸۴۔ مستحب ہے کہ پہلی صف اہل فضل و تقویٰ کے لئے مخصوص ہو چونکہ وہ افضل ترین صف ہے اور پہلی صف والے افضل ترین مقتدی ہیں اور صف کی دائیں طرف بھی کامل ترین حضرات کے لئے مخصوص ہو۔
۹۸۵۔ امام کے لئے مستحب ہے کہ کمزور ترین مقتدیوں کا خیال رکھے اور نماز میں تخفیف رکھے رکوع و سجود و قنوت میں طول نہ دے۔
۹۸۶۔ مقتدیوں کے لئے مستحب ہے کہ صفیں قیام و قعود، سجود و قنوت میں معتدل ہوں۔
۹۸۷۔ مقتدیوں کے لئے مستحب ہے کہ جب امام الحمد سے فارغ ہو تو الحمد للہ رب العالمین کہیں۔
۹۸۸۔ مستحب ہے کہ جماعت میں غلام آقا کے پیچھے کھڑے ہوں اگرچہ یہ موضوع اب موجود نہیں ہے اور ممیز بچے مردوں کے پیچھے کھڑے ہوں۔
۹۸۹۔ اگر بچے بالغ عورتوں کے پیچھے کھڑے ہوں تو احوط یہ ہے کہ بچوں کے لئے مستقل صف نہ بنائی جائے تا کہ وہ فاصلہ کی موجب نہ ہو۔
۹۹۰۔ مستحب ہے کہ جب
قد قامت الصلوۃ

کہا جائے تو مقتدی کو سوائے صفوں کے درست کرنے کے کسی اور کام میں مشغول نہ ہوں۔

۹۹۱۔ مقتدیوں کے لئے مستحب ہے کہ صف بصف متصل ہو کر کھڑے ہوں گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں اور صفیں ایک دوسرے سے متصل ہوں اور ایک دوسرے کے مقامات و قوف دور دور نہ ہوں۔

۹۹۲۔ اگر امام مقتدی بے لباس ہوں تو مستحب ہے کہ ایک ہی صف میں ہوں اور بیٹھ کر نماز پڑھیں اور امام صرف گھٹنے آگے کر کے رکھے اور امام رکوع و سجود کے لئے اشارہ کرے اور اسی طرح مقتدی بھی اشارہ کریں لیکن اگر جماعت تمام عورتوں کی ہو اور وہ بھی بے لباس ہوں تو ایک ہی صف میں ہوں تو جو ان میں سے امام ہو وہ اپنے گھٹنے بھی آگے نہ کرے اور وسط میں رہے۔

۹۹۳۔ جب جماعت قائم ہو جائے تو انفرادی نماز پڑھ لینے والے شخص کے لئے مستحب ہے کہ اقتداء میں نماز کا اعادہ کرے بنیت قربت لیکن اگر باجماعت پڑھ چکا ہو تو اسی نماز کو دوبارہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔

۹۹۴۔ امام کے لئے مستحب ہے کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد مصلیٰ عبادت پر نمازی کی طرح بیٹھا رہے۔ حتیٰ کہ تمام متقدی بھی نماز سے فارغ ہو جائیں۔

۹۹۵۔ امام کے لئے مستحب ہے مقتدیوں کو ذکر سناتا رہے سوائے تسبیحات اربعہ کے جو کہ آخری دو رکعتوں میں بالاخفات پڑھی جاتی ہیں۔

۹۹۶۔ امام کے لئے مستحب ہے کہ جب وہ محسوس کرے کہ کوئی شخص جماعت میں داخل ہو رہا ہے اور وہ رکوع میں ہو تو رکوع کو طول دے تاکہ جماعت میں داخل ہونے والا داخل ہو سکے۔

مکروہاتِ جماعت

۹۹۷۔ وادیوں کے اندر جماعت مکروہ ہے۔
۹۹۸۔ مکروہ ہے کہ مقیم مسافر کی اقتداء کرے اور مسافر مقیم کی لیکن جب دونوں کے فرض مساوی ہوں تو مکروہ نہیں ہے۔
۹۹۹۔ مکروہ ہے کہ امام اپنے نفس کے لئے ہی دعا مانگے اور جماعت کے لئے نہ مانگے اگر وہ خود دعا بنائے لیکن اگر دعا معصوم علیہ السلام سے منقول ہو تو مکروہ نہیں ہے۔
۱۰۰۰۔ مکروہ ہے کہ مقتدی اکیلا صف سے باہر کھڑا ہو اور اگر جگہ نہ ہو اور مجبوری ہو تو صف کے پیچھے کھڑا ہو سکتا ہے مگر امام کے بالمقابل کھڑا ہو۔
۱۰۰۱۔ مقتدی کے لئے مکروہ ہے کہ جب جماعت کی اقامت کہی جا رہی ہو تو نافلہ شروع کر دے لیکن جماعت سے علیحدہ ہو کر کھڑا ہو تو نافلہ پڑھ سکتا ہے۔
۱۰۰۲۔ اگر مقتدی کے لئے وہ صف تنگ ہو جس میں کھڑا ہو تو اس کے لئے آگے یا پیچھے جانا جائز ہے لیکن اگر پیروں کو کھینچتا جائے اور چل کر نہ جائے۔
۱۰۰۳۔ منتقدی کے لئے مکروہ ہے کہ امام کو رکوع وسجود تشہد وقنوت کے ذکر سنا کر پڑھے۔
۱۰۰۴۔ اگر امام نماز میں ہو اور مقتدی جماعت میں شامل ہونا چاہے تو پہلے یہ جاننا واجب ہے کہ امام فریضہ پڑھ رہا ہے یا نافلہ اور کیا وہ ایسا فریضہ پڑھ رہا ہے جس میں اس کی اقتداء جائز ہے پس اگر وہ مثلاً آیات نماز پڑھ رہا ہو تو فرائض یومیہ میں اس کی اقتداء جائز نہیں ہے جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔
۱۰۰۵۔ منتقدی اگر دوسری رکعت میں جماعت میں داخل ہو تو امام کی چوتھی اور تیسری رکعت میں اس کے لئے جائز ہے کہ دوسرے سجدہ کے بعد منفرد ہو جائے یا ہاتھ زمین پر ٹیک کر بیٹھے اور امام کے ساتھ تشہد پڑھے اور تشہد کے بعد منفرد ہو جائے اور کھڑے ہو کر نماز پوری کر دے۔
۱۰۰۶۔ مکروہ ہے کہ جب اقامت کہنے والا

قد قامت الصلوٰۃ

کہے تو مقتدی کلام کریں لیکن اگر کلام کسی امام کو آگے کرنے کے متعلق ہو تو مکروہ نہیں ہے۔
۱۰۰۷۔ امام کا اجر وثواب تمام مقتدیوں کے برابر ہے پس اگر نمازی کو اختیار دیا جائے کہ وہ امام بنے یا مقتدی تو افضل ہے کہ قربۃً الی اللہ امامت کو اختیار کرے مگر شرط یہ ہے کہ اپنے اندر امامت کے

شرائط پاتا ہو۔

نماز مسافر کا بیان

۱۰۰۸۔ مسافر پر واجب ہے کہ وہ ظہرین اور عشاء کی نمازیں قصر پڑھے اور قصر کا مطلب یہ ہے کہ چار رکعتی نمازوں میں آخری دو رکعتوں کو ساقط کر دیا جائے۔

۱۰۰۹۔ صبح اور مغرب کی نمازیں قصر نہیں ہے بلکہ مسافر ان کو سفر میں بھی اس طرح پڑھے گا جس طرح کہ حضر میں پڑھتا ہے اور ان میں کچھ ساقط نہ کرے۔

شرائطِ قصر

شرط اول:

مسافت ہے جو کہ دو برید ہے اور ہر برید چار فرسخ کا ہے اور مسافت کی مجموعی مقدار آٹھ فرسخ ہے جو کہ آج کل کے حساب سے اڑتالیس کیلومیٹر بنتی ہے۔

مسائلِ مسافت

۱۰۱۰۔ مسافت آٹھ فرسخ ہے چاہے جانے کی وجہ سے ہو یا آنے کی وجہ سے ہو یا آمد و رفعت کی مجموعی مقدار ہو۔

۱۰۱۱۔ اگر مسافت دونوں جانب یعنی ابتدائے سفر کے مقام سے منزل تک کل چار فرسخ یعنی چوبیس کلومیٹر ہو اور وہاں دس روز قیام کی نیت نہ ہو تو نماز قصر پڑھے گا اور روزہ افطار کرے گا چاہے اسی روز یا اسی رات واپس آئے یا چند روز کے بعد واپس آئے۔

۱۰۱۲۔ اگر دونوں جانب سے مسافت آٹھ فرسخ سے کم ہو اگرچہ کمی تھوڑی ہی ہو مثلاً سینتالیس کلومیٹر اور وہاں دس روز قیام کرنے کی نیت نہ ہو تو نماز قصر نہیں ہو گی بلکہ نماز پوری پڑھے گا اور روزہ بھی رکھے گا دورانِ سفر میں بھی اور منزل سب میں یہ حکم برابر ہے۔

۱۰۱۳۔ واجب ہے کہ مقدار مسافت میں علم و یقین حاصل کرے چاہے یہ علم دو اہل معرفت عادل گواہوں کی گواہی سے حاصل ہو یا تواتر و شہرت کی وجہ سے۔ مسافت میں شک کی صورت میں قصر نماز پڑھنا یا روزہ افطار کرنا جائز نہیں ہے اور ظن بھی ایسے مقام پر شک کی مانند ہے جس سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

۱۰۱۴۔ اگر دو دلیلیں مسافت کے بارے میں متعارض ہوں ایک دلیل اثبات کرتی ہو اور دوسری نفی تو منفی دلیل پر عمل ہو گا جب تک کہ مثبت دلیل یقینی ثابت نہ ہو۔

۱۰۱۵۔ اگر پہلے مسافت کا یقین ہو پھر خلاف ظاہر ہو تو اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے مثلاً شک کی صورت میں کوئی نماز قصر پڑھ لے یا روزہ افطار کر لے! پھر معلوم ہو کہ مسافت پوری نہ تھی۔

۱۰۱۶۔ اگر عدم مسافت کا اعتقاد رکھ لے اور اثناء راہ معلوم ہو کہ مسافت پوری ہے تو نماز قصر پڑھ لے اور روزہ افطار کر لے۔

۱۰۱۷۔ اگر منزلِ مقصود کے دو راستے ہوں ایک مسافت شرعی کے مطابق ہو اور دوسرا کم تو جس راستے کو اختیار کرے گا اسی کے احکام پر عمل کرے گا۔

دوسری شرط

اس میں چند مسائل ہیں۔

۱۰۱۸۔ جو شخص قصد مسافت شرعی کے بغیر سفر کرے وہ نماز قصر نہیں پڑھے گا۔

۱۰۱۹۔ اگر کوئی بلا قصد مسافت شریعی سفر کرے اور اثناء سفر قصد کر لے تو فوراً وہ قصر کے احکام پر عمل کرے گا۔

۱۰۲۰۔ اگر سفر کا مقصد کسی مسافر کی مشایعت یا کسی آنے والے کا استقبال ہو اور مسافت شرعی تک کا قصد نہ ہو بلکہ یہ ارادہ ہو جہاں بھی اسکا مقصود حاصل ہو وہ وہاں سے واپس آجائے گا تو قصر نہ پڑھے لیکن اگر ایسے مقام پر جا پہنچے جہاں سے اس کے وطن یا اقامت گاہ تک شرعی مسافت ہو جائے اور وہاں سے واپس جانے کا ارادہ کرے تو احکام قصر پر عمل کرے گا۔ اسیطرح اگر یہ مسافت یکطرفہ چار فرسخ ہو اور ارادہ ہو کہ وہ مزید دو فرسخ کی مقدار تک جا کر واپس آجائے گا مگر پھر آگے جانے کا ارادہ بن گیا ہو تب

بھی قصر کے احکام پر عمل کرے گا چونکہ آمد و رفت کی مجموعی مقدار آٹھ فرسخ بن جائے گی۔ جانے کے دو فرسخ اور واپس آنے کے چھ فرسخ۔"

۱۰۲۱۔ یہ واجب نہیں ہے کہ جو مسافت کا قصد کرے اس کو دن رات میں طے کرے بلکہ اگر چند دن طے کرنے میں صرف ہوں تب بھی قصر و افطار کے احکام پر عمل کرے گا۔ لیکن اگر سیر و سیاحت کے قصد سے سفر کرے یا تبدیلی آب و ہوا مقصود ہو اور مسافت قطع کرنے میں کئی روز لگ جائیں مثلاً ایک ماہ یا دو ماہ تو ایسا شخص مسافر شمار نہ ہو گا اور نہ قصر کے احکام پر عمل کرے گا۔

۱۰۲۲۔ تابع کے احکام سفر میں متبوع کی طرح ہیں چاہے تابع شرعی ہو، مثلاً زوجہ، غلام، مزدور یا اختیاری جیسے نوکر، نوکرانی، یا قہراً جیسے قیدی، مجرم اس صورت میں تابع کے لئے قصد مسافت کی ضرورت نہیں بلکہ متبوع کا قصد کافی ہے اور تابع کا کام صرف تبعیت ہے۔

۱۰۲۳۔ تابع کو یہ علم ہونا واجب ہے کہ متبوع مسافت کا قصد رکھتا ہے ورنہ وہ قصر نہ پڑھے گا۔

۱۰۲۴۔ اگر تابع کو علم ہو کہ متبوع قصد مسافت رکھتا ہے لیکن وہ اپنی منزلِ مقصود سے قبل اس سے الگ ہو جائے گا تو اس پر واجب ہے کہ پوری نماز پڑھے اور روزہ رکھے۔

تیسری شرط:

قصد کا انتہاء مسافت تک باقی رہنا۔

۱۰۲۵۔ جو شخص ابتداء سفر میں مسافت کا قصد کرے اور اثناء میں قصد سے رجوع کرے تو نماز پوری پڑھے گا۔ بشرطیکہ جہاں سے اُن سے سفر کا ارادہ ختم کیا ہو وہاں سے اس کے وطن یا اقامت گاہ کی مسافت چار فرسخ سے کم نہ ہو۔

۱۰۲۶۔ جو شخص تردد میں ہو کہ سفر پورا کرے یا اثناء میں رجوع کرے تو یہ بھی نماز پوری پڑھے گا اور روزہ رکھے گا۔

۱۰۲۷۔ جو شخص منزل مقصود میں دس دن قیام کرنے کا ارادہ رکھتا ہو یا دس دن کے دوران ٹھہرنے یا جانے کے درمیان متردد ہو وہ روزہ رکھے گا اور نماز پوری پڑھے گا اسی طرح اگر مسافت آٹھ فرسخ ہو یعنی یک طرفہ چار فرسخ ہو لیکن اگر یک طرفہ مسافت مجموعی طور پر منزلِ مقصود تک آٹھ فرسخ ہو تو تردد کی صورت میں نماز قصر پڑھے گا اور روزہ افطار کرے گا بشرطیکہ ابتدائے سفر میں وہاں ٹھہرنے کا قصد کر چکا ہو۔

۱۰۲۸۔ جو شخص کسی معلوم جگہ تک مسافت کا قصد کر چکا ہو اور پھر اثناء سفر میں دوسری جگہ جانے کا

ارادہ ہو گیا ہو تب بھی وہ مسافت کی شرعی مقدار پوری ہونے کی صورت میں قصر و افطار پر عمل کرے گا۔

۱۰۲۹- جو مسافت کا قصد کرے جبکہ وہ دو جگہوں کا سفر کرنے کے بارے میں متردد ہو تو اگر دونوں منزلوں تک مسافت شرعی حاصل ہو تو قصر و افطار کرے گا۔

۱۰۳۰- اگر ابتداء روانگی میں مسافت کا قصد کرے پھر رجوع کر لے اور کسی دوسری جگہ جانے کی نیت کرے جو پہلے ارادہ کی جگہ سے قریب تر ہو یا واپس آجائے اور کچھ وقفہ کے بعد چلتے چلتے پہلے قصد کی طرف رجوع کر لے تو نماز پوری پڑھے گا جبکہ دو طرفہ مسافت آٹھ فرسخ ہو اور وہ منزلِ مقصود میں قیام کرنے کی نیت رکھتا ہو۔

۱۰۳۱- اگر مسافت آنے جانے کے اعتبار سے آٹھ فرسخ سے زیادہ ہو یا جانے کے اعتبار سے اس قدر ہو اور پہلے قصد کی طرف رجوع کرنے کے مقام سے آٹھ فرسخ باقی ہو تو قصر و افطار کے احکام پر عمل کرے گا۔

۱۰۳۲- اگر مسافت کا قصد کرے پھر اس قصد سے رجوع کر لے لیکن رجوع سے قبل نماز قصر پڑھ چکا ہو تو اس کی یہ نماز صحیح ہو گی اور نہ اس کا اعادہ کرے گا نہ قضاء کرے گا۔

چوتھی شرط:

۱۰۳۳- دورانِ سفر اپنے وطنِ حقیقی یا اس منزل سے نہ گزرے جس کو وہ چھ ماہ سے اپنا وطن قرار دے چکا ہے ورنہ اس کا سفر ٹوٹ جائے گا اور نماز پوری پڑھے گا لیکن اگر وطن اور منزل کے درمیان آٹھ فرسخ کا فاصلہ ہو تو یہ حکم عائد نہ ہو گا۔

۱۰۳۴- ابتداء سفر میں جس کا قصد منزل کی طرف آنا یا اثناء میں دس روز قیام کرنا نہ ہو مگر پھر ارادہ بن جائے تو اس ارادے کے بدلنے سے پہلے وہ جو نمازیں قصر پڑھ چکا ہے وہ صحیح ہیں ان کا عادہ اور قضاء واجب نہیں ہے۔

۱۰۳۵- اس بحث کے باقی مسائل تیسری شرط سے مشابہ ہیں اور ان کا حکم ایک جیسا ہے۔

پانچویں شرط:

۱۰۳۶- سفر جائز ہو چاہے واجب ہو مثلاً سفر حج یا نذر و غیرہ کی وجہ سے واجب ہو یا مستحب ہو مثلاً مقاماتِ مقدسہ کی زیارت یا مباح ہو جیسے سفر تجارت وغیرہ۔

چند اہم مسائل

۱۰۳۷۔ حرام سفر میں واجب ہے کہ نماز پوری پڑھے اور روزہ بھی قضاء نہ کرے اگر قصر یا افطار کرے تو نماز و روزہ کا اعادہ واجب ہوگا چاہے سفر عیناً حرام ہو یا اس کا مقصد حرام ہو۔

۱۰۳۸۔ حرام عینی کی اقسام مندرجہ ذیل ہیں۔

(ا) اس لڑکے کا سفر جس کو والد یا والدہ نے یا دونوں نے عاق کر دیا ہو یا لڑکے کا سفر والد کی اجازت کے بغیر بشرطیکہ وہ سفر واجب نہ ہو مثلاً حج نذر کا سفر۔

(ب) زوجہ کا سفر شوہر کی اجازت کے بغیر بشرطیکہ وہ مندرجہ بالاصورت کی طرح واجب نہ ہو۔

(ت) قرض خواہ سے بھاگنے والے قرضدار کا سفر جو قرضہ ادا کرنے پر قادر ہو اور بلاوجہ تاخیر کرے۔

(ث) جہاد یا دفاع سے فرار کرنے والے کا سفر۔

۱۰۳۹۔ وہ سفر جس کا مقصد حرام ہو اس کی اقسام یہ ہیں۔

(ا) نفس محترم کے قتل کے لئے۔ (ب) راہزنی یا لوٹ مار کے لئے سفر۔ (ج) ظالم کی مدد کے لئے سفر۔

(د) شرعاً ممنوع کاموں یا معصیت کے لئے سفر مثلاً زنا، شراب نوشی، قمار بازی وغیرہ۔

۱۰۴۰۔ اگر مسافر کو معلوم ہو کہ اس کا یہ سفر ترک واجب کو مستلزم ہوگا مثلاً ہوائی جہاز کا سفر جبکہ نماز کے تمام اوقات پر مشتمل ہو اور وہاں صحیح ادا کرنے کا موقعہ نہ ملے تو سفر اسی ضمن میں شمار ہوگا۔ اور اگر سفر کرنے والا مجبور ہو تو اداء قضاء میں قصر پڑھے گا اور جو مجبور نہ ہو اور اس کے بغیر بھی مقصد تک پہنچنے کا حیلہ رکھتا ہو تو وہ نماز اداء و قضاء پوری پڑھے گا اور یہی حکم ریل گاڑی اور دیگر مسائل سفر کا بھی ہے۔

۱۰۴۱۔ اگر سفر مباح یا سنت ہو اور اس میں معصیت کا قصد نہ ہوا گرچہ اس میں ارتکاب معصیت کا اندیشہ ہو جیسے اکثر علاقوں میں ریل کا سفر جو ترک نماز کا موجب بنتا ہے سفر جائز ہوگا اور قصر و افطار پر عمل کیا جائے گا۔

۱۰۴۲۔ جو سفر میں کسی ظالم کا تابع ہو اور مجبور ہو تو وہ قصر و افطار پر عمل کرے گا۔

۱۰۴۳۔ جو کسی ظالم کا تابع ہو مگر اس کا مقصد شرعی طور پر صحیح ہو مثلاً کسی مظلوم کا دفاع یا اصلاح مسلمین، یا مومنین کا نفع دینی یا دنیاوی تب بھی نماز قصر پڑھے گا۔

۱۰۴۴۔ جو کسی ظالم کا تابع ہو اور مقصد یہ ہو کہ وہ ظلم وجور میں اس کی مدد کرے گا اور وہ مجبور بھی نہ ہو۔ اور سفر آٹھ فرسخ ہو تو اس کا سفر حرام ہوگا اور وہ نماز پوری پڑھے گا اور روزہ بھی قضاء نہیں کرے گا۔

۱۰۴۵۔ سفر معصیت سے پلٹنے والا اگر وطن کی طرف پلٹے تو باقی مسافت اگر آٹھ فرسخ ہو تو قصر و افطار کے احکام پر عمل کرے گا چاہے وہ معصیت سے توبہ کرے یا نہ کرے۔

۱۰۴۶۔ جو شخص شکار کا قصد کر کے سفر کرے چاہے وہ خشکی کا ہو یا سمندر یا دریا کا اس کا مقصد شکار کا کسب معاش یا اپنے اور اپنے اہل و عیال کی معیشت ہو تو یہ سفر جائز ہے اور وہ قصر کے احکام پر عمل کرے گا اور اگر شکار کا مقصد محض تفریح یا سیر و سیاحت کا مشغلہ ہو تو حرام ہے۔ اور اس پر نماز پوری پڑھنا واجب ہے۔

۱۰۴۷۔ جو شخص معصیت کے قصد سے سفر کرے لیکن اثناء میں توبہ کر لے تو توبہ کے مقام سے منزلِ مقصود تک یک طرفہ یا دو طرفہ مسافت شرعی مقدار کے مطابق ہو تو احکامِ قصر پر عمل کرے گا ورنہ نہیں۔

۱۰۴۸۔ جو شخص ابتداء میں مباح یا مستحب سفر کا قصد کرے لیکن اثناء سفر میں حرام کا ارادہ پیدا ہو جائے تو واجب ہے کہ نماز پوری پڑھے اور روزہ رکھے لیکن اگر ماہِ رمضان میں زوال سے قبل ارادہ بدلے اور کوئی مفطر چیز استعمال نہ کی ہو تب روزہ رکھے گا اور اگر زوال سے قبل مفطر بجا لائے یا زوال کے بعد ارادہ بدلے تو روزہ باطل ہے اور اس پر قضاء بھی واجب ہو گی۔

۱۰۴۹۔ جس شخص کا سفر معصیت کا ہو وہ مقیم کے احکام پر عمل کرے گا اور نماز جمعہ بھی پڑھے گا اور اس سے نوافل ساقط نہ ہوں گے اور اس کے لئے مستحب روزہ رکھنا جائز ہے۔

چھٹی شرط:

سفر اس کا پیشہ اور عمل نہ ہو جیسا کہ کرایہ پر چلنے والے، بار بردار، ملاح، ڈرائیور، چرواہے جو اپنے مویشی لے کر جگہ جگہ چراتے ہیں اور بہت طویل سفر کر جاتے ہیں۔ ڈاک لے جانے والے کثیر السفر لوگ جو زیادہ تر گھر سے باہر ہی سفر میں مشغول رہتے ہیں۔

۱۰۵۰۔ مذکورہ بالا حضرات میں سب کے سب برابر ہیں چاہے وہ اپنے لئے کام کرتے ہوں اور اپنے اہل و عیال کا سامان اٹھاتے ہوں یا دوسروں کا سامان اٹھاتے ہوں چاہے وہ ٹرانسپورٹ کے مالک ہوں یا کرایہ پر لینے والے ہوں چاہے وہ اپنے سابقہ مقامات اور راستوں میں کام کرتے ہوں یا دور اور اپنے وسائل سفر میں مثلاً اونٹوں، گدھوں، موٹروں، اسٹیمر، کشتی وغیرہ کو دور دراز مقامات کے لئے کرایہ پر دیتے ہوں اور خود ساتھ سفر کرتے ہوں۔

۱۰۵۱۔ محض ڈرائیور، ملاح، شتربان کے نام سے عرف میں متصف ہونا ہی حکم شرعی کے اطلاق کے لئے

کافی ہوتا ہے پس یہ لوگ سفر کے دوران نماز پوری پڑھیں گے اور روزہ بھی رکھیں گے اسی طرح ہے سیاح بھی کرایہ دار کی طرح جبکہ وہ سیاحت کا پیشہ یا عمل رکھتا ہو وہ اپنے سفروں میں نماز پوری پڑھے گا روزہ رکھے گا اسی طرح تاجر جو تجارت لے کر مختلف علاقوں میں گردش کرتا ہے اور کسی مخصوص شہر میں قیام کا قصد نہیں کرتا وہ بھی روزہ رکھے گا اور نماز پوری پڑھے گا۔

۱۰۵۲۔ کرایہ پر جانور یا موٹر وغیرہ چلانے والا شخص اگر تیز چلے اور سفر اس کے لئے زیادہ مشقت کا باعث ہو تو نماز قصر پڑھے اور روزہ بھی ترک کر سکتا ہے۔

۱۰۵۳۔ اگر ایسا شخص جس کا پیشہ گھوڑے وغیرہ کرایہ پر چلانے کا ہو مگر وہ پیشہ ورانہ سفر نہ کر رہا ہو بلکہ اپنے کسی ذاتی کام یا حج یا زیارت کے سفر پر یا عزیزوں سے ملنے جارہا ہو تو قصر وافطار پر عمل کرے گا۔

۱۰۵۴۔ جو شخص اپنے وطن سے سفر کرے پھر پلٹ آئے اور اپنے رجوع کے بعد وطن میں دس روز سے کم قیام کرے پھر سفر کرے تو روزہ رکھے اور تیسرے سفر میں نماز پوری پڑھے۔ اور اقامت گاہ بھی وطن کے حکم میں ہے اور ایسے شخص کو کثیر السفر کہا جاتا ہے۔

۱۰۵۵۔ اگر کسی کے وطن متعدد ہوں اور ہر وطن کے درمیان آٹھ فرسخ یا زیادہ کا فاصلہ ہو تو ایسے شخص کے ایک سفر میں متعدد سفر متحقق ہوں گے اور اگر وہ کسی سفر میں بھی وہ دس دن سے کم نہ ٹھہرے تو تیسرے وطن سے نکل کر روزہ بھی رکھے گا چونکہ یہ شخص کثیر السفر شمار ہوگا۔

۱۰۵۶۔ اگر کسی شخص کے دو وطن ہوں اور ہر ایک کے درمیان مسافت ہو تو اگر ایک وطن سے دوسرے کی طرف سفر کرے اور اپنے پہلے وطن کی طرف پلٹے اور کسی وطن میں دس دن قیام نہ کرے تو اگر دس دن مکمل کرنے سے قبل سفر کرے تو وہ کثیر السفر شمار ہوگا اور تیسرے سفر میں روزہ بھی رکھے گا نماز بھی پوری پڑھے گا۔

۱۰۵۷۔ اگر کوئی اپنے وطن سے کسی دوسرے شہر یا کسی ایسے مقام کیطرف سفر کرے جن کے مابین مسافت ہو اور وہاں دس روز قیام کرنے کا قصد کرے اور دس روز سے قبل ہی وہاں سے نکل جائے اور وطن آجائے اور وہاں بھی دس روز قیام کرنے سے قبل پھر سفر اختیار کرے تو ایسا شخص کثیر السفر ہوگا اور اس پر روزہ اور پوری نماز واجب ہوگی چونکہ اقامت کا قصد بمنزلہ وطن ہے اور کثیر السفر ہونے میں یہ شرط ہے کہ اپنی اقامت گاہ پر کم از کم بقصد اقامت ایک نماز پوری پڑھے۔

۱۰۵۸۔ جو شخص تین مرتبہ سفر کرے اور نماز پوری پڑھے اور تیسرے سفر میں روزہ بھی رکھے اگر وہ اپنے وطن واپس آئے اور دس دن قیام کرے یا غیر وطن میں دس روز قیام کرے تو اس کا سفر منقطع ہو جائے گا پھر اگر سفر کا ارادہ کرے گا تو نماز قصر پڑھے گا اور روزہ بھی ترک کرے گا۔

۱۰۵۹- جس شخص کا شغل سفر ہو اور وہ کسی ایک جگہ مقیم نہ ہو مثلاً کرایہ کی سواری والا، اگر اس کی عادت تھوڑا سفر کرنے کی ہو اور وہ لمبا سفر کر لے یا لمبے سفر کی عادت ہو او تھوڑا سفر کرے یا اس کی سواری بدل جائے یا ملاح ہو اور شتر بان ہو جائے یا تاجر ہو اور سیاح بن جائے تو جب بھی کمیت اور کیفیت یا خصوصیت بدلے گی اس کے احکام نماز و روزہ نہ بدلیں گے بلکہ وہ ہر حالت میں نماز پوری پڑھے گا اور روزہ رکھے گا۔

۱۰۶۰- اگر کرایہ کی سواری والا مستقل طور پر اپنا عمل جاری نہ رکھتا ہو یا اس کے سفر سال بھر جاری نہ رہتے ہوں بلکہ کسی خاص موسم میں یہ پیشہ کرتا ہو تو جب بھی وہ پہلا سفر شروع کرے گا احتیاطاً قصر و اتمام دونوں احکام پر عمل کرے گا مثلاً سردیوں میں مقیم ہو جائے اور گرمیوں میں سفر کرے۔

۱۰۶۱- اگر کسی شہر یا کسی جگہ سیر و سیاحت یا کسی حاجت کے لئے سفر کرے اور وہاں دس دن قیام کرنے کے ارادہ کے بغیر تردد کی حالت میں رہے اور اس کو توقع ہو کہ اپنی حاجت پوری کرنے کے بعد وطن لوٹ جائے گا تو ایسا شخص تیس دن تک قصر کے احکام پر عمل کرتا رہے گا اسکے بعد نماز پوری پڑھے گا اور روزے بھی رکھے گا۔

۱۰۶۲- کثیر السفر شخص کو اگر شک ہو کہ وہ اپنے وطن میں یا کہیں اور دس دن مقیم رہا ہے یا نہیں تا کہ وہ قصر و اتمام کے متعلق اپنا شرعی وظیفہ متعین کر سکے تو عدم اقامت پر بناء رکھے گا اور نماز پوری پڑھے گا اور روزہ رکھے گا۔

ساتویں شرط:

۱۰۶۳- قصر کے احکام شروع ہونے کے لئے شرط ہے کہ وہ شہر یا اقامت گاہوں کی دیواروں سے اوجھل ہو جائے اور شہر کا کوئی شخص اس کو دیکھ نہ سکے یا وہ شہر کی اذان نہ سن سکے ایسی جگہ کو حد ترخص کہتے ہیں۔

مسائل

۱۰۶۴- اس بات کا یقین پیدا کرنا واجب نہیں ہے کہ اذان کی آواز اور شہر کی دیواریں اس سے مخفی ہو گئی ہیں بلکہ ان دونوں میں سے کسی ایک نشانی کا وقوع کافی ہے اور قصر کے احکام شروع ہو جائیں گے

اسی طرح اگر سفر سے اپنے وطن یا محل اقامت کی طرف پلٹے تو صرف اس جگہ تک قصر کے احکام پر عمل کرے گا۔

۱۰۶۵۔ لاؤڈ اسپیکر کی آواز کا کوئی اعتبار نہیں اسی طرح اگر مؤذن بلند آواز والا ہو بلکہ درمیانی حد معتبر ہے اسی طرح مینار اونچے گنبد، بلند قلعوں اور فلک بوس عمارتوں کا بھی کوئی اعتبار نہیں بلکہ معتبر ہے کہ عمارت اوسط درجہ کی ہو نہ بہت اونچی ہو یا پست۔

۱۰۶۶۔ اسی طرح کھجور اور دیگر درختوں اور کھیتوں کا بھی کوئی اعتبار نہیں جو کہ شہر سے باہر ہوں۔

۱۰۶۷۔ اگر کسی کی نظر یا سماعت بہت تیز ہو یا کمزور ہو تو اسکا اعتبار نہیں کیا جائے گا بلکہ درمیانی حد معتبر ہے۔

۱۰۶۸۔ اگر وطن یا اقامت گاہ کسی بلند یا پست جگہ پر ہو تو اندازہ اس طرح کرے گا کہ اگر یہ برابر زمین پر ہوتی تو کیا عمارتیں نظر آتیں اور اذان سنائی دیتی یا نہیں اور اسی پر عمل کرے گا۔

۱۰۶۹۔ اگر شہر سے نکل کر شک کرے کہ وہ حد ترخص تک پہنچا ہے یا نہیں تو عدم وصول پر نباہ کرے اسی طرح واپسی کی صورت میں بھی یہی حکم ہے اور یقین پیدا ہونے تک اپنے سابقہ عمل پر قائم رہے۔

۱۰۷۰۔ اگر یہ اعتقاد رکھے کہ حد ترخص سے نکل چکا ہے اور قصر شروع کر دے لیکن پھر معلوم ہو کہ ابھی حد ترخص تک نہیں پہنچا تو اگر نماز قصر پڑھ چکا ہے تو پوری نماز پڑھ کر اعادہ کرے اور اگر حد ترخص سے نکل جانے کے بعد علم ہو کہ اس نے نماز حد مذکورہ کے اندر پڑھی تھی تو اس کی قضاء کرے اور پوری پڑھے اور واپس آنے کے متعلق بھی یہی حکم ہے مثلاً اگر وہ حد ترخص میں داخل ہونے کے یقین کے ساتھ نماز پوری پڑھے اور پھر معلوم ہو کہ ابھی وہ حد ترخص سے باہر تھا تو دوبارہ قصر ہی کے ساتھ نماز کا اعادہ کرے گا۔

۱۰۷۱۔ اگر اپنے سفر کے دوران اس کو یقین ہو کہ وہ حد ترخص سے نہیں نکلا اور نماز پوری پڑھ لے اور وطن واپسی کی صورت میں یہ یقین کرے کہ حد ترخص میں داخل نہیں ہوا اور قصر نماز پڑھ لے اور پھر معلوم ہو کہ اسکا خیال غلط تھا تو نماز کا اعادہ کرے گا۔

۱۰۷۲۔ اگر کشتی یا سٹیمر پر سوار ہو کر وطن یا اقامت گاہ سے نکلے اور بقصد تمام نماز پڑھے جبکہ ابھی حد ترخص سے نہ نکلا ہو اور دورانِ نماز جہاز یا کشتی چلتے چلتے حد ترخص سے نکل جائے تو واجب ہے کہ فوراً قصر کی نیت بدل لے بشرطیکہ وہ پہلی یا دوسری رکعت میں ہو یا تیسری رکعت شروع کر چکا ہو اور ابھی رکوع میں نہ گیا ہو تو فوراً بیٹھ جائے اور بنیت قصر سلام پھیر لے اور اگر رکوع کر چکا ہو تو نماز پوری کر دے اور اس پر کچھ لازم نہیں ہے۔

۱۰۷۳- اگر سفر سے واپس آ رہا ہو اور بنیت قصر نماز پڑھ رہا ہو اور وہ کشتی جس میں وہ سوار تھا حد ترخص میں داخل ہو جائے تو اگر اس نے سلام نہیں پھیرا تو فوراً نیت کر قصر سے اتمام کی طرف بدل دے اور پوری نماز ادا کرے۔

وطن اصلی اور عرضی کا فرق

۱۰۷۴- وطن اصلی وہ ہے جہاں انسان کی ولادت اور پرورش ہوئی ہو یا وہاں اس کے والدین یا مربی کی رہائش گاہ ہو چاہے وہ مربی عزیزوں میں سے ہو یا اجنبی۔

۱۰۷۵- یہ واجب نہیں کہ وطن شہر گاؤں یا بستی ہو بلکہ اگر کوئی شخص صحراء کے اندر کسی خیمہ میں یا کسی پہاڑ کی چوٹی پر پیدا ہوا ہو اور وہاں پرورش پائی ہو اور اس کو اپنا دائمی مسکن قرار دے تو وہ بھی اس کے لئے وطن ہو گا۔

۱۰۷۶- وطن عرضی وہ ہے جس کو انسان ابدی طور پر اپنا مسکن بنائے یا دائماً اس کو وطن قرار دے پس اگر وہ وہاں اس نیت سے مسلسل یا منقطع چھ ماہ رہا ہو تو وہ اس کے لئے وطن ثانوی متصور ہو گا چاہے وہاں اس کا امکان یا ملکیت ہو یا نہ ہو لیکن اگر ایک دن بھی وہاں وطن بنانے کا ارادہ بدل لے تو وطن کا حکم نہ رہے گا۔

۱۰۷۷- جو کسی خاص شہر میں نہ ٹھہرے یا کسی جگہ بقصد توطن چھ ماہ قیام نہ کرے وہ جگہ اس کے لئے وطن نہ ہو گی اگرچہ وہاں اس کا اپنا وسیع مکان و جائیداد ہو۔

۱۰۷۸- جس شخص کا کسی شہر میں کوئی مکان یا جائیداد ہو اور وہ وہاں چھ ماہ بقصد توطن قیام کر چکا ہو تو وہ اس کے لئے ابدی وطن شمار کیا جائے گا حتیٰ کہ وہاں سے اعراض بھی کر لے تو جب تک اس کا مکان یا جائیداد وہاں پر موجود ہے وہ وطن کے حکم میں ہو گا اگرچہ احوط ہے کہ اگر وہ وہاں اثناء سفر میں پہنچے تو وہ وہاں قصر و اتمام دونوں پر عمل کرے یعنی ہر نماز احتیاطاً قصر بھی پڑھے اور مکمل بھی۔

۱۰۷۹- نابالغ بچہ اپنے والدین کے تابع ہو گا اور زوجہ شوہر کے تابع ہو گی یعنی جس طرح وہ نماز پڑھے گا یہ بھی اسی طرح پڑھے گی۔

۱۰۸۰- جو شخص کسی جگہ کسی حاجت کیلئے قیام کرے یا کسی شہر میں تجارت یا تحصیل علم کرتا ہو چاہے علم دینی ہو یا دنیاوی اور قصد توطن نہ ہو تو وہ جگہ اس کے لئے وطن نہ ہو گی اگرچہ وہاں کئی سال رہ چکا ہو۔

۱۰۸۱۔ قیام گاہ بھی مشابہ وطن ہوتی ہے مثلاً اگر کوئی شخص کسی شہر یا کسی بر یا بحر میں بلا تردد دس روز قیام کی نیت سے رہے گا تو نماز بھی پوری پڑھے گا اور روزہ بھی رکھے گا جیسا کہ اس کے متعلق مفصل بیان گزر چکا ہے۔

مسائل

۱۰۸۲۔ قیام کے لئے شرط ہے کہ بلا تردد قطعی فیصلہ کی نیت سے مسلسل دس روز قیام کی نیت ہو اور اس میں کوئی شک یا ظن نہ ہو۔

۱۰۸۳۔ نیت قیام کے لئے وحدت محل شرط ہے اگر متعدد بستیوں یا مواضع میں دس روز رہنے کا قصد ہو تو نماز قصر نہ ہو گی چاہے وہ قریب قریب ہوں مثلاً نجف اشرف اور کوفہ دونوں میں یا کربلا اور مقام حضرت حر یا کاظمینی اور بغداد میں یا سعودی عرب کے شہر ہفوف اور اس کے گردو نواح میں یا کویت اور اس کے قریبی مقامات میں یا بحرین کے مرکزی شہر منامہ اور اس کے توابع میں رہنے کا ارادہ ہو تو نماز قصر ہو گی۔

۱۰۸۴۔ جو شخص کسی شہر یا کسی معین مقام پر رہنے کا قصد کرے تو اس کے اطراف میں گردش کرنا مضر نہیں ہے۔ اگرچہ وہ حد ترخص سے خارج ہوں جب تک کہ مسافت سے نہ نکلے اور وہ ان مقامات میں بھی نماز پوری پڑھے گا اور روزہ رکھے گا مثلاً کوئی نجف اشرف میں مقیم ہو اور کوفہ چلا جائے یا کربلا معلی میں مقیم ہو اور حضرت حر کے مزار پر چلا جائے یا کاظمین میں ہو اور بغداد چلا جائے یا کویت و بصرہ سے مناطق و قردلان کی طرف نکل جائے تو اس کے مقیم ہونے میں کوئی ضرر نہ ہو گا۔

۱۰۸۵۔ اگر انسان کسی جگہ رہنے پر مجبور ہو اور وہ جانتا ہو کہ اس کو وہاں دس روز رہنا پڑے گا تو وہ روزہ بھی رکھے اور نماز پوری پڑھے اس کے لئے اختیاری قیام کی کوئی شرط نہیں ہے۔

۱۰۸۶۔ سفر، قیام، قصر و اتمام کے احکام میں زوجہ اپنے شوہر کی تابع ہو گی اور غلام اپنے آقا کے تابع ہو گا ان کے لئے مستقل قصد کی کوئی شرط نہیں ہے۔

۱۰۸۷۔ اُجرت پر کام کرنے والا اپنے اجارہ دار کے تابع ہو گا چاہے وہ مطلق طور پر اجیر ہو یا سفر کے لئے مثلاً ڈرائیور یا نوکر وغیرہ بشرطیکہ انکا سفر محض صاحبِ اجارہ کی وجہ سے ہو۔

۱۰۸۸۔ زوجہ، غلام، اُجرت دار مزدور اسی صورت میں اپنے متاجر کے تابع ہوں گے جبکہ ان کو اس کی

نیت قصد کا علم ہو ورنہ اطلاع کے بغیر ان کی شرعی تکلیف قصر ہی ہو گی۔

۱۰۸۹۔ اگر زوجہ، غلام اجیر کو چند روز قصر پڑھنے کے بعد علم ہو کہ انکا متبوع قیام کا قصد رکھتا ہے۔ تو احوط ہے کہ وہ اپنی سابقہ نمازوں کو بقصد اتمام دوبارہ پڑھیں اور اطلاع کے بعد نمازیں پوری پڑھیں۔

۱۰۹۰۔ اگر ایک جماعت ہو اور متفق الرائے ہو کر وہ کسی کو اپنا قائد و رئیس تسلیم کر لیں اور خود کو اس کے تابع قرار دیں تو اس رئیس کا قصد امامت ان سب کا قصد متصور ہو گا اسی طرح اولاد اگر بالغ بھی ہو تو وہ اپنے والد کی تابع ہو گی اور صرف والد کی نیت ان سب کی نیت کے لئے کافی ہو گی۔

۱۰۹۱۔ مسافر اگر کسی خاص شہر میں رہنے کا قصد کرے پھر چار رکعتی نماز پڑھنے سے قبل اس کا ارادہ بدل جائے تو مسافر فوراً اتمام سے قصر کی طرف رجوع کرے گا اور اس کا حکم مسافر کے حکم کی طرح ہو گا۔ لیکن اگر قصد کے بعد روزہ رکھے اور عدول قصد سے قبل روزہ پر قائم رہے تو اس کے لئے افطار جائز نہیں ہے نہ زوال سے قبل نہ زوال کے بعد لیکن اگر رمضان کا قضاء روزہ رکھا ہو تو صرف زوال سے پہلے روزہ توڑنا جائز نہیں ہے اگرچہ نماز میں اس کی تکلیف شرعی قصر ہو گی اور روزے کا قیاس نماز پر نہ ہو گا اسی طرح اگر کسی متعین دن کے روزے کا قصد کرے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

۱۰۹۲۔ اگر قیام کی نیت کرے اور چار رکعتی پوری نماز پڑھ لے پھر اسی جگہ دس روز سے کم رہنے کا ارادہ ہو جائے تو روزہ رکھے گا اور آئندہ کے لئے نمازیں بھی قصر نہ پڑھے گا۔

۱۰۹۳۔ اگر دس روز کا قیام کرنے کا قصد کر لینے کے بعد نماز ظہر یا عصر یا عشاء میں داخل ہو جائے اور پہلی یا دوسری یا تیسری رکعت میں ارادہ بدل جائے تو اتمام سے قصر کی طرف رجوع کرے گا چاہے اس کا عدول تیسری رکعت میں رکوع کے بعد ہو یا پہلے کیونکہ اس نے پوری نماز پڑھنے سے پہلے قصر کی طرف عدول کیا ہے۔ نہ احتیاط کی ضرورت ہے نہ جمع بین القصر والاتمام کی بلکہ صرف قصر کے احکام پر عمل پیرا ہو گا۔

۱۰۹۴۔ جو شخص کسی بھی چار رکعتی نماز میں پہلی یا دوسری رکعت کی حالت میں اتمام سے عدول کرے تو اس کی نماز پوری ہی ہو گی اور بعد میں اتمام وہ قصر کی طرف عدول نہیں کر سکتا جیسا کہ قصدِ امامت کر لینے کے بعد نماز پوری پڑھی جائے گی۔

۱۰۹۵۔ اگر بقصد قیام پوری چار رکعتی نماز پڑھ لے اور پھر اس کو معلوم ہو کہ اس کی نماز باطل تھی چاہے کسی رکن کی کمی زیادتی کی وجہ سے یا کسی شرط کے مفقود ہونے کے سبب اور اس کا حکم اس شخص کی طرح ہو گا جس نے نماز ہی نہ پڑھی ہو پس اس کا قیام اس وقت تک متحقق نہ ہو گا جب تک وہ چار رکعتی نماز صحیح اور پوری نہ پڑھ لے ورنہ قصر کی طرف رجوع کرے گا۔

۱۰۹۶۔ اسلام، بلوغ، عبادت کی قدرت یہ شرائط اقامت میں سے نہیں ہیں بلکہ اگر کوئی کفر کی حالت میں قیام کی نیت کرے یا بچہ ممیز نابالغ ہو یا عورت ایامِ حیض یا نفاس میں ہو اور یہ لوگ دس روز قیام کریں پھر اثناء قیام میں کافر مسلمان ہو جائے اور بچہ بالغ ہو جائے یا عورت پاک ہو جائے تو ان سب پر روزہ رکھنا اور پوری نماز پڑھنا واجب ہو گا اور دس روز سے باقی ماندہ ایام میں یہ اتمام کے احکام پر عمل کریں گے۔

۱۰۹۷۔ دس روز قیام کی نیت کے بعد ارادہ و عزم کا زائل ہونا اور نیت میں تردد کرنا عدول کرنے کے حکم میں ہے۔

۱۰۹۸۔ اگر کوئی دس روز قیام کا قصد کرے اور وہ روزہ رکھتا رہے اور نماز بھی پوری پڑھتا رہے تو اگر دس سے زائد تھوڑے یا زیادہ دن رہنا پڑے تو اس کے لئے کسی دوسری نیت کی ضرورت نہیں بلکہ پہلی نیت ہی کافی ہے۔

۱۰۹۹۔ اگر اس اعتقاد سے قیام کا قصد کرے کہ اس کے رفقاء سفر یہ قصد کر چکے ہیں اور پھر معلوم ہو کہ اس کا خیال غلط تھا انہوں نے یہ قصد نہیں کیا تو اگر یہ اپنے قصد میں مستقل ہے اور قیام کرنے کا عزم رکھتا ہے تو اتمام پر عمل کرتا رہے اور اگر ان کے تابع ہے اور سفر و قیام میں ان کا پابند ہے تو قصر کیطرف رجوع کرے۔

۱۱۰۰۔ سفر کے قطع کرنے والے اسباب میں سے ایک سبب تیس روز تک بقاء یا عدم بقاء کے بارے میں تردد بھی ہے اس کے بعض مسائل ہم بیان کر چکے ہیں اور کچھ مزید باقی ہیں جن کو بطور اختصار ہم ذکر کرتے ہیں۔

۱۱۰۱۔ بقاء یا عدم بقاء میں تردد کرنا اسی صورت میں قاطع ہو گا جبکہ مسافر ایک ہی شہر یا کسی ایک جگہ ہو ورنہ اگر وہ متعدد شہروں میں یا مختلف علاقوں میں بلا تعیین گھومتا پھرتا رہے اور محل اقامت معین نہ کرے تو اگر مسافت قطع نہ کرے تو قصر پر باقی رہے گا اور وہ بحکم مسافر ہو گا اگرچہ اسی حالت پر وہ تیس روز سے زیادہ ٹھہرا رہے۔

۱۱۰۲۔ جو کسی شہر یا کسی جگہ تردد کے ساتھ مقیم رہے اور حدود مسافت کے اندر ادھر ادھر جاتا رہے پھر اپنے مقام پر پلٹ آئے تو اس کا حکم تیس روز رہنے کی صورت میں اس شخص کے حکم کی طرح ہے جو ایک ہی جگہ مقیم رہے اور گردش نہ کرے۔

۱۱۰۳۔ جو شخص روانگی اور سفر کے بارے میں متردد رہتا ہے اور اس کے باوجود قطع مسافت کرتا ہے تو وہ بلاشک قصر کے احکام کا پابند ہو گا۔

۱۱۰۴- تیس روز مکمل کر لینے کے بعد مزید تیس روز تک تردد میں رہنے والا شخص دس روز کے مقیم کے حکم میں ہے اگر وہ سفر کرے گا تو حد ترخص سے نکلنے سے قبل قصر نہیں پڑھ سکتا۔

۱۱۰۵- ایسا شخص اگر مسافت سے کم سفر پر نکلے اور یہ عزم رکھتا ہو کہ وہ اپنی جائے قیام کی طرف پلٹ آئے گا تو راستہ میں آتے جاتے اور منزل پر پہنچنے کے بعد بھی نماز پڑھے گا چونکہ وہ دس روز قیام کا قصد کرنے والے کے حکم میں شمار ہو گا۔

۱۱۰۶- اگر یہ شخص شرعی مسافت سے کم سفر پر نکلے اور اپنی منزل پر واپس آنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو مگر بقصد عبور وہاں آئے تو احتیاطاً اس کو چاہیئے کہ قصر و اتمام دونوں پر عمل کر کے ہر نماز کو قصر بھی پڑھے اور پوری بھی۔

قصر کے چند مسائل:

۱۱۰۷- جس شخص پر قصر واجب ہو اگر وہ جان بوجھ کر نماز پوری پڑھے تو گنہگار ہو گا اور چاہے وقت ہو یا نہ ہو اس کا اعادہ کرنا واجب ہے اور اگر بھول کر پوری پڑھ لے تو اگر وقت باقی ہو اور یاد آجائے تو اعادہ کرے وقت گزرنے کے بعد یاد آنے کی صورت میں اعادہ نہیں ہے اور اگر حکم سے ناواقف ہو تو اس پر کچھ لازم نہیں نہ اعادہ نہ قضاء لیکن احتیاط یہ ہے کہ اگر وقت باقی ہو تو اعادہ کر لے جبکہ حکم سے واقف ہو۔

۱۱۰۸- جس شخص پر نماز پوری پڑھنا واجب ہو اگر وہ جان بوجھ کر عمداً یا سہواً قصر پڑھ لے تو اگر وقت موجود ہے تو اعادہ کرے گا اور وقت گزر جانے کے بعد قضاء کرے گا لیکن اگر اس نے لاعلمی سے ایسا کیا ہو اور وہ احکام شرعی میں کوتاہی کرتا ہو تو صرف وقت باقی ہونے کی صورت میں اعادہ کرے گا اور اگر احکام شرعیکی تحصیل سے قاصر ہو اور اگر ایسا کر بیٹھے تو اس پر اعادہ واجب ہے نہ قضاء۔

۱۱۰۹- کتاب الصلوٰۃ کے شروع میں گزر چکا ہے کہ سفر میں نوافل ظہر و عصر و عشاء ساقط ہیں اور مغرب و صبح کے نوافل اور نماز تہجد ساقط نہیں اسی طرح مستحب نمازیں مثلاً نماز عید غدیر، نماز زیارت، نمازِ جعفر طیار علیہ السلام، نماز سلمان فارسی وغیرہ بھی ساقط نہیں ہیں۔

۱۱۱۰- جو شخص اپنے شہر یا محل قیام سے وقت داخل ہونے کے بعد سفر کرے۔ جبکہ اس کی ذمہ داری نماز کی ادائیگی ہو اور وہ حضر میں ادا نہ کرے تو حد ترخص سے گزر جانے کے بعد قصر بجا لائے گا۔ اور سفر میں نماز قصر نہ پڑھ سکا ہو اور اپنے گھر میں یا محل اقامت میں پہنچ جائے جبکہ نماز کا وقت باقی ہو تو وہ نماز پوری پڑھے گا۔

نماز آیات

۱۱۱۲۔ نماز آیات جن اسباب کی بناء پر پڑھی جاتی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں":
زمین کا زلزلہ، سورج گرہن، چاند گہن، جلا دینے والی بجلی، سیاہ و سرخ آندھیوں کا چلنا اور ہر ایسی حالت یا کسی آفاقی حادثے کا ظاہر ہونا جو اکثر لوگوں کے لئے خوف و ہراس کا باعث ہو۔

۱۱۱۳۔ اسباب کے اختلاف کی وجہ سے نماز آیات کے اوقات بھی مختلف ہوں گے مثلاً جتنی دیر تک زلزلہ جاری رہے گا نماز کا وقت بھی جاری رہے گا اور کسوف و خسوف یعنی سورج گرہن اور چاند گہن کی ابتداء سے آخر تک نماز کا وقت باقی ہوگا اور آندھیوں کے چلنے اور تاریکی کی ابتداء سے ہی ان کے لئے نماز کا وقت شروع ہو جائے گا تاکہ ایسا نہ ہو کہ یہ جلدی دور ہو جائیں اور نماز ادا نہ ہو سکے۔

۱۱۱۴۔ اگر انسان کو پہلے ہی سے علم ہو کہ کسوف یا خسوف ہوگا یا ان کے شروع ہوتے ہی علم ہو جائے گا مگر وہ نماز آیات ادا کرنے میں لاپرواہی سے کام لے تو کسوف و خسوف کے دور ہو جانے کے بعد بھی اس پر قضاء واجب ہوگی چاہے کسوف و خسوف سورج و چاند کو مکمل طور پر گھیرے میں لے لیں اور وہ جل جائیں یا جلنے کی حد تک نہ پہنچیں۔

۱۱۱۵۔ اگر اسباب مذکورہ میں سے کسی سبب کے وقوع کا علم نہ ہو یا وہ اس وقت ہو رہا ہو اور سبب دور ہونے کے بعد مطلع ہو تو اگر سورج یا چاند مکمل طور پر جل گئے ہوں تو قضاء واجب ہوگی اور اگر جزوی طور پر متاثر ہوئے ہوں تو قضاء واجب نہیں ہے۔

۱۱۱۶۔ اگر سبب ظاہر ہونے پر نماز آیات شروع کر دے اور اثناء نماز میں ہی سبب دور ہو جائے تو تخفیف کے ساتھ نماز مکمل کر دے۔

۱۱۱۷۔ اگر علمِ نجوم کے ذریعہ سے یا کسی ماہر نجومی کی پیش گوئی پر اعتماد کر کے اس کے صدق پر یقین کر کے یہ جانتا ہو کہ مثلاً اتنی دیر تک خسوف یا کسوف باقی رہے گا تو وسعت سے وقت کے مطابق مطمئن ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے۔

۱۱۱۸۔ اگر کسوف و خسوف کی مدت اتنی کم ہو کہ نماز پڑھنے سے پہلے ہی دور ہو جائے اگر خفیف طور پر بجا لائے تب بھی اداء کرنا واجب نہیں اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ قضاء بجا لائے۔

۱۱۱۹۔ اگر کسوف کے بعد سورج غروب ہو جائے یا خسوف کے بعد چاند ڈوب جائے یا بادل کے نیچے آجائے تو نماز اداء واجب ہوگی لیکن اگر یقین پیدا ہو جائے کہ خسوف یا کسوف ختم ہو گیا ہے تو قضاء بجا

لائے گا۔

۱۱۲۰۔ ایسا کسوف یا خسوف جو نظر نہ آتا ہو پیدا ہو جائے تو اس کے لئے نماز واجب نہیں نہ ادا، نہ قضاء مثلاً رات کو کسوف کی اطلاع ملے یا زلزلہ اور دیگر تمام اسباب جو کسی دوسرے علاقے میں ظاہر ہوں تو جس کے علاقوں میں ظاہر ہوں گے اس پر ہی نماز واجب ہو گی اور دوسروں پر واجب نہ ہو گی اگرچہ ان کا علاقہ بھی اس سے متاثر ہو اور حساب کے ذریعہ یا دو عادل نجومیوں کی گواہی سے اس کا علم حاصل ہو۔

۱۱۲۱۔ اگر نماز آیات فرائض یومیہ کے وقت میں واقع ہو جائے تو اگر فریضہ کا وقت بھی وسیع ہو تو نمازی کو اختیار ہے جس کو چاہے پہلے پڑھ لے اگرچہ فرائض کو پہلے اداء کرنا افضل ہے اور اگر ان دونوں کا وقت تنگ ہو تو واجب ہے کہ فرائض یومیہ کو نماز آیات پر مقدم کرے اگر دونوں میں سے کسی ایک کا وقت تنگ ہو تو اسی فریضہ کو وسیع وقت والی نماز پر مقدم کرنا واجب ہے۔

نماز آیات کی کیفیت

نماز آیات دو رکعت پر مشتمل ہے ہر رکعت میں پانچ رکوع اور دو سجدے ہیں اور اس کی متعدد صورتیں ہیں ہم یہاں دو مفصل اور مختصر صورتیں درج کرتے ہیں۔

مفصل صورت یہ ہے کہ پہلی رکعت اور دوسری رکعت میں کل دس بارہ سورہ فاتحہ اور کوئی مکمل سورت پڑھے اور اس کے بعد رکوع کرے گویا ہر رکعت میں پانچ دفعہ سورہ الحمد کے ساتھ اور پانچ رکوع ہوں گے (عزائم اربعہ کے سوا ہر سورۃ اختیار کر سکتا ہے عزائم اربعہ کے متعلق ہم بیان کر چکے ہیں کہ ان کا فرائض خمسہ پڑھنا بھی جائز نہیں چونکہ ان میں سجدہ واجب ہے۔ نیز اس میں پانچ مستحب قنوت ہیں اور ہر دوسرے، چوتھے، چھٹے، آٹھویں رکوع کے بعد قنوت ہیں اور ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور ایک سورت پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ کو پانچ حصوں پر تقسیم کر دے اور ہر حصہ پڑھنے کے بعد ایک رکوع کرے مثلاً

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ

کی کل پانچ آیات میں ہر آیت کے بعد ایک مرتبہ رکوع کرے پھر رکوع سے سر اٹھائے اور دوسری آیت پڑھے اور الحمد کے بغیر پڑھے اور پھر رکوع کرے اس طرح نماز تمام کرے۔

۳۹۸

نمازِ آیات کا مفصل طریقہ

۱۱۲۳۔ پہلے اسطرح نیت کرے کہ نماز پڑھتا ہوں حکم خدا کو تسلیم کرتے ہوئے یا قربتاً الی اللہ

اللہ اکبر

پھر سورہ اَلحمد مکمل پڑھے پھر

قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ

کہے اور

اللہ اکبر

کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور ذکر رکوع ادا کر کے سر اٹھائے اور سورہ مذکورہ کی دوسری آیت من شرما خلق پڑھ کر قنوت پڑھے۔

مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ

اور رکوع میں چلا جائے پھر رکوع سے سر اٹھائے اور

وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ

پڑھ کر قنوت پڑھے پھر رکوع میں چلا جائے پھر رکوع سے سر اٹھائے اور

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ

پڑھ کر رکوع کرے پھر رکوع سے سر اٹھا کر سجدہ میں چلا جائے اور دو سجدوں کے بعد دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے اور سورہ الحمد مکمل پڑھ لینے کے بعد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ، قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ

کہہ کر قنوت پڑھے پھر رکوع کرے اور رکوع سے سر اٹھا کر

اَللّٰہُ الصَّمَدُ

کہے پھر رکوع کرے پھر سر اٹھا کر

لَمْ یَلِدْ

کہے پھر رکوع کرے پھر سر اٹھا کر

وَلَمْ یُوْلَدْ

کہے پھر رکوع کرے پھر سر اٹھا کر

وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

کھے اور قنوت پڑھ کر رکوع کرے پھر دو سجدوں سے فارغ ہو کر تشہد و سلام کے ساتھ نماز پوری کر دے۔

مسائل

۱۱۲۴۔ فرائض یومیہ میں جو اجزاء و شروط و ذکر واجب یا مستحب ہیں وہ نماز آیات میں بھی واجب اور مستحب ہیں اسی طرح نماز ہائے یومیہ میں جاری ہونے والا قاعدہ فراغ یا قاعدہ شک چاہے محل سے تجاوز کرنے کے بعد ہو یا قبل اور سجدہ سہو کے احکام اس نماز میں بھی جاری ہوں گے۔

۱۱۲۵۔ اس نماز کے رکوعات بھی ارکان میں سے ہیں اگر محل سے تجاوز کرنے کے بعد معلوم ہو کہ ان میں کمی بیشی کر چکا ہے تو نماز باطل ہو گی اور اعادہ واجب ہو گا۔

۱۱۲۶۔ دو رکعتوں میں شک کرنا بطلان نماز کا موجب ہے جیسا کہ صبح کی نماز کے متعلق بیان کیا جا چکا ہے اگر دو طرفوں میں غور و خوض کرنے کے بعد کسی طرف کا ظن حاصل ہو جائے تو اس پر عمل کرے اور نماز صحیح ہو گی۔

۱۱۲۷۔ رکوعات میں شک کرنے کی صورت میں کم از کم تعداد پر بناء رکھے مثلاً اگر چار یا پانچ کے مابین شک ہو اور طرفین میں کسی پر ظن حاصل نہ ہو تو چار پر بناء رکھے۔ مگر محل سے تجاوز کرنے کے بعد اس قسم کے شک کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

۱۱۲۸۔ مستحب ہے کہ نماز آیات زیر آسمان ادا کی جائے اور کسی چھت کے نیچے اداء نہ کرے۔

۱۱۲۹۔ مستحب ہے کہ اس نماز کو باجماعت پڑھا جائے اور اس کی جماعت کے احکام وہی ہیں جو فرائض یومیہ کے بیان میں گزر چکے ہیں۔

۱۱۳۰۔ مستحب ہے کہ سبب دور ہونے تک اس نماز کو بار بار پڑھا جائے جبکہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد بھی انجلاء نہ ہوا ہو یا پھر اپنے مصلیٰ پر بیٹھ کر ذکر و دعاء میں مشغول رہے۔

۱۱۳۱۔ اگر وقت وسیع ہو تو مستحب ہے لمبی سورتیں پڑھی جائیں مثلاً سورہ یٰسین یا سورہ نور یا روم وغیرہ۔

۱۱۳۲۔ مستحب ہے کہ کسوف و خسوف کے زائل ہونے تک نماز کو طول دے۔

۱۱۳۳۔ مستحب ہے کہ زمانہ قرأت کی مقدار تک رکوع کو طول دے۔
۱۱۳۴۔ امام ہو یا تنہا نماز آیات کو بالجہر پڑھنا مستحب ہے۔

نمازِ آیات کے احکام

۱۱۳۵۔ اگر نماز آیات پڑھنا شروع کر دے اور پھر اس کو معلوم ہو کہ یومیہ فریضہ نماز کا وقت ہے تو اس کو قطع کرے اور فریضہ یومیہ بجالائے اور اس کو مکمل کرنے کے بعد نماز آیات پڑھے اور وہیں سے شروع کرے جہاں اس نے نماز قطع کی تھی۔ اگر وقت تنگ ہو اور منافی نماز کوئی فعل اس سے سرزد نہ ہوا ہو اور اگر وقت وسیع ہو یا کوئی منافی فعل سرزد نہ ہوا ہو تو نماز کو از سر نو بجالائے اگرچہ قضاء کی نیت سے ہی کیوں نہ ہو؟
۱۱۳۶۔ اگر یومیہ فریضہ نماز شروع کر دے اور اثناء نماز میں معلوم ہو کہ نماز آیات کا وقت تنگ ہے اور فریضہ مکمل کرنے تک اس کا وقت نکل جائے گا تو دیکھے کہ اگر فریضہ کا وقت وسیع ہے تو اس کو قطع کرے اور نماز آیات بجالائے اور از سر نو فریضہ پڑھ لے۔
۱۱۳۷۔ اگر فریضہ کا وقت تنگ ہونے کے باوجود اس کو شروع کر دے اور کسوف یا خسوف زائل ہو جائے تو اگر اس نے ان کو اداء کرنے میں کوتاہی کی ہو جبکہ جانتا بھی ہو کہ انکا وقت تنگ ہے تو ان کی قضاء واجب ہے اور اگر کوتاہی نہ کی ہو تو قضاء نہیں ہے اگرچہ سورج یا چاند کی ٹکیہ پوری جل جائے۔
۱۱۳۸۔ فرائض ہر حالت میں نوافل پر مقدم ہوں گے اگر کسوف یا خسوف کا وقت نافلہ کے وقت میں ہو تو نماز آیات کو نافلہ سے پہلے پڑھے گا اور اگر نافلہ کا وقت نکل جائے تو قضاء پڑھ لے۔
۱۱۳۹۔ اگر نماز آیات کے وقت میں ایک رکعت کا وقت بھی مل جائے یا وقت اس قدر تنگ ہو کہ یک ہی رکعت کے لئے کافی ہو تو بنیت ادا ہی پڑھے گا۔
۱۱۴۰۔ نماز آیات کو چلتے چلتے یا سوار ہونے کی حالت میں پڑھا جا سکتا ہے۔ جبکہ کوئی خوف یا خطرہ ہو یا کوئی مجبوری ہو مگر نماز کی حالت میں روبقبلہ ہو کر چلے اگر مکمل طور پر ممکن نہ ہو تو بقدر امکان قبلہ کی طرف رخ کرے اگر یہ بھی مشکل ہو تو صرف تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت روبقبلہ ہو اور پھر اپنے رستے پر چل دے۔
۱۱۴۱۔ اگر زلزلہ وغیرہ کے لئے نماز آیات بقصد اداء پڑھ لے اور بعد میں معلوم ہو کہ اس کی نماز باطل

تھی تو اداء کی نیت سے اعادہ کر لے اور کسوف کی صورت میں اگر وقت نکلنے کے بعد علم ہو تو قضاء کی نیت سے دوبارہ نماز پڑھے۔

۱۱۴۲۔ اگر کسوف یا خوف کے وقت عورت حیض یا نفاس کی حالت میں ہو تو اس پر یہ نماز واجب نہیں۔

۱۱۴۳۔ اگر بیک وقت نماز آیات کے اسباب پیدا ہوں مثلاً سرخ و سیاہ آندھی بھی آجائے زلزلہ بھی آئے خسوف یا کسوف بھی واقع ہو تو ہر ایک کے لئے الگ الگ نماز آیات واجب ہو گی اور ہر ایک کی نیت معین کرے گا یعنی زلزلہ کے لئے علیحدہ، کسوف کے لئے علیحدہ وہکذا۔

۱۱۴۴۔ اگر ایک ہی وقت میں ایک ہی نوع کی متعدد آیات نمودار ہوں مثلاً سلسلہ وار متعدد بار زلزلہ آئے تب بھی ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ نماز پڑھے گا۔ اگرچہ اس صورت میں ہر زلزلہ کی نماز کے لئے زلزلہ نمبر ۱ یا نمبر ۲ کہہ کر یقین کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ ہر نماز میں یہ کہے کہ نماز آیات پڑھتا ہوں زلزلہ کے سبب سے قربتاً الی اللہ۔

نماز عہد و نذر و قسم کا بیان

۱۱۴۵۔ نذر، عہد، غیر شرعی یا کسی غیر مطلوب شریعت کے لئے منعقد نہیں ہوتی اور اس کا بجا لانا واجب ہوتا ہے مثلاً اگر کوئی یہ نذر یا عہد کرے یا قسم کھائے کہ وہ ایک ہی سلام کے ساتھ پانچ یا چھ رکعت والی نماز پڑھے گا یا کوئی فعل مکروہ یا حرام بجالائے گا یا جماعت سے نماز نہ پڑھے گا یا نافلہ بجا نہ لائے گا یا مقامات مقدسہ کی زیارت نہ کرے گا یا ایسے مقدس گھروں میں داخل نہ ہو گا۔ جن کے احترام کا خدا نے حکم دیا ہے اور وہاں اپنے ذکر کی ترغیب دی ہے۔

۱۱۴۶۔ نذر، عہد، قسم اس کام کے متعلق ہو سکتی ہے جو یا واجب ہو یا شرعی یا راجح یا متحب ہو۔

۱۱۴۷۔ اگر یہ نذر کرے کہ فرائض یومیہ کو ترک نہ کرے گا تو اسکی نذر صحیح ہے اور ترک کرنے کی صورت میں گناہ ہو گا اور ماہ رمضان کے روزے ترک کرنے کا کفارہ ہو گا اور نماز ترک کرنے پر عذاب اس کے علاوہ ہو گا۔

۱۱۴۸۔ اگر یہ نذر کرے کہ دو رکعت نماز پڑھے گا یا قرآن مجید کی دو سورتیں پڑھے گا اور پھر نذر شکنی کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو اس پر صرف کفارہ ہو گا اور اس پر قضاء واجب نہ ہو گی اور جب بھی اس

کو بجا لائے گا وہ ادا شمار ہو گی اور کفارہ نہ ہو گا ہاں اگر نذر کی کسی نماز کے لئے کوئی وقت معین کرے تو اس کو اس معین وقت سے بجا نہ لائے تو اس صورت میں احوط ہے کہ قضاء بھی کرے اور کفارہ تو بہرحال اس پر ثابت ہے۔

نماز اجارہ کا بیان

۱۱۴۹۔ کسی زندہ کی نیابت میں نماز، یا کوئی عبادت سوائے حج کے اجارہ پر ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ حج کے لئے بھی چند شرائط ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

۱۱۵۰۔ میت کی طرف سے ان تمام عبادات کو اجرت لے کر ادا کرنا جائز ہے جن کی قضاء میت کے ذمہ واجب تھی اور یہ بھی پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اگر میت کے کئی بیٹے ہوں تو جو بیٹا عقل و رشد میں دوسروں سے زیادہ ہے وہی "حبوہ" کا مستحق ہو گا اور اپنے والد کی قضاء نمازیں وغیرہ ادا کرے گا اگر وہ نہ ہو تو مطلقاً میت کا ولی شرعی ادا کرے مگر یہ قضا عورتوں اور بیٹیوں پر واجب نہیں ہے۔

۱۱۵۱۔ اگر میت وصیت کر جائے کہ کسی مخصوص مومن کو اُجرت دے کر اسکی قضا نمازیں پڑھوائی جائیں تو یہ بھی جائز ہے اگرچہ اس کا عاقل و راشد لڑکا موجود ہو یا کوئی اس کا ولی شرعی مرد موجود ہو جو احکام کے متعلق دوسروں کی نسبت اولیٰ ہو۔

۱۱۵۲۔ واجب ہے کہ نمازیں وغیرہ اجرت پر ادا کرنے والا عادل ہو اور نماز کے لئے ضروری مسائل سے واقف ہو اور قیام، قعود، رکوع، سجود اور تمام افعال بجا لانے پر قادر ہو۔

۱۱۵۳۔ اُجرت پر لینے والے پر یہ واجب نہیں کہ عبادتِ مذکورہ کو جلد ہی بجا لائے اور مسلسل بجا لاتا رہے بلکہ تدریجی طور پر انکو بجا لانے میں مشغول ہونا ہی کافی ہے اس اثناء میں اپنے ضروری اعمال کی بجا آوری اپنے آرام اور مومنین کی حاجت براری اور دیگر اعمال بھی بجا لا سکتا ہے۔

۱۱۵۴۔ اگر وارث کو یہ علم ہو کہ میت کے ذمہ فرائض موجود ہیں تو اس پر واجب ہے کہ اجرت پر اس کے اعمال بجا لانے کے لئے کسی کو معین کرے اور اس کے اخراجات میت کے اصل مال بلکہ ۱/۳ حصہ وصیت میں سے ادا کرے۔

۱۱۵۵۔ اگر میت خود اپنے ذمہ کسی عبادت کو اجرت پر ادا کروانے کی وصیت نہ کرے تو وارث پر کچھ لازم نہیں اور اجرت پر ان اعمال کا ادا کروانا واجب ہے۔

۱۱۵۶۔ عورت کے اعمال کو اگر کوئی مرد بجا لارہا ہو تو واجب ہے کہ وہ اپنے وظیفہ شرعی کے مطابق بجا لائے اور جن نمازوں میں جہر واجب ہے وہاں جہر کی پابندی کرے چاہے اس کے یہ وظائف واجب ہوں یا مستحب؟

۱۱۵۷۔ اسی طرح اگر مرد کی نمازیں عورت بجا لارہی ہو تو وہ ان احکام کی پابند ہوگی جو عورت کے لئے ضروری ہیں مثلاً اخفات وغیرہ لیکن اگر کوئی اجنبی مرد اس کی آواز نہ سنتا ہو تو اس کو اختیار ہے کہ جہر اختیار کرے یا اخفات جیسا کہ قرأت کے احکام میں ان کی تفصیل گزر چکی ہے۔

۱۱۵۸۔ اگر میت کا ولی یا وصی دو یا زیادہ آدمیوں کو اجرت پر مقرر کرے تاکہ وہ میت کی نمازیں ادا کریں تو واجب نہیں کہ ترتیب حاصل کرنے کے لئے ان کے لئے وقت مقرر کرے بلکہ ہر شخص جس وقت چاہے نماز پڑھ سکتا ہے۔

بعض مستحب نمازوں کا بیان

میں اپنے رسالہ میں مستحب نمازوں کے متعلق والد ماجد اعلی اللہ مقامہ، علامہ حجت کبیر میرزا موسیٰ رفع اللہ فی جنتہ مقامہ کے رسالہ کو نقل کر رہا ہوں جیسا کہ میرے برادر معظم قدس سرہ نے کیا اور اس رسالہ میں مزید نمازوں کے ذکر کا اضافہ ان دونوں بزرگواروں کے حوالہ سے یہاں یہ تذکرہ کرنا اس لئے مطلوب ہے تاکہ برکت حاصل ہو اور ان کا ذکر تازہ رہے خدا ان کی قبور کو منور فرماوے۔ اور ان کو معصومین علیہم السلام کے ساتھ محشور فرمائے

صلی اللہ علیٰ محمد وآلہ الطاہرین

برادر مرحوم نے اپنے رسالہ عملیہ منہاج الشیعہ میں فرمایا ہے۔

قسم اول

۱۱۵۹۔ نوافل یومیہ جن کا ذکر اس کتاب کے اوائل میں گزر چکا ہے وہاں رجوع کریں۔

قسم دوم:

۱۱۶۰۔ نماز شب کا بیان اور اس کے آداب۔

جاننا چاہیئے کہ بمطابق روایت یہ بات مجربات میں سے ہے کہ جو شخص رات کو جس وقت بھی

نیند سے بیدار ہونا چاہے تو وقت کا تعین کر کے یہ آیت پڑھ کر سوئے اسی وقت آنکھ کھلے گی۔

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحیٰ اِلَیَّ اِنَّمَا اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْ لِقَاءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً وَّلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖ اَحَداً۔

اور جب نیند سے آنکھ کھلے تو سب سے پہلے سجدہ کرے اور سجدہ میں یا سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے یہ دعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ رَدَّ عَلَیَّ رُوْحِیْ لِاَحْمَدَہٗ وَاَعْبُدَہٗ

اور پھر آسمان کی طرف نگاہ کر کے یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ لَا یُوَارِیْ عَنْکَ لَیْلٌ دَاجٍ وَّلَا سَمَاءٌ ذَاتُ اَبْرَاجٍ وَّلَا اَرْضٌ ذَاتُ فِجَاجٍ وَّلَا ظُلُمَاتٌ بَعْضُھَا فَوْقَ بَعْضٍ وَّلَا بَحْرٌ لُّجِّیٌّ تُدْلَجُ مِنْ بَیْنِ یَدَیِ الْمُدْلِجِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ غَارَتِ النُّجُوْمُ وَنَامَتِ الْعُیُوْنُ وَاَنْتَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ سُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اس کے سورہ آلِ عمران کے آخری پانچ آیات پڑھے اور وہ یہ ہیں:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَاماً وَّقُعُوْداً وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلاً سُبْحَانَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَا اِنَّکَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَہٗ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیاً یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْعَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَاوَعَدْتَنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔

پھر اس کو طہارت خانہ جانے کی حاجت ہو تو وہ پوری کرے اور خوشبو لگائے اور روبقبلہ ہو کر بیٹھے اور حضرت سید الساجدین علیہ السلام سے منقول یہ دعا پڑھے جو آپ نصف شب کو پڑھا کرتے تھے۔

اِلٰهِیْ غَارَتِ نُجُوْمُ سَمٰائِکَ وَنَامَتْ عُیُوْنُ اَنَامِکَ وَهَدَأَتْ اَصْوَاتُ عِبَادِکَ وَاَنْعَامِکَ وَغَلَّقَتِ الْمُلُوْکُ اَبْوَابَهَا وَطَافَ عَلَیْهَا حُرَّاسُهَا وَاحْتَجَبُوا عَمَّنْ یَسْئَالُهُمْ حَاجَةً اَوْیَنْتَجِعُ مِنْهُمْ فَائِدَةً وَاَنْتَ اِلٰهِیْ حَیٌّ قَیُّوْمٌ لَا تَاخُذُکَ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ وَلَا یَشْغُلُکَ شَیْئٌ اَبْوَابُ سَمٰاءِکَ لِمَنْ دَعَاکَ مُفَتَّحَاتٌ وَخَزَائِنُکَ غَیْرُ مُغَلَّقَاتٍ وَاَبْوَابُ رَحْمَتِکَ غَیْرُ مَحْجُوْبَاتٍ وَفَوَائِدُکَ لِمَنْ سَئَالَکَ غَیْرُ مَحْظُوْرَاتٍ بَلْ هِیَ مَبْذُوْلَاتٌ اِلٰهِیْ وَاَنْتَ الْکَرِیْمُ الَّذِیْ لَا تَرُدُّ سَائِلاً مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ سَئَالَکَ وَلَا تَحْتَجِبُ عَنْ اَحَدٍ مِنْهُمْ اَرَادَکَ لَا وَعِزَّتِکَ وَ جَلَالِکَ وَلَاتَخْتَزِلُ حَوَائِجُهُمْ دُوْنَکَ وَلَا یَقْضِیْهَا اَحَدٌ غَیْرُکَ اَللّٰهُمَّ وَ قَدْ تَرَانِیْ وُقُوْفِیْ وَذُلَّ مَقَامِیْ بَیْنَ یَدَیْکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَتَطَّلِعُ عَلٰی مَافِیْ قَلْبِیْ وَمَا یَصْلِحُ بِہٖ اَمْرُ اٰخِرَتِیْ وَدُنْیَایَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ ذِکْرَالْمَوْتِ وَاَهْوَالَ الْمَطْلَعِ وَالْوُقُوْفُ بَیْنَ یَدَیْکَ تَغُصُّنِیْ مَطْعَمِیْ وَمَشْرَبِیْ وَاَغَصَّنِیْ بِرِیْقِیْ وَاَقْلَقَنِیْ عَنْ صَلَاتِیْ وَ مَنَعَنِیْ رُقَادِیْ کَیْفَ یَنَامُ الْعَاقِلُ وَمَلَکُ الْمَوْتِ فِیْ طَوَارِقِ اللَّیْلِ وَاَطْرَافِ النَّهَارِ بَلْ کَیْفَ یَنَامُ الْعَاقِلُ وَمَلَکُ الْمَوْتِ لَا یَنَامُ بِاللَّیْلِ وَلَا بِالنَّهَارِ بَلْ یَطْلُبُ رُوْحًا بِالْبَیَاتِ وَفِیْ آنَاءِ السَّاعَاتِ۔

پھر سجدہ کرے اور اپنا چہرہ مٹی پر رکھ کر یہ دعا پڑھے۔

اَسْئَالُکَ الرَّوْحَةَ وَالرَّاحَةَ عِنْدَالْمَوْتِ وَالْعَفْوَ عَنِّیْ حِیْنَ اَلْقَاکَ

پھر نماز شب سے قبل دو رکعت نماز افتتاح پڑھے اور پہلی رکعت میں الحمد اور سورۂ توحید اور دوسری رکعت میں الحمد اور سورہ جحد اور سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اِلٰهِیْ کَمْ مِنْ مُوْبِقَةٍ حَلُمْتَ عَنْ مُقَابَلَتِهَا بِنِعْمَتِکَ وَکَمْ مِنْ جَرِیْرَةٍ تَکَرَّمْتَ عَنْ کَشْفِهَا بِکَرَمِکَ وَاِلٰهِیْ اِنْ طَالَ فِیْ عِصْیَانِکَ عُمْرِیْ وَعَظُمَ فِی الصُّحُفِ ذَنْبِیْ فَمَا اَنَا بِمُؤَمِّلٍ غَیْرَ غُفْرَانِکَ وَلَا اَنَا بِرَاجٍ غَیْرَ رِضْوَانِکَ اِلٰهِیْ اُفَکِّرُ فِیْ عَفْوِکَ فَتَهُوْنُ عَلَیَّ خَطِیْئَتِیْ ثُمَّ اَذْکُرُ الْعَظِیْمَ مِنْ اَخْذِکَ فَتَعْظُمُ بَلِیَّتِیْ آهٍ اِنْ اَنَا قَرَأْتُ فِی الصُّحُفِ سَیِّئَةً اَنَا نَاسِیْهَا وَاَنْتَ مُحْصِیْهَا فَتَقُوْلُ خُذُوْهُ فَیَالَهٗ مِنْ مَأْخُوْذٍ لَا تُنْجِیْهِ عَشِیْرَتُهٗ وَلَا تَنْفَعُهٗ قَبِیْلَتُهٗ آهٍ مِنْ نَارٍ تُنْضِجُ الْاَکْبَادَ وَالْکُلٰی آهٍ مِنْ نَارٍ نَزَّاعَةٍ لِلشَّوٰی آهٍ مِنْ غَمْرَةٍ مِنْ لَهَبَاتِ لَظٰی۔

پھر جب تم نماز شب شروع کرنا چاہو تو یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ وَآلِهٖ وَاُقَدِّمُهُمْ بَیْنَ یَدَیْ حَوَائِجِیْ فَاجْعَلْنِیْ بِهِمْ وَجِیْهاً فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ بِهِمْ وَلَا تُعَذِّبْنِیْ بِهِمْ وَاهْدِنِیْ بِهِمْ وَلَا تَحْرِمْنِیْ بِهِمْ وَاقْضِ لِیْ حَوَائِجَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

پھر کھڑے ہو کر دو دو کر کے کل آٹھ رکعت نماز شب پڑھو اور افضل یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ الحمد اور توحید ایک مرتبہ اور اس سے بھی افضل ہے کہ اس کے بعد تیس مرتبہ سورۂ توحید پڑھو پھر چھ رکعتوں میں الحمد کے بعد جو سورہ چاہو پڑھو اور بہتر ہے کہ یٰسین وغیرہ جیسی طویل سورتیں پڑھو اور فقط الحمد پر اکتفا کرنا بھی جائز ہے اور مستحب ہے کہ دو رکعت پڑھ کر یہ منقول دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ وَلَمْ یُدْعَ مِثْلُکَ وَلَمْ یُسْأَلْ مِثْلُکَ وَاَنْتَ مَوْضِعُ مَسْأَلَةِ السَّائِلِیْنَ وَمُنْتَهٰی رَغْبَةِ الرَّاغِبِیْنَ وَاَدْعُوْکَ وَلَمْ یُدْعَ مِثْلُکَ وَاَرْغَبُ اِلَیْکَ وَلَمْ یُرْغَبْ اِلٰی مِثْلِکَ وَاَنْتَ مُجِیْبُ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّیْنَ وَاَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ وَاَسْأَلُکَ بِاَفْضَلِ الْمَسَائِلِ وَاَنْجَحِهَا وَاَعْظَمِهَا یَا اَللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ وَبِاَسْمَائِکَ الْحُسْنٰی وَاَمْثَالِکَ

اُلْعُلْیَا نِعَمِکَ الَّتِی لَا تُحصیٰ وَبِاَکرَمِ اَسمَائِکَ عَلَیکَ وَاَحَبِّهَا اِلَیکَ وَاَقرَبِهَا مِنکَ وَسِیلَةً وَاَشرَفِهَا عِندَکَ مَنزِلَةً وَاَجزَلِهَا لَدَیکَ ثَوَاباً وَاَسرَعِهَا فِی الاُمُورِ اِجَابَةً اَسئَلُکَ بِاسمِکَ المَکنُونِ المَخزُونِ الاَکبَرِ الاَعَزِّ الاَجَلِّ الاَعظَمِ الَّذِی تُحِبُّهُ وَتَهوَاهُ وَتَرضیٰ بِهٖ عَمَّن دَعَاکَ فَاستَجَبتَ لَهٗ دُعَاءَهٗ وَحَقٌّ عَلَیکَ اَن لَا تَحرِمَ سَائِلَکَ وَلَا تَرُدَّهٗ وَبِکُلِّ اسمٍ هُوَ لَکَ فِی التَّورٰةِ وَالاِنجِیلِ وَالزَّبُورِ وَالفُرقَانِ العَظِیمِ وَبِکُلِّ اسمٍ دَعَاکَ بِهٖ حَمَلَةُ عَرشِکَ وَمَلَائِکَتُکَ وَاَنبِیَائُکَ وَرُسُلُکَ وَاَهلُ طَاعَتِکَ مِن خَلقِکَ اَن تُصَلِّیَ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَن تُعَجِّلَ فَرَجَ وَلِیِّکَ وَابنِ وَلِیِّکَ وَاَن تُعَجِّلَ خِزیَ اَعدَائِهٖ وَ اَن تَفعَلَ بِی کَذَا وَکَذَا

اور یہاں اپنی حاجات طلب کرے پھر تسبیح جناب فاطمہ علیہا السلام پڑھے پھر سجدہ شکر بجا لائے اور ایک سجدہ میں یہ دعا پڑھے:

اِلٰهِی وَعِزَّتِکَ وَجَلَالِکَ وَعَظَمَتِکَ لَو اَنِّی مُذ بُدِعَت فِطرَتِی مِن اَوَّلِ الدَّهرِ عَبَدتُکَ دَوَامَ خُلُودِ رُبُوبِیَّتِکَ بِکُلِّ شَعرَةٍ فِیْ کُلِّ طَرفَةِ عَینٍ سَرمَدَ الاَبَدِ بِحَمدِ الخَلَائِقِ وَشُکرِهِم اَجمَعِینَ لَکُنتُ مُقَصِّراً فِی بُلُوغِ اَدَاءِ شُکرِ خَفِیِّ نِعمَةٍ مِن نِعَمِکَ عَلَیَّ وَلَو اَنِّی کَرَبتُ مَعَادِنَ حَدِیدِ الدُّنیَا بِاَنیَابِی وَحَرَثتُ اَرَاضِیهَا بِاَشفَارِ عَینَیَّ وَبَکَیتُ مِن خَشیَتِکَ مِثلَ بُحُورِ السَّمٰوٰتِ دَماً صَدِیداً لَکَانَ ذٰلِکَ مِنِّی قَلِیلاً فِیْ کَثِیرِ مَایَجِبُ مِن حَقِّکَ عَلَیَّ وَلَو اَنَّکَ یَااِلٰهِی عَذَّبتَنِی بَعدَ ذٰلِکَ بِعَذَابِ الخَلَائِقِ اَجمَعِینَ وَ عَظَّمتَ لِلنَّارِ خَلقِی وَجِسمِی وَمَلَاْتَ طَبَقَاتِ جَهَنَّمَ وَاَطبَاقَهَا مِنِّی حَتّٰی لَا یَکُونَ فِی

اَلنَّا رِمُعَذَّبَ غَیْرِیْ اِسْتَوْجَبَہ مِنْ عُقُوْبَتِکَ

پر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز شفع پڑھے اور دونوں رکعتوں میں الحمد اور توحید تین بار پڑھے یا ہر رکعت میں معوذتین پڑھے اور قنوت میں جو چاہے پڑھے اور یہ دعا پڑھنا منقول ہے:

اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا فِیْ مَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنَا فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنَا فِیْ مَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْ لَنَا فِیْمَنْ اَعْطَیْتَ وَقِنَا شَرَّ مَاقَضَیْتَ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ وَاِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ فَلَکَ الْحَمْدُ عَلٰی مَاقَضَیْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ

اور سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا پڑھے:

اِلٰھِیْ تَعَرَّضَ لَکَ فِیْ ھٰذَا اللَّیْلِ الْمُتَعَرِّضُوْنَ وَقَصَدَ فِیْہِ الْقَاصِدُوْنَ وَاَمَّلَ فَضْلَکَ وَمَعْرُوْفَکَ الطَّالِبُوْنَ وَلَکَ فِیْ ھٰذَا اللَّیْلِ نَفَحَاتٌ وَّجَوَائِزُ وَعَطَایَا وَمَوَاھِبُ تَمُنُّ بِھَا عَلٰی مَنْ تَشَآءُ مِنْ عِبَادِکَ وَتَمْنَعُھَا عَمَّنْ لَمْ تَسْبِقْ لَہُ الْعِنَایَۃُ مِنْکَ وَھَا اَنَاذَا عُبَیْدُکَ الْفَقِیْرُ الْمُؤَمِّلُ فَضْلَکَ وَمَعْرُوْفَکَ فَاِنْ کُنْتَ یَامَوْلَایَ قَدْ تَفَضَّلْتَ فِیْ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃِ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِکَ وَعُدْتَ عَلَیْہِ بِعَائِدَۃٍ مِنْ عَطْفِکَ فَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ الْفَاضِلِیْنَ وَجُدْ عَلَیَّ بِطَوْلِکَ وَمَعْرُوْفِکَ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَاٰلِہِ الطَّاھِرِیْنَ الَّذِیْنَ اَذْھَبَ اللّٰہُ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَطَھَّرَھُمْ تَطْھِیْرًا اِنَّ اللّٰہَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَدْعُوْکَ کَمَا اَمَرْتَ فَاسْتَجِبْ لِیْ کَمَا وَعَدْتَ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔

پھر وتر کی ایک رکعت پڑھے جس میں الحمد کے بعد تین مرتبہ سورۂ توحید اور ایک مرتبہ سورۂ فلق اور ایک مرتبہ سورۂ والناس پڑھے اور قنوت میں یہ دعا پڑھے۔

لا اِلٰهَ اِلاَّ اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ لا اِلٰهَ اِلا اللهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ سُبْحَانَ اللهِ
رَبِّ السَّمٰوات السَّبْع وَ رَبِّ الْاَرَضِين السَّبْعِ وَمَا فِيهِنَّ وَمَا بَيْنَهُنَّ
وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللهُ نُورُ السَّمٰوتِ وَالْاَرْضِ وَاَنْتَ
اللهُ زَيْنُ السَّمٰوتِ وَالْاَرْضِ وَاَنْتَ اللهُ جَمَالُ السَّمٰوتِ وَالْاَرْضِ
وَاَنْتَ اللهُ عِمَادُ السَّمٰوتِ وَالْاَرْضِ وَاَنْتَ اللهُ قِوَامُ السَّمٰوات
وَالْاَرْضِ وَاَنْتَ اللهُ صَرِيخُ الْمُسْتَصْرِخِينَ وَاَنْتَ اللهُ غِيَاثُ
الْمُسْتَغِيثِينَ وَاَنْتَ اللهُ مُجِيبُ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّينَ وَاَنْتَ اللهُ اِلٰهُ
الْعَالَمِينَ وَاَنْتَ اللهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ وَاَنْتَ اللهُ كَاشِفُ السُّوءِ
وَاَنْتَ اللهُ بِكَ تَنْزِلُ كُلُّ حَاجَةٍ يَا اللهُ لَيْسَ يَرُدُّ غَضَبَكَ اِلَّا حِلْمُكَ
وَلَا يُنْجِي مِنْ عِقَابِكَ اِلَّا رَحْمَتُكَ وَلَا يُنْجِي مِنْكَ اِلا التَّضَرُّعُ
اِلَيْكَ فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ يَا اِلٰهِي رَحْمَةً تُغْنِينِي بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ
سِوَاكَ بِالْقُدْرَةِ الَّتِي بِهَا اَحْيَيْتَ جَمِيعَ مَا فِي الْبِلَادِ وَبِهَا تَنْشُرُ
مَيْتَ الْعِبَادِ وَلَا تُهْلِكْنِي غَمّاً حَتّٰى تَغْفِرَلِي وَتَرْحَمَنِي وَتُعَرِّفَنِي
الْاِسْتِجَابَةَ فِي دُعَائِي وَارْزُقْنِي الْعَافِيَةَ اِلٰى مُنْتَهٰى اَجَلِي وَاَقِلْنِي
عَثْرَتِي وَاغْفِرْلِي يَا اِلٰهِي وَلَا تُشْمِتْ بِي عَدُوِّي وَلَا تُمَكِّنْهُ مِنْ
رَقَبَتِي اَللّٰهُمَّ اِنْ رَفَعْتَنِي فَمَنْ ذَا الَّذِي يَضَعُنِي وَاِنْ وَضَعْتَنِي فَمَنْ
ذَا الَّذِي يَرْفَعُنِي وَاِنْ اَهْلَكْتَنِي فَمَنْ ذَا الَّذِي يَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَكَ
اَوْ يَتَعَرَّضُ لَكَ فِي شَيْءٍ مِنْ اَمْرِي وَقَدْ عَلِمْتُ اَنْ لَيْسَ فِي
حُكْمِكَ ظُلْمٌ وَلَا فِي نِقْمَتِكَ عَجَلَةٌ اِنَّمَا يَعْجَلُ مَنْ يَخَافُ الْفَوْتَ
وَاِنَّمَا يَحْتَاجُ اِلَى الظُّلْمِ الضَّعِيفُ وَقَدْ تَعَالَيْتَ عَنْ ذٰلِكَ وَلَا
تَجْعَلْنِي لِلْبَلَاءِ غَرَضاً وَلَا لِنِقْمَتِكَ نَصَباً وَمَهِّلْنِي وَنَفِّسْنِي وَاَقِلْنِي

عَثْرَتِی وَلَا تَتْبَعْنِی بِبَلَاءٍ اِثْرَ بَلَاءٍ فَقَدْ تَرَی ضَعْفِی وَقِلَّةَ حِیلَتِی اَسْتَعِیذُبِکَ اللیلة فَاَعِذْنِی وَاَسْتَجِیرُبِکَ مِنَ النَّارِ فَاَجِرْنِی وَاَسْاَلُکَ الْجَنَّةَ فَلَا تَحْرِمْنِی

اور افضل ہے کہ یہ دعا پڑھنے کے بعد چالیس سے ایک سو مومنین کے لئے استغفار کرے چونکہ یہ قبولیت دعا کا موجب ہے اور پھر سات مرتبہ اس طرح استغفار کرے:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِی لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّومُ بَدِیعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ لِجَمِیعِ ظُلْمِی وَجُرْمِی وَاِسْرَافِی عَلٰی نَفْسِی وَاَتُوبُ اِلَیْہِ

اس کے بعد یہ دعاء منقول پڑھے:

رَبِّ اَسَاْتُ وَظَلَمْتُ نَفْسِی بِئْسَ مَاصَنَعْتُ وَھٰذِہٖ یَدَایَ یَارَبِّ جَزَآءً بِمَا کَسَبَتْ وَھٰذِہٖ رَقَبَتِی خَاضِعَةٌ لِمَا اَتَیْتُ وَھَا اَنَا ذَابَیْنَ یَدَیْکَ فَخُذْ لِنَفْسِکَ مِنْ نَفْسِیَ الرِّضَا حَتّٰی تَرْضٰی لَکَ الْعُتْبٰی لَا اَعُودُ

یا اسکے عوض یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْتَغْفِرُکَ لِکُلِّ ذَنْبٍ جَرٰی بِہٖ عِلْمُکَ فِی عِلْمِی اِلٰی آخِرِ عُمْرِی لِجَمِیعِ ذُنُوبِی لِاَوَّلِھَا وَآخِرِھَا عَمْدِھَا وَخَطَاءِھَا وَقَلِیلِھَا وَکَثِیرِھَا دَقِیقِھَا وَجَلِیلِھَا قَدِیمِھَا وَحَادِثِھَا وَسِرِّھَا وَعَلَانِیَتِھَا وَجَمِیعِ مَا اَنَا مُذْنِبُہٗ وَاَتُوبُ اِلَیْکَ وَاَسْاَلُکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَاَنْ تَغْفِرَلِی جَمِیعَ مَا اَحْصَیْتَ مِنْ مَظَالِمِ عِبَادِکَ قِبَلِی فَاِنَّ لِعِبَادِکَ عَلَیَّ حُقُوقاً وَاَنَا مُرْتَھَنٌ بِھَا فَاغْفِرْلِی کَیْفَ شِئْتَ وَاَنّٰی شِئْتَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِینَ

پھر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ذُنُوبِی وَاِنْ کَانَتْ فَظِیعَةً فَاِنِّی مَااَرَدْتُ بِھَا قَطِیعَةً وَلَا

اَقُولُ لَکَ الْعُتْبٰی لَا اَعُودُلِمَا اَعْلَمُہٗ مِنْ خَلْتِی وَلَا اَشْتَرِطُ اِسْتِمْرَارَ تَوْبَتِی لِمَا اَعْلَمُہٗ مِنْ ضُعْفِی وَ قَدْ جِئْتُ اَطْلُبُ عَفْوَکَ وَوَسِیلَتِی اِلَیْکَ کَرَمُکَ فَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَاَکْرِمْنِی بِمَغْفِرَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِینَ۔

اس کے بعد تین سو مرتبہ العفو العفو کہے اس کے بعد حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّ اسْتِغْفَارِی اِیَّاکَ وَاَنَا مُصِرٌّ عَلٰی مَا نَھَیْتَ عَنْہُ قِلَّۃُ حَیَاءٍ وَ تَرْکَ الْاِسْتِغْفَارِ مَعَ عِلْمِی بِسَعَۃِ رَحْمَتِکَ تَضْیِیعٌ لِحَقِّ الرَّجَاءِ اَللّٰھُمَّ اِنَّ ذُنُوبِی تُؤْیِسُنِی اَنْ اَرْجُوکَ وَاِنَّ عِلْمِی بِسَعَۃِ رَحْمَتِکَ یُؤْمِنُنِی اَنْ اَخْشَاکَ فَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَحَقِّقْ رَجَائِی لَکَ فَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَ حَقِّقْ رَجَائِی لَکَ وَکَذِّبْ خَوْفِی مِنْکَ وَکُنْ لِی عِنْدَ حُسْنِ ظَنِّی بِکَ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِینَ

پھر رکوع کرو اور سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور یہ دعا پڑھو:

ھٰذَا مَقَامُ مَنْ حَسَنَاتُہٗ نِعْمَۃٌ مِنْکَ وَسَیِّئَاتُہٗ بِعَمَلِہٖ وَذَنْبُہٗ عَظِیمٌ وَشُکْرُہٗ قَلِیلٌ اِلٰھِی طُمُوحُ الْآمَالِ قَدْ خَابَتْ اِلَّا لَدَیْکَ وَمَعَاکِفُ الْھِمَمِ قَدْ تَقَطَّعَتْ اِلَّا عَلَیْکَ وَ مَذَاھِبُ الْعُقُولِ قَدْ سَمَتْ اِلَّا اِلَیْکَ فَاِلَیْکَ الرَّجَاءُ وَاِلَیْکَ الْمُلْتَجَاُ یَا اَکْرَمَ مَقْصُودٍ وَیَا اَجْوَدَ مَسْئُولٍ ھَرَبْتُ اِلَیْکَ بِنَفْسِی یَا مَلْجَاَ الْھَارِبِینَ بِاَثْقَالِ الذُّنُوبِ اَحْمِلُھَا عَلٰی ظَھْرِی وَمَا اَجِدُ لِی شَافِعاً سِوٰی مَعْرِفَتِی بِاَنَّکَ اَقْرَبُ مَنْ رَجَاہُ الطَّالِبُونَ وَلَجَاَ اِلَیْہِ الْمُضْطَرُّونَ اَمَّلَ مَالَدَیْہِ الرَّاغِبُونَ یَامَنْ فَتَقَ الْعُقُولَ بِمَعْرِفَتِہٖ وَاَطْلَقَ الْاَلْسُنَ بِحَمْدِہٖ وَشُکْرِہٖ وَجَعَلَ

مَا امْتَنَّ بِهٖ عَلٰی عِبَادِہٖ کِفَاءً لِتَادِیَةِ حَقِّہٖ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَلَا تَجْعَلْ لِلْهُمُوْمِ عَلٰی عَقْلِیْ سَبِیْلاً وَلَا لِلْبَاطِلِ عَلٰی عَمَلِیْ دَلِیْلاً بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

پھر سجدہ کرواور سلام پھیر کر یہ دعا پڑھو:

اُنَاجِیْکَ یَا مَوْجُوْدًا فِیْ کُلِّ مَکَانٍ لَعَلَّکَ تَسْمَعُ نِدَائِیْ فَقَدْ عَظُمَ جُرْمِیْ وَقَلَّ حَیَائِیْ مَوْلَایَ یَا مَوْلَایَ اَیَّ الْاَحْوَالِ اَتَذَکَّرُ وَاَیَّهَا اَنْسٰی وَلَوْلَمْ یَکُنْ اِلَّا الْمَوْتُ لَکَفٰی کَیْفَ وَمَا بَعْدَ الْمَوْتِ اَعْظَمُ وَاَدْهٰی مَوْلَایَ یَا مَوْلَایَ حَتّٰی مَتٰی وَاِلٰی مَتٰی اَقُوْلُ لَکَ الْعُتْبٰی مَرَّةً بَعْدَ اُخْرٰی ثُمَّ لَا تَجِدُ عِنْدِیْ صِدْقًا وَلَا وَفَاءً فَیَا غَوْثَاہُ ثُمَّ غَوْثَاہُ بِکَ یَا اللّٰہُ مِنْ هَوًی قَدْ غَلَبَنِیْ وَمِنْ عَدُوٍّ قَدِ اسْتَکْلَبَ عَلَیَّ وَمِنْ دُنْیَا قَدْ تَزَیَّنَتْ لِیْ وَمِنْ نَفْسٍ اَمَّارَةٍ بِالسُّوْءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ مَوْلَایَ یَا مَوْلَایَ اِنْ کُنْتَ رَحِمْتَ مِثْلِیْ فِیْ هٰذِہِ اللَّیْلَةِ فَارْحَمْنِیْ وَاِنْ کُنْتَ قَبِلْتَ مِثْلِیْ فَاقْبَلْنِیْ یَا قَابِلَ السَّحَرَةِ فَاقْبَلْنِیْ یَا مَنْ لَمْ اَزَلْ اَتَعَرَّفُ مِنْهُ الْحُسْنٰی یَا مَنْ یُغَذِّیْنِیْ بِالنِّعَمِ صَبَاحًا وَمَسَاءً اِرْحَمْنِیْ یَوْمَ اٰتِیْکَ فَرْدًا شَاخِصًا اِلَیْکَ بَصَرِیْ مُقَلَّدًا عَمَلِیْ قَدْ تَبَرَّاَ جَمِیْعُ مِنِّیْ اُمِّیْ وَاَبِیْ وَمَنْ کَانَ لَہٗ کَدِّیْ وَسَعْیِیْ فَاِنْ لَمْ تَرْحَمْنِیْ فَمَنْ یَرْحَمُ فِی الْقَبْرِ وَحْشَتِیْ وَمَنْ یُطْلِقُ لِسَانِیْ اِذَا خَلَوْتُ بِعَمَلِیْ وَسَاَلْتَنِیْ عَمَّا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ فَاِنْ قُلْتُ نَعَمْ فَاَیْنَ الْمَهْرَبُ مِنْ عَدْلِکَ وَاِنْ قُلْتُ لَمْ اَفْعَلْ قُلْتَ اَلَمْ اَکُنِ الشَّاهِدَ عَلَیْکَ فَعَفْوَکَ عَفْوَکَ یَا مَوْلَایَ قَبْلَ اَنْ تَلْبَسَ الْاَبْدَانُ سَرَابِیْلَ الْقَطِرَانِ عَفْوَکَ عَفْوَکَ یَا مَوْلَایَ قَبْلَ اَنْ تُغَلَّ الْاَیْدِیْ اِلَی الْاَعْنَاقِ یَا اَرْحَمَ

الرّاحِمِین

پھر سجدہ میں یہ دعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَارْحَمْ ذُلِّی بَیْنَ یَدَیْکَ تَضَرُّعِی اِلَیْکَ وَحْشَتِی مِنَ النَّاسِ وَاُنْسِی بِکَ یَاکَرِیْمُ کَائِناً قَبْلَ کُلِّ شَیْءٍ وَ یَاکَائِناً بَعْدَ کُلِّ شَیْءٍ لَا تَفْضَحْنِی فَاِنَّکَ بِی عَالِمٌ وَلَا تُعَذِّبْنِی فَاِنَّکَ عَلَیَّ قَادِرٌ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ کُرَبِ الْمَوْتِ وَمِنْ سُوْءِ الْمَرْجِعِ فِی الْقُبُوْرِ وَمِنَ النَّدَامَةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَسْاَلُکَ عِیْشَةً ھَنِیْئَةً وَّمَیْتَةً سَوِیَّةً وَّمُنْقَلَباً کَرِیْماً غَیْرَ مُخْزٍ وَّلَا فَاضِحٍ اَللّٰھُمَّ اِنَّ مَغْفِرَتَکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِی وَرَحْمَتَکَ اَرْجٰی عِنْدِی مِنْ عَمَلِی فَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاغْفِرْلِی یَاحَیّاً لَا یَمُوْتُ

نماز تہجد کے بعد صحیفہ کاملہ کی دعا پڑھے جو کہ حضرت زین العابدین علیہ السلام پڑھا کرتے تھے جو کہ مشہور ہے اور اس کا ابتداء اس طرح ہے:

اَللّٰھُمَّ یَاذَاالْمُلْکِ الْمُتَاَبِّدِ الخ

قسم سوم:

نماز جعفر طیار

اس کی کیفیت یہ ہے کہ یہ کل چار رکعتوں پر مشتمل ہے ہر دو رکعت علیحدہ علیحدہ پڑھے اور مشہور یوں ہے کہ پہلی دو رکعت میں الحمد کے بعد سورۂ زلزلہ اور دوسری رکعت میں سورۂ الحمد کے بعد سورۂ عادیات پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد تیسری رکعت شروع کرے اور الحمد اور سورہ

اذا جاء نصر الله

اور چوتھی رکعت میں الحمد اور سورہ توحید پڑھے اور چاروں رکعتوں میں

سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر

یعنی ہر رکعت میں پچھتر دفعہ یہ تسبیحات اربعہ پڑھے گا اور اس کی ترتیب اس طرح ہو گی کہ الحمد اور سورہ کے بعد بناء بر قول اصح دس دفعہ رکوع میں دس دفعہ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد دس دفعہ سجدہ میں دس دفعہ اور دوسرے سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد دس دفعہ یہ کل پچھتر مرتبہ کی تعداد پوری ہو گی اور اس طرح چار رکعتوں میں اس طرح پڑھے گا اور یہ بھی جائز ہے کہ چاروں رکعتوں میں الحمد کے بعد سورہ قل پڑھے اور مستحب ہے کہ چوتھی رکعت میں دوسرے سجدہ کے بعد تسبیحات اربعہ پوری کر لینے کے بعد یہ دعا پڑھے:

سُبْحَانَ مَنْ لَبِسَ الْعِزَّ وَالْوَقَارَ سُبْحَانَ مَنْ تَعَطَّفَ بِالْمَجْدِ وَتَكَرَّمَ بِهِ سُبْحَانَ مَنْ لَا يَنْبَغِي التَّسْبِيحُ إِلَّا لَهُ سُبْحَانَ مَنْ أَحْصَى كُلَّ شَيْءٍ عِلْمُهُ سُبْحَانَ ذِي الْمَنِّ وَالنِّعَمِ سُبْحَانَ ذِي الْقُدْرَةِ وَالْأَمْرِ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ وَمُنْتَهَى الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ وَبِاسْمِكَ الْأَعْظَمِ وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ الَّتِي تَمَّتْ صِدْقاً وَ عَدْلاً صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَهْلِ بَيْتِهِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

اور پھر اپنی حاجات طلب کرو اگر اس نماز کو ہر رات پڑھنا ممکن ہو تو اس کا عظیم ثواب ہے ورنہ ہر ہفتے میں ایک مرتبہ پڑھے اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ہر ماہ ورنہ سال میں ایک مرتبہ ضرور پڑھے اور یہ سفر و حضر میں پڑھی جا سکتی ہے اور اس کا سب سے افضل وقت جمعہ کا دن ہے جبکہ سورج بلند ہو رہا ہو اور پندرہ شعبان کی رات کو اس کو پڑھنے کی بہت شدید تاکید وارد ہے۔

مسائل

۱۱۶۱۔ اگر جلدی ہو تو ان تسبیحات کو نماز پوری کرنے کے بعد بھی پڑھا جا سکتا ہے مثلاً اگر دوران نماز

کوئی ضروری حاجت درپیش ہو جائے تو دونوں نمازوں کو الگ الگ کر کے پڑھنا بھی جائز ہے۔ درمیان میں اپنی حاجت کو جا سکتا ہے۔

۱۱۶۲۔ اس نماز کو نوافل شب یا نوافل یومیہ میں بطور اداء یا قضاء شامل کرنا جائز ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے: "نماز جعفر طیار کو رات دن میں جس وقت چاہو پڑھو اور دن یا رات کے نوافل میں جس طرح چاہو شمار کر سکتے ہو اور تمہیں نوافل کے ثواب کے علاوہ اس کا ثواب بھی حاصل ہو جائے گا۔

۱۱۶۳۔ اگر تسبیحات میں سے بعض بھول جائے تو جہاں چاہے کسی اور مقام پر بجا لا سکتا ہے اگرچہ اضافہ کرنا پڑے اور اگر نماز سے فارغ ہونے کے بعد یاد آئے تو نماز کے بعد بھی بجا لا سکتا ہے۔

۱۱۶۴۔ احوط یہ ہے کہ سجدہ اور رکوع میں صرف دس دس مرتبہ تسبیحات اربعہ پر اکتفاء نہ کرے بلکہ ان سے پہلے یا بعد رکوع و سجود کا ذکر بھی بجا لائے۔

۱۱۶۵۔ دوسری اور چوتھی رکعت میں قنوت پڑھنا مستحب ہے جس پر عموم کے علاوہ خصوصی طور پر نص وارد ہوئی ہے۔

قسم چہارم:

مستحب نمازوں میں سے ایک نماز یہ بھی ہے جو کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف سے منسوب ہے اور اس کی دو رکعتیں ہیں۔ ہر رکعت میں سورۂ الحمد کے بعد پندرہ مرتبہ انا انزلنا پڑھے پھر رکوع میں بھی پندرہ مرتبہ پڑھے پھر رکوع سے سر اٹھانے کے بعد پندرہ مرتبہ پھر پہلے سجدہ میں ۱۵ دفعہ پھر پہلے سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد بھی ۱۵ دفعہ اسی طرح دونوں رکعتوں میں پڑھے دونوں رکعتوں میں کل دو سو دس دفعہ سورۂ انا انزلنا پڑھے گا۔

قسم پنجم:

وہ نماز جو فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی طرف منسوب ہے اس کی دو رکعتیں ہیں ہر رکعت میں سورۂ الحمد اور ایک مرتبہ انا انزلنا پڑھے اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سو دفعہ قل ھو اللہ احد پڑھے۔

قسم ششم:

نماز ہدیہ میت جو لوگوں کے نزدیک وحشت کے نام سے مشہور ہے اور یہ دو رکعت ہے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور ایک مرتبہ آیتہ الکرسی پڑھے اور دوسری رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور

دس مرتبہ سورہ انا انزلنا پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَابْعَثْ ثَوَابَ ھَاتَیْنِ الرَّکْعَتَیْنِ اِلٰی قَبْرِ فُلَانٍ یا فلانہ

اور یہاں میت کا نام لے باقی جہاں تک یہ کہنا کہ یہ نماز دفن کی شب ہی کو پہلے حصے میں پڑھی جائے اس کے متعلق میں نے نہ کوئی حدیث دیکھی ہے نہ علماء کا کلام دیکھا ہے اور نہ یہ کہیں حدیث میں ہے کہ چالیس آدمی مل کر پڑھیں جیسا کہ مشہور ہے ہاں یہ نماز میت کے ہدیہ کے لئے جب چاہے پڑھ سکتا ہے اور اس عدد مخصوص کے ساتھ مخصوص وقت میں اس کو پڑھنا میرے والد گرامی کے رسالہ میں غیر مشروع لکھا ہے اور میں بھی یہی کہتا ہوں۔

مسائل

۱۱٦٦- کفعمی سے منقول ہے کہ انہوں نے جہاں اس نماز کی کیفیت کا ذکر کیا ہے وہاں لکھا ہے کہ ایک دوسری روایت کے مطابق پہلی رکعت میں الحمد کے بعد دو مرتبہ سورہ توحید پڑھے اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد دس مرتبہ

الهكم التكاثر

پڑھے پھر دعا مذکور پڑھے اگر دونوں روایتوں پر عمل کرتے ہوئے دونوں طریقوں سے یہ نماز پڑھے تو بہتر ہے۔

۱۱٦۷- اگر میت کو ایک رات دفن نہ کیا جاسکے اور کسی دوسری جگہ یا مزارت مقدسہ میں لے جا کر دفن کریں تو یہ نماز دفن کی شب تک مؤخر کی جائے گی۔

۱۱٦۸- اس نماز کے لئے کسی کو اجرت پر مقرر کرنا جائز ہے اور اگر اجرت لینے والا اجرت لے کر میت کی طرف سے صدقہ کر دے اور میت کے لئے بطور احسان یہ نماز فی سبیل اللہ پڑھے تو یہ اور بھی بہتر ہے چونکہ اس نماز کے لئے اجرت لینے کے متعلق کوئی نص وارد نہیں ہے۔

۱۱٦۹- یہ جائز ہے کہ ایک ہی شخص بطور ہدیہ ثواب متعدد بار یہ نماز پڑھ لے اور اجرت پر پڑھنے والے کے لئے بھی جائز ہے کہ وہ ایک سے زیادہ مرتبہ یہ نماز پڑھے اگر اس کو اس کی اجازت وارثوں کی طرف سے حاصل ہو اور اگر اجرت دینے والا مثلاً چالیس نمازوں کے لئے چالیس درہم مقرر کرے تو چالیس آدمیوں کو اجرت پر لینا واجب ہو گا لیکن اگر صاحب اجرت ایک ہی آدمی کو چالیس بار یہ نماز پڑھنے کی اجازت دے دے تو یہ چالیس درہم پر چالیس بار یہ نماز پڑھ سکتا ہے۔

۱۱۷۰- اگر اجرت پر نماز پڑھنے والا دفن کی رات کو یہ نماز پڑھنا بھول جائے تو اجرت واپس کرنا واجب ہے یا مالک سے اجازت لے لے کہ وہ بطور ہدیہ میت کے لئے کوئی اور نماز یا کوئی اور عمل بجالائے اگر مالک سے ملنا ممکن ہو اور اگر ممکن نہ ہو تو حاکم شرعی کی اجازت سے صاحب مال کی طرف سے صدقہ کر دے۔

۱۱۷۱- اگر پہلی رکعت میں آیت الکرسی پڑھنا بھول جائے یا دوسری رکعت میں انا انزلنا پڑھنا بھول جائے تو نماز صحیح ہو گی لیکن وہ نماز وحشت شمار نہ ہو گی اور اگر اجرت پر پڑھ رہا ہے تو اس کی مذکورہ کیفیت کے مطابق اس کو دوبارہ پڑھنا ہو گا۔

۱۱۷۲۔ اگرچہ اس نماز کے لئے لیلۃ الدفن کا کوئی خاص وقت یا ساعت منقول و منصوص نہیں مگر چونکہ یہ نماز میت سے وحشت کو رفع کرنے کے لئے ہے لہذا اس کو مغربین کے درمیان یا ان سے پہلے بجا لانا بہتر ہے۔

قسم ہفتم:

نماز عید غدیر جو کہ اٹھارہ ذی الحجہ ہے اس کی فضیلت اور اس دن روزہ رکھنے کی فضیلت کے متعلق ہم علی بن حسین عبدی کی روایت نقل کرتے ہیں جو کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا وہ فرماتے تھے کہ غدیر کے روز روزہ رکھنا عمر دنیا کے مطابق روزہ رکھنے کے برابر ہے اگر کوئی انسان طویل عمر پائے اور دنیا کے مطابق طویل روزہ رکھے تو اتنا ثواب اس کو غدیر کے دن روزہ رکھنے سے حاصل ہو گا نیز اس روزے کا ثواب اللہ کے نزدیک ہر سال ایک سو حج اور ایک سو عمرہ کرنے کے برابر ہے جو کہ اللہ کے نزدیک مقبول ہوں اور یہ دن اسلام کی عید اعظم ہے اللہ نے جس نبی کو مبعوث فرمایا اس نے اس روز کو عبادت کا دن قرار دیا۔ اس کی حرمت کی پہچان کرائی اسکا نام آسمان میں عہد و پیمان کا دن ہے اور زمین میں میثاق کا دن ہے اور اجتماع کا دن ہے جو اس میں زوال آفتاب کے وقت زوال سے نصف ساعت قبل غسل کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور اللہ سے سوال کرے۔ ہر رکعت میں ایک بار سورہ حمد اور دس مرتبہ قل ھو اللہ احد اور دس مرتبہ آیۃ الکرسی اور دس مرتبہ انا انزلنا پڑھے تو اس کے نزدیک اس نماز کا ثواب ایک لاکھ حج اور ایک لاکھ عمرہ کے برابر ہے اور وہ جو بھی دنیا و آخرت کی حاجت طلب کرے گا وہ پوری ہو گی چاہے جیسی بھی حاجت ہو اگر اس روز یہ نماز اور دعا نہ پڑھ سکے تو قضاء کرے اور جو اس روز کسی مومن کو افطار کرائے گا گویا کہ اس نے ایک ایک فیام کو کھانا کھلایا امام معصوم نے اپنی انگلیوں سے دس فیام شمار کئے اور فرمایا تم فیام کے متعلق جانتے ہو کہ وہ کتنے کا ہوتا ہے میں نے کہا نہیں کہا کہ ایک لاکھ کی تعداد۔ ہر فیام کو کھانا کھلانے کا ثواب اسی قدر انبیاء، صدیقین، شہداء کو قحط میں حرم اللہ میں کھانا کھلانے اور پانی پلانے کے برابر ہے اور اس دن ایک درہم خرچ کرنا ایک کروڑ درہم خرچ کرنے کے برابر ثواب رکھتا ہے کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ اللہ کا کوئی اور دن اس دن سے زیادہ حرمت رکھتا ہو نہیں نہیں بخدا ہر گز نہیں چاہیئے کہ جب تم اس روز آپس میں ملاقات کرو تو یوں کہو:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَکْرَمَنَا بِھٰذَا الْیَوْمِ وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ بِعَھْدِہٖ اِلَیْنَا وَمِیْثَاقِہِ الَّذِیْ وَاثَقَنَا بِہٖ مِنْ وِلَایَۃِ وُلَاۃِ اَمْرِہٖ وَ الْقُوَّامِ بِقِسْطِہٖ

وَلَمْ یَجْعَلْنَا مِنَ الْجَاحِدِیْنَ وَالْمُکَذِّبِیْنَ یَوْمَ الدِّیْن۔

تمام تعریفات اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم کو اس دن کے ساتھ عزت دی اور ہم کو اپنے اس عہد و پیمان پر یقین کرنے والا بنایا جو اپنے والیان امر اور قائمین عدل کی ولایت کے بارے میں ہم سے لیا اور ہم کو بروز قیامت اس کے منکرین اور جھٹلانے والوں میں سے قرار نہیں دیا پھر امام نے فرمایا چاہیئے کہ ان دو رکعتوں کے بعد یہ دعا پڑھو:

رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیاً

یہ دعا کتاب مصباح کفعمی میں مذکور ہے اور طویل دعا ہے اس نماز کا وقت زوال سے نصف ساعت قبل ہے جو کہ اس کا سب سے افضل وقت ہے اسی وقت میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کو میدانِ غدیر خم میں لوگوں کا راہنما بنایا گیا ویسے اس نماز کو دن کے کسی وقت بھی پڑھا جا سکتا ہے اس دن میں غسل، روزہ اور روزہ داروں کو روزہ افطار کرنے کا بڑا ثواب ہے اور اس دن ایک درہم صدقہ کرنا ایک کروڑ درہم صدقہ کرنے کے برابر ہے۔

قسم ہشتم

نمازِ یومِ مبعث

جو کہ ستائیس رجب ہے اس روز ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا اس روز کی نماز بارہ رکعتوں پر مشتمل ہے۔ جو دو دو کر کے پڑھی جاتی ہیں اس کا کوئی وقت معین نہیں ہے اس روز جس وقت چاہے پڑھ سکتا ہے ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھ لے فارغ ہونے کے بعد اپنی جگہ بیٹھے اور کہے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

پھر چار مرتبہ کہے

اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہ اَکْبَرُ لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا

پھر اپنی حاجات طلب کرے لیلتہ المبعث یعنی اس دن کی شب کی نماز بھی اسی طرح ہے۔ مگر اس میں فاتحہ کے بعد سورہ والناس یا الفلق یا قل ھواللہ احد چار مرتبہ پڑھے۔

قسم نہم:

نمازِ یومِ مباہلہ

جو کہ ذی الحجہ کی چوبیس تاریخ کو پڑھی جاتی ہے اسی تاریخ کو جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنی انگوٹھی بطور صدقہ دی اس نماز کا طریقہ روز غدیر کی نماز کی طرح ہے۔

قسم دہم:

نماز نیمۂ شعبان

اس کی چار رکعتیں ہیں ہر رکعت میں سورہ الحمد ایک مرتبہ سورۂ توحید ایک سو مرتبہ پڑھے اور فارغ ہونے کے بعد یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اِلَیْکَ فَقِیْرٌ وَمِنْ عَذَابِکَ خَائِفٌ وَبِکَ مُسْتَجِیْرٌ رَبِّ لَا تُبَدِّلْ اِسْمِیْ وَلَا تُغَیِّرْ جِسْمِیْ وَلَا تَجْھَدْ بَلَائِیْ وَلَا تُشْمِتْ بِیْ اَعْدَائِیْ اَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ عِقَابِکَ وَاَعُوْذُ بِرَحْمَتِکَ مِنْ عَذَابِکَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ جَلَّ ثَنَاؤُکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ وَفَوْقَ مَا یَقُوْلُ الْقَائِلُوْنَ فِیْکَ۔

اس کے بعد جو دعا چاہو مانگو اور اپنی حاجت طلب کرو اس دن کے متعلق اور نمازوں کے لئے بھی روایات وارد ہیں جو دوسری کتابوں میں مذکور ہیں۔

قسم یازدہم:

نمازِ شب عید الفطر

جو کہ شوال کی پہلی رات کو پڑھی جاتی ہے اور اس کی دو رکعتیں ہیں۔ پہلی رکعت میں سورہَ الحمد اور ایک ہزار مرتبہ سورہَ توحید اور دوسری رکعت میں ایک بار سورہَ الحمد اور ایک مرتبہ سورہ توحید پڑھے۔

قسم دوازدہم:

نماز تحیّتہ المسجد

جس کی دو رکعتیں ہیں کہ یہ کسی مسجد میں بیٹھنے سے پہلے پڑھی جاتی ہے اور اگر اس کے علاوہ کوئی فریضہ یا نافلہ پڑھ لے تب بھی کافی ہے۔

قسم سیزدہم:

نماز حاجت

جب تمہیں کوئی حاجت درپیش ہو تو پہلے غسل کرو پھر دو رکعت نماز پڑھو اور فارغ ہو کر یہ دعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ وَاِلَیْکَ یَرْجِعُ السَّلَامُ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَبَلِّغْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ مِنِّی السَّلَامَ وَاَرْوَاحَ الْاَئِمَّۃِ الصَّادِقِیْنَ سَلَامِیْ وَارْدُدْ عَلَیَّ مِنْھُمُ السَّلَامَ وَالسَّلَامُ عَلَیْھِمْ

وَرَحمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہ اللّٰھُمَّ ھَاتِینِ الرَّکعَتَینِ ھَدیَۃً مِنّی اِلیٰ رَسُولِ اللہِ فَاثِبنی عَلَیھِمَا مَااَمّلتُ وَمَا رَجَوتُ فِیکَ وَفِی رَسُولِکَ یَا وَلِیَّ المُؤمِنِینَ

پھر سجدہ میں یہ دعا پڑھو:

یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ یَا رَحِیماً لَا یَمُوتُ

یَاحَیُّ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنتَ یَا ذَا الجَلَالِ وَالاِکرَامِ یَا اَرحَمَ الرَّاحِمِینَ۔

چالیس مرتبہ یہ دعا پڑھ کر دایاں رخسارہ زمین پر رکھ کر چالیس بار یہ پڑھو پھر بایاں رخسارہ رکھ کر اتنی بار پڑھو پھر اپنا سر اٹھاؤ اور ہاتھ بلند کر کے یہ دعا اتنی بار پڑھو پھر اپنا ہاتھ اپنی گردن کی طرف پلٹا کر اپنی انگشت شہادت سے اشارہ کرتے ہوئے پھر چالیس بار پڑھو پھر بائیں ہاتھ سے اپنی ڈاڑھی پکڑو اور گریہ کرو یا رونے کی شکل بنا کر کہو:

یَا مُحَمَّدُ یَارَسُولَ اللہِ اَشکُو اِلیٰ اللہِ وَاِلَیکَ حَاجَتِی وَاِلیٰ اَھلِ بَیتِکَ الرَّاشِدِینَ حَاجَتِی وَبِکُم اَتَوَجَّہُ اِلیٰ اللہِ فِی حَاجَتِی

پھر سجدہ کرو اور اتنی بار

یَا اللہُ یَا اللہُ

کہو کہ سانس کٹ جائے اور محمد ﷺ وال محمد علیھم السلام پر درود پڑھ کر اپنی حاجات طلب کرو۔
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں اللہ کی ضمانت دیتا ہوں کہ وہ جگہ سے علیحدہ نہ ہوگا حتیٰ کہ اس کی حاجت پوری ہو جائے گی اور اگر اس نماز کو مقامات مقدسہ میں بجا لائے تو اور بہتر اور استجابت کے قریب تر ہے جیسا کہ احادیث سے ظاہر ہوتا ہے۔

قسم چہاردہم:

حمل کے لئے نماز

حضرت امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص چاہے کہ اس کی زوجہ حاملہ ہو تو وہ نماز

جمعہ کے بعد دو رکعت نماز پڑھے اور اسمیں رکوع و سجود کو طول دے پھر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِمَا سَأَلَکَ زَکَرِیَّا اِذْ قَالَ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْداً وَاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ اَللّٰھُمَّ ھَبْ لِیْ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَاءِ اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اِسْتَحْلَلْتُھَا وَفِیْ اَمَانَتِکَ اَخَذْتُھَا فَاِنْ قَضَیْتَ لِیْ فِیْ رِحْمِھَا وَلَداً فَاجْعَلْہُ غُلَاماً وَلَا تَجْعَلْ لِلشَّیْطَانِ فِیْہِ نَصِیْباً وَلَا شِرْکاً۔

قسم پانزدہم:

نماز استخارہ ذات الرقاع

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو چھ عدد پرچیاں لو اور تین پرچیوں پر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ خِیَرَۃٌ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ لِفُلَانِ بْنِ فُلَانَۃَ اِفْعَلْ

لکھو اور دوسری تین پر یہی عبارت لکھ کر افعل کی بجائے لاتفعل لکھو پھر ان تمام پرچیوں کو ملا جلا کر اپنے مصلیٰ کے نیچے رکھ دو اور دو رکعت نماز پڑھو اور نماز سے فارغ ہو کر سجدہ کرو جس میں ایک سو مرتبہ

استخیر اللّٰہ برحمتہ خیرۃً فی عافیۃ

اور پھر اٹھ کر بیٹھ جاؤ اور کہو:

اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ فِیْ جَمِیْعِ اُمُوْرِیْ فِیْ یُسْرٍ مِنْکَ وَعَافِیَۃٍ۔

اس کے بعد پرچیوں کی طرف ہاتھ بڑھا کر ان کو ملا جلا دو اور ایک ایک نکال کر دیکھو اگر پے در پے تینوں پرچیاں افعل کے متعلق نکلیں تو مطلوبہ کام کو کرو اگر تینوں پے در پے لاتفعل نکلیں تو مت کریں اور اگر ایک افعل کی نکلے اور باقی لاتفعل کی نکلیں تو پانچ تک مزید پرچیاں نکالو اگر ان میں سے اکثر

افعل کی ہوں تو کرو اگر لاتفعل کی ہوں تو کام نہ کرو چھٹی پرچی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

سولھویں قسم

نماز عاشورا

جو کہ چار رکعتوں پر مشتمل ہے ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور

قل یاایھا الکٰفرُون

اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ توحید دس مرتبہ اور تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ اورایک مرتبہ سورۂ احزاب اور چوتھی رکعت میں ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور ایک مرتبہ سورۂ منافقون پڑھے۔

سترھویں قسم:

نماز نوروز

اس کی چار رکعتیں ہیں۔ ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور دس مرتبہ انا انزلنا اور دوسری رکعت میں ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور دس مرتبہ

قل یاایھا الکفرون

پڑھے اور تیسری رکعت میں الحمد کے بعد گیارہ دفعہ سورۂ توحید اور چوتھی میں فاتحہ کے بعد دس مرتبہ

قل اعوذ برب الفلق

یا

قل اعوذ برب الناس

پڑھے اور نماز سے فارغ ہو کر سجدہ میں یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ الْاَوْصِیَاءِ الْمَرْضِیِّیْنَ وَعَلٰی اَنْبِیَائِکَ وَرُسُلِکَ بِاَفْضَلِ صَلَوَاتِکَ وَبَارِکْ لَنَا فِیْ یَوْمِنَا ھٰذَا الَّذِیْ فَضَّلْتَہٗ وَ کَرَّمْتَہٗ وَ شَرَّفْتَہٗ وَ عَظَّمْتَ خَطَرَہٗ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَنْعَمْتَ بِہٖ عَلَیَّ حَتّٰی لَآ اَشْکُرَ اَحَداً غَیْرَکَ وَوَسِّعْ عَلَیَّ فِیْ رِزْقِیْ یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

اور اس نماز کا وقت زوال سے ایک ساعت بعد ہے۔

اٹھارہویں قسم

نماز غفیلہ

اس کی دو رکعتیں ہیں جو کہ مغرب و عشاء کے مابین پڑھی جاتی ہیں پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّھَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَیْہِ فَنَادٰی فِی الظُّلُمَاتِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ وَ نَجَّیْنَاہُ مِنَ الْغَمِّ کَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ

پڑھے اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد

وَعِنْدَہٗ مَفَاتِیْحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَا اِلَّا ھُوَ وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَۃٍ اِلَّا یَعْلَمُھَا وَلَا حَبَّۃٍ فِیْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ۔

پڑھے اور ہاتھوں کو بلند کر کے قنوت میں یہ دعا پڑھے:

اللهم انی اسألک مفاتیح الغیب التی لا یعلمها الا انت ان تصلی علی محمد وال محمد وان تفعل بی ما انت اهله اللهم انت ولی نعمتی والقادر علی طلبتی تعلم حاجتی فاسألک بحق محمد وال محمد علیه و علیهم السلام لما قضیتها۔

اور احوط ہے کہ اس نماز کو نافلہ مغرب کے قصد سے بجا لائے۔

اُنیسویں قسم

نوافل ماہِ رمضان

ماہ رمضان المبارک کی راتوں میں نوافل شب کے علاوہ کل ایک ہزار رکعت نمازیں بجا لانا مستحب ہے ان کی کیفیت کتب ادعیہ میں مذکور ہے مگر ان کے متعلق روایات مختلف ہیں بعض میں انکا بجا لانا حرام معلوم ہوتا ہے اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت نوافل شب کل گیارہ رکعت سے زیادہ نمازیں نہیں پڑھتے تھے اور بعض میں ان کا بجالانا مستحب معلوم ہوتا ہے چونکہ یہ معاملہ حرمت و استحباب کے درمیان دائر ہے۔ اس لئے احوط ہے کہ بقصد نوافل رمضان نہ بجالائے جیسا کہ عامہ تراویح کے نام سے نمازیں پڑھتے ہیں۔

بیسویں قسم:

نمازِ سفر

سفر شروع کرتے وقت گھر سے نکلنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے جس کا طریقہ نماز صبح کی طرح ہے اور فراغت کے بعد یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْتَوْدِعُکَ نَفْسِی وَاَھْلِی وَمَا لِی وَ دِینِی وَدُنْیَایَ وَاٰخِرَتِی وَخَوَاتِیمَ عَمَلِی

اکیسویں قسم:

نماز وصیت

یہ نماز مغربین کے درمیان دو رکعت پڑھی جاتی ہے پہلی رکعت میں الحمد اور سورۂ زلزلہ تیرہ مرتبہ اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد سورۂ توحید پندرہ مرتبہ پڑھے ہمارے امام حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تم نماز مغرب و عشاء کے درمیان یہ نماز پڑھو جو اس کو ہر ماہ میں ایک بار پڑھے وہ مخلصین میں سے ہو گا اگر ہر سال ایسا کرے تو محسنین میں ہو گا اگر ہر جمعہ ایسا کرے تو مومنین میں سے ہو گا اگر ہر رات ایسا کرے تو اہلِ جنت میں سے ہو گا اور اس کے ثواب کو اللہ ہی شمار کرے گا۔

بائیسویں قسم

نمازِ عیدین

عید الفطر اور عید الضحیٰ کی نماز اس نماز کا حکم جمعہ کیطرح ہے یعنی امام کی موجودگی اور حضور میں واجب ہے اور غیبت میں مستحب ہے اور جماعت کے ساتھ یا فرادیٰ پڑھی جا سکتی ہے اس کا وقت طلوع آفتاب سے لے کر زوال تک ہے اور اس کو سورج کے بلند ہونے تک مؤخر کرنا افضل ہے مگر اس کی قضاء نہیں اس کی دو رکعتیں ہیں پہلی رکعت میں الحمد اور سورۂ شمس پڑھے اس کے بعد پانچ قنوت ہیں ہر تکبیر کے بعد ایک قنوت پڑھے گا پھر رکوع کے لئے تکبیر کہہ کر رکوع کرے اور دو سجدے بجا لا کر دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے اور اس رکعت میں ایک مرتبہ سورۂ الحمد کے بعد ایک مرتبہ سورۂ اعلیٰ پڑھے اور چار قنوت پڑھے ہر تکبیر کے بعد ایک قنوت اور پھر رکوع و سجود بجا لا کر تشہد کے بعد

سلام پھیر لے اور تسبیح جناب فاطمہ علیہا السلام پڑھے۔ قنوت میں ہر قسم کا ذکر جو دل میں آئے پڑھ سکتا ہے اور افضل ہے کہ یہ قنوت ماثور پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اَھْلَ الْکِبْرِیَاءِ وَالْعَظَمَۃِ وَاَھْلَ الْجُوْدِ وَالْجَبَرُوْتِ وَاَھْلَ الْعَفْوِ وَالرَّحْمَۃِ وَاَھْلَ التَّقْوٰی وَ الْمَغْفِرَۃِ اَسْاَلُکَ بِحَقِّ ھٰذَا الْیَوْمِ الَّذِیْ جَعَلْتَہٗ لِلْمُسْلِمِیْنَ عِیْداً وَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ ذُخْراً وَ شَرَفاً وَ کَرَامَۃً وَ مَزِیْداً اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ وَ اَنْ تُدْ خِلَنِیْ فِیْ کُلِّ خَیْرٍ اَدْخَلْتَ فِیْہِ مُحَمَّداً وَ اٰلَ مُحَمَّدٍ وَاَنْ تُخْرِجَنِیْ مِنْ کُلِّ سُوْءٍ اَخْرَجْتَ مِنْہُ مُحَمَّداً وَاٰلَ مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُکَ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ خَیْرَ مَاسَاَلَکَ بِہٖ عِبَادُکَ الصَّالِحُوْنَ وَاَعُوْذُبِکَ مِمَّا اسْتَعَاذَ مِنْہُ عِبَادُکَ الْمُخْلَصُوْنَ۔

اس نماز کے بعد بلافاصلہ دو خطبے پڑھے اور زمانہ غیبت میں اس کو ترک کرنا جائز ہے اگرچہ جماعت سے نماز پڑھ رہا ہو مگر نماز جمعہ کے خطبے نماز سے پہلے پڑھے جاتے ہیں۔

مسائل

۱۱۷۳۔ اس نماز میں یہ بھی جائز ہے کہ الحمد کے بعد جو سورہ چاہے پڑھے اور افضل یہ ہے کہ پہلی رکعت میں الحمد اور سورہ شمس اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد سورہ اعلیٰ یا سورہ غاشیہ پڑھے۔

۱۱۷۴۔ جماعت میں امام صرف الحمد اور سورہ کی قرأت پڑھے گا اور مقتدی ان کو سنتے رہیں لیکن تکبیرات قنوت اور دیگر ذکر مقتدی اپنے خود بجالائیں گے۔

۱۱۷۵۔ اگر امام کے ساتھ صرف بعض قنوت و تکبیرات میں شامل ہو تو باقی خود بجا لاکر رکوع میں شامل ہو سکتا ہے اگر ممکن ہو اور قلت وقت کی وجہ سے یہ جائز ہے کہ ہر تکبیر کے بعد قنوت میں صرف سبحان اللہ یا الحمد اللہ یا درود پڑھ لے اگر یہ بھی ممکن نہ ہو صرف باقی ماندہ تکبیرات پوری کر لے۔

۱۱۷۶۔ اگر بعض تکبیرات و قنوت بھول جائے تب بھی نماز باطل نہیں ہے۔

۱۱۷۷- اگر تکبیر یا قنوت کی تعداد میں شک پیدا ہو تو کم از کم پر بنا رکھے اگرچہ یہ ظاہر ہو کہ وہ بجا لاچکا ہے۔ اور اس سے نماز باطل نہ ہوگی۔

۱۱۷۸- اس نماز میں کوئی اذان یا اقامت نہیں اور مستحب ہے کہ موذن تین مرتبہ الصلوٰۃ کہہ دے۔

۱۱۷۹- صرف بوڑھی عورتیں عید نماز میں شریک ہو سکتی ہیں۔

تیئسویں قسم:

ہر اول ماہ کی نماز

ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو جس وقت چاہے یہ نماز پڑھ سکتا ہے اس کے لئے کوئی مقررہ وقت نہیں ہے اس نماز میں اور بقدر توفیق صدقہ دینے سے پورے مہینے کی سلامتی حاصل کی جاتی ہے اس کی دو رکعتیں ہیں ہر رکعت میں الحمد کے بعد تیس مرتبہ سورہ توحید اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد تیس مرتبہ سورہ انا انزلنا پڑھے نماز کے بعد یہ آیات پڑھے:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيم وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلاّ عَلَى اللهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِی كِتَابٍ مُبِين۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيم وَاِنْ يَمْسَسْكَ اللهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلاّ هُوَ وَاِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهٖ يُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَالْغَفُوْرُ الرَّحِيم۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيم سَيَجْعَلُ اللهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْراً مَاشَاءَ اللهُ وَلَا قُوَّةَ اِلاّ بِاللهِ حَسْبُنَا اللهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ وَاُفَوِّضُ اَمْرِی اِلَى اللهِ اِنَّ اللهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ لَا اِلٰهَ اِلاّ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّی كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِينَ رَبِّ اِنِّی لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ رَبِّ لَا تَذَرْنِی فَرْداً وَ اَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِين۔

چوبیسویں قسم

نماز استسقاء

بارش طلب کرنے کی نماز اس کی کیفیت بھی نماز عید کی طرح ہے لیکن اس میں بعض امتیازات ہیں یعنی نماز سے پہلے تین دن روزہ رکھنا جس کی ابتداء بدھ کے دن سے ہو اور آخری روزہ جمعہ کے دن ہو یا پہلا ہفتہ کے دن اور آخری پیر کے دن اور تیسرے لوگ صحراء کی طرف نکلیں اور امام ہمراہ ہو اس نماز کی کیفیت بڑی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے اور قنوت کی دعائیں نماز عید کے قنوت سے جداگانہ اور دعاء اور خطبے میں نماز پر عمل کرنا بہت شاذ و نادر ہے لہذا ہم اس کی تفصیل سے کلام کو طول نہیں دیتے اس کے لئے فقہ کی بڑی کتابوں کی طرف رجوع کیا جائے۔

پچیسویں قسم:

ذی الحجہ کی راتوں کی نماز

جناب شیخ عباس قمی مرحوم کی کتاب مفاتیح الجنان میں ہے کہ ماہ ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کی دس راتوں میں شب عید تک یہ نماز مغربین کے درمیان پڑھی جاتی ہے اس کی دو رکعتیں ہیں پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورۂ توحید اور یہ آیت پڑھے:

وَوَاعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَاثِينَ لَيْلَةً وَأَتْمَمْنَاهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيقَاتُ رَبِّهِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَارُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ۔

جو یہ نماز پڑھے گا وہ حاجیوں کے ساتھ ان کے ثواب میں شریک ہو گا یہاں تک ہم نے مستحب نمازیں جمع کرنے کا ارادہ کیا ہے جو مزید نمازوں پر مطلع ہونا چاہے وہ ان کے متعلق بڑی کتب کی طرف رجوع کرے۔

والحمد لله اولاً وآخراً مستغفراً مصلیاً
اس کی تالیف سے احقر فانی علی بن موسی الحائری نے نصف شوال ۱۳۷۷ھ کو فراغت پائی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الصوم
احکام روزہ کے بیان میں

روزہ کی تعریف اور اس کے مادی و معنوی فوائد اور اخلاقی فضائل اور روح و بدن پر اس کے اچھے اثرات کے بارے میں کتب سماوی سنن نبوی اور احادیث امامیہ میں بہت کچھ وارد ہوا ہے اور حکماء و اطباء نے اس کی تائید میں جو فرمایا ہے ہمیں اس کی تشریح و تفصیل کی ضرورت ہے روزہ مکمل طور پر "خیر" ہے جیسا کہ آیت مبارکہ میں ہے:

وَاَنْ تَصُومُوْ خَيْرٌ لَكُمْ۔

اور روزہ رکھنا تمہارے لئے باعث خیر ہے روزہ بدن و روح فرد و اجتماع و اقتصاد سب کے لئے خیر ہی خیر کا پیام ہے۔

بدن کے لئے باعث خیر ہونے کے متعلق آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے

صوموا تصحوا

روزہ رکھو اور صحت مند رہو چونکہ بدن کی صحت روزہ کے ساتھ اس طرح ہے کہ تھوڑا سا کھانا پینا ہوتا ہے جب بدن صحت مند ہو گا عقل اور شعور میں سلامتی ہو گی چونکہ مثال مشہور ہے کہ صحت مند عقل صحت مند بدن میں ہوتی ہے۔

روزے کے روح کے لئے باعث خیر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ روح ہمیشہ سالم بدن اور خفیف جسم میں راحت پاتی ہے اور آزادی کے ساتھ اپنے رب کیطرف مشتاق رہتی ہے اور خیر و برکت کا باعث بنتی ہے۔

اجتماع کے لئے روزہ اس لئے باعث خیر ہے کہ جب تونگر مومن روزہ کی وجہ سے بھوکا ہوتا ہے وہ اپنے مال کے ساتھ انکی مدد کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

اخلاق کے لئے اس لئے باعث خیر ہے کہ آپ تصور کریں جب آپ ماہ رمضان میں روزہ کے ساتھ ہوتے ہیں اور پیاس محسوس کرتے ہیں تو خصوصاً جب آپ گرمی کے موسم میں روزہ کی حالت میں دھوپ میں کام کرتے ہیں تو آپ کی پیاس ناقابل برداشت حد تک جا پہنچتی ہے۔ تو یہ قوت ایمان ہی ہوتی ہے جو اس کی برداشت کے لئے حوصلہ پیدا کرتی ہے۔ آپ اکیلے ہوتے ہیں آپ کے پاس کوئی نہیں یخ دار ٹھنڈا پانی موجود ہے آپ کو پینے کے پانی سے روکنے والا موجود نہیں ہے مگر آپ کو یہ صرف یہی چیز اس کو پینے سے روکتی ہے کہ آپ روزہ دار ہیں اور اپنے رب کے فرمان پر عمل کئے ہوئے بڑے ہیں آپ اس حالت میں سب سے بڑا مین اور دیانت دار ہیں چونکہ آپ دین کے محافظ اور امانت خداوندی کے پاسبان ہیں۔

آپ روزہ کی حالت میں سب سے بڑے صابر ہیں۔ چونکہ آپ شدید ترین تکلیف پر صبر کئے ہوئے ہیں اور باوجود قدرت واختیار کے شدید پیاس کی حالت میں ٹھنڈا پانی نہیں پیتے جس کی وجہ صرف جذبہ اطاعت ہے۔

آپ روزہ کی حالت میں سب سے بڑے حیادار اور غیر مند ہیں آپ پانی پی سکتے ہیں مگر حیاء مانع ہے اللہ کا حیاء، دین کا حیاء، ایمان کا حیاء، امانت، صبر، حیاء، جذبہ ہمدردی یہی وہ مکارم اخلاق، ہیں جو فرد و اجتماع کے لئے استقلال و قوت و زندگی میں تقدم و ترقی کا باعث بنتے ہیں روزہ اخلاق فاضلہ ونافعہ کے حصول کے لئے ایک شرعی و عقلی ورزش کا نام ہے جب آپ پورے تیس روز اس کی تمرین کریں گے تو یہ صفات فاضلہ آپ کی عادت بن جائیں گے اور آپ کو سرزمین ناسوت (مادہ) سے نکال کر آسمان ملکوت کی جانب پرواز کرائیں گے مگر بشرطیکہ اس کے تمام شرائط موجود ہوں اور ان شرائط میں سے ایمان و عمل اور ان کے فوائد ومنافع پر بھی یقین ہے۔

ایک انگریز فلاسفر ماہ رمضان المبارک کے آخری دن کے بارے میں کہتا ہے کہ: ''اس روز تمام مسلمان تیس روز روزہ رکھنے کے بعد جیسا کہ ان کے دین نے ان کو اس پر مامور کیا ہے صحت، صفاء، اخلاق میں تمام نوع بشر سے ممتاز ہو جاتے ہیں جیسا کہ مرحوم آیتہ اللہ سید ہبتہ الدین شہرستانی کے رسالہ المرشد میں ہے روزہ کے اور بھی فوائد ومنافع ہیں جن کا بیان کرنا طوالت کا باعث ہے۔ اس کے تشریعی فلسفہ کے بارے میں ہم بطور برکت امام معصوم علیہ السلام کے بیان پیش کرتے ہیں اصول کافی میں ہے کہ ہشام بن حکم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روزہ کی وجہ کے متعلق سوال کیا تو

امام نے فرمایا: "روزہ محض اس لئے واجب کیا گیا ہے تاکہ تونگر و فقیر میں برابر قائم چونکہ تونگر آدمی جب بھی کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے اس پر قادر ہوتا ہے تو اللہ نے چاہا تو اس کے درمیان مساوات قائم کرے اور تونگر بھوک اور دکھ کا مزا چکھ کر ضعیف و گرسنہ پر شفقت کرنے کا سلیقہ حاصل کرے اسی کتاب میں ہے کہ حضرت ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام نے محمد بن سنان کی طرف اس کے سوالات کے جوابات میں تحریر فرمایا: "روزہ کی وجہ یہ ہے کہ انسان بھوک اور پیاس کا احساس کرے تاکہ اس پر فروتنی و مسکینی پر صبر و اجر کرنے کی توفیق حاصل ہو اور شدائد آخرت پر آگہی ہو نیز اس میں خواہشات نفسانی کا انکسار بھی ہے اور دنیا میں نصیحت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے تاکہ آخرت کے شدائد برداشت کرنے پر تیار رہے اور اہلِ فقر و مسکنت کی تکلیف کو جسمانی و روحانی طور پر محسوس کر سکے۔

آداب روزہ:

روزہ کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) عوام کا روزہ۔ (۲) خواص کا روزہ۔ (۳) خواص الخواص کا روزہ۔

عوام کا روزہ وہ یہ ہے کہ کھانے پینے، مجامعت کرنے سے اجتناب کیا جائے اور دیگران مفطرات سے بچا جائے جن کا ذکر آگے آئے گا اور اسی سے ظاہراً واجب روزہ منعقد ہو جاتا ہے۔

خواص کا روزہ وہ مندرجہ بالا احکام کی پابندی کے علاوہ یہ بھی ہے اعضاء و جوارح اور حواسِ خمسہ شرعی محذورات سے پرہیز کریں مثلاً انکھ محرمات کی طرف دیکھنے سے پرہیز کرے جنکو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اور کان غیبت، بہتان اور حرام گانے سننے سے پرہیز کرے، زبان غیبت، افتراء، فحش بد کلامی سے پرہیز کرے، ہاتھ ضعیفوں پر زیادتی کرنے سے پرہیز کرے۔ پاؤں مجالس لہو ولعب وغیرہ شرعی محافل کی طرف چلنے سے اجتناب کریں۔

خواص الخواص کا روزہ یہ ہے کہ مندرجہ بالا دونوں اقسام کے احکام پر عمل کرنے کے علاوہ دل غیر اللہ کے ذکر سے اجتناب کرے خصوصاً اخلاقِ رزائل مثلاً بخل، بزدلی، کینہ، حسد، بغض، سختی، دشمنی سے دور رہے۔

اس کے متعلق معصومین علیہم السلام سے احادیث منقول ہیں اور حکماء و علماء اخلاق سے بھی اس کی تفاصیل منقول ہیں ہم یہاں ایک روایت بطور تیمن و تبرک ذکر کرتے ہیں جرائح مدائنی سے مذکور ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا صرف یہی روزہ نہیں کہ انسان کھانے پینے سے اجتناب کرے پھر آپ نے فرمایا حضرت نے کہا: "میں نے اللہ کے لئے روزہ رکھا ہے یعنی میں نے خاموشی اختیار کی ہے جب تم روزہ رکھو تو اپنی زبانوں کی حفاظت کرو اور اپنی آنکھوں کو بند کرو آپس میں جھگڑا

اور حسد نہ کرو نیز امام نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے ایک عورت کو دیکھا جو روزہ کی حالت میں اپنی پڑوسن کو گالی دے رہی ہے۔ آنحضرت نے کھانا منگوایا اور اس سے کہا یہ کھا لے وہ کہنے لگی میں روزے سے ہوں آپ نے فرمایا تو کس طرح روزے سے ہے جبکہ تو اپنی پڑوسن کو گالی دے رہی ہے! روزہ صرف کھانے پینے سے پرہیز کا نام نہیں ہے نیز امام نے فرمایا جب تم روزہ رکھو تو چاہیئے کہ تمہارا کان، آنکھ بھی حرام و بد کاری سے پرہیز کریں لڑائی جھگڑے اور نوکر کو اذیت دینے سے بچو اور تم پر روزے کا وقار نمایاں ہو اور تمہارا روزے کا دن افطار کے دن کی طرح نہ ہو میں کہتا ہوں کہ رمضان در حقیقت عبادت، ریاضت تمرین کا مہینہ ہے تاکہ روزہ دار جسمانی اور روحانی طور پر صحیح سالم رہے اور اپنی حرکات و صفات میں کامل ہو اور تمام اوقات اور لمحات زندگی میں کامیاب ثابت ہو۔

روزہ کی شرعی حد اور اس کے اقسام

روزہ کی شرعی تعریف یہ ہے کہ طلوع فجر سے غروب شرعی تک مندرجہ ذیل مفطرات سے قربۃً الی اللہ یا اتباع حکم خداوندی کی نیت سے پرہیز کرنا۔

۱۱۸۰۔ غروب شرعی یہ ہے کہ مشرقی سرخی سر کے اوپر سے گزر جائے اور مغرب کی طرف چلی جائے۔

اقسام روزہ:

روزہ کی چار قسمیں ہیں واجب، مستحب، حرام، مکروہ۔

۱۱۸۱۔ واجب کی دو قسمیں ہیں:۔ واجب بالاصل، واجب بالعرض، ہر قسم کی پھر چار قسمیں ہیں۔

۱۱۸۲۔ واجب بالاصل ماہ رمضان کا روزہ، کفارہ کا روزہ، حج میں قربانی کے بدلے روزہ۔

۱۱۸۳۔ واجب بالعرض ونذر، عہد و قسم کا روزہ، والدین کی نیابت میں ان کے لڑکے کا ان کے واجب روزوں کی قضاء کرنا، میت کی طرف سے اجارہ کا روزہ، اعتکاف کے دن سے تیسرے دن کا روزہ۔

ماہِ رمضان کے روزوں کا بیان

ارشادرب العزت ہے۔

شَهرُ رَمضانَ الذی اُنزلَ فیہ القرآنُ هدًى للناسِ وبیناتٍ من الهدیٰ والفرقان فمَن شهِدَ منکمُ الشهرَ فلیصُمہ ومَن کانَ مریضاً اوعلیٰ سفرٍ فعدۃٌ من ایامٍ اُخرَ یریدُ اللہُ بکمُ الیُسرَ ولا یُریدُ بکمُ العُسرَ ولتُکملوا العدۃَ ولتُکبرُ واللہَ علیٰ ماھداکم ولعلکم تشکرُون

رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لئے ہدایت کے واضح دلائل ہیں اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے جو تم میں سے یہ ماہ پائے تو روزہ رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو وہ دوسرے ایام میں اس کی تعداد پوری کرے۔ اللہ تم سے آسانی چاہتا ہے اور تمہاری مشقت نہیں چاہتا تاکہ تم تعداد پوری کرلو اور اللہ کی بڑائی اس لئے بیان کروکہ اس نے تمہاری ہدایت کی ہے اور تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو۔

۱۱۸۴۔ جو شخص ماہ رمضان کے روزے کے وجوب کا منکر ہو اور مسلمان ہو تو وہ اس انکار کی وجہ سے کافر ومرتد ہوجاتا ہے اس کو قتل کرنا واجب ہے چونکہ ماہِ رمضان کا روزہ ضروریات دین میں سے ہے۔

۱۱۸۵۔ جو مسلمان ماہ رمضان میں جان بوجھ کر بلاعذر وعلت روزہ توڑدے اس کو پچیس کوڑے لگائے جائیں اگر وہ دوبارہ ایسا کرے تب بھی اس پر تعزیر جاری کی جائے۔ اگر تیسری دفعہ ایسا کرے تو اس کو پھر پچیس کوڑے مارے جائیں اور چوتھے بار ایسا کرنے پر قتل کردیا جائے۔

۱۱۸۶۔ چوتھی بار بلاعذر روزہ توڑنے پر قتل واجب ہے اور ایک قول کی بناء پر تیسری بار اگر ہر بار روزہ توڑنے پر تعزیر جاری ہوچکی ہو لیکن اگر اس پر تعزیر نہ ہوئی ہو تو قتل واجب نہیں ہے اور اگر کئی مرتبہ روزہ افطار کرے پھر اس پر تعزیر کی جائے تو یہ سب افطار ایک ہی مرتبہ شمار ہوں گے اس طرح تین مرتبہ اس کے افطار کرنے پر قتل واجب نہ ہوگا بلکہ تین بار تعزیر کے بعد واجب ہوگا۔

۱۱۸۷۔ جو شخص ماہ رمضان میں جان بوجھ کر روزہ توڑے اور اس فعل کو حلال سمجھ کر اور رمضان کی حرمت کا انکار کرتے ہوئے کرے تو ایسا شخص اگر مرتد فطری ہے تو اس کو قتل کیا جائے گا اگرچہ توبہ بھی کرے لیکن اگر مرتد ملی ہو تو توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہوگی لیکن اگر وہ انکار کرے اور توبہ نہ کرے تو اس کو قتل کردیا جائے گا۔

۱۱۸۸- قتل اور تعزیر کا اجراء جرم کے اثبات اور عدم شبہ اور عدم احتمال عذر کے بعد ہو گا لیکن اگر یہ ثابت ہو کہ اس کو اشتباہ ہو یا کوئی قابلِ قبول عذر تھا یا کوئی معقول وجہ تھی تو قتل و تعزیر جائز نہیں ہے۔

۱۱۸۹- روزہ میں نیت اس طرح واجب ہے جس طرح کہ نماز اور دیگر عبادات میں واجب ہے۔ اور نیت کے لئے تلفظ واجب نہیں بلکہ محض قصد کافی ہے اور قصد یہ ہو کہ وہ قربتاً الی اللہ یا امر خدا کی تعمیل کر رہا ہے۔

۱۱۹۰- ماہ رمضان میں روزہ کی تعیین کرنا واجب نہیں اگر صرف اتنی نیت کرے کہ میں آج روزہ رکھ رہا ہوں قربتاً الی اللہ تو وہ روزہ رمضان ہی کا شمار ہو گا۔

۱۱۹۱- اگر ماہ رمضان میں روزہ رکھتے ہوئے کسی نذر قضاء، کفارہ وغیرہ کی نیت کر لے مگر جہالت اور بھول چوک کی وجہ سے کرے تو کوئی ہرج نہیں اور وہ روزہ شمار ہو گا۔

۱۱۹۲- اگر عمداً رمضان میں روزہ نذر یا قضاء کی نیت سے رکھ لے تو روزہ باطل ہو گا اور نہ وہ نذر قضاء کا شمار ہو گا نہ رمضان کا۔

۱۱۹۳- ماہ رمضان کے علاوہ روزہ میں تعیین اور قصد قسم کرنا واجب ہے اور واجب ہے کہ یہ قصد کرے کہ روزہ واجب ہے یا مستحب ادا ہے یا قضاء کفارہ کا ہے یا نذر کا۔

۱۱۹۴- اگر قضاء کا ارادہ کرے اور بغیر قصد و نیت کے روزہ رکھ لے تو مستحب روزہ شمار ہو گا اور وہ اس سے بری الذمہ نہ ہو گا۔ بلکہ قضاء اس کے ذمہ برقرار رہے گی۔

۱۱۹۵- اگر روزہ واجب ہو اور از روئے زمانہ مقید و معین ہو مگر اگر یکم رجب کو روزہ کی نذر کرے تو اس پر واجب ہے کہ نیت و قصد کی تعیین کرے ورنہ وہ درست نہ ہو گا۔

۱۱۹۶- مستحب روزے کو بھی معین کرنا ضروری ہے۔ مثلاً نیمۂ شعبان یا غدیر کا روزہ بلا تعیین روزے کا قصد کرنا کافی نہیں ہے۔

۱۱۹۷- اگر کسی کے ذمہ ایک ہی قسم کا روزہ ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ قضاء کا ہے یا کفارہ یا نذر کا تو مافی الذمہ کے قصد سے ایک روزہ رکھ لے اور وہی کافی ہو گا۔

۱۱۹۹- اگر کسی کے ذمہ ایک ہی قسم کے متعدد روزے ہوں تو ترتیب وار روزے قضاء رکھے گا۔

۱۲۰۰- اگر اس کے ذمہ ماہ رمضان کا روزہ قضاء ہو اور وہ فقط ماہ رمضان ہی کے روزہ کی قضاء کی نیت کرے تو کافی ہو گا اور یہ نیت ضروری نہ ہو گی کہ رمضان کی کس تاریخ کا روزہ قضاء کر رہا ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ اس کا سات تاریخ رمضان کا روزہ قضاء تھا تو وہی روزہ صحیح ہو گا اور اعادہ نہ کرے گا۔

۱۲۰۱- اگر وہ روزوں میں موجودہ سال کے روزہ کی قضاء کا قصد کرے اور بعد میں معلوم ہو کہ روزہ گزشتہ سال کا قضاء تھا تب بھی قضاء رکھا ہوا روزہ کافی اور صحیح ہو گا اسی طرح اگر گزشتہ سال کے روزہ کو موجودہ سال کا سمجھ کر رکھے تب بھی یہی حکم ہے۔

۱۲۰۲- اگر ہر جمعہ کو روزہ رکھنے کی نذر کرے اور ہر سال غدیر کے روزہ کی بھی نذر کرے اور کسی سال عیدِ غدیر جمعہ کے روز واقع ہو جائے تو اس کو اختیار ہو گا کہ غدیر و جمعہ میں جو نیت چاہے کر لے روزہ صحیح ہو گا اور دوسرا روزہ ساقط ہو جائے گا۔

۱۲۰۳- اگر خمیس کو روزہ رکھنے کی نذر کرے اور اتفاق سے خمیس یوم المبعث کو واقع ہو تو اگر نذر واجب کی نیت کرے تو اسی روز کے مستحب روزے کا ثواب بھی اس کو حاصل ہو جائے گا۔

۱۲۰۴- اگر کسی میت کی نیابت میں روزے رکھ رہا ہے تو اس کی نیابت کا قصد کرنا واجب ہے اور بیٹا اگر مرحوم باپ کی نیابت یں روزے رکھے تب بھی وہ نیابت کی نیت کرے گا۔

۱۲۰۵- ماہ رمضان میں یہ واجب نہیں ہے کہ نیت روزے کے اول وقت سے پیوستہ ہو جیسا کہ نماز اور دیگر عبادات میں ہے بلکہ رات سے فجر تک جس وقت چاہے روزہ کی نیت کر سکتا ہے۔

۱۲۰۶- اگر نیت کرنا بھول جائے اور رات کو نیت کرنے کا خیال نہ رہے تو زوال سے قبل نیت کرنا جائز ہے اور روزے صحیح ہیں بشرطیکہ مفطرات کا ارتکاب نہ کر چکا ہو۔

۱۲۰۷- اسی طرح اگر سفر سے واپس آیا ہو اور اپنے وطن یا محل اقامت فجر کے بعد پہنچا ہو تو اگر اس نے مفطرات کا ارتکاب نہیں کیا تو زوال سے قبل نیت کر کے روزہ رکھ سکتا ہے اور اس دن کا روزہ درست ہو جائے گا۔

۱۱۰۸- مستحب روزہ میں یہ جائز ہے کہ دن کو غروب تک روزہ کی نیت کرے اور اس کا عزم قربتہً الی اللہ ہو تو روزہ درست ہو گا۔

۱۲۰۹- اگر مریض مرض سے شفاء یاب ہو یا نابالغ زوال سے قبل بالغ ہو جائے اور ظہر سے قبل یہ لوگ روزہ کی نیت کر لیں تو ان کا روزہ صحیح ہو گا اگر کسی مفطر کا ارتکاب نہ کیا ہو لیکن اگر مریض ظہر کے بعد شفاء یاب ہوا ہو تو مستحب ہے کہ وہ مغرب تک کھانے پینے سے پرہیز کرے اور مذکورہ بالا بچے کا بھی یہی حکم ہے۔

۱۲۱۰- ماہ رمضان میں پہلی شب کو تمام روزوں کی نیت کرنا کافی ہے اور ہر ہر رات الگ الگ نیت کرنے کی ضرورت نہیں چونکہ سارا مہینہ ایک ہی عبادت ہے لیکن ہر رات میں نیت کی تجدید کرنے میں احتیاط ہے۔

۱۲۱۱۔ ماہِ رمضان کے علاوہ دیگر واجب روزوں کی ہر رات نیت کرنا واجب ہے پس کفارۂ قسم یا کفارۂ رمضان یا قربانی کے بدلے حج کے روزوں کے لئے پہلی رات کی نیت کافی نہیں ہے۔

۱۲۱۲۔ اگر کوئی شخص ماہِ رمضان میں روزے رکھے اور پھر دن کو روزہ افطار کرنے کی نیت کر لے مگر افطار نہ کرے اور پھر نیت کر لے اور پھر اپنے کئے پر پشیمان ہو اور کسی مفطر کا ارتکاب نہ کرے تو اسکا روزہ صحیح ہے اور موجب اجر و ثواب بھی ہو گا۔

۱۲۱۳۔ اگر کوئی شک کے دن روزہ رکھے اور جبکہ شعبان کا آخری دن ہو یا کسی روزہ کی قضاء کی نیت سے اس دن کو روزہ رکھے اور پھر روزہ توڑنے کا ارادہ کرے مگر پھر انکشاف ہو کہ آج رمضان کا روزہ ہے اور اس نے افطار نہ کیا ہو اور روزے کی نیت کر لے تو اس کا روزہ صحیح ہو گا اور اس پر کچھ لازم نہیں۔

۱۲۱۴۔ شک کے دن واجب ہے کہ شعبان ہی کی نیت سے قضا یا استحباب کا روزہ رکھ لے اگر بعد میں ثابت ہو کہ رمضان شروع ہو گیا ہے تو یہ روزہ رمضان کا شمار ہو جائے گا لیکن رمضان کی نیت کی تجدید ضروری ہے چاہے اس کا علم زوال کے بعد ہو یا پہلے۔

۱۲۱۵۔ اگر شک کے دن رمضان کے روزہ کی نیت سے روزہ رکھے تو اس کا روزہ باطل ہے ہاں اگر دن کے وقت اس کو معلوم ہو کہ واقعاً آج رمضان کا روزہ ہے تو نیت کی تجدید کر لے اس کا روزہ صحیح ہو گا۔

۱۲۱۶۔ یہ جائز نہیں ہے کہ شک کے دن شعبان اور رمضان دونوں میں متردد ہو کر روزہ کی نیت کرے یعنی اس طرح کہے کہ اگر یہ شعبان کا روزہ ہوا تو استحباب کی نیت ہو گی اور اگر رمضان کا ہوا تو وجوب کی نیت ہو گی اس طرح اس کا روزہ باطل ہو گا۔

۱۲۱۷۔ اگر شک کی رات کو روزہ کی نیت ترک کر دے اور افطار کی نیت سے رات گزار دے پھر دن کے وقت معلوم ہو کہ آج رمضان ہے تو اگر کوئی مفطر بجا لاچکا ہے تو باقی دن میں بھی کھانے پینے سے پرہیز کرے۔ اور بعد میں اس دن کے روزہ کی قضاء کرے اسی طرح اگر کھایا پیا نہیں مگر زوال کے بعد علم ہو کہ آج رمضان ہے تب بھی قضاء لازم ہے لیکن اگر زوال سے قبل یہ علم ہو جائے اور اس نے کسی مفطر کا استعمال نہ کیا ہو تو اسکا روزہ صحیح ہو گا اور اس پر کچھ لازم نہیں ہے۔

۱۲۱۸۔ اگر رات کو روزہ کی نیت کر کے سو جائے اور اگلے دن مغرب تک سوتا رہے تو اس کا روزہ صحیح ہو گا۔

۱۲۱۹۔ اگر روزہ کی نیت کرے سارا دن بے ہوش رہے تب بھی اس کا روزہ صحیح ہے اور اس پر قضاء واجب نہیں ہے۔

۱۲۲۰- اگر بغیر نیت کے اول وقت میں سو جائے اور ظہر سے پہلے جاگ کر نیت کر لے اگر افطار نہ کیا ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

۱۲۲۱- اگر مندرجہ بالا صورت میں ظہر کے بعد جاگا ہو تو اس پر قضاء لازم ہے۔

۱۲۲۲- اگر صبح تک کوئی مفطر استعمال نہ کرے اور اس کے ذمے کوئی غیر معین واجب روزہ ہو مثلاً قضاء، رمضان یا کفارہ یا نذر کا تو زوال سے قبل روزہ کی نیت کر سکتا ہے اور روزہ بھی صحیح ہو گا۔

۱۲۲۳- ایک روزہ سے دوسرے کی طرف عدول کرنا جائز نہیں چاہے عدول واجب سے واجب کی طرف ہو یا مستحب سے مستحب کی طرف یا واجب سے مستحب یا مستحب سے واجب کی طرف۔

۱۲۲۴- ممیز بچہ اگر روزہ رکھے تو اس کا روزہ بھی صحیح ہے اور اس کا اجر و ثواب بھی ہو گا جیسا کہ نماز کے احکام میں گزر چکا ہے۔

۱۲۲۵- مرتد اگر توبہ کرے اور اسلام کی طرف رجوع کرے تو ارتداد کے ایام کے واجب روزوں کی قضاء اس پر واجب ہو گی۔

۱۲۲۶- اگر کافر اسلام لے آئے تو اس پر کفر کے زمانہ کے روزوں کی قضاء واجب نہیں ہے۔

علامات ماہِ رمضان کا بیان

۱۲۲۷- ہمارے نزدیک رویت ہلال رمضان کے متعلق وہ تمام قواعد و علامات غیر معتبر ہیں جو مختلف قسم کے تجربوں کے ذریعہ سے منازل ماہتاب کے حساب سے مقرر کئے جاتے ہیں جیسا کہ کہتے ہیں گزشتہ سال کے ماہ رمضان کا پانچواں دن اگلے سال کی پہلی تاریخ کے موافق ہوتا ہے۔

بلکہ ہمارے نزدیک معتبر طریقہ وہ ہے کہ جس کو شریعت نے مقرر کیا ہے مثلاً دو عادلوں کی گواہی، شہرت اور ماہِ شعبان کے تیس روز پورے ہونا وغیرہ جن کو ہم آگے بیان کریں گے۔

۱۲۲۸- جو شخص ماہِ رمضان کا چاند دیکھے چاہے مرد ہو یا عورت عادل ہو یا غیر عادل اس پر اگلے دن روزہ رکھنا واجب ہو گا اسی طرح جو شخص خود شوال کا چاند دیکھ لے اس پر افطار واجب ہوتا ہے۔

۱۲۲۹- چاند دو عادلوں مردوں کی گواہی سے ثابت ہوتا ہے چاہے وہ حاکم شرع کے نزدیک گواہی دیں اور ان کی شہادت سے حاکم کے نزدیک چاند ثابت ہو جائے یا کسی مکلف کے سامنے گواہی دیں۔

۱۲۳۰- شہرت سے بھی چاند ثابت ہوتا ہے یعنی جب خلق کثیر اس کی رویت کی گواہی دے تو مکلفین

پر روزہ رکھنا واجب ہوگا اگرچہ ان کی عدالت ثابت نہ ہو۔

۱۲۳۱۔ ہمارے نزدیک عورتوں کی شہادت سے چاند ثابت نہیں ہوتا اگرچہ وہ عادل ہوں اور عورت کی گواہی شرعی حجت نہیں ہے۔

۱۲۳۲۔ اگر بہت سی عورتیں رویت ہلال کا دعویٰ کریں جس سے علم و یقین سے پیدا ہو جائے تو رویت ثابت ہو گی اگرچہ یہ دو عادلوں کی گواہی ثابت نہیں بلکہ علم و یقین پیدا ہوئی ہے جو کہ قطعی حجت ہیں۔

۱۲۳۳۔ اگر حاکم شرعی چاند کے ہو جانے کا فیصلہ دے دے تو روزے رکھنا واجب ہو گا لیکن اگر یہ یقین ہو جائے کہ اس کو اس فیصلے میں اشتباہ ہوا ہے تب روزہ رکھنا واجب نہیں مثلاً انہوں نے ایسے دو شخصوں کی گواہی پر فیصلہ دیا ہو جن کے متعلق وہ عادل ہونے کا معتقد ہو اور وہ در حقیقت فاسق اور دروغ گو ہوں۔

۱۲۳۴۔ اگر چاند کسی ایک جگہ شرعی طور پر ثابت ہو جائے تو گرد و نواح کے لوگوں پر اور اس کے قریبی ہم افق شہروں اور دیہاتوں میں رہنے والوں کے لئے بھی ثابت ہو جائے گا۔

۱۲۳۵۔ اگر مشرقی شہروں میں چاند ثابت ہو جائے تو مغربی شہروں میں بطرق اولیٰ ثابت ہو گا۔ لیکن اگر مغربی شہروں میں ثابت ہو اور مشرقی شہروں میں ثابت نہ ہو تو اہلِ مشرق کے لئے ثابت نہیں ہو سکتا مثلاً اگر کویت و احساء میں ثابت ہو تو حجاز والوں کے لئے ثابت ہو گا اور اگر ایران و عراق میں ثابت ہو تو ترکی، سوریا مصر والوں کے لئے بھی ثابت ہو گا اور اس کے برعکس ثابت نہ ہو گا پس مشرقی شہروں میں رویت مغربی شہروں کے لئے حجت ہے اور برعکس نہیں کہ وہ مغربی شہروں میں رویت مشرقی شہروں کے لئے بھی حجت ہو۔

۱۲۳۶۔ اگر مکلف کفار کے ہاں قیدی ہو یا اسلامی شہروں سے دور ہو تو اس کو رمضان کے چاند کا علم حاصل ہونا ممکن نہ ہو اور کوئی وسیلہ بھی میسر نہ ہو تو وہ اپنے ظن پر عمل کرے گا اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو سال بھر میں خود تیس دن مقرر کر لے اور ان میں روزے رکھ لے۔

۱۲۳۷۔ اگر سال میں تیس مقرر کردہ دنوں میں روزے رکھنے کے بعد معلوم ہو کہ سب کے سب رمضان کے دن تھے یا بعض شوال کے تھے تو اس کے روزے صحیح ہوں گے اور قضاء کی ضرورت نہیں ہے۔

۱۲۳۸۔ اگر بعد میں یہ ثابت ہو کہ بعض روزے رمضان کے تھے اور بعض شعبان کے تو شعبان میں واقع ہونے والے روزوں کو از سر نو رکھنا ہو گا اور اگر یہ ثابت ہو کہ سب کے سب شعبان یا اس سے قبل کے تھے تو سب کی قضاء واجب ہو گی۔

۱۲۳۹۔ اگر ساری عمر اس کو رمضان کا صحیح علم حاصل نہ ہو سکے تو اس پر کچھ لازم نہیں اور وہ بطور اندازہ جو روزے رکھ چکا ہے وہی کافی ہوں گے۔
۱۲۴۰۔ اگر طبیعت آمادہ ہو تو مستحب ہے کہ روزہ افطار سے قبل نماز مغرب پڑھ لے۔
۱۲۴۱۔ اگر آمادگی نہ ہو اور بھوک پیاس کا غلبہ ہو تو مغرب کی نماز کو افطار سے مؤخر کرنا مستحب ہے۔
۱۲۴۲۔ اگر کوئی افطار کے لئے اس کے انتظار میں ہو تو نماز کو افطار سے مؤخر کرنا مستحب ہے۔
۱۲۴۳۔ رویت ہلال کے وقت یہ دعا پڑھنا مستحب ہے اور احوط ہے کہ اس کو ترک نہ کرے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ وَ خَلَقَکَ وَقَدَّرَ مَنَازِلَکَ وَجَعَلَکَ مَوَاقِیْتَ لِلنَّاسِ اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا اِھْلَالاً مُّبَارَکاً اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالسَّلَامَۃِ وَالسَّلَامِ وَالْیَقِیْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَالتَّوْفِیْقِ لِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی۔

شرائطِ روزہ

روزہ کے وجوب و صحیح ہونے کے شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔

شرط اول۔ بلوغ:

پس روزہ نابالغ پر واجب نہیں ہے۔

۱۲۴۴۔ مردوں کے لئے علامات بلوغ تین ہیں (۱) پندرہ سال کا مکمل ہونا۔ (۲) زیر ناف سخت بالوں کا اُگنا۔ (۳) احتلام۔

۱۲۴۵۔ ان تینوں میں سے ہر ایک علامت بلوغ کی علامت ہے پس جو بھی کسی بچے میں پہلے ظاہر ہو جائے وہ بالغ شمار ہو گا پس اگر زیر ناف سخت بال اُگ جائیں یا پندرہ سال سے قبل احتلام ہو تو وہ شرعی طور پر شریعت کا مکلف ہو گا اسی طرح اگر وہ سنِ بلوغ کو پہنچے اور دیگر دو علامتوں میں سے کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو اس پر احکام شریعت کی پابندی کرنا واجب ہو گا۔

۱۲۴۶۔ عورتوں کے لئے علامات بلوغ تین ہیں۔ (۱) نو سال کی عمر پوری ہونا۔ (۲) سخت بالوں کا زیر ناف اُگنا۔ (۳) حیض کا آنا۔

۱۲۶۷- نو برس مکمل ہونے سے پہلے نہ تو عورتوں کے سخت بال اگتے ہیں نہ حیض آتا ہے۔

۱۲۴۸- مردوں عورتوں کی علامات روزہ واجب ہونے کے لئے شرط ہیں اگرچہ ان شرائط کے بغیر بھی ان سے یہ روزہ صحیح ہو گا چونکہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ممیز بچے اور بچی کی عبادت صحیح ہے اور اللہ قبول فرماتا ہے اور از راہ لطف بچوں کو عبادات کا ثواب دیا جاتا ہے۔

۱۲۴۹- سرپرستوں کے لئے مستحب ہے کہ وہ ممیز بچوں کو نماز، روزہ کی پابندی کرا کے عادی بنائیں بشرطیکہ ان میں عمل کی طاقت اور استعداد ہو۔

۱۲۵۰- چھ سال میں بچے کو عبادات کا عادی بنانا شروع کر دینا چاہیئے اور ساتویں سال کے لئے احادیث میں تاکید وارد ہے۔

دوسری شرط- عقل:

۱۲۵۱- یہ روزہ کے صحیح اور واجب ہونے میں شرط ہے اسی وجہ سے مجنون پر نہ روزہ واجب ہے اور اگر وہ رکھے تو شرعاً صحیح نہ ہو گا۔

۱۲۵۲- اگر جنون چند روز تک واقع ہوتا ہو یا ایک دن اور چند روز افاقہ ہوتا ہو تو افاقہ کے ایام میں ہی روزہ واجب ہو گا۔

۱۲۵۳- بے ہوشی کے متعلق پہلے حکم شرعی بیان کیا جا چکا ہے اگر بے ہوشی سارا دن طاری رہے تو روزہ صحیح نہ ہو گا اور قضا لازم ہو گی۔

۱۲۵۴- اگر مکلف روزہ کی نیت کرے اور پھر بے ہوش ہو جائے تو روزہ صحیح ہو گا۔

تیسری شرط- اسلام:

۱۲۵۵- اسلام روزہ کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے۔

۱۲۵۶- تمام عبادات کفار پر واجب ہیں مگر ان سے صحیح نہیں ہیں چونکہ ان سے قربت کی نیت درست نہیں ہو سکتی جو کہ عبادات کی روح ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ۔

اللہ تعالیٰ صرف متقی لوگوں کا عمل قبول کرتا ہے اور ایمان اصل تقویٰ اور عمل کی بنیاد ہے۔ جو کہ کفار میں مفقود ہے اس کے متعلق پہلے ہم تشریح کر چکے ہیں۔

چوتھی شرط- عورت کا پاک ہونا:

۱۲۵۷۔ عورت کا حیض و نفاس سے پاک ہونا روزہ کی صحت اور اس کے وجوب کے لئے شرط ہے پس اگر عورت ایک لحظہ بھی حیض یا نفاس کا خون دیکھ لے چاہے وہ ایک قطرہ ہو تو اس کی قضاء واجب ہو گی۔

۱۲۵۸۔ اگر زوال کے بعد عورت خون دیکھے تو اس کے لئے مغرب تک مفطرات سے پرہیز کرنا مستحب ہے۔

پانچویں شرط:

۱۲۵۹۔ روزے کی پانچویں شرط توطن ہے یعنی یا وطن میں رہنا یا کسی اور جگہ دس روز کے قیام کی نیت سے رہنا جو کہ بحکم وطن شمار ہوتا ہے اس کے تفصیلی احکام نماز قصر کے بیان میں گزر چکے ہیں۔

۱۲۶۰۔ حج کے ایام میں قربانی کے بدلے تین دن روزہ رکھنا مندرجہ بالا حکم سے مستثنیٰ ہے جو شخص قربانی کے دن قربانی کا حیوان نہ رکھتا ہو اس پر واجب ہے کہ دس روزے رکھے تین حج کے موقعہ پر اور سات گھر واپس آکر حج کے موقعہ پر وہ ساتویں، آٹھویں اور نویں تاریخ کو روزے رکھے۔

۱۲۶۱۔ جو شخص احکام قصر سے ناآشنا ہو اور لاعلمی کی وجہ سے سفر میں روزہ رکھ لے تو اس کا روزہ صحیح ہو گا اور کافی ہو گا۔

۱۲۶۲۔ جو شخص جان بوجھ کر مغرب سے پہلے عرفات سے چل پڑے وہ قربانی کے بدلے اٹھارہ دن روزے رکھے گا اگر قربانی پر قادر نہ ہو۔

۱۲۶۳۔ اگر سفر میں روزہ رکھنے کی نذر کی ہو تو سفر میں روزہ صحیح ہو گا۔

۱۲۶۴۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نماز حاجت پڑھنے کے لئے تین دن روزہ رکھنا صحیح ہے۔

۱۲۶۵۔ احوط یہ ہے کہ سفر میں مستحب روزہ نہ رکھے اگرچہ بعض علماء اس کے جواز کے قائل ہوئے ہیں۔

چھٹی شرط۔ صحت بدن:

۱۲۶۶۔ روزہ کے صحیح اور واجب ہونے کے لئے صحت و سلامت شرط ہے پس اگر مریض کو معلوم ہو کہ روزہ ضرر پہنچائے گا تو اس پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے بلکہ حرام ہے چاہے اس سے مرض کی شدت کا اندیشہ ہو یا طول کا اسی طرح اگر صحیح و سالم شخص کو روزہ سے مرض پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

۱۲۶۷۔ سلامتی سے مراد تمام اعضاء و جوارح کی سلامتی ہے مثلاً آنکھ، کان، ناک وغیرہ پس اگر روزہ سے

آنکھ کو ضرر پہنچتا ہو اور آشوب چشم یا ضعف بصارت کا موجب ہو تب بھی روزہ رکھنا حرام ہے اسی طرح اگر بدن کے لئے ہر قسم کا ضرر پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھے۔

۱۲۶۸۔ اگر مکلف مریض کو یقین ہو کہ روزہ اس کے لئے ضرر رساں نہیں تو روزہ رکھنا واجب ہو گا۔

۱۲۶۹۔ مرض پیدا ہونے یا نہ ہونے یا ضرر پہنچنے کا علم یا تجربہ سے حاصل ہو گا یا کسی حاذق طبیب کی تصدیق سے۔

۱۲۷۰۔ جو کسی بیماری کی وجہ سے ماہ رمضان کے روزے رکھنے سے عاجز ہو اور اسی ماہ میں فوت ہو جائے تو اس پر قضاء واجب نہیں ہے اسی طرح اگر اس کی بیماری طول پکڑ جائے اور وہ قضاء نہ کر سکے تب بھی اس پر قضاء واجب نہیں چونکہ وہ روزہ کا مکلف نہیں ہے جس کے لئے صحت شرط ہے۔

۱۲۷۱۔ جس کی بیماری اگلے رمضان تک جاری رہے اور سال بھر اس کو افاقہ نہ ہو تب بھی اس سے قضاء ساقط ہے لیکن وہ ہر روزہ کے بدلے ایک مد یعنی تین پاؤ کھانا کفارہ کے طور پر دے گا۔

۱۲۷۲۔ اگر دو سال کے ماہ رمضان کے درمیان اس ایام کے لئے تندرست ہو جائے کہ وہ اپنے روزے قضاء کر سکے مگر سستی کرے تو مستقبل میں اس پر قضاء و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

۱۲۷۳۔ ماہ رمضان میں اختیاری طور پر سفر کرنا جائز ہے۔

۱۲۷۴۔ اگر کسی پر ماہ رمضان کے علاوہ کوئی معین واجب روزہ ہو مثلاً نذر یا عہد قسم کا تو بغیر مجبوری کے وہ سفر نہ کرے بلکہ اگر وہ سفر کے دوران بھی ہو تو معین ایام میں روزہ رکھنے کے لئے مقیم ہو جائے۔

۱۲۷۵۔ جن حضرات کے لئے ماہ رمضان میں روزہ نہ رکھنا شرعاً جائز ہے ان میں وہ حاملہ عورت بھی شامل ہے جس کو روزہ ضرر پہنچائے یا اس کے حمل کے لئے نقصان دہ ہو بلکہ اس کے لئے روزہ رکھنا حرام ہے اور اس پر قضاء لازم ہے اور چاہیئے کہ وہ ہر روز کے بدلے ایک یا دو مد اپنے مال سے صدقہ بھی دے۔

۱۲۷۶۔ بچے کو دودھ پلانے والی عورت کے لئے بھی اس صورت میں روزہ ترک کرنا جائز ہے اگر اس کا دودھ کم ہو اور روزہ اس کو نقصان پہنچائے یا روزہ سے شیر خوار بچے کو دودھ کی قلت کے سبب نقصان پہنچے اور اس پر قضاء لازم ہے نیز وہ ہر روز کے بدلے ایک یا دو مد کھانا اپنے مال سے صدقہ دے چاہے وہ خود بچے کی ماں ہو یا اجرت پر دودھ پلاتی ہو یا بلا اجرت پلاتی ہو۔

۱۲۷۷۔ جس شخص کو پیاس کی بیماری اور وہ روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو یا روزہ اس کے لئے تکلیف دہ اور ناگوار ہو تو اس کے لئے افطار کرنا جائز ہے لیکن چاہیئے کہ بقصد ضرورت پانی پیئے اور ہر روز کے بدلے ایک یا دو مد صدقہ بھی دے۔

۱۲۷۸- بوڑھا مرد یا بوڑھی عورت اگر روزہ نہ رکھ سکتے ہوں یا ان پر روزہ شاق ہو تو دونوں روزہ ترک کر سکتے ہیں لیکن ہر روزہ کے بدلہ ایک یا دو مد کھانا بطور صدقہ دیں گے۔
۱۲۷۹- جس شخص کو پیاس کی بیماری ہو اگر وہ اپنی بیماری سے شفایاب ہو جائے تو صرف اسی سال کے روزوں کی قضاء کرے اور گزشتہ متعدد سال اگر مسلسل بیماری میں گزرے ہوں تو ان کے روزوں کی قضاء واجب نہیں ہے اسی طرح اگر بوڑھا مرد یا بوڑھی عورت اگر کسی سال روزہ رکھنے کی قوت محسوس کریں تو اسی سال کے روزے رکھیں گے۔
۱۲۸۰- ماہ رمضان میں سفر کرنا جائز ہے اگرچہ قصد صرف روزہ سے گریز کرنے کا ہو لیکن حج سنت یا عمرہ مستحبہ کے قصد کے علاوہ کسی اور قصد کے لئے سفر کرنا مکروہ ہے۔

اگر حج واجب ہو تو اس کے لئے سفر بھی واجب ہو گا اگرچہ وہ رمضان میں ہی کیوں نہ ہو مگر یہ اس صورت میں ہے جیسا کہ پہلے زمانوں میں لوگ اونٹوں پر حج کا سفر کرتے تھے اور کئی کئی ماہ سفر میں لگ جاتے تھے مگر آج کل یہ صورت ناپید ہے چونکہ جدید وسائل سفر نے بعید کی منزلیں بھی قریب کر دی ہیں اور مہینوں کی مسافت گھنٹوں میں طے ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے خدا ایسی چیزیں پیدا کرے گا جو تم نہیں جانتے بیشک وہ مزید بھی ایسی چیزیں خلق فرمائے گا جن کو ہم اب تک نہیں جانتے وہ جو چاہتا ہے انجام دیتا ہے اور جو ارادہ فرماتا ہے حکم کرتا ہے۔
۱۲۸۱- اگر ماہ رمضان کے تئیس دن گزر جائیں تو اس کے بعد سفر کرنے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔
۱۲۸۲- جس شخص کو شریعت نے ماہ رمضان میں روزہ ترک کرنے کی اجازت دی ہے اس کے لئے پُر ہو کر کھانا پینا مکروہ ہے۔

مفطرات کا بیان

۱۲۸۳- اول و دوم جو چیزیں روزہ کو باطل کر دیتی ہیں ان سے امساک واجب ہے وہ یہ ہیں کھانا، پینا چاہے زیادہ ہو یا کم چاہے پانی کا ایک قطرہ ہو یا رائی کا ایک ذرہ۔
۱۲۸۴- جو چیز عادتاً نہیں کھائی پی جاتی وہ بھی مبطل روزہ ہے مثلاً کوئلہ، خشک مٹی، گیلی مٹی، درختوں پتوں کا نکالا ہوا عرق یا دواء کے لئے نچوڑا ہوا پانی۔
۱۲۸۵- تھوک کا نگلنا نہ روزہ کے لئے مضر ہے نہ مبطل ہے اگرچہ زیادہ ہو اور اگرچہ کھٹی چیزوں کے تصور

سے یا لذیذ مشروبات وماکولات کے خیال سے منہ میں جمع ہوجائے مگر شرط ہے کہ منہ سے باہر نہ نکلے۔
۱۲۸۶۔ اگر روزہ دار تھوک منہ سے باہر نکال کر پھر عمداً منہ میں داخل کر کے نگل لے تو اس کا روزہ باطل ہوگا اور اس پر قضاء و کفارہ واجب ہوگا بلکہ اگر روزہ دار کسی تاگے کو لعاب سے تر کر کے اور پھر منہ میں داخل کرے اور اس پر لگی ہوئی تھوک نگل لے یا تر مسواک کو منہ میں لگا کر پھر نکالے پھر داخل کرے تو اس سے روزہ باطل ہوجاتا ہے اور کفارہ و قضاء دونوں لازم ہوجاتے ہیں۔
۱۲۸۷۔ اگر کوئی شخص دانتوں کے درمیان اٹکے ہوئے کھانے کے ذرات کو نگل لے تو اس پر بھی قضاء و کفارہ عائد ہوگا۔

۱۲۸۸۔ وہ اخلاط جو سر یا سینے سے جدا ہو کر حلق تک آجایں تو اگر منہ میں آنے سے قبل ان کو نگل لے تو کوئی ہرج نہیں لیکن اگر منہ میں آجائیں اور پھر نگل لے اور عمداً ایسا کرے تو اس پر قضاء و کفارہ لازم ہوگا۔

۱۲۸۹۔ اگر سہواً یا نسیاناً کوئی شخص روزہ کی حالت میں کھا پی لے یا کوئی چیز نگل لے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔

۱۲۹۰۔ جو شخص روزہ رکھنا چاہے اس پر کھانے کے بعد دانتوں کا خلال واجب نہیں ہے اگر احتمال ہو کہ غذا کے ذرات دانتوں سے منہ میں آجائیں گے لیکن اگر اس بات کا یقین ہو تو خلال واجب ہوگا۔
۱۲۹۱۔ سوئی وغیرہ کے ذریعہ سے کسی چیز کو بدن، رگ یا پٹھوں میں داخل کرنا مبطل روزہ نہیں ہے۔
۱۲۹۲۔ آنکھ اور کان میں دواء ٹپکانا بھی مبطل نہیں ہے اسی طرح ناک میں ڈالنا بھی مضر نہیں بشرطیکہ ناک سے حلق کی طرف سرایت نہ کرے ورنہ مبطل ہوگا۔
۱۲۹۳۔ آلہ تناسل میں دوا ڈالنا روزہ باطل ہونے کا مُوجب نہیں ہے۔

سوم غبار:

۱۲۹۴۔ غبار سے اجتناب کرنا واجب ہے چاہے وہ غلیظ ہو یا پتلی، حلال ہو یا حرام مثلاً آٹا، مٹی تو عمداً اس کا پیٹ تک پہنچانا قضاء و کفارہ کا موجب ہے۔
۱۲۹۵۔ دھویں سے اجتناب کرنا بھی واجب ہے لیکن اگر وہ بالکل معمولی ہو تو کوئی ہرج نہیں مگر سگریٹ وغیرہ پینا مبطل روزہ ہے۔

چہارم جماع:

۱۲۹۶۔ جماع آلۂ تناسل کے سر کے داخل ہونے سے متحقق ہوتا ہے اور اگر آلہ بریدہ ہو تو اس کی موجودہ مقدار کے دخول سے متحقق ہوگا چاہے دخول آگے کی طرف سے ہو یا پیچھے کیطرف سے یا فاعل ہو یا مفعول، بڑا ہو یا چھوٹا، مرد ہو یا عورت، زندہ ہو یا مردہ، انزال واقع ہو یا نہ ہو۔

۱۲۹۷۔ اگر نعوذ باللہ روزہ دار کسی حیوان سے وطی کرے یا حیوان اس سے وطی کرے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا اور قضاء و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

۱۲۹۸۔ اگر روزہ دار عیاذ باللہ اپنا آلہ بدن کی مقررہ شرمگاہوں کے علاوہ اور سوراخ میں داخل کر لے تو اس سے روزہ باطل نہ ہوگا اگرچہ روزہ دار اس سے فعل حرام اور گناہ کا مرتکب ہوگا۔

۱۲۹۹۔ اگر انزال کے قصد کے بغیر انگلی داخل کرے تو روزہ باطل نہ ہوگا۔

۱۳۰۰۔ اگر کسی مخصوص مقام میں سر آلہ سے کم مقدار داخل کرے اور انزال نہ ہو تو روزہ باطل نہ ہوگا اگرچہ اس فعل کا ارتکاب گناہ اور فعل حرام ہے۔

۱۳۰۱۔ اگر کسی کو جماع پر سختی سے مجبور کیا جائے تو روزہ باطل نہ ہوگا لیکن اگر سختی زائل ہوتے ہی فوراً اخراج واجب ہے۔

۱۳۰۲۔ سہواً یا نسیاناً جماع کرنے سے روزہ باطل نہیں ہوتا مگر متوجہ ہونے پر واجب ہے کہ فوراً علیحدہ ہو جائے اسی طرح نیند کی حالت میں جماع کرنے سے بھی روزہ باطل نہ ہوگا مگر جاگنے پر فوراً علیحدہ ہو جائے۔

۱۳۰۳۔ ان مندرجہ بالا صورتوں میں واجب ہے کہ آلہ کا اخراج لذت کے قصد سے نہ ہو۔

۱۳۰۴۔ اگر دخول کے بغیر محض چھیڑ چھاڑ کا قصد ہو تب بھی یہ بذات خود فعل حرام اور موجب گناہ ہے اور بلا قصد و اختیار اگر دخول ہو جائے تو فوراً اخراج واجب ہے اور روزہ باطل نہ ہوگا۔

۱۳۰۵۔ اگر دخول کا قصد کرے لیکن اس پر قادر نہ ہو سکے تب بھی اس کا روزہ باطل ہوگا۔

۱۳۰۶۔ اگر ریشم یا نائلون وغیرہ میں آلہ کو لپیٹ کر بمقدار سر آلہ کو داخل کرے تب بھی فعل حرام کا ارتکاب ہوگا اور روزہ بھی فاعل و مفعول دونوں کا باطل ہوگا۔

۱۳۰۷۔ اگر خنثیٰ خنثیٰ کے ساتھ دخول کرے چاہے قبل میں ہو یا دبر میں تو دونوں کا روزہ باطل نہ ہوگا چونکہ دونوں کا مرد ہونا ثابت نہیں اسی طرح اگر خنثیٰ عورت کے ساتھ دخول کرے تب بھی یہی حکم ہے لیکن یہ فعل اس کے لئے گناہ اور حرام ہوگا۔

۱۳۰۸۔ اگر مرد خنثیٰ کے ساتھ دُبر میں دخول کرے تو دونوں کا روزہ باطل ہوگا۔

۱۳۰۹۔ اگر مرد خنثیٰ کے ساتھ قبل میں دخول کرے اور خنثیٰ عورت کے ساتھ دخول کرے اور انزال ہو

جائے تو مرد و عورت دونوں کا روزہ باطل ہو جائے گا اور وہ فعل حرام کے مرتکب ہوں گے۔

۱۳۱۰۔ اگر مندرجہ بالا صورتوں میں جماع کرنے میں روزہ فاسد کرنے کی نیت اور ارادہ شامل ہو تو حتماً روزہ باطل ہو گا اور فعل حرام کا ارتکاب بھی ثابت ہو گا۔

۱۳۱۱۔ اگر روزہ توڑنے کے قصد کے بغیر ایسا کرے اور شک ہو کہ مقدار سر آلہ کا دخول ہوا ہے یا نہیں تو روزہ باطل نہ ہو گا اگرچہ ایسا کرنے والا گناہ گار اور مرتکب حرام ہو گا۔

۱۳۱۲۔ عورتوں کا چپٹی کھیلنا بھی روزہ کی حالت میں مبطل روزہ نہیں لیکن اگر ان کا قصد انزال اور روزہ باطل کرنے کا ہو تو مبطل ہے اگرچہ بہر صورت ایسا فعل موجب گناہ اور حرام ہے۔

۱۳۱۳۔ اگر مرد اپنی زوجہ کے ساتھ طلوع فجر سے قبل جماع کر رہا ہو اور اثناء میں طلوع فجر واقع ہو جائے تو ان کو فوراً علیحدہ ہونا واجب ہے ورنہ دونوں پر قضاء و کفارہ واجب ہوں گے اس مسئلہ کی تین صورتیں ہیں۔

اول:

۱۳۱۴۔ اگر انہوں نے پہلے یہ اطمینان کر لیا ہو کہ ابھی وقت وسیع ہے اور جماع میں مشغول ہوئے ہوں اور اثنا میں صبح صادق طلوع ہو جائے تو ان کا روزہ باطل نہ ہو گا اور نہ ان پر کچھ عائد ہو گا۔

دوم:

۱۳۱۵۔ اگر ان کو ظن ہو کہ وقت وسیع ہے مگر انہوں نے پوری تحقیق نہ کی ہو اور اثناء فعل میں صبح ہو جائے تو ان پر صرف قضاء لازم ہو گی نہ کفارہ۔

سوم:

۱۳۱۶۔ اگر ان کو علم ہو کہ وقت تنگ ہے مگر وہ پرواہ کئے بغیر جماع میں مشغول ہو گئے ہوں تو ان پر قضاء و کفارہ دونوں واجب ہوں گے ان تینوں صورتوں میں شوہر و زوجہ کا حکم ان کے قصد و نیت اور مراعات وقت یا مراعات وقت کے لحاظ سے متعین ہو گا۔

پنجم استمناء:

۱۳۱۷۔ استمناء کا مطلب یہ ہے کہ ایسا فعل انجام دینا جو منی خارج ہونے کا موجب ہو چاہے یہ مرد سے صادر ہو یا عورت سے چاہے ہاتھ کے ذریعے سے ہو یا چھونے یا بوسہ دینے سے یا عورت یا لڑکے کو گھور کر دیکھنے سے یا جماع یا کسی اچھی صورت کا تخیل کرنے سے اس قسم کے فعل کا ارتکاب روزہ کو توڑ دیتا

ہے اور قضاء و کفارہ کا موجب ہوتا ہے۔

۱۳۱۸۔ اگر استمناء کرے اور یہ قصد کرے کہ اس کی منی خارج ہو تو روزہ باطل ہو گا چاہے منی کو خارج نہ کر سکے۔

۱۳۱۹۔ اگر امور مذکورہ کا ارتکاب کرے اور استمنا کا قصد نہ ہو تو روزہ باطل نہ ہو گا مگر وہ ایسا کرنے سے فعل حرام کا مرتکب ہو گا۔

۱۳۲۰۔ اگر امر مذکورہ کا ارتکاب کرے اور استمناء کا قصد نہ کرے اور نہ خروج منی کا ارادہ کرے اور اس کو یقین ہو یا اس کی عادت ہو کہ ایسے موقعہ پر اخراج منی نہ ہو مگر اتفاق سے منی خارج ہو جائے تو اس کا روزہ باطل نہ ہو گا اور اس پر کچھ لازم نہ ہو گا لیکن احوط یہ ہے کہ اس دن کے روزہ کی قضاء کرے اور کفارہ عائد نہ ہو گا خصوصاً جبکہ بوسہ یا چھیڑ چھاڑ کرنے سے ایسا ہوا ہو۔

۱۳۲۱۔ اگر امور مذکورہ کا ارتکاب کرے اور اس کی عادت ہو کہ ایسے موقعہ پر انزال ہو جاتا ہو تو اس پر قضاء و کفارہ دونوں واجب ہوں گا۔ اگرچہ استمناء کا قصد نہ ہو۔

۱۳۲۲۔ ماہ رمضان میں دن کو اگر سو جائے اور احتلام ہو جائے اور منی خارج ہو تو روزہ باطل نہ ہو گا۔

۱۳۲۳۔ احتلام کے بعد پیشاب کرنے یا استبراء کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے اگرچہ اس میں منی کا اخراج ہو جائے۔

۱۳۲۴۔ روزہ دار کے لئے دن کو سونا جائز ہے اگرچہ اس کو یقین ہو کہ وہ سونے سے محتلم ہو جائے گا اگرچہ بہتر ہے کہ اس کو ترک کرے اگر ترک کرنے میں کوئی مضائقہ نہ ہو۔

ششم۔ جنابت کی حالت پر باقی رہنا:

۱۳۲۵۔ اگر کوئی رات کو جنب ہو جائے اور عمداً صبح صادق کے طلوع ہونے تک جنابت پر باقی رہے تو اگر وہ بغیر غسل کے روزہ رکھے تو روزہ باطل ہو گا چاہے ماہ رمضان کا روزہ ہو یا قضاء ماہ رمضان کا۔

۱۳۲۶۔ احوط یہ ہے کہ روزہ کی تمام اقسام اسی طرح ہیں خصوصاً واجب روزہ میں۔

۱۳۲۷۔ حیض، نفاس اور استحاضہ کا حکم بھی جنابت کی طرف ہے روزمرہ کی تمام اقسام میں احتیاطاً ان حالات میں قضاء بجالانی ہو گی۔

۱۳۲۸۔ اگر روزہ دار صبح کو احتلام کے ساتھ واقع ہونے والی جنابت محسوس کرے تو اس پر کچھ لازم نہیں صرف غسل کرے گا اور روزہ درست ہو گا۔

۱۳۲۹۔ اگر رات کو جنب ہو جائے اور صبح تک عمداً سوتا رہے اور غسل کرنے کی نیت نہ ہو تو اس کا

روزہ باطل ہوگا اور اس پر قضاء و کفارہ واجب ہوں گے۔

۱۳۳۰۔ اگر رات کو جنب ہوجائے اور فجر سے قبل غسل کا ارادہ کر کے سوجائے لیکن فجر کے بعد بیدار ہو تو اسکا روزہ صحیح ہوگا اور اس پر کچھ نہیں ہے نہ قضاء نہ کفارہ۔

۱۳۳۱۔ اگر غسل کرنے کا ارادہ کر کے سوجائے اور فجر سے قبل جاگے لیکن وقت وسیع ہونے کے خیال سے پھر بقصد غسل سوجائے اور طلوع فجر کے بعد جاگے تو اس پر صرف روزہ کی قضاء لازم ہوگی کفارہ نہ ہوگا۔

۱۳۳۲۔ اگر بقصد غسل سوجائے اور پھر جاگے پھر سوجائے پھر جاگے پھر سوئے پھر جاگے تو تین مرتبہ سونے اور جاگنے کے بعد اگر طلوع فجر کے بعد آخری دفعہ آنکھ کھلے تو اس پر کفارہ اور قضاء دونوں واجب ہوں گے۔

۱۳۳۳۔ اگر روزوں سے یا جنابت یا غسل سے بالکل غفلت کر کے سوجائے اور طلوع فجر کے بعد جاگے تو اس کا روزہ صحیح ہوگا مگر احتیاط اس میں ہے کہ قضاء بھی کرے چونکہ احتیاط راہِ نجات ہے۔

ہفتم۔ معصومین علیہم السلام پر جھوٹ بولنا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آئمہ معصومین علیہ السلام اور صدیقہ کبریٰ حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا پر عمداً جھوٹ بولنا روزہ کو باطل کر دیتا ہے۔

۱۳۳۴۔ دیگر انبیاء اور اوصیاء بھی چہاردہ معصومین علیہ السلام کے ساتھ ملحق ہیں ان پر جھوٹ بولنا بھی مبطل روزہ ہے۔

۱۳۳۵۔ معصومین علیہ السلام و انبیاء سلف پر عمداً جھوٹ بولنا مفسد روزہ ہے۔

۱۳۳۶۔ اگر ان ذوات مقدسہ پر کذب بر سبیل نقل و حکایت ہو تو اس سے روزہ باطل نہ ہوگا۔

۱۳۳۷۔ اگر کوئی خطیب یا راوی حدیث کے صحیح ہونے کا علم رکھتا ہو تو خوب ہے۔ ورنہ اگر اس کو حدیث کی صحت کا علم نہ ہو اور ماہ رمضان میں روزہ کی حالت میں اس کو بیان کرنا چاہے تو بہتر ہے کہ حدیث کو کسی کتاب یا راوی کے حوالہ سے بیان کرے بر سبیل حکایت اور بالجزم معصومین کی طرف نسبت نہ دے۔

۱۳۳۸۔ اگر حدیث کا جھوٹا ہونا یقینی ہو تو کتاب یا راوی کے حوالہ کے باوجود بھی اس کو بیان کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر خود حدیث کو نقل کر کے اس کی نوعیت بھی بیان کر دے تو کوئی ہرج نہیں۔

۱۳۳۹۔ اگرچہ جھوٹ بولنا مطلقاً حرام ہے لیکن اللہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور انبیاء و اوصیاء کے علاوہ کسی پر جھوٹ بولنا مبطل روزہ نہیں اگرچہ گناہ ہے۔

۱۳۴۰۔ علماء و مجتہدین پر عقائد و احکام شرعیہ میں جھوٹ بولنا بھی قریب ہے کہ مبطل روزہ ہو چونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول آئمہ سے حکایت کر کے احکام بیان کرتے ہیں۔

۱۳۴۱۔ اگر تقیہ کا تقاضا ہو کہ اللہ اور رسول اور آئمہ معصومین پر جھوٹ بولا جائے یا مجتہدین پر کسی عقیدہ یا حکم شرعی میں از روئے خوف جھوٹ بولا جائے تو روزہ کے بطلان کا موجب نہیں ہے۔

۱۳۴۲۔ کذب چند طریقوں سے متحقق ہو سکتا ہے یا تو اس طرح کہ سچ کی تردید کرے یا امام کی طرف ایسی بات منسوب کرے جو امام نے نہیں کہی یا امام نے کوئی بات فرمائی ہو اور اس کی نفی کرے یہ تمام صورتیں مبطل روزہ ہیں۔

خود جھوٹی خبر بیان کرنا یا جھوٹی خبر بیان کرنے والے کی تصدیق کرنا دونوں برابر ہیں اور مبطل روزہ ہیں۔

۱۳۴۳۔ اسی طرح کوئی فرق نہیں کہ کوئی شخص جھوٹ بولے اور خطاب کو معین شخص کی طرف منسوب کرے یا غیر معین کی طرف۔

۱۳۴۴۔ کوئی فرق نہیں کہ کوئی اپنے کذب میں عاقل کو مخاطب ہو یا ایسے غیر عاقل کو خطاب کرے جو خطاب کو نہیں جانتا۔

۱۳۴۵۔ اگر کوئی ماہ رمضان کی رات کو جھوٹی خبر بیان کرے پھر دن کو روزہ کی حالت میں رات والی خبر کی تصدیق کرے تو اس کا روزہ باطل ہوگا۔

۱۳۴۶۔ اگر ازروئے لاعلمی یا سہو جھوٹ بولے تو اس کے روزہ کو نہ ضرر ہوگا نہ وہ باطل ہوگا۔

۱۳۴۷۔ اگر ازروئے مزاح جھوٹ بولے اور معنی کا قصد نہ کرے تو اس کا روزہ باطل نہ ہوگا لیکن ایسے مزاح سے اعراض کرنا احوط ہے۔

۱۳۴۸۔ اگر خبر میں سچ کا قصد کرے مگر وہ جھوٹ ثابت ہو تب بھی روزہ باطل نہ ہوگا۔

۱۳۴۹۔ اگر خبر میں جھوٹ کا قصد کرے پھر ظاہر ہو کہ خبر سچ تھی تو اس کا روزہ باطل ہوگا چونکہ اس نے عمداً جھوٹ کا قصد کیا ہے؟

۱۳۵۰۔ اگر اللہ، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انبیاء و اوصیاء علیہم السلام پر عمداً جھوٹ بول کر پھر توبہ کر لے تب بھی اس کا روزہ باطل ہوگا۔

ہشتم۔ پانی میں سر ڈبونا:

۱۳۵۱۔ پانی میں سر ڈبونا روزہ کو باطل کر دیتا ہے چاہے صرف سر کو ڈبوئے یا بدن کے ساتھ ڈبوئے چاہے کسی کیفیت سے ڈبوئے روزہ باطل ہوجائے گا۔

۱۳۵۲۔ آنکھ اور کان کو اس مسئلہ میں کوئی مدخلیت نہیں ہے اور اس میں کوئی اشکال نہیں کہ ان کو پانی میں ڈبودے اور سر کو پانی سے باہر رکھے۔

۱۳۵۳۔ سر کو ڈبونا اور آنکھوں اور کانوں کو باہر رکھنا بھی روزہ کو باطل کر دیتا ہے۔

۱۳۵۴۔ اگر سر کو اس ترتیب سے پانی میں ڈبوئے کہ یک لخت ایسا نہ کرے بلکہ پہلے سر کا اگلا حصہ ڈبو کر نکال لے پھر پچھلا حصہ ڈبوئے اور نکال لے پھر دایاں حصہ اور پھر بایاں حصہ تو اس طرح سے بلا اشکال روزہ باطل نہ ہوگا۔

۱۳۵۵۔ آب مضاف میں بھی سر کو ڈبونا مبطل روزہ ہے۔

۱۳۵۶۔ اگر سر کو نائلون سے باندھ لے یا کسی بڑی بوتل میں ڈال لے اور غوطہ لگائے اور پانی نائلون یا

بوتل سے گزر کر سر تک نہ پہنچے تو روزہ باطل نہ ہوگا۔

۱۳۵۷۔ اگر اس طرح سر کو ڈھانپ کر برف میں یا گیلی مٹی وغیرہ میں ڈبو دے تو روزہ باطل نہ ہوگا۔

۱۳۵۸۔ اگر سر کو مٹی سے یا مہندی سے آلودہ کر کے پانی میں ڈبوئے تو روزہ باطل ہو جائے گا۔

۱۳۵۹۔ اگر سر کو سہواً یا نسیاناً پانی میں ڈبو لے تو روزہ باطل نہیں ہوتا لیکن متوجہ ہونے پر فوراً سر کا نکال لینا واجب ہے اگر جلدی سے ایسا نہ کرے تو اس پر قضاء واجب ہو گی۔

۱۳۶۰۔ اگر اپنے آپ کو پانی میں پھینک دے مگر سر کو ڈبونا اس کا مقصد نہ ہو اور برخلاف ظن اس کا سر ڈوب جائے تو روزہ باطل نہ ہوگا۔

۱۳۶۱۔ اگر بلا اختیار پانی میں گر پڑے اور بلا اختیار سر ڈوب جائے تو روزہ باطل نہ ہوگا۔

۱۳۶۲۔ اگر کوئی دوسرا شخص اس کو قہر و جبر کر کے پانی میں غوطہ دے دے تب بھی روزہ باطل نہ ہو گا۔

۱۳۶۳۔ اگر کسی نفس یا محترم کی جان بچانے کے لئے پانی میں غوطہ لگائے تو روزہ باطل نہ ہوگا۔

۱۳۶۴۔ اگر سر پر اتنا پانی کثرت سے ڈالے کہ اس کے تمام بدن کا احاطہ کرے تب بھی روزہ باطل نہ ہوگا۔

۱۳۶۵۔ اگر مرد یا عورت کا غسل جنابت یا عورت کا غسل حیض یا نفاس یا استحاضہ سوائے غسل ارتماسی کے ممکن نہ ہو تو واجب ہے کہ وہ تیمم کرے اور غسل ارتماسی نہ کرے جبکہ ماہ رمضان میں یا اس کی قضاء میں غسل کرنا پڑے یا واجب معین روزہ ہو۔

۱۳۶۶۔ اگر روزہ غیر معین یا واجب موسع کا ہو اور سوائے غسل ارتماسی کے کوئی چارہ نہ ہو تو غسل ارتماسی کر کے کسی دوسرے دن روزہ رکھ لے۔

۱۳۶۷۔ اگر عمداً رمضان میں یا معین روزہ میں غسل ارتماسی کرے تو نہ روزہ صحیح ہوگا نہ غسل جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

۱۳۶۸۔ اگر سہواً یا نسیاناً غسل ارتماسی کر لے تو روزہ اور غسل دونوں صحیح ہوں گے۔

۱۳۶۹۔ اگر غیر معین روزہ میں یا موسع روزہ میں ایسا کرے تو غسل صحیح ہوگا مگر روزہ باطل نہ ہوگا۔

۱۳۷۰۔ اگر کسی آبشار کے نیچے یا کثیر بارش میں کسی وسیع پرنالے کے نیچے یا ٹیوب ویل کے نیچے غسل کرے تو روزہ باطل ہوگا اور غسل صحیح نہ ہوگا چونکہ ان مقامات میں غسل کرنا عرف کے لحاظ سے ارتماسی کے حکم میں ہے۔

۱۳۷۱۔ اگر شک کرے کہ مذکورہ بالا صورتوں میں اس کا غسل ارتماسی تھا نہ یا نہیں تو عدم پر بنا رکھے۔

اور اس کا روزہ اور غسل دونوں صحیح ہیں۔
۱۳۷۲۔ اگر روزہ دار بھول کر غصبی پانی میں غسل کر لے تو اس کا غسل اور روزہ صحیح ہو گا بشرطیکہ اس کو پانی کا غصبی ہونا بھی بھول گیا ہو۔
۱۳۷۳۔ اگر روزہ اور پانی کے غصبی ہونے کا علم ہو تو روزہ اور غسل دونوں باطل ہیں۔
۱۳۷۴۔ اگر روزہ تو یاد ہو مگر پانی کا غصبی ہونا بھول جائے تب بھی غسل و روزہ دونوں باطل ہوں گے۔
۱۳۷۵۔ اگر روزہ بھول گیا ہو مگر پانی کا غصبی ہونا یاد ہو اور غسل ارتماسی کرے تو غسل باطل ہو گا اور روزہ صحیح ہو گا۔
۱۳۷۶۔ اگر کسی کے دو سر برابر ہوں اور اصلی زائد کی تمیز نہ ہو تو دونوں سروں کو ڈبونے سے اجتناب کرنا واجب ہے اور اگر دونوں کو ڈبوئے تب روزہ باطل ہو گا اور ایک کو ڈبونے سے روزہ باطل نہ ہو گا۔
۱۳۷۷۔ اگر دونوں میں سے اصلی سر معلوم ہو تو اس کو ڈبونے سے روزہ باطل ہو گا دوسرے سے نہیں۔

نہم۔ عمداً قے کرنا:

۱۳۷۸۔ عمداً قے کرنا روزہ کو باطل کر دیتا ہے چاہے وہ کسی بیماری کے علاج کے لئے ہو یا مجبوراً بلاوجہ بہرصورت اس سے روزہ باطل ہو جائے گا۔
۱۳۷۹۔ اگر قے بلا اختیار یا سہواً یا نسیاناً آجائے تو اس سے روزہ باطل نہ ہو گا لیکن اگر قے کا کچھ حصہ نگل لے تو اس پر قضاء اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔
۱۳۸۰۔ اگر کوئی بھول کر کوئی چیز کھا پی لے اور حلق تک پہنچنے سے قبل یاد آجائے تو فوراً اس کو منہ سے نکال دے اور اس کا روزہ صحیح ہو گا۔
۱۳۸۱۔ اگر کوئی چیز بھول کر کھا لے اور حلق سے نیچے اتر جائے تو اس پر کچھ لازم نہیں اور اس کا نکالنا واجب نہیں چونکہ اس کا نکالنا حرام اور مفسد روزہ ہے اور اس پر قے کا اطلاق ہو جائے گا۔
۱۳۸۲۔ اگر رات کو کوئی ایسی چیز کھا لے جس سے دن کو قے آجاتی ہو تو قے بلا اختیار مجبوراً آجائے تو احتیاط کے طور پر روزہ کی قضاء کرے اور اگر اختیاری طور پر وہ قے بلا اختیار مجبوراً آجائے تو احتیاط کے طور پر روزہ کی قضاء کرے اور اگر اختیاری طور پر وہ قے کی موجب ہو یعنی اس کا نکالنا واجب ہو اور وہ اس کے لئے قے کرے تو اس کا روزہ باطل ہو گا۔
۱۳۸۳۔ اگر مکھی حلق میں اتر جائے تو اگر قے کے بغیر اس کو حلق سے منہ کی طرف نکالنا ممکن ہو تو

نکال دے اور اگر قے کے بغیر نکالنا ممکن نہ ہو تو چھوڑ دے اور اس پر کچھ لازم نہیں روزہ صحیح ہے۔
۱۳۸۴۔ اگر قے کو روکنا ممکن ہو اور اس کو روکنے میں کوئی ضرر نہ ہو تو روک لے اور اگر اس کے روکنے سے ضرر کا اندیشہ ہو تو قے کر لے اور بعد میں روزہ کی قضاء بجا لائے۔
۱۳۸۵۔ ڈکار لینا روزہ کے لئے ضرر رساں نہیں ہے چاہے اختیاراً یا اضطراراً اور اگر یہ علم ہو کہ ڈکار کے ساتھ ضرور کوئی چیز خارج ہو گی تو اختیاراً ڈکار لینا جائز نہیں ہے چونکہ یہ قے کے مشابہ ہو گا۔
۱۳۸۶۔ اگر ڈکار کے ساتھ کوئی چیز پیٹ سے نکل کر منہ تک آجائے تو اس کو باہر پھینک دے اگر نگلے گا تو اس پر قضاء و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔
۱۳۸۷۔ اگر بلا اختیار وہ چیز دوبارہ اندر کی طرف چلی جائے تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے۔
۱۳۸۸۔ اگر ڈکار لینے سے کوئی چیز اندر سے باہر کی طرف نکلے مگر حلق سے ہی واپس چلی جائے اور منہ کی فضاء تک نہ پہنچے تب بھی اس پر کچھ لازم نہیں ہے۔

دہم۔ حقنہ کرنا:

۱۳۸۹۔ مائع چیز سے حقنہ کرنا روزہ کے باطل ہونے کا سبب ہے چاہے وہ اختیاری ہو یا اضطراری۔
۱۳۹۰۔ کسی جامد چیز کا عقبی کی طرف میں داخل کرنا چاہے بواسیر والے کے لئے پٹیاں یا شیاف لینا اس سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔

مسائل ضروریہ

۱۳۹۱۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ماہ رمضان میں دن کے وقت احتلام ہونے سے روزہ باطل نہیں ہوتا نیز احتلام کی وجہ سے جنابت پر باقی رہنا بھی حرام نہیں اور نہ ہی فوراً غسل واجب ہے ہاں اگر وقت وسیع ہو تو غسل کے لئے جلدی کرنا مستحب ہے۔ اور اگر کسی نماز کا وقت تنگ ہو تو فوری طور پر غسل واجب ہے۔
۱۳۹۲۔ جو شخص رات کو جنب ہو جائے اور فجر سے پہلے غسل کرنے پر قادر نہ ہو یعنی یا بیمار ہو یا وقت تنگ ہو یا پانی نایاب ہو تو اس پر واجب ہے کہ غسل کے بدلے تیمم کر لے تاکہ صبح صادق کے داخل ہونے کے وقت وہ باطہارت ہو اور تیمم کے بعد وہ ہرگز نہ سوئے ورنہ روزہ باطل ہو گا اور یہی حکم حیض

یا نفاس والی عورت کا ہے جبکہ وہ رات کو طہارت کر لیں۔

۱۳۹۳۔ روزہ کی حالت میں کلی کرنے یا ناک میں پانی ڈالنے میں کوئی ہرج نہیں بشرطیکہ پانی شکم میں نہ جائے۔

۱۳۹۴۔ اگر فریضہ نماز کے لئے وضو کرے اور کلی کرے یا ناک میں پانی ڈالے اور پانی بلااختیار اس کے شکم میں داخل ہو جائے تو اس کا روزہ صحیح ہو گا اور اس پر کچھ لازم نہ ہو گا۔

۱۳۹۵۔ اگر منہ پاک کرنے کے لئے یا کھانے کے ذرات دور کرنے کے لئے کلی کرے اور پانی سہواً بلاقصد اندر چلا جائے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

۱۳۹۶۔ اگر بلاوجہ کلی کرے یا ناک میں پانی ڈالے یا ایسا کرنے کا مقصد محض ٹھنڈک حاصل کرنا ہو یا مستحب وضو کر رہا ہو اور پانی پیٹ میں چلا جائے تو اس پر ان اس دن کی قضاء واجب ہو گی اگرچہ اس نے بلاقصد ایسا کیا ہو۔

۱۳۹۷۔ اس میں کوئی حرج نہیں کہ روزہ دار شوربہ درست کرنے کے لئے اس کو چکھ کر تھوک دے یا کسی بچے یا پرندے کے لئے روٹی کے ٹکڑے دانتوں سے کاٹے تو اگر سہواً کوئی چیز اس کے پیٹ میں چلی جائے تو اس کا روزہ باطل نہ ہو گا اور اس پر کچھ لازم نہ ہو گا۔

۱۳۹۸۔ اگر از روے عبث بلاضرورت ایسا کرے اور کوئی چیز بلاقصد اندر چلی جائے تو اس پر روزہ کی قضاء لازم ہو گی۔

۱۳۹۹۔ اگر روزہ دار کو معلوم ہو کہ اگر وہ مثلاً فلاں جگہ یا فلاں محفل میں گیا تو اس کو روزہ توڑنے پر مجبور کیا جائے گا تو اس کے لئے وہاں جانا حرام ہے اور اگر وہ وہاں جائے اور اس کو روزہ توڑنے پر مجبور کیا جائے تو اس پر قضاء و کفارہ دونوں لازم ہوں گے بلکہ اگرچہ اس کو بعد میں وہاں مجبور نہ کیا جائے تب بھی یہی حکم ہے چونکہ اس کا مقصد وہاں جانے کا یہ تھا کہ اس کا روزہ تڑوایا جائے اور یہ قصد ہی روزہ توڑنے کا موجب ہے۔

۱۴۰۰۔ میت کو مس کرنے سے روزہ باطل نہیں ہوتا اگر رات کو کسی نے میت کو مس کیا ہو اور اس پر غسل میت واجب ہے تو اس پر صبح صادق سے پہلے غسل کرنا واجب نہیں ہے جیسا کہ غسل جنابت یا حیض یا نفاس کا حکم ہے۔

موجباتِ قضاء کا بیان

وہ امور جن سے صرف روزہ کی قضاء لازم ہے اور کفارہ نہیں ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔(۱) عمداً

قے کرنا۔ (۲) عورت کا حیض، نفاس، استحاضہ پر باقی رہنا اگر وہ ان سے پاک ہو جائے تو اس پر واجب ہے کہ صبح صادق سے پہلے غسل کر لے۔ (۳) جنب والے شخص کا دوسری مرتبہ صبح صادق تک سوتے رہنا جس کے مفصل فروع کا ذکر ہو چکا ہے۔ (۴) ازروئے عبث کلی کرنے سے یا محض ٹھنڈک کے لئے کلی کرنے سے یا مستحب وضو کرتے وقت پانی کا اندر چلا جانا۔ (۵) اس خیال سے کھانا پینا کہ ابھی رات باقی ہے اور صبح صادق نہیں ہوئی اور تحقیق کے بغیر باوجود تمکن کے لاپرواہی کرنا جبکہ بعد میں معلوم ہو کہ صبح صادق ہو چکی ہے تو اس پر قضاء لازم ہے اور اگر وقت معلوم کرنے کا اس کے پاس کوئی ذریعہ نہ ہو مثلاً وہ کسی تہہ خانہ میں قید ہو یا اندھا ہو اور وقت باقی سمجھ کر کھا لے اور بعد میں معلوم ہو کہ وقت نہ تھا تو اس پر کچھ لازم نہیں اس کا روزہ صحیح ہے۔ (۶) اگر کسی ایک شخص کی خبر پر اعتماد کرے اور اس کو عادل سمجھ کر اس کے بیان پر غذاء کھا لے پھر معلوم ہو کہ وقت نہ تھا تب بھی صرف قضاء لازم ہے۔ (۷) اگر کوئی شخص اس کو خبر دے کہ وقت داخل ہو گیا ہے اور اس کی بات کو مذاق یا کذب سمجھتے ہوئے اس پر اعتماد نہ کرے اور کھانا کھا لے پھر معلوم ہو کہ وہ سچا تھا تو اس پر صرف قضاء لازم ہے۔ (۸) اگر تاریکی، طوفان یا سیاہ بادل چھا جانے کی وجہ سے یہ گمان ہو کہ رات داخل ہو گئی ہے اور وہ یقینی حالت معلوم کرنے پر قادر نہ ہو اور روزہ کھول دے اور پھر اس کا خلاف ظاہر ہو تو اس پر صرف قضاء لازم ہے۔

موجباتِ قضاء و کفارہ

۱۴۰۱۔ اگر دو یا ایک عادل گواہی دے کہ صبح طلوع ہو گئی مگر وہ گمان کرتے ہوئے کہ یہ گواہ جھوٹ یا مذاق میں ایسا کہہ رہے ہیں کھانے میں مصروف رہا اور پھر معلوم ہوا کہ ان کی خبر صحیح تھی تو احوط ہے کہ قضاء کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے۔

۱۴۰۲۔ اگر بادل یا طوفان وغیرہ کی تاریکی کے سبب گمان ہو کہ رات ہو گئی ہے اور وقت کا خیال کئے بغیر کھا لے جبکہ وہ وقت کا صحیح علم حاصل کرنے پر قادر بھی ہو اور پھر معلوم ہو کہ ابھی وقت داخل نہیں ہوا تب بھی اس پر کفارہ اور قضاء دونوں واجب ہوں گے۔

۱۴۰۳۔ اگر کوئی مخبر یہ خبر دے کہ رات داخل ہو گئی اور یہ بلا تحقیق روزہ افطار کر لے جبکہ صحیح علم حاصل کرنے پر قادر بھی ہو اور پھر معلوم ہو کہ خبر جھوٹی تھی تو اس پر قضاء و کفارہ واجب ہوں گے۔

۱۴۰۴۔ قضاء و کفارہ کے احکام پہلے بیان کئے جا چکے ہیں ان دونوں کے وجوباً ثابت ہونے کا قاعدہ یہ ہے

اول:

جو شخص عمداً قے کرنے کے علاوہ دیگر مبطلات روزہ میں سے کسی مبطل کو بجا لائے تو اس پر قضاء و کفارہ دونوں واجب ہیں۔

دوم:

جاہل جو کوتاہی کرے اور باوجود صحیح وقت معلوم کرنے پر قادر ہونے کے لاپرواہی کرے۔ اس پر بھی یہ دونوں واجب ہیں۔

۱۴۰۵۔ قضاء و کفارہ کا ساقط ہونا اس طرح ہے کہ جو شخص سہواً اور نسیاناً افطار کر لے اس سے دونوں ساقط ہیں دوم جس کو جبراً از بردستی کے ساتھ روزہ افطار کرایا جائے سوم جاہل قاصر جو تحصیل احکام کے وجوب سے نا آشنا ہے یا علم حاصل نہیں کر سکتا جیسے اکثر بادیہ نشین چرواہے شتربان وغیرہ۔

مسائل

۱۴۰۶۔ چار قسم کے روزوں میں کفارہ واجب ہے۔ (۱) ماہ رمضان کے روزے۔ (۲) ماہ رمضان کے روزوں کی قضاء میں جبکہ زوال کے بعد کوئی عمداً روزہ کو باطل کر دے۔ (۳) نذر معین میں۔ (۴) اعتکاف کے روزہ میں۔

۱۴۰۷۔ اگر کوئی ماہِ رمضان کے کسی روزہ کی قضاء میں زوال سے پہلے توڑے دے تو اس پر صرف روزے کا اعادہ واجب ہے اور کفارہ نہیں ہے۔

۱۴۰۸۔ غیر معین دن میں مطلقاً نذر کا روزہ رکھ کے توڑنا یا واجب مطلق روزہ کا توڑ دینا جیسے کفارہ کا روزہ اس کے لئے کفارہ نہیں ہے۔ چاہے زوال سے پہلے توڑے یا بعد میں لیکن بلاضرورت ان کو توڑنا نہیں چاہیئے اور احوط ترک ہے۔

۱۴۰۹۔ میت کی نیابت میں روزہ رکھنے والے شخص پر کفارہ نہیں ہے چاہے وہ زوال سے قبل روزہ توڑے یا بعد میں۔

۱۴۱۰۔ حلال طریقہ سے ماہ رمضان میں روزہ توڑنے کا کفارہ تین قسم کا ہے۔ (۱) مومن غلام آزاد کرنا۔ (۲) دو ماہ پے در پے روزے رکھنا۔ (۳) ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا مکلف ان تینوں میں جس طریقہ کو چاہے اختیار کر سکتا ہے۔

۱۴۱۱۔ حرام طریقہ سے روزہ توڑنے کی صورت میں تینوں کفارے ادا کرنا واجب ہے مثلاً کوئی نشہ آور چیز، خنزیر کے گوشت یا زنا کے ساتھ (نعوذ باللہ) روزہ باطل کرے تو اس کو تینوں قسم کے کفارے ادا کرنے ہوں گے۔

۱۴۱۲۔ اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں زوال کے بعد روزہ افطار کرے تو دس مسکینوں کو کھانا کھلائے اگر اس سے عاجز ہو تو تین دن روزہ رکھے۔

۱۴۱۳۔ نذر معین کا روزہ نہ رکھنے کا کفارہ ماہ رمضان کے روزوں کی طرح ہے یعنی اس کو اختیار ہے کہ مندرجہ بالا مسئلہ نمبر ۱۴۱۰ میں ذکر شدہ تینوں کفاروں میں سے جس کو چاہے ادا کر دے۔

۱۴۱۴۔ قسم کھانے کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا ان کو لباس دے یا ایک مومن غلام آزاد کرادے اور ہر مسکین کو ایک مد کھانا کھلائے ایک مد تقریباً تین پاؤ کے برابر ہے۔

۱۴۱۵۔ اعتکاف کا کفارہ ماہ رمضان کے کفارہ کی طرح ہے۔

۱۴۱۶۔ وہ عاجز جو ایک یا تینوں کفارے ادا کرنے پر قادر نہ ہو وہ جس قدر ممکن ہو کفارہ ادا کرے یا مع القدرت اٹھارے روزے رکھے اور ان روزوں میں تسلسل شرط نہیں بلکہ پہلے تین روزے متواتر رکھے پھر بقدر استطاعت تدریجاً رکھتا رہے۔

۱۴۱۷۔ اگر کوئی شخص عاجز ہونے کی وجہ سے صدقہ دے یا اٹھارہ دن روزہ رکھ لے اور پھر غنی ہو جائے تو اس پر کچھ لازم نہیں چونکہ اس نے بروقت واجب ہونے والا فریضہ ادا کر دیا۔

۱۴۱۸۔ دو ماہ روزے رکھنے کے کفارہ کے متعلق یہ کافی ہے کہ پہلے ایک ماہ کے روزے پے در پے رکھے پھر باقی ایام کے روزے تدریجاً روز رکھے۔

۱۴۱۹۔ اگر ایک ماہ کے روزے مکمل کر کے دوسرے ماہ کے روزے رکھنے سے عاجز ہو تو اس کے بدلے صرف اٹھارہ دن کے روزے رکھے۔

۱۴۲۰۔ اگر کفارہ یا اس کا بدل ادا کرنے سے عاجز ہو تو صرف اسی دن کے روزے کی قضاء بجا لائے اور کفارہ ادا نہ کر سکنے پر توبہ و استغفار کرے اللہ اس سے کفارہ ساقط کر دے گا اور اللہ ہی گناہوں کو معاف

فرمانے والا ہے اور استغفار ہی عاجز و مسکین کے لئے کفارہ ہے۔

۱۴۲۱۔ شیخ مفیدؒ نے اپنی سند کے ساتھ ابو بصیر کے ذریعے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جو شخص روزے، نذر، قسم، قتل کے کفارات اداء کرنے سے عاجز ہو اس کے لئے استغفار کافی ہے البتہ ظہار کا کفارہ کسی طرح بھی ساقط نہیں ہوسکتا نیز اگر عاجزی کے ساتھ استغفار کرنے کے بعد قدرت حاصل ہوجائے تو لازم نہیں کہ کفارہ بھی بجا لائے۔

۱۴۲۲۔ اگر کوئی عورت پہلے جان بوجھ کر روزہ فاسد کردے اور اس کے بعد اس کو حیض آجائے یا اسی روز وہ بچہ جنے تو وہ کفارہ ساقط نہ ہوگا بلکہ اس کی قضاء کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہوگا ہاں البتہ اگر کسی بیماری کی وجہ سے پہلے روزہ کھول لے اور پھر کوئی عذر شرعی ہوجائے تو کوئی کفارہ نہیں صرف قضاء لازم ہوگی۔

۱۳۲۴۔ اگر مکلف روزہ دار ماہ رمضان میں ایک مرتبہ حلال مجامعت کرے تو اس پر صرف ایک ہی کفارہ ہے اور اگر دو مرتبہ کرے تو دوبارہ کفارہ ہوگا اسی طرح مجامعت کی تعداد کے مطابق کفارات عائد ہوں گے۔

۱۴۲۴۔ اگر ایک مرتبہ حرام مجامعت کرے تو اس پر تینوں کفارات واجب ہوں گے اسی طرح جتنی مرتبہ حرام مجامعت کرے گا اسی بار تین تین کفارات واجب ہوتے چلے جائیں گے۔

۱۴۲۵۔ حیض کی حالت میں جماع کرنا بھی تینوں کفارات کا موجب ہے اگرچہ اس کی حرمت عارضی ہے۔

۱۴۲۶۔ اگر ایک مرتبہ جماع کرے اور پھر دیگر تمام مفطرات بھی استعمال کرکے روزہ توڑے تب بھی اس پر صرف ایک ہی کفارہ واجب ہوگا۔

۱۴۲۷۔ اگر جماع کے علاوہ کسی اور مفطر کے ذریعہ سے روزہ باطل کرے تو ایک ہی کفارہ واجب ہے اگرچہ مفطرات کا استعمال مکرر کرے۔

۱۴۲۸۔ اللہ، رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء علیہم السلام و آئمہ معصومین علیہم السلام پر کذب تراشنا حرام ہے اور اس سے روزہ بھی باطل ہوجاتا ہے۔

۱۴۲۹۔ مسافر حد ترخص سے تجاوز کرنے کے بعد روزہ افطار کرے اگر پہلے کرے گا تو اس پر قضاء و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

۱۴۳۰۔ جو عمداً اور جان بوجھ کر روزہ باطل کرے اس پر پچیس کوڑوں کی تعزیر جاری کی جائے گی۔

۱۴۳۱۔ اگر شوہر و زوجہ روزہ کی حالت میں برضاء و رغبت مجامعت کریں تو دونوں پر کفارہ و تعزیر جاری

ہو گی۔

۱۴۳۲۔ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو جماع پر مجبور کرے تو اس کا کفارہ بھی شوہر ہی پر واجب ہو گا یعنی وہ دو کفارہ ادا کرے گا اور بیوی کی تعزیر بھی اس کے شوہر پر جاری کی جائے گی اور بیوی پر کوئی قضاء و کفارہ نہ ہو گا۔

۱۴۳۳۔ اگر بیوی اپنے شوہر کو جماع پر مجبور کرے تو اس پر اپنا کفارہ اور تعزیر ہو گی وہ اپنے شوہر کے کفارہ و تعزیر کو برداشت نہ کرے گی اور شوہر پر کچھ لازم نہیں۔

۱۴۳۴۔ اگر شوہر اپنی زوجہ کو زبردستی جماع پر مجبور کرے تب بھی اس پر دو کفارے اور دو تعزیریں واجب ہوں گی اگرچہ وہ اثناء عمل میں خود بھی راضی ہو جائے۔

۱۴۳۵۔ اگر زوجہ شروع میں موافقت کرے لیکن اثناء عمل میں مخالف ہو جائے تب بھی اس سے کفارہ و تعزیر ساقط نہ ہو گی۔

۱۴۳٦۔ اس امر میں زوجہ دائمہ اور زوجہ منقطعہ یعنی نکاح منقطع کے لحاظ سے زوجہ کے مابین کوئی فرق نہیں ہے۔

۱۴۳۷۔ عذر شرعی کے تحت روزہ افطار کرنے والے پر حرام ہے کہ وہ اپنی زوجہ کو جماع پر مجبور کرے اگر وہ مجبور کرے گا تو اس سے کفارہ اور تعزیر کا متحمل نہ ہو گا اور دونوں پر کچھ لازم نہیں ہے نہ کفارہ نہ تعزیر اگرچہ فی الواقع یہ عمل حرام اور گناہ کبیرہ کا موجب ہو گا۔

۱۴۳۸۔ اگر کوئی دیوانہ شخص اپنی زوجہ کو جبراً جماع پر مجبور کرے تو زوجہ پر کچھ نہیں لیکن اگر وہ بھی راضی ہو تو اس پر قضاء و کفارہ واجب ہو گا۔

۱۴۳۹۔ جو شخص غروب شرعی کے وقت کسی حرام چیز سے روزہ افطار کرے تو اس کا روزہ باطل نہ ہو گا اگرچہ اس کو فقط حرام کھانے پر سزا دی جائے گی۔

۱۴۴۰۔ کفارہ میں کھانا کھلانے کا معیار یہ ہے کہ مساکین کھانے سے سیر ہو جائیں یا ان میں سے ہر ایک کو ایک مد دیا جائے چاہے وہ کھانا روٹی ہو یا کھجور یا چاول یا گندم یا جو۔

۱۴۴۱۔ احوط ہے کہ ہر مسکین کو ایک مرتبہ کھانا دیا جائے یا بلا تکرار اس کو صرف ایک مد دیا جائے۔

۱۴۴۲۔ اگر مسکین کے عیال بھی ہوں تو ان کی تعداد کے مطابق ان کو کھانا دیا جائے گا۔

کفارہ کے روزے

یہ روزے چار قسم پر مشتمل ہیں۔

قسم اول:

جہاں ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے اور دو ماہ مسلسل روزے رکھنے کے علاوہ ایک مومن غلام آزاد کرنا واجب ہے اس کے دو مقام ہیں۔ (اول) جب کوئی ماہ رمضان میں عمداً جان بوجھ کر روزہ باطل کرے۔ (دوم) اور جو کسی مومن کو عمداً قتل کر دے اس کے تفصیلی احکام دیت وغیرہ کی بحث میں آئیں گے۔

دوم:

جہاں دوسری صورت سے عاجز ہونے کی وجہ سے روزے واجب ہیں اس کے چھ مقامات ہیں۔

۱۴۴۳۔ جو کسی مومن کو ازروئے خطا قتل کر دے اور اس کے کفارہ میں ایک مومن غلام آزاد نہ کر سکے تو واجب ہے کہ دو ماہ پے در پے روزے رکھے۔

۱۴۴۴۔ جو اپنی زوجہ سے ظہار کرے اور مومن غلام آزاد کرنے سے عاجز ہو تو اس کے لئے بھی واجب ہے کہ دو ماہ پے در پے روزے رکھے۔

۱۴۴۵۔ سوم:

جو شخص ماہ رمضان کے روزوں کی قضاء رکھتے ہوئے زوال کے بعد روزہ باطل کر دے تو اس پر دس مسکینوں کو کھانا کھلانا واجب ہے اگر اس سے عاجز ہو تو تین دن روزے رکھے۔

۱۴۴۶۔ چہارم:

قسم کھانے کا کفارہ، پس جو شخص دس مسکینوں کو کھانا کھلانے اور پوشاک دینے یا ایک مومن غلام آزاد کرنے سے عاجز ہو تو اس کے عوض تین روزے رکھے گا۔

۱۴۴۷۔ پنجم:

جو شخص غروب آفتاب سے قبل عرفات سے چل پڑے اور ایک قربانی دینے سے عاجز ہو وہ اٹھارہ دن روزے رکھے گا۔

۱۴۴۸۔ ششم:

حج کے احرام باندھنے کی حالت میں شکار کھیلنے کے کفارہ کے روزے جن کے احکام کتاب الحج

میں بیان کئے جائیں گے۔

۱۴۴۹۔ قسم سوم:

وہ مقام جہاں پر روزے واجب ہیں مگر وہاں مکلف کو اختیار ہے کہ روزے رکھے یا ایک غلام آزاد کرے اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اس کا تحقق پانچ مقامات پر ہوا کرتا ہے۔

(۱) جو شخص ماہِ رمضان میں حلال طریقہ سے روزہ توڑے۔ (۲) نذر ادا کرنے کا کفارہ۔ (۳) عہد شکنی کا کفارہ۔ (۴) اعتکاف کا کفارہ۔ (۵) احرام کی حالت میں سر منڈوانے کا کفارہ۔

اور بعض علماء نے یہ کفارہ اس عورت کے لئے بھی بیان کیا ہے جو اپنے سر کے بال مونڈ دے۔

۱۴۵۰۔ جو اپنی حرام کنیز سے مجامعت کرے اگر اس کے بدلے کفارہ دینے سے عاجز یعنی پہلے گائے یا پھر بکری کی قربانی نہ کرسکے تو تین دن روزہ رکھے گا۔

نماز عشاء پڑھے بغیر سو جانے کا کفارہ

۱۴۵۱۔ جو شخص غفلت کی وجہ سے نماز عشاء پڑھے بغیر سو جائے اور اس کا وقت فوت ہو جائے تو اسی صبح کو روزہ رکھے یہ اس کا کفارہ ہوگا۔

۱۴۵۲۔ عمداً نماز عشاء ترک کرنے پر یہ کفارہ نہیں چاہے عمداً سوئے یا نہ سوئے۔

۱۴۵۳۔ جو اس دن افطار کرے یعنی روزہ نہ رکھے تو اس پر اس کی قضاء واجب نہیں ہے۔

۱۴۵۴۔ جو اس دن سفر پر چلا جائے اور روزہ نہ رکھے اس پر بھی اس روزہ کی قضاء نہیں چاہے اس کا سفر ضروری ہو یا نہ ہو۔

۱۴۵۵۔ اگر واجب روزہ رکھنا ہو تو واجب ہے کہ سفر نہ کرے بشرطیکہ سفر ضروری نہ ہو۔

۱۴۵۶۔ اگر اس دن رمضان کا روزہ یا نذر معین کا روزہ ہو تو یہ روزہ اس روزے میں داخل ہو جائے گا۔

۱۴۵۷۔ اگر اس دن عید الفطر یا عید الاضحیٰ آجائے اور منیٰ میں ایام تشریق آجائیں یا ایسی بیماری آجائے جو موجب افطار ہو یا عورت کو حیض یا نفاس آجائے تو اس سے روزہ ساقط ہوگا اور افطار کرنا

واجب ہو گا۔

اہم مسائلِ روزہ

۱۴۵۸۔ مذکورہ بالا روزوں میں پے در پے روزے رکھنا واجب ہے سوائے چار مقامات کے۔
(۱) قضاء کا روزہ۔ (۲) نذر، عہد، قسم کا روزہ۔ (۳) احرام کی حالت میں شکار کا روزہ۔ (۴) حج میں قربانی نہ کر سکنے کا روزہ جو دس دن ہے تین مکہ میں اور سات وطن میں۔
۱۴۵۹۔ جو شخص ان مسلسل رکھے جانے والے روزوں میں کسی عذر کی وجہ سے افطار کرے مثلاً عورت کو حیض آجائے تو زوال کے عذر کے بعد وہیں سے روزے شروع کرے جہاں سے روزے چھوڑے تھے مثلاً اگر اٹھارہ روزے واجب تھے اور نو روزے رکھ کر بیمار ہو جائے یا عورت کو حیض یا نفاس آجائے تو عذر دور ہونے کے بعد مزید نو روزے ہی رکھے گا۔
۱۴۶۰۔ تین دن کے کفارہ کے روزوں میں اگر کوئی عذر واقع ہو جائے تو احتیاط یہ ہے کہ از سر نو شروع کرے اور مسلسل بلاناغہ تین روزے رکھے سوائے حج کی قربانی کے بدلے تین روزوں کے جو عید سے قبل دو روزہ رکھنا چاہے تو وہ تسلسل عید کی وجہ سے منقطع ہو جائے گا چونکہ عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے اور ایام تشریق کے بعد تین روزے رکھے گا۔
۱۴۶۱۔ اگر تسلسل کے دوران بلاعذر روزہ توڑ دے اور اس پر واجب ہے کہ از سر نو شروع کرے۔
۱۴۶۲۔ اگر کسی پر کل ایک ماہ کے روزے ہوں تو پندرہ روزے مسلسل رکھنے کے بعد اس کو اختیار ہے کہ باقی ایام میں ناغہ کر کے روزے رکھے۔
۱۴۶۳۔ جس شخص پر مسلسل روزے واجب ہوں تو اس پر واجب ہے کہ ایسے دنوں میں روزے شروع نہ کرے جہاں انقطاع کا خطرہ ہو مثلاً یکم ذی الحجہ چونکہ دس ذی الحجہ عید الاضحیٰ کو روزہ رکھنا حرام ہے اسی طرح جس پر دو ماہ کے مسلسل روزے واجب ہیں وہ شعبان میں شروع نہ کرے چونکہ رمضان میں خود رمضان کے روزے واجب ہوں گے بلکہ اول رجب سے شروع کرے تا کہ کم از کم اکتیس روزے رکھ سکے۔

حرام روزوں کی قسمیں

۱۴۶۴۔ حرام روزے کی آٹھ قسمیں ہیں:

(۱) عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا روزہ۔ (۲) ایام تشریق یعنی ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ کا روزہ اس شخص کے لئے جو منیٰ میں ہو۔ (۳) شک کے دن ماہ رمضان کی نیت سے شعبان کی آخری تاریخ کا روزہ۔ (۴) گناہ کرنے کی نذر ماننے کا روزہ۔ (۵) خاموشی کا روزہ۔ (۶) مسلسل چوبیس گھنٹے کا روزہ اور بعض کے نزدیک صوم الوصال یہ ہے کہ دو دن ایک رات مسلسل روزہ۔ (۷) شوہر کی عدم رضامندی یا عدم اجازت کے ساتھ عورت کا سنتی روزہ رکھنا چاہے شوہر حاضر ہو یا غائب اور چاہے عورت دائمی عقد سے زوجہ ہو یا متعہ کے عقد سے اسی طرح غلام کا اپنے آقا کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنا بھی اسی حکم میں ہے۔ (۸) سفر کے دوران واجب روزہ۔

مستحب روزہ کی قسمیں

۱۴۶۵۔ ہر ماہ کی ابتدائی تین تاریخوں کے روزے مستحب ہیں عشرہ اولیٰ کی پہلی خمیس اور عشرہ اخیرہ کی آخری خمیس، عشرہ وسطیٰ کی پہلی بدھ چونکہ ایک حدیث میں ہے کہ ان ایام میں روزے رکھنا تمام زمانہ روزے رکھنے کے برابر ثواب رکھتا ہے اور جو ان کو ترک کرے اس کے لئے قضاء کرنا مستحب ہے لیکن اگر قضاء مرض کی وجہ سے ہو یا سفر کی وجہ سے تو قضاء نہیں اور جو اس سے عاجز ہو وہ ہر روزے کے عوض ایک درہم یا ایک مد کھانا دے دے۔

۱۴۶۶۔ ہر ماہ کی تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخ قمری کو روزے رکھنا مستحب ہے۔

۱۴۶۷۔ غدیر کے دن کا روزہ جو اللہ کی عید اعظم ہے جیسا کہ حدیث میں آیا اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ غدیر کے روزہ کا ثواب دنیا کے روزوں کے ثواب کے برابر ہے۔ اور اس کا روزہ اللہ کے نزدیک ہر سال ایک سو حج اور سو عمرہ مقبولہ کے برابر ہے۔ اور اس روزہ پر کھانا کھلانا بہترین عبادت اور خوبصورت ترین اطاعت خداوندی ہے۔

۱۴۶۸۔ سترہ ربیع الاول کا روزہ چونکہ اس تاریخ کو آنحضرت ﷺ کا یوم ولادت ہے اور ایک صحیح السند روایت کے مطابق ۱۲ تاریخ بھی ملتی ہے لہذا دونوں دن روزہ رکھنا خوب تر ہے۔

۱۴۶۹۔ ماہ ذی العقدہ کی پچیس تاریخ کو روزہ رکھنا مستحب ہے چونکہ اس دن اللہ نے زمین کا فرش بچھایا

اس دن کو یوم دحوالارض کہتے ہیں اور ایک روایت کے مطابق اس تاریخ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت بھی ہے۔

۱۴۷۰۔ اول ذی الحجہ اور آٹھ ذی الحجہ یوم الترویہ کا روزہ۔

۱۴۷۱۔ عرفہ کے دن کا روزہ جو نو ذی الحجہ ہے لیکن شرط ہے کہ وہ روزہ کی وجہ سے اتنا کمزور نہ ہو جائے کہ اس دن کی بہت سی دعائیں پڑھنے سے محروم رہ جائے۔

۱۴۷۲۔ مباہلہ کے دن کا روزہ جو کہ چوبیس ذی الحجہ ہے اور ایک روایت کے مطابق اس تاریخ کو جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے رکوع کی حالت میں انگوٹھی کا صدقہ دیا اور بروایتے ۲۵ ذی الحجہ بھی مباہلہ ہے۔

۱۴۷۳۔ نوروز کے دن کا روزہ۔

۱۴۷۴۔ دسویں محرم کے دن حضرت سید الشہداء علیہ السلام اور ان کی اولاد و اصحاب پر غم کا اظہار کرتے ہوئے فاقہ کرنا چاہیئے اور عصر کے وقت پانی کے ایک گھونٹ سے فاقہ توڑ دے۔

۱۴۷۵۔ ماہ رجب کے پورے مہینے میں روزے رکھنا یا بقدر استطاعت و اختیار روزے رکھنا مستحب ہے۔

۱۴۷۶۔ پندرہ رجب کا روزہ۔

۱۴۷۷۔ ماہ شعبان مکمل ماہ کے روزے رکھنا یا بعض ایام چونکہ ان دونوں مہینوں میں روزے رکھنے کے متعلق بہت سی احادیث وارد ہیں جو دعاؤں کی کتب میں مذکور ہیں۔

۱۴۷۸۔ ہر خمیس اور ہر جمعہ کو روزہ رکھنا چونکہ یہ مبارک دن ہیں ان میں نیکیاں دگنی ہوتی ہیں۔

۱۴۷۹۔ مستحب روزہ میں جب چاہے روزہ کھول سکتا ہے مگر زوال کے بعد افطار کرنا مکروہ ہے۔

چند مقامات جہاں امساک کرنا مستحب ہے

۱۴۸۰۔ حیض والی عورت اگر فجر کے بعد پاک ہو یا غروب سے پہلے حائضہ ہو تو غروب تک کھانے پینے سے رکی رہے یہ مستحب ہے۔

۱۴۸۱۔ نفاس والی عورت اگر فجر کے بعد پاک ہو یا بچہ جنے اور غروب سے قبل خون دیکھے۔

۱۴۸۲۔ مقررہ اوقات میں دیوانہ ہو جانے والا شخص اگر صبح کے بعد تندرست ہو جائے یا بے ہوش تھا اور ہوش میں آجائے۔

۱۴۸۳۔ مریض اگر زوال سے قبل صحت مند ہو جائے اور کوئی چیز نہ کھائی پی ہو تو روزہ کی نیت کر سکتا ہے اسی طرح اگر کافر صبح کے بعد اسلام لائے تو مغرب تک امساک کرے۔

۱۴۸۴۔ مسافر اگر اپنے اہل و عیال شہر یا محل میں آئے چاہے زوال سے قبل یا بعد تو امساک کرے یعنی کھانا پینا ترک رکھے۔

مکروہ روزہ کی اقسام

۱۴۸۵۔ عرفہ کے دن کا روزہ اس شخص کے لئے جس کو ذی الحجہ کا چاند دیکھنے میں شک ہو جبکہ یہ اندیشہ ہو کہ وہ عید الاضحیٰ سے متصادم نہ ہو جائے اور اس شخص کے لئے بھی مکروہ ہے جو اس دن کی کثیر ادعیہ کے پڑھنے سے عاجز ہونے کا احتمال رکھتا ہو۔

۱۴۸۶۔ سفر میں مستحب روزہ رکھنا سوائے ان تین روزوں کے جو کہ مسجد نبوی صلعم میں رکھے جاتے ہیں جن کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۴۸۷۔ اولاد کو والد کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنا۔

۱۴۸۸۔ مہمان کا میزبان کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنا۔

روزہ دار کے مکروہات

۱۴۸۹۔ پھولوں کا سونگھنا خصوصاً نرجس اور کستوری کا سونگھنا۔

۱۴۹۰۔ تر کپڑا پہننا۔

۱۴۹۱۔ آئمہ اطہار علیہم السلام کے مرثیئے یا مدحیہ قصائد کے علاوہ عام اشعار پڑھنا معصومینؑ کے متعلق اشعار ہر وقت اور ہر زمانہ میں مستحب ہیں۔

۱۴۹۲۔ ناک میں ایسی دوا ڈالنا جو حلق تک اثر انداز ہو اور وہاں سے پیٹ تک جا پہنچے ورنہ اگر کوئی عمداً جان بوجھ کر دوا پیٹ میں داخل کرے تو اس پر قضاء و کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔

۱۴۹۳۔ حلال عورت کا چھونا، بوسہ دینا، اس سے چھیڑ چھاڑ کرنا چاہے اس سے حرکت شہوت پیدا ہو یا

نہ ہو لیکن اگر مقصد یہ ہو کہ انزال ہو جائے تو مبطل روزہ ہے اور موجب کفارہ و قضاء بھی ہے۔

۱۴۹۴- حمام میں داخل ہونا جبکہ اس سے اندیشہ ہو کہ کمزوری، پیاس پیدا ہو گی ورنہ صرف حمام میں جانا روزہ کی حالت میں مکروہ نہیں ہے۔

۱۴۹۵- بدن سے اتنا خون نکالنا جس سے ضعف پیدا ہو چاہے پچھنے لگوانے سے ہو یا نشتر زنی سے۔

۱۴۹٦- ایسا سرمہ استعمال کرنا جس میں کستوری یا ایلوا ملا ہوا ہو اور حلق تک اثر انداز ہو۔

۱۴۹۷- عورت کا پانی میں بیٹھنا۔

زکوٰۃ فطر کا بیان

خداوند عالم کا ارشاد ہے جس نے زکوٰۃ دی اور اللہ کا نام لے کر نماز پڑھی اس نے فلاح پائی۔ اس آیت میں زکوٰۃ سے مراد فطرہ ہے۔ اسکی فضیلت میں بہت سی احادیث وارد ہیں۔ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے کہ روزے فطرہ کے ساتھ اس طرح مکمل ہوتے ہیں جس طرح کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجنے کے ساتھ نماز مکمل ہوتی ہے

وجوبِ فطرہ کے شرائط

شرط اول:

۱۴۹۸- بلوغ و عقل پس بچے اور مجنون پر تکلیف شرعی نہیں ہے۔

۱۴۹۹- جو شخص شوال کا مہینہ داخل ہونے سے پہلے ہی بے ہوش ہو جائے اور نماز عید تک بے ہوش رہے اس پر فطرہ واجب نہیں ہے۔

شرط دوم:

۱۵۰۰- آزادی پس غلام پر فطرہ واجب نہیں اس سلسلہ میں غلام کی تمام اقسام برابر ہیں۔

۱۵۰۱- مکاتب مطلق غلام پر اسی قدر فطرہ واجب ہے جس قدر وہ آزاد ہے اور جس قدر اس کی غلامی باقی ہے اس کا فطرہ مالک پر ہے جب وہ کسی غیر کے عیال میں نہ ہو۔

تیسری شرط:

۱۵۰۲- غنی ہونا لہذا فقیر پر فطرہ واجب نہیں ہے۔

۱۵۰۳- فقیر وہ ہے جو فعلاً بالقوہ سال بھر کی غذا نہ رکھتا ہو نہ اپنی نہ اپنے اہل و عیال کی۔

۱۵۰۴- اگر شوہر کی زوجہ تونگر ہو اور اپنے مال سے بسر اوقات کرتی ہو اور شوہر کی محتاج نہ ہو تو وہ اپنا فطرہ خود دے گی اور اسی پر واجب ہے۔

۱۵۰۵- فطرہ کی نیت فطرہ نکالنے والے پر واجب ہے یا جو مالک کی طرف سے وکیل ہو اس پر واجب ہے لینے والے پر واجب نہیں۔

۱۵۰۶- جو شخص شوال کا چاند نکلنے سے قبل بالغ ہو جائے یا کافر ہو اور اسلام لے آئے یا فقیر ہو اور غنی ہو جائے تو ان پر فطرہ واجب ہو گا۔

۱۵۰۷- اس شخص پر فطرہ مستحب ہے جو غروب کے بعد بالغ ہو جائے اور اسلام لائے یا بے ہوشی سے افاقہ پائے۔

۱۵۰۸- اگر کوئی تونگر کسی ناگہانی حادثہ کی وجہ سے رمضان کی آخری تاریخ کو غروب سے پہلے فقیر ہو جائے تو اس پر فطرہ واجب نہیں۔

وجوبِ فطرہ کا وقت

۱۵۰۹۔ فطرہ صبح صادق طلوع ہونے سے واجب ہوتا ہے اور نماز عید کے وقت تک واجب رہتا ہے۔

۱۵۱۰۔ اگر اس وقت تک فطرہ نہ نکالے تو وہ فطرہ شمار نہ ہوگا بلکہ صدقہ غیر واجبہ قرار پائے گا۔

۱۵۱۱۔ اگر فطرہ عید کی نماز سے پہلے نکال لے تو ظہر تک ادا کر دینے میں کوئی مانع نہیں۔

۱۵۱۲۔ وقت وجوب سے پہلے مستحق کو فطرہ کی نیت سے کوئی چیز دینا جائز نہیں ہے۔

۱۵۱۳۔ اگر وقت سے پہلے کسی مستحق کو کچھ دینا پسند کرے اور چاہے کہ وہ عطیہ فطرہ سے شمار ہو تو دل میں قرضہ حسنہ دینے کی نیت کر لے اور وقت وجوب داخل ہونے کے بعد اس کو فطرہ میں شمار کر لے اور اس قرض حسنہ کے متعلق فطرہ کی نیت بدل لے۔

۱۵۱۴۔ مستحق کی انتظار کرنے کے لئے فطرہ آخر شوال تک بھی ادا ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ عید نماز سے پہلے نکال کر الگ کر لیا گیا ہو اور بروقت مستحق نہ مل سکے۔

۱۵۱۵۔ اگر بروقت مستحق نہ مل سکے اور مستحق تک پہنچانا ناممکن ہو اور وہ فطرہ کو محفوظ رکھے اور پھر ضائع ہو جائے تو وہ ضامن نہ ہوگا۔

۱۵۱۶۔ اگر مستحق موجود ہونے کے باوجو تاخیر کرے اور اس تک پہنچانے پر قادر بھی ہو مگر تساہل کرے اور فطرہ ضائع ہو جائے تو وہ اس کا ضامن ہوگا۔

۱۵۱۷۔ فطرہ کو اپنے شہر سے باہر منتقل کرنا جائز نہیں لیکن اگر اپنے شہر میں مستحق نہ ہو تو منتقل کر سکتا ہے اور اگر مستحق موجود ہونے کے باوجود منتقل کرے اور تلف ہو جائے تو ضامن ہوگا۔

۱۵۱۸۔ اگر شہر میں مستحق نہ ہو اور دوسرے شہر میں بھیج دے اور راستہ میں ضائع ہو جائے تو ضامن نہ ہو گا۔

۱۵۱۹۔ اگر فطرہ باہر ہی بھیجنا پڑے تو قریب ترین شہر کا لحاظ کرنا چاہیئے۔

مستحق فطرہ کا بیان

۱۵۲۰۔ فطرہ کا مستحق وہی ہوگا جو زکوۃ کا مستحق ہے یعنی ہر وہ مسلمان جو مومن ہو اور چہاردہ معصومین

علیہم السلام کے فضائل کا معتقد ہو اور بارہ اماموں کی ولایت کا قائل ہو اور منکر فضائل نہ ہو۔
۱۵۲۱۔ اگر اس صفت کا مستحق نہ مل سکے تو ضعیف الاعتقاد مسلمان کو دینا جائز ہے مگر شرط ہے کہ اہل بیت سے عناد نہ رکھتا ہو۔
۱۵۲۲۔ مالک کے لئے یہ جائز ہے کہ خود ہی فطرہ مستحق کو دے دے لیکن افضل یہ ہے کہ اگر امام معصوم علیہ السلام موجود ہوں تو ان کو دے دے اور ان کی غیبت میں شیعہ امامیہ فقہاء و مجتہدین عظام کو دے اور اس کو ترک نہ کرے اور یہی احوط ہے۔
۱۵۲۳۔ فقیر کو ایک یا متعدد فطرے دیئے جا سکتے ہیں جس سے اس کی حاجت پوری ہو سکے۔
۱۵۲۴۔ پہلے اہل فضل و معرفت کو مقدم سمجھے ان کے بعد عزیز واقارب اور پھر پڑوسیوں کو اور ان کو فطرہ دے۔
۱۵۲۵۔ ایک فقیر کو ایک صاع سے کم نہ دے لیکن اگر فقراء زیادہ ہوں اور فطرہ کم تو کم دے سکتا ہے۔

فطرہ کی جنس اور مقدار

۱۵۲۶۔ فطرہ چار جنسوں میں سے دیا جا سکتا ہے کھجور، انگور، گندم، جوَ۔
کھجور سب سے افضل ہے پھر انگور چونکہ یہ حاضر اور قوی غذائیں ہیں اور ان کو براہِ راست استعمال کرنا آسان ہے۔
۱۵۲۷۔ مندرجہ بالا اجناس کی قیمت بھی بطور فطرہ دینا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ جو غذاء اثناء سال میں زیادہ استعمال ہو اس میں سے فطرہ نکالے۔
۱۵۲۸۔ اس کی مقدار ایک صاع ہے اور ایک صاع میں چھ سو چودہ اور ۱/۴ مثقال ہوتے ہیں۔
یہاں تک روزہ کے احکام تمام ہوئے اور اللہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کی پاک و طاہر آل پر درود و سلام بھیجے اور ان کے تمام دشمنوں پر لعنت ہو۔

عید کے چاند کا اختلاف اور اس کا شرعی حل

بعض علماء نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ تمام ممالک میں روز عید اور "لیلتہ القدر" یکساں طور پر ایک ہی مخصوص دن میں ہوں گے ایسا نہیں کہ ایک ملک میں عید پہلے ہو اور دوسرے ملک میں بعد میں چاند نظر آئے۔

چونکہ یہ شرعی مسئلہ ہے اس میں غور وخوض کرنا ضروری ہے تاکہ استنباط کی قوت رکھنے والے اور اہلِ ذوق مجتہدین اس کا حل تلاش کر سکیں۔

میں کہتا ہوں کہ یہ ناممکن ہے کہ روئے زمین پر "عید کا دن" ہی ہو اور "لیلتہ القدر" ایک ہی شب میں ہو بلکہ دونوں کے لئے دو دن اور دو راتیں ضروری ہیں چونکہ آپ جانتے ہیں کہ زمین گول ہے اور اس کی حرکت وضعیہ چوبیس گھنٹے جاری رہتی ہے اگر سورج مشرقی ممالک میں طلوع ہو رہا ہوتا ہے تو مغربی ممالک میں غروب ہوتا ہوا نظر آتا ہے مثلاً جب کویت میں عید کے دن کا سورج طلوع ہوتا ہے اور ہمارے ہاں اس کی گزشتہ شب ہلال عید نظر آتا ہے تو اس وقت وہ امریکی ریاست سان فرانسکو اور اس کے گرد و نواح کے امریکی شہروں میں غروب ہو جاتا ہے اور وہاں اس وقت تک مسلسل رات رہتی ہے جب تک کہ کویت میں سورج غروب ہو جاتا ہے۔ پس جب ہمارے ہاں عید کا سورج غروب ہوتا ہے تو ان پر اسی روز طلوع نہیں ہوتا۔

خصوصاً فصل خریف اور سرما کے اوائل میں جبکہ راتیں لمبی ہوتی ہیں تو ہماری صبح سے عشاء تک وہاں مسلسل رات چھائی رہتی ہے بلکہ اس سے بھی طویل رات ہوتی ہے۔

پس جب ہمارے ہاں نماز عید پڑھنے والا عید کے روز دعاء قنوت پڑھ رہا ہوتا ہے اور کہتا ہے خداوند میں تجھ سے اس دن کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جس کو تو نے مسلمانوں کے لئے عید قرار دیا ہے تو اس دعاء اور اس دن کے اندر یقیناً وہ لوگ شریک نہیں جو وہاں رہتے ہیں چونکہ ان کی عید ہماری عید کے گزرنے کے بعد شروع ہو گی جبکہ ہمارے ہاں رات شروع ہو گی اور ان کے ہاں دن شروع ہو گا جو ان کے لئے روز عید ہو گا لہٰذا مسلمانوں کے لئے حتمیٰ طور پر دو عیدیں قرار پائیں گی۔

اسی طرح "لیلتہ القدر" پس ہمارے ہاں ۲۳ رمضان کی رات اس وقت ہو گی جب ان کے ہاں ۲۲ رمضان کا یا ۲۴ رمضان کا دن ہو گا اور ان کے ہاں سورج غروب ہونے سے قبل ہمارے ہاں طلوع ہو گا خصوصاً جبکہ موسمِ ربیع اور موسم گرما کے اوائل میں طویل ترین دن ہو گا جبکہ ان کے ہاں ہماری

رات تک دن چھایا رہے گا۔

یہ اختلاف ممکن ہے کہ صرف مشرقی کرہ میں بھی ہو اور اس کے مشرق و مغرب میں ایسا واقعی ہو مثلاً محیط اٹلانٹیکی اطلسی پر افریقہ کی بندرگاہ طنجہ میں جب سورج طلوع ہوتا ہے تو محیط کبیر کے بعض جزائر میں اسی وقت غروب ہوتا ہے۔ اور محیط کبیر جاپان اور فلبین مشرقی ایشیا میں ہے یا ان کے ہاں جب سورج غروب ہوتا ہے وہ ان بعض جزائر میں دن شروع ہوتا ہے اور بہر حال ہمارے ہاں دو عیدیں اور لیلتہ القدر کی دو راتیں ہیں اور جو احادیث اس سلسلہ میں ان علماء نے پیش کی ہیں کہ عید ایک ہی ہے تو ان کی تاویل بھی ہو سکتی ہے۔ اور ان کے مفہوم میں مناقشہ ہو سکتا ہے۔ چونکہ معصومین نے ان احادیث کو ان لوگوں کے سامنے اور ان کے لئے فرمایا جبکہ مغربی کرہ کا انکشاف نہ ہوا تھا۔ اور وہ نگاہوں سے اوجھل تھا اور مسلمانوں کی آبادیاں ایک دوسرے سے نزدیک تھیں ان کا کلام ان کی نسبت سے ہے۔

اے عزیزو! ہمیں ان احادث میں بحث کرنے کی ضرورت نہیں چونکہ عیاں راچہ بیان کا مصداق سامنے ہے۔

ہم ان احادیث کے بارے میں لب کشائی نہیں کرتے چونکہ معصومینؑ ان کے حقائق سے زیادہ آگاہ ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ "لیلتہ القدر" کی وحدت منطقہ حجاز کے ساتھ مخصوص ہو جہاں آنحضرت صلعم پر قرآن مجید نازل ہوا اور عید بھی اس طرح ہو اور اللہ بعد میں بننے والے شہروں کو "لیلتہ القدر" کا ثواب دے دے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

پس ثابت ہوا کہ ان کی عید ہمارے دن سے ہرگز موافقت نہیں کرتی کیا وہ دن جو ہماری رات کے ساتھ ہے اور ہمارے ہاں عید کا چاند نظر آیا ان کے ہاں یقیناً نظر نہیں آیا۔ اور وہ سورج کے آگے تیس منٹ نظر نہیں آیا اور وہ سورج کے آگے تیس منٹ میں غائب ہو گیا مثلاً یا ان کی رات ہمارے دن کے ساتھ ساتھ ہے اور کیا ہماری ان کی عید ہو گی؟ ہم اس سلسلہ میں کچھ نہیں کہہ سکتے۔

حقیر نے اپنے عربی اور فارسی رسالہ عملیہ میں ایک کلام کا ذکر کیا ہے جو میرے سوا کسی اور عالم نے اس کو بیان نہیں کیا اور وہ یہ ہے اگر چاند مشرقی ممالک میں نظر آجائے تو مغربی ممالک میں بدرجہ اولیٰ اس کا وجود و ظہور ثابت ہو گا چاہے مغرب والوں کو نظر آئے یا نہ آئے۔ مثلاً اگر چاند کویت میں بشرط رویت ثابت ہو گیا تو عراق اور مصر میں بھی یقیناً ثابت ہوا اور اس کے برعکس نہیں کہ اگر مغرب میں نظر آجائے تو مشرق میں بھی اس کا وجود ثابت ہو ایسا ہرگز نہیں ہے اور اس کی وجہ اہل فن کو معلوم ہے جو محتاج بیان نہیں ہے۔

کتاب الزکوٰۃ

وجوب زکوٰۃ ضروریات دین میں سے ہے اور اس کا منکر کافر ہے بلکہ علماء کے نزدیک مانع زکوٰۃ بھی کافر ہے اگرچہ وہ وجوب زکوٰۃ کا قائل ہو اور انکاری نہ ہو چونکہ وہ اس کی اہمیت دینی کا منکر ہوگا۔

شرائط وجوب:

۱۵۲۹- اول- بلوغ:

پس بناء براین وجوب زکوٰۃ کے سال کی ابتداء زمان بلوغ سے ہوگی۔

۱۵۳۰- چار غلوں کی زکوٰۃ جہاں سال کی شرط نہیں اس پر واجب ہو گی جو تعلق زکوٰۃ کے زمانہ سے قبل بالغ ہو چکا ہو۔

۱۵۳۱- شرط دوم- عقل:

پس زکوٰۃ دیوانے پر واجب نہیں ہے اگرچہ اس کا جنون مخصوص اوقات میں ہو لیکن اگر اثناء سال میں مکلف سے تھوڑی دیر شعور سلب ہو جائے تو اس سے شرعی تکلیف ساقط نہ ہوگی۔

۱۵۳۲- شرط سوم- حریت:

لہذا زکوٰۃ غلام پر واجب نہیں ہے جیسا کہ زکوٰۃ فطرہ میں بیان ہو چکا ہے۔

۱۵۳۳- شرط چہارم- مالکیت:

یعنی جس مال میں زکوٰۃ فرض ہو وہ زکوٰۃ دہندہ کی ذاتی ملکیت ہو پس اگر ہبہ، وصیت کے مال کا قضبہ نہ ملا ہو یا اس نے قبول نہ کیا ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

۱۵۳۴- اسی طرح قرض میں دیئے گئے مال پر بھی زکوٰۃ نہیں جب تک وہ قرض دار سے وصول نہ کر لے۔

۱۵۳۵- شرط پنجم- تصرف پر قدرت:

غصبی اور مسروقہ مال پر زکوٰۃ واجب نہیں اور نہ ایسے مال پر زکوٰۃ واجب ہے جو غائب ہو اور دور ہو جس پر مالک کی بنفس نفیس یا بذریعہ نائب یا وکیل رسائی ممکن نہ ہو اسی طرح وقف اور رہن شدہ مال پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

۱۵۳۶- شرط ششم- نصاب:

یعنی اسی مقدار کے مال پر زکوٰۃ واجب ہے جس کو شریعت نے مقرر کیا ہے۔

۱۵۳۷- اثناء سال میں اگر کسی کے پاس وجوبِ زکوٰۃ کے تمام شرائط جمع ہو جائیں تو زکوٰۃ نکالنے سے کوئی مانع نہیں ہے۔

۱۵۳۸- وہ اشیاء جن پر زکوٰۃ لاگو ہو اگر دو یا متعدد اشخاص کی مشترکہ ملکیت ہو تو ہر ایک کے ذاتی حصہ میں نصاب شرط ہے لیکن اگر مجموعی طور پر دونوں کا حصہ نصاب تک پہنچا ہوا ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں چونکہ ہر شخص کی انفرادی ملکیت کے مالک کا نصاب پر مشتمل ہونا شرط ہے۔

۱۵۳۹- اگر نصاب پورا ہونے کی حالت میں مالک صاحبِ استطاعت ہو جائے تو اگر اس کا سال موسم حج سے پہلے ختم ہو جائے تو زکوٰۃ نکالے گا پھر اگر استطاعت باقی رہے تو اس پر حج فرض ہو گا ورنہ ساقط ہو گا۔

۱۵۴۰- اگر اس کا سال موسم حج کے بعد پورا ہو اور اس مال کے ساتھ حج کرنیکی استطاعت رکھتا ہو تو حج کرے اور نصاب تمام نہ ہونے کی صورت میں پھر اس پر زکوٰۃ کی مراعات واجب نہیں۔

۱۵۴۱- اگر کوئی مانع موجود ہو اور مال حاصل نہ کر سکے اور اس حال پر کافی عرصہ بلکہ کئی سال باقی رہے پھر مال پر کامیاب ہو جائے تو صرف ایک سال کی زکوٰۃ نکالنا مستحب ہے۔

۱۵۴۲- اگر مکلف حیوان کا ایک نصاب خرید لے اور بائع کو اس کا اختیار دے کہ جب چاہے واپس کر دے تو سال کی ابتداء سودا طے ہونے کی تاریخ سے ہو گی نہ اختیار کی مدت گزرنے سے۔

زکوٰۃ نو چیزوں پر واجب ہے

۱۵۴۳- تین قسم کے حیوانات پر زکوٰۃ واجب ہے یعنی اونٹ، گائے، بکری۔ اس میں ان کی تمام

اقسام شامل ہیں مثلاً اقسام اعراب، بخاتی اونٹ اور گائے بھینس، دنبا، بھیڑ پہاڑی بکرے وغیرہ۔

۱۵۴۴- چار غلات گندم جو، کھجور، انگور کی تمام اقسام۔

۱۵۴۵- نقدین یعنی سونا چاندی۔

۱۵۴۶- تمام دانہ دار اقسام کی پیداواری اجناس میں زکوٰۃ نکالنا مستحب ہے مثلاً چاول، ماش، چنے، لوبیا، مسور وغیرہ۔

حیوانات کی زکوٰۃ کے شرائط

شرط اول: نصاب

۱۵۴۷- حیوانات کی تینوں اقسام کے لئے علیحدہ علیحدہ مخصوص نصاب ہے۔

اونٹ کا نصاب

۱۵۴۸- پہلا نصاب:

پانچ ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری یا بھیڑ زکوٰۃ کے طور پر دی جائے گی۔ یعنی پانچ اونٹوں پر ایک بکری، دس اونٹوں پر دو بکریاں، پندرہ اونٹوں پر تین بکریاں اور بیس اونٹوں پر چار بھیڑیں پھر پچیس اونٹوں پر پانچ بھیڑیں یا بکریاں اس طرح یہ پانچ نصاب پورے ہوں گے۔

۱۵۴۹- دو نصابوں کی درمیانی تعداد پر زکوٰۃ نہیں جب تک کہ اگلا نصاب مکمل نہ ہو مثلاً اونٹوں میں سے چھ سے نو تک کوئی زکوٰۃ نہیں پھر گیارہ سے چودہ تک پھر سولہ سے انیس تک پھر اکیس سے چوبیس تک زکوٰۃ نہیں ہے۔

۱۵۵۰- نر یا مادہ بھیڑ بکری میں کوئی فرق نہیں زکوٰۃ میں دونوں میں سے جو چاہے دے سکتا ہے۔

۱۵۵۱- چھٹا نصاب:

چھبیس اونٹ ہیں جن پر ایک بنت مخاض اونٹنی زکوٰۃ میں دے گا۔

۱۵۵۲۔ بنت مخاض وہ اونٹنی ہے جو ایک سال کی پوری ہو اور دوسرے سال میں داخل اور حاملہ ہونے کے قابل ہو اسی وجہ سے اس کو بنت مخاض کہتے ہیں۔

۱۵۵۳۔ ساتواں نصاب:

سینتیس اونٹ ہیں اور ان میں ایک بنتِ لبون اونٹنی زکوٰۃ میں دے گا۔ اور بنتِ لبون وہ ہے جو دو سال کی مکمل ہو اور تیسرے سال میں داخل ہو۔

۱۵۵۴۔ آٹھواں نصاب:

چھیالیس اونٹ جن کی زکوٰۃ ایک حقہ ہے یعنی وہ اونٹنی جو تین سال کی مکمل ہو اور چوتھے سال میں داخل ہو۔

۱۵۵۵۔ نواں نصاب:

اکسٹھ اونٹ ہیں جن کی زکوٰۃ ایک جزعہ ہے یعنی وہ اونٹنی جو چار سال کی مکمل اور پانچویں سال میں داخل ہو۔

۱۵۵۶۔ دسواں نصاب:

چھہتر اونٹ ہیں جن کی زکوٰۃ دو عدد بنت لبون ہیں۔

۱۵۵۷۔ گیارہواں نصاب:

اکانوے اونٹ جن کی زکوٰۃ دو حقہ ہیں۔

۱۵۵۸۔ بارہواں نصاب:

ایک سو اکیس ہے جس میں تین عدد بنت لبون دے گا۔

۱۵۵۹۔ اس عدد سے اوپر جس قدر تعداد بڑھ جائے ہر پچاس پر ایک حقہ یا ہر چالیس پر ایک بنتِ لبون دے گا۔

۱۵۶۰۔ احوط ہے کہ اونٹوں کی تعداد اور اس کے مقررہ نصاب زکوٰۃ کی رعایت کرے مثلاً اگر اونٹ ایک سو ساٹھ ہوں تو چالیس کو اختیار کرے اور زکوٰۃ میں ۴ بنت لبون دے اور اگر تعداد دو سو ہو تو پچاس یا چالیس میں سے جس کو چاہے منتخب کر لے چونکہ دونوں کے لحاظ سے برابر تقسیم ہو سکتی ہے یعنی

پچاس پچاس پر چار حقے اور چالیس چالیس پر پانچ بنت لبون اور دو سو پچاس میں پچاس ہی کے مطابق زکوٰۃ دے اور اسی طرح آگے بھی حساب کرتا جائے۔

گائے کا نصابِ زکوٰۃ

۱۵۶۱- گائے کے نصاب دو ہیں۔

اول:

تیس اور اس کی زکوٰۃ صرف ایک تبیع ہے یعنی وہ بچھڑا یا بچھڑی جو ایک سال کا پورا ہو اور دوسرے سال میں داخل ہو۔

۱۵۶۲- دوسرا نصاب:

چالیس اور اس کی زکوٰۃ ایک مسنہ یعنی وہ گائے جو دو سال سے تین سال کی عمر میں ہو۔

۱۵۶۳- جس قدر تعداد بڑھے گی اور دوگنی ہو گی اسی کی مقدار زکوٰۃ بھی دوگنی ہو گی مثلاً اگر ساٹھ گائیں ہوں تو دو ایک سالہ بچھڑا اور اسی ہوں تو دو دو سالہ بچھڑا اسی طرح مزید تعداد پر حساب کرتا جائے۔

۱۵۶۴- دو نصابوں کے مابین کوئی زکوٰۃ نہیں۔

بکری یا گوسفند کا نصاب

۱۵۶۵- پہلا نصاب:

چالیس ہے اور اس کی زکوٰۃ ایک گوسفند ہے۔

۱۵۶۶- دوسرا نصاب:

ایک سو اکیس ہے اس کی زکوٰۃ دو بکریاں ہیں۔

۱۵۶۷- تیسرا نصاب:

دو سو ایک ہے اس میں تین عدد بکریاں ہیں۔

۱۵۶۸- چوتھا نصاب:

تین سو ایک ہے اس میں چار عدد بکریاں دے گا۔

۱۵۶۹- پانچواں نصاب:

یہ ہے کہ ہر سینکڑہ پر ایک گوسفند دے گا۔

۱۵۷۰- ہر پانچسو پر پانچ بکریاں دے گا۔

۱۵۷۱- دو نصابوں یا کئی نصابوں کے مابین والی مقدار پر زکوٰۃ نہیں ہے مثلاً پینتالیس پر نہیں جبکہ چالیس اور پچاس پر ہے۔

مسائل

۱۵۷۲- گوسفند کے نصاب میں مجموعی تعداد کو مد نظر رکھے گا اگرچہ متفرق ہوں مثلاً اگر اس کے پاس کل چالیس بکریاں مگر وہ اپنے متفرق شہروں میں ہیں جو ایک دوسرے سے دور ہیں تو مجموعی تعداد کے مطابق ہی سب پر زکوٰۃ واجب ہو گی۔

۱۵۷۳- یہ ضروری نہیں کہ زکوٰۃ کی بکری نصاب ہی سے نکالے بلکہ باہر سے بھی دے سکتا ہے۔

۱۵۷۴- زکوٰۃ میں درمیانہ قسم کے حیوان کا انتخاب کیا جائے گا۔ نہ بہت موٹا اور نہ بہت کمزور۔

۱۵۷۵- مالک خود زکوٰۃ کے لئے جانور کا انتخاب کرے گا یہ اسی کی مرضی پر ہو گا نہ زکوٰۃ وصول کرنے والے کی مرضی پر۔

۱۵۷۶- زکوٰۃ میں جانور کی قیمت بھی دی جا سکتی ہے۔ اگرچہ جانور افضل ہے اور قیمت کا تعین بوقت ادا کیا جائے نہ بوقت وجوب۔

۱۵۷۷- اگر تمام بکریاں مادہ ہوں تب بھی مالک کو اختیار ہے کہ وہ نر بکرا زکوٰۃ میں دے دے۔ اسی طرح برعکس بھی جائز ہے جب تمام بکرے اور دنبے ہوں تو زکوٰۃ میں بکری یا بھیڑ بھی دے سکتا ہے۔

۱۵۷۸- بکری کی تمام اقسام نصاب میں داخل ہیں چاہے وہ مذکر ہوں یا مؤنث سالم ہوں یا معیوب صحت مند ہوں یا مریض بوڑھی ہوں یا جوان۔

۱۵۷۹- اگر سالم بکریاں موجود ہو تو زکوٰۃ میں بیمار یا عیب دار بکری نہ لی جائے گی حتیٰ کہ اگر مخلوط ہوں تو احوط ہے کہ صحیح اور سالم اور مرغوب قسم کی بکری زکوٰۃ میں دے۔
۱۵۸۰- اگر تمام بکریاں معیوب یا مریض ہوں تو زکوٰۃ میں مریض یا معیوب بکری دی جا سکتی ہے۔
۱۵۸۱- زکوٰۃ میں ایسی بکری نہ لی جائے جو قریب الولادۃ ہو یا قریب ہی وقت میں بچہ دے چکی ہو۔

شرط دوم: "چرنا"

۱۵۸۲- حیوانات میں زکوٰۃ واجب ہونے کے لئے شرط ہے کہ حیوانات سال بھر جنگل سے چرتے رہے ہوں گھر میں گھاس کھانے والے حیوانات میں زکوٰۃ نہیں اگرچہ ان کی مقدار بہت زیادہ ہو۔
۱۵۸۳- چرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ سال برابر مملوکہ قدرتی چراگاہوں میں چرتی رہیں۔
۱۵۸۴- اگر حیوانات چرنے والے ہوں تو سال میں یا ماہ میں ایک دن گھاس ڈالنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
۱۵۸۵- گھاس کھلانے کا تحقق اس طرح ہو سکتا ہے کہ یا حیوانات کو اپنی ملکیت کا گھاس کھلایا جائے یا اپنی مملوکہ زراعت میں چرایا جائے۔
۱۵۸۶- اگر کوئی زمین مستاجری پر لے اور وہاں حیوانات چرتے رہیں تب بھی ان پر زکوٰۃ واجب ہو گی۔

شرط سوم: "سال پورا ہونا"

۱۵۸۷- زکوٰۃ اسی وقت واجب ہو گی جب گیارہ ماہ گزر جائیں اور بارہویں مہینے کا چاند ظاہر ہو جائے۔
۱۵۸۸- سال کی ابتداء نصاب کامل ہونے کا دن ہے۔
۱۵۸۹- اگر نصاب کامل ہو جائے اور بارہواں مہینہ شروع ہو جائے تو اگر یہ مالک کی لاپرواہی اور تفریط سے ہوا ہے تو سب کی زکوٰۃ بدستور واجب ہو گی اور اگر مالک کا کوئی قصور نہ تھا بلکہ قدرتی آفت سے مال تلف ہوا تو بقدر تلف مال کی زکوٰۃ کم ہو جائے گی یعنی اگر نصف مال تلف ہوا ہے تو زکوٰۃ نصف ہو گی۔
۱۵۹۰- اگر نصاب کامل ہو تب بھی زکوٰۃ اسی وقت واجب ہو گی جب پورا سال گزر جائے اور اثناء میں نصاب میں کمی واقع نہ ہو ورنہ زکوٰۃ ساقط ہو گی چاہے بیچ دے یا ہبہ کر دے یا بدل لے یا تلف ہو جائے۔
۱۵۹۱- اگر کوئی مالک نصاب ہو پھر چھ ماہ کے بعد ایک اور نصاب کا مالک بن جائے چاہے میراث کے ساتھ یا خرید نے سے حیوانات بچے دے دیں تو دونوں نصاب الگ الگ شمار کئے جائیں گے۔

شرط چہارم:

۱۵۹۲- حیوانات کی چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ کام میں استعمال نہ ہوتے ہوں لیکن اگر سال میں ایک یا دو دن کام میں لائے جائیں تو کوئی مانع نہیں۔

مسائل

۱۵۹۳- مادہ حیوانات کو حاملہ کرنے والا جانور نصاب میں شمار نہ ہو گا لیکن اگر متعدد ہوں تو شمار کئے جائیں گے اس طرح اگر کوئی جانور ذبح کر کے گوشت کھانے کے لئے رکھا گیا ہو تو وہ بھی نصاب میں شمار نہ کیا جائے گا۔

۱۵۹۴- گوشت کھانے کے لئے رکھا جانے والا حیوان زکوٰۃ میں لیا جائے گا بشرطیکہ مالک خود دینا چاہے ورنہ نہیں۔

۱۵۹۵- اگر مالک پر ایک سال کا بچھڑا واجب ہو اور اس کے پاس تین سالہ بچھڑا ہو اور قیمت میں بھی تفاوت ہو تو زکوٰۃ دے سکتا ہے یہ حیوانات کے تمام نصابوں میں ممکن ہو سکتا ہے۔

۱۵۹۶- ہر قسم کی زکوٰۃ میں عین حیوان کے بدلے اس کے نعم البدل کوئی اور چیز یا اس کی قیمت زکوٰۃ میں دینا جائز ہے اگرچہ عین حیوان دینا افضل ہے۔

نقدین کی زکوٰۃ

سونے اور چاندی کے زکوٰۃ کی شرطیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۵۹۷- شرط اول نصاب۔

۱۵۹۸- شرط دوم سال گزرنا جیسا کہ حیوانات کی زکوٰۃ میں بیان ہو چکا ہے۔

۱۵۹۹- سوم سونے کا چاندی کا سکہ دار ہونا چاہے وہ سکہ رائج ہو یا متروک۔

۱۶۰۰- نقدین کی زکوٰۃ کے وجوب میں اس بات کا قطعی طور پر اعتبار کیا جاتا ہے کہ وہ خالص ہوں ملاوٹ

شدہ کھوٹ سونے چاندی پر زکوٰۃ نہیں اگر ملاوٹ بھی ہو تو بقدر نصاب سونے اور چاندی خالص ہونا ضروری ہے۔

۱۶۰۱۔ سونے کے دو نصاب ہیں۔

نصاب اول:

بیس دینار اس کی زکوٰۃ نصف دینار ہے۔

نصاب دوم:

چوبیس دینار اس کی زکوٰۃ دو قیراط یعنی دینار کا دسواں حصہ ہے اسی طرح چوبیس کے بعد ہر چار دینار پر دسواں حصہ زکوٰۃ ہو گی۔

۱۶۰۲۔ دینار ایک شرعی وزن ہے جو اٹھارہ نخود کے برابر ہے اور نصاب باضابطہ پندرہ مثقال صیرفی کے مساوی ہوتا ہے۔

۱۶۰۳۔ بیس دینار سے کم اور اس کے بعد چار دینار سے کم نقدین پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

۱۶۰۴۔ چاندی کے بھی دو نصاب ہیں۔

اول: دو سو درہم اس کی زکوٰۃ پانچ درہم ہے اور دوسرا نصاب دو سو کے بعد چالیس درہم اس کی زکوٰۃ ایک درہم ہے پس نقدین کی زکوٰۃ برابر ہے یعنی تمام نصابوں میں ۱/۴۰۔

۱۶۰۵۔ دو سو درہم سے کم اور اس کے بعد چالیس درہم سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

۱۶۰۶۔ درہم کی مقدار نیم مثقال اور ۱/۵ ہے۔

مسائل

۱۶۰۷۔ سونے اور چاندی کے ڈلوں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

۱۶۰۸۔ زیورات پر بھی زکوٰۃ نہیں ہے۔ بلکہ زیوارت کی زکوٰۃ صرف یہ ہے کہ ان کو اگر باوثوق مومن عاریتاً مانگے تو دے د...

۱۶۰۹۔ صرف ... سونا، چاندی پر زکوٰۃ ہے بشرطیکہ وہ سال بھر اسی طرح رہے۔ اگر اثناء سال ان کو تبدیل کر دے یا قرض دے دے تو زکوٰۃ نہیں لیکن اگر اس کا مقصد محض زکوٰۃ سے فرار اختیار ہو تو اس

پر کچھ لازم نہیں لیکن وہ برکات دنیا و آخرت سے محروم رہے گا۔

غلات چہار گانہ کی زکوٰۃ

۱۶۱۰۔ غلات چہار گانہ کی زکوٰۃ دیگر شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۶۱۱۔ "نصاب "غلات مذکورہ کی زکوٰۃ کا نصاب نوسو اکیس کیلو گرام اور پچھتر مثقال صیرفی ہے۔ ان کا ایک ہی نصاب ہے اس سے زیادہ پر مطلقاً زکوٰۃ واجب ہے۔ چاہے کم ہو یا زیادہ۔

۱۶۱۲۔ نصاب مکمل ہونے پر ہی زکوٰۃ واجب ہے یعنی اس طرح فصل پک جائے کہ اس پر نام کا اطلاق ہو سکے اور عرف میں اس کو گندم اور جو وغیرہ کہا جا سکے۔ کچی فصل پر اور کچی کھجور کچے انگوروں پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

۱۶۱۳۔ جب گندم، جو کی کٹائی ہو جائے تو فوری زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے اگر سستی کرے گا تو گناہگار ہو گا اور تلف ہو جانے کی صورت میں ضامن ہو گا اگرچہ اس نے تفرط سے کام نہ لیا ہو لیکن اگر کوئی معقول عذر ہو تو کوئی گناہ اور ضمانت نہیں ہے۔ (یعنی اس کو از سرِ نو زکوٰۃ دینے کی ضرورت نہیں ہے)

۱۶۱۴۔ غلات کی زکوٰۃ کے وجوب میں شرط ہے کہ نصاب تک پہنچنے سے قبل ہی اس کی ذاتی ملکیتؔ ہو اگر وہ کٹائی کے بعد یا انگور کھجور پکنے کے بعد مالک بنا ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

۱۶۱۵۔ مالک نصاب پر مطلقاً زکوٰۃ واجب ہے چاہے اس نے غلات خریدے ہوں یا اس کو ہبہ کئے گئے ہوں یا اجارہ یا میراث سے حاصل کئے ہوں۔

۱۶۱۶۔ غلات کی زکوٰۃ تین اقسام پر نکالی جائے گی۔ ۱/۱۰، ۱/۲۰، ۱/۱۰، ۳؍۱/۲۰، ۳/۴

۱۶۱۷۔ اگر فصل کو سیلاب یا بارش کے پانی سے سیراب کیا جائے یا جڑیں زمین سے سیراب ہوں تو زکوٰۃ ۱/۱۰ ادا کی گئی۔

۱۶۱۸۔ اگر ڈول، رہٹ، جدید آلات ٹیوب ویل پیٹر وغیرہ سے سیراب کی گئی ہو تو ۱/۲۰ حصہ زکوٰۃ دی جائے گی۔

۱۶۱۹۔ اور اگر دو طریقوں سے سیراب کی گئی ہو مثلاً کچھ حصہ سیلاب بارش وغیرہ سے سیراب کیا گیا ہو اور کچھ حصہ ڈول یا ٹیوب ویل وغیرہ سے تو یہ دیکھا جائے کہ زیادہ سیرابی کس طریقہ سے ہوئی ہے اگر زیادہ پہلے طریقہ سے ہو تو ۱/۱۰ حصہ اور دوسرے حصہ سے ۱/۲۰ زکوٰۃ دے گا۔

۱۶۲۰۔ زکوٰۃ نکالنے سے پہلے مندرجہ ذیل حصے نکالے جائیں گے مثلاً حکومت کا حصہ مالیہ آبیانہ وغیرہ، مزدوروں کی اجرت، زراعت ہل چلانے کٹائی، بیج کے اخراجات ان کے بعد اگر باقی ماندہ فصل کے نصاب کے مطابق ہو تو زکوٰۃ نکالے ورنہ واجب نہیں۔

۱۶۲۱۔ اگر اپنے شہر میں مستحق زکوٰۃ موجود ہو تو دوسرے شہر میں منتقل کرنا جائز نہیں ہے اگر منتقل کرے تو گناہگار ہوگا اور راستہ میں تلف ہو جانے کی صورت میں ضامن ہوگا اگرچہ بلا تفریط ہو۔

۱۶۲۲۔ اگر اپنے شہر میں کوئی مستحق نہ ہو تو دوسرے شہر میں منتقل کر سکتا ہے اور عدم تفریط کے ساتھ اگر زکوٰۃ تلف ہو جائے تو ضامن بھی نہ ہوگا۔

۱۶۲۳۔ قبل از وقت وجوب زکوٰۃ کی نیت سے زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے بلکہ وجوب کے بعد دوبارہ بنیت وجوب واجب ہوگی

۱۶۲۴۔ ہاں اگر مستحق کو قبل از وقت وجوب زکوٰۃ دے تو قرض کی نیت سے دے سکتا ہے اور وجوب کے بعد زکوٰۃ سے حساب کر لے بشرطیکہ اس وقت مستحب اپنے استحقاق پر باقی ہو۔

۱۶۲۴۔ زکوٰۃ دیتے وقت قربتہً الی اللہ یا اطاعتِ خداوندی کی نیت کرنا واجب ہے بلاقصد قربت زکوٰۃ دینا کافی نہیں ہے۔

۱۶۲۵۔ اگر عین زکوٰۃ باقی ہو چاہے وہ مستحق کے ہاتھ میں ہو تو نیت کر کے زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے لیکن عین زکوٰۃ ختم ہونے کے بعد یہ نیت کرنا کافی نہیں ہے۔

۱۵۲۶۔ جس مال میں زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو اس میں زکوٰۃ نکالے بغیر تصرف کرنا جائز نہیں ہے چاہے وہ زکوٰۃ حیوانات کی ہو یا غلات کی نقدین کی۔

مستحقین زکوٰۃ کی قسمیں

مستحقین زکوٰۃ کی قسمیں جیسا کہ خداوند عالم نے قرآن مجید میں بیان فرمائی ہیں۔

اِنّما الصّدَقاتُ لِلفقراءِ والمَساکینِ والعامِلینَ علیھا والمؤلفۃِ قُلوبُھُم وفی الرّقابِ والغارِمینَ وفی سَبیلِ اللہ وابنِ السّبیلِ فریضۃً مِنَ اللہِ واللہُ علیمٌ حکیم (التوبۃ)

خیرات و صداقت محض فقراء اور مساکین کا حق ہے اور ان لوگوں کا جو ان خیرات کے کارندے ہیں اور جن کے قلوب کا مسلمانوں کی جانب میلان مطلوب ہے۔ اور غلاموں کو آزاد کرانے

کے لئے اور قرض داروں کے لئے اور جہاد کے لئے اور مسافروں کے لئے یہ حقوق اللہ کا فریضہ ہیں اور اللہ تعالیٰ علم و حکمت والا ہے۔ ہم ان آٹھ اقسام کی مفصل تشریح کرتے ہیں۔

۱۶۲۸۔ قسم اول و دوم: فقراء و مساکین جو سال بھر کا خرچہ نہ بالفعل رکھتے ہوں نہ حاصل کرنے کی استطاعت رکھتے ہوں اور مسکین وہ ہے جو فقیر سے بھی حالت میں پست تر ہو۔

۱۶۲۹۔ جس شخص کے پاس کوئی صنعت و حرفت یا وسیلۂ معاش ہو جس سے وہ اپنے اہل و عیال کا خرچہ چلا سکتا ہے وہ زکوٰۃ لینے کا مستحق نہیں ہے البتہ اگر کسی وقت محتاج ہو تو بقدر ضرورت حاصل کر سکتا ہے۔

۱۶۳۰۔ یہ جائز ہے کہ مستحق کو اس قدر زکوٰۃ بیک وقت دے دی جائے جس سے وہ زندگی بھر بے نیازی حاصل کر سکے۔

۱۶۳۱۔ زکوٰۃ دینے میں مستحق کا مقام دیکھا جائے گا۔

۱۶۳۲۔ بسا اوقات ایسا شخص بھی مستحق زکوٰۃ ہو سکتا ہے جو کہ لوگوں میں محترم اور شریف شمار ہوتا ہے اور وہ اپنے منصب کے مطابق نوکر چاکر رکھتا ہے اور اس کے پاس سواری اور وسائل بھی ہیں اس کو شرعاً یہ تکلیف نہیں دی جائے گی کہ وہ ان سے اعراض کرے بلکہ وہ مستحق زکوٰۃ ہو گا جس سے وہ اپنے مقام کی حفاظت کر سکے۔

۱۶۳۳۔ اگر بلا تحقیق کسی شخص کو زکوٰۃ دے دی جائے اور پھر معلوم ہو کہ مستحق نہ تھا تو اس سے زکوٰۃ لینا واجب ہے اور واپس لینے پر قادر نہ ہو تو ضامن ہو گا لیکن اگر تحقیق کے بعد اس کو زکوٰۃ دے دے کہ وہ واقعی طور پر مستحق ہے تب بھی اس سے واپس کرانا واجب ہے لیکن عدم تمکن کی صورت میں ضامن نہ ہو گا۔

قسم سوم: "عاملین"

۱۶۳۴۔ زکوٰۃ کی وصولی کے لئے کام کرنے والے لوگ اپنے عمل کی اُجرت کے مستحق ہیں اگرچہ وہ بذات خود غنی ہوں اور عامل وہ ہے جو زکوٰۃ وصول کرنے یا تحریر کرنے یا حساب کرنے یا پہنچانے پر مامور ہو۔

۱۶۳۵۔ عامل کے لئے شرط ہے کہ وہ بالغ و عاقل ہو آزاد ہو نیز غلام اگر مکاتب ہو یعنی مالک سے معاہدہ کے طور پر کچھ رقم دے کر آزاد ہو چکا ہو تو کوئی ہرج نہیں اور مومن عادل ہونے کے علاوہ اپنے عمل اور وظیفہ کے مسائل سے باخبر ہو۔

قسم چہارم: "مؤلفۃ القلوب"

۱۶۳۶- یعنی وہ کفار جن کو مسلمانوں کی مدد یا دفاع کے لئے مالی اعانت کی ضرورت ہو ان کو بھی زکوٰۃ دی جائے گی۔

قسم پنجم: "غلام"

۱۶۳۷- ان کی بھی تین قسمیں ہیں۔

۱۶۳۸- ایک قسم وہ ہے جو اپنے مالک کے تشدد اور سختی کا شکار ہے اور مالک کافر اور غلام مسلمان اور مومن ہے۔

۱۶۳۹- وہ غلام جو ایک مخصوص مقدار رقم قسط وار مالک کو دینے کا معاہدہ رکھتے ہیں لیکن رقم کی اقساط دینے سے قاصر ہیں۔

۱۶۴۰- تمام غلام جو ان کے علاوہ ہوں یا ان میں سے ہوں اگر کوئی دوسرا مستحق زکوٰۃ موجود نہ ہو تو زکوٰۃ سے ان کو خرید کر آزاد کیا جا سکتا ہے اور مستحقین کی موجودگی میں بھی فی سبیل اللہ یعنی جہاد کے حصہ سے غلام خرید کر آزاد کئے جا سکتے ہیں۔

قسم ششم: "قرض دار"

۱۶۴۱- وہ لوگ جو قرض دار ہیں اور قرضہ ادا کرنے سے عاجز ہیں ان کو قرضہ کی مقدار کے مطابق زکوٰۃ دی جائے گی۔

۱۶۴۲- یہ شرط ہے کہ قرضہ شرعی طور پر جائز ضرورت کے لئے لیا گیا ہو مثلاً اپنی معاش اور اہل و عیال کے اخراجات کے لئے اور اس میں اسراف بے جا نہ کیا گیا ہو معصیت میں صرف کرنے کے لئے قرضہ حاصل کرنے والے کو زکوٰۃ نہیں دی جائے گی۔

۱۶۴۳- اگر قرض دار سال بھر کسب معاش کا وسیلہ بھی رکھتا ہو تب بھی اپنے قرضہ کی ادائیگی کے لئے زکوٰۃ لے سکتا ہے جس کے ادا کرنے سے وہ عاجز ہو۔

۱۶۴۴- اگر قرض دار خود زکوٰۃ کا مالک ہو تو وہ اپنی زکوٰۃ بھی قرضہ ادا کرنے کے لئے شمار کر سکتا ہے۔

۱۶۴۵- اگر قرض دار کے لئے قرضہ اتارنے کے لئے کوئی وسیلہ ہو تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ البتہ اگر وہ قرض خواہ مطالبہ کرے اور اس وقت تک کہیں سے رقم میسر نہ ہو تو اس کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔

قسم ہفتم: "فی سبیل اللہ"

۱۶۴۶- ہر عمل جو اللہ کی رضا کی طرف پہنچاتا ہو وہ اس ضمن میں آتا ہے مثلاً مساجد بنانا، امام بارگاہیں اور دینی علوم کی تحصیل کے لئے مدارس قائم کرنا، اسلامی ممالک میں پلیں بنانا اور سڑکیں، رستے درست کرنا، باہمی صلح کرانا اور جہاد فی سبیل اللہ۔

آٹھویں قسم: "ابن سبیل"

۱۶۴۷- ابن سبیل سے مراد وہ مسافر ہے جو اپنے وطن سے منقطع ہو چکا ہے اس کا سفر واجب ہو یا مستحب یا مباح تو اس کو اس قدر زکوٰۃ دی جائے گی جس سے وہ اپنا سفر جاری رکھ سکے یا وطن واپس جا سکے۔
۱۶۴۸- مسافر کو زکوٰۃ دی جائے گی بشرطیکہ وہ سفر میں مستحق ہو گیا ہو اگرچہ اپنے وطن میں تونگر ہی کیوں نہ ہو اور وہ سفر کے دوران کوئی چیز فروخت کرنے یا رہن یا قرضہ کے ذریعہ وطن جانے پر قادر نہ ہو۔
۱۶۴۹- اگر مسافر کے پاس ایک بلا ضرورت چیز موجود ہو جس کو فروخت کر کے یا رہن رکھ کے وطن پہنچ سکتا ہو تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔

مستحقین زکوٰۃ کے شرائط

شرط اول "ایمان":

۱۶۵۰- یعنی زکوٰۃ صرف اس کو دی جائے جو کہ مومن اثناء عشری ہو اور "مؤلفۃ القلوب" اس حکم سے مستثنیٰ ہیں جیسا کہ گزر چکا ہے۔
۱۶۵۱- جس طرح کہ غیر مومن بالغ حضرات کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی اسی طرح ان کے بچوں کو بھی زکوٰۃ نہیں دی جائے گی۔
۱۶۵۲- موالی مومنین کے بچوں اور دیوانوں کو بھی ان کے اولیاء کی وساطت سے زکوٰۃ دی جائے گی بشرطیکہ وہ خود اپنے اوپر خرچ کرنے کی قدرت رکھتے ہوں۔
۱۶۵۳- اگر مخالف راہ حق پر آجائے اور ایمان اور اقرار ولایت کی توفیق حاصل کر لے تو اس پر واجب ہے کہ اپنے زمانۂ مخالفت کی زکوٰۃ ادا کرے اگر اس نے غیر مستحق یا غیر مومن کو دی ہو۔

شرط دوم "عدالت":

۱۶۵۴۔ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والوں کو خصوصاً تارک نماز و شراب نوش کو زکوٰۃ نہ دی جائے گی یہاں عدالت سے مراد صرف ارتکاب کبائر سے اجتناب ہے۔
۱۶۵۵۔ مؤلفۃ القلوب اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

شرط سوم:

زکوٰۃ لینے والا ایسے صاحبان سے زکوٰۃ نہ لے جن کا نفقہ اس پر واجب ہے مثلاً والدین، اجداد، اولاد، زوجۂ دائمہ۔
۱۶۵۶۔ اگر صاحب زکوٰۃ جس پر زکوٰۃ واجب ہو ایسے حضرات کا نفقہ برداشت کرنے سے عاجز ہو جس کا نفقہ واجب ہے مثلاً والدین کو اس کے لئے زکوٰۃ سے مصارف مکمل کرنا جائز ہے۔
۱۶۵۷۔ اگر مکلف واجب النفقہ کے نفقہ برداشت کرنے سے عاجز ہو قاصر ہو تو مستحق کے لئے جائز ہے کہ دوسرے سے اپنے مصارف کے لئے زکوٰۃ قبول کر لے۔
۱۶۵۸۔ زوجہ کے لئے جائز ہے کہ اپنے مستحق شوہر کو زکوٰۃ دے اور شوہر کے لئے بھی جائز ہے کہ زوجہ سے حاصل کردہ زکوٰۃ سے اس کے اخراجات پورے کرے اگرچہ وہ زوجہ غنی ہی کیوں نہ ہو؟
۱۶۵۹۔ واجب النفقہ صرف سہم فقراء اور مساکین سے محروم کیا جائے گا لیکن اگر وہ عامل زکوٰۃ ہو یا قرض دار یا مسافر ہو تو زکوٰۃ لے سکتا ہے۔

شرط چہارم:

۱۶۶۰۔ واجب ہے کہ زکوٰۃ لینے والا ہاشمی یا سیدؑ ہو بشرطیکہ زکوٰۃ دینے والا غیر ہاشمی ہو ہاں ہاشمی سید، سید کی زکوٰۃ قبول کر سکتا ہے۔
۱۶۶۱۔ ہاشمی کے لئے جائز ہے کہ اپنی زکوٰۃ غیر ہاشمی کو دے۔
۱۶۶۲۔ اگر ہاشمی محتاج ہو جائے اور اس کو خمس یا سید کی زکوٰۃ میسر نہ ہو یا ضرورت سے کم میسر ہو تو وہ بقدر ضرورت غیر سید کی زکوٰۃ لے سکتا ہے۔
۱۶۶۳۔ مالک کے لئے جائز ہے کہ وہ مستحقین میں خود زکوٰۃ لے سکتا ہے۔
۱۶۶۴۔ اگر امام معصوم علیہ السلام موجود ہو اور مالک سے زکوٰۃ طلب کرے تو مالک پر زکوٰۃ ان کے حوالے کرنا واجب ہے اگر وہ لاپرواہی کر کے خود مستحق کو زکوٰۃ پہنچا دے تو گناہگار ہو گا اور ضامن ہو گا۔
۱۶۶۵۔ زمانہ غیبت میں مستحب ہے کہ زکوٰۃ مجتہد جامع الشرائط تک پہنچائی جائے چونکہ وہ مستحقین کی زیادہ پہچان کر سکتا ہے۔

۱۶۶۶- پوری پوری زکوٰۃ آٹھ اقسام کے مستحقین میں سے ہر ایک کو یا کسی ایک کو دینا جائز ہے۔

۱۶۶۷- افضل ہے کہ زکوٰۃ تمام اقسام موجودہ قسم کو دی جائے۔

۱۶۶۸- مستحب ہے کہ جانوروں کی زکوٰۃ ان مستحقین کے سپرد کی جائے جو جانور پالتے ہیں اور باقی اقسام کی زکوٰۃ ہر مستحق کو دی جائے۔

۱۶۶۹- اگر اس زمانہ میں کوئی مجتہد جامع الشرائط کشادہ دست ہو تو وہ زکوٰۃ جمع کرنے کے لئے عاملین مقرر کرسکتا ہے ورنہ اس دور میں عامل کا حصہ ساقط ہے۔

۱۶۷۰- اگر مالک کہہ دے کہ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں تو اس کی بات قبول کی جائے گی لیکن اگر وہ جھوٹ بولنے میں مشہور ہو تو اس کی بات نہیں مانی جائے گی۔

۱۶۷۱- زکوٰۃ وصول کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ زکوٰۃ دہندہ کے حق میں دعا کرے چاہے زکوٰۃ لینے والا امام ہو یا نائب امام وکیل یا خود مستحق۔

۱۶۷۲- مالک کے لئے مکروہ ہے کہ مستحق کو دی ہوئی زکوٰۃ اس سے خرید لے لیکن اگر مستحق فروخت کرنے پر مجبور ہو اور کوئی خریدار نہ ہو یا غیر مالک کا خریدنا مستحق کے لئے ضرر رساں ہو تو مالک خرید سکتا ہے۔

وصلی اللہ علی محمد والہ الطاہرین ولعنة اللہ علیٰ اعدائهم اجمعین الی یوم الدین۔

الاحقر

حسن بن موسیٰ بن محمد باقر الحائری الاحقاقی

کتاب الخمس

خداوند عالم نے لوگوں پر خمس فرض کیا ہے اور اس کو محمد و آل محمد علیہم السلام اور بنی ہاشم کے محتاج لوگوں کے لئے زکوۃ کے عوض مخصوص فرمایا ہے۔ خمس چونکہ اسلام کے فرائض میں سے ہے لہذا اس کا منکر کافر ہے اور اس کی ادائیگی میں سستی برتنے والا مومن بھی اہلبیت علیہم السلام کے ظالموں اور غاصبین حقوق میں شمار ہے۔

ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا اور کہا اے میرے سردار وہ آسان سے آسان تر کون سا کام ہے جس کی وجہ سے انسان جہنم کی آگ کا مستحق بن جاتا ہے۔ امام نے فرمایا وہ شخص جو کہ یتیم کے مال میں سے ایک درہم بھی کھا جاتا ہے اور ہم یتیم ہیں نیز امام نے فرمایا کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مال میں تصرف کرے جب تک کہ ہمارے پاس ہمارا حق خمس نہ پہنچا دے۔

ناحیہ مقدسہ سے ایک توقیع بر آمد ہوئی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس شخص پر اللہ اور تمام لوگوں لعنت ہوں ہمارے مال میں سے ایک درہم بھی حرام کے طور پر کھائے۔ اس معنی میں بہت سی احادیث وارد ہیں جن کو ہم بوجہ اختصار بیان نہیں کر سکتے۔

خمس سات چیزوں پر واجب ہے

اول: جنگ کا مال غنیمت:

یعنی وہ مال جو نبی یا امام کے حکم سے کفار و مشرکین پر غلبہ پانے کے بعد ان کے اموال مسلمانوں کے قبضہ میں آجائیں نہ بطریق چوری و غصب یہ تو معصومین علیہ السلام کے موجود و حاضر ہونے کے زمانہ کے ساتھ مخصوص ہے اور زمانۂ غیبت میں دفاع کے وقت جو اموال مشرکین کے ازروئے غلبہ مسلمانوں کے ہاتھ لگیں وہ اس کے حکم میں ہوں گے۔

س ۱۶۷ - اگر جہاد امام کے زمانہ میں واقع ہو اور امام کی اجازت کے بغیر ہو تو تمام غنائم امام ہی کی ملکیہ

ہوں گے اور کسی مجاہد کو ان میں حق نہ ہو گا۔
۱۶۷۴۔ مال غنیمت میں سے نقل و حمل حفظ ورعایت کے مصارف نکالنے کے بعد خمس واجب ہو گا۔
۱۶۷۵۔ امام کے مخصوص حصص غنائم کو تقسیم کرنے سے قبل علیحدہ کئے جائیں گے۔
۱۶۷۶۔ اگر اموال غنائم کے اندر ایسے اموال بھی ہوں جن کو کفار و مشرکین نے مسلمانوں سے غصب کیا تھا تو وہ نہ تو مال غنیمت میں داخل ہوں گے اور نہ ان کو تقسیم کرنا جائز ہو گا بلکہ اصل مالکوں کو واپس کر دیئے جائیں گے۔
۱۶۷۷۔ غنائم دارالحرب کا کوئی مخصوص نصاب نہیں ہے بلکہ بہر حال ان میں سے خمس نکالا جائے گا۔ چاہے وہ کم ہوں یا زیادہ۔
۱۶۷۸۔ غنائم حرب میں غنیمت ہی کے وقت خمس واجب ہو جائے گا اور سال گزرنے اور مصارف کی شرط ان پر عائد نہ ہو گی۔

دوم: معادن:

۱۶۷۹۔ مثلاً سونا، چاندی، پیتل، لوہا، سکہ، پارہ اور قیمتی جواہرات مثلاً عقیق، فیروزہ، الماس، یاقوت، زمرد اور دیگر اشیاء مٹی کا تیل، تارکول، ہرتال، چونا، نمک، سرمہ وغیرہ بھی معدن کے حکم میں ہیں۔
۱۶۸۰۔ معاون کا نصاب سکہ دار سونے کی طرح بیس دینار ہے یعنی پندرہ مثقال صیرفی اور اس نصاب سے قبل خمس نہیں ہے اگرچہ احوط ہے کہ نصاب سے پہلے خمس نکالے اگرچہ کم ہی کیوں نہ ہو۔
۱۶۸۱۔ معدن میں سے مقدار نصاب کا دفعتہً نکالنا معتبر نہیں ہے بلکہ متعدد بار بھی نکال سکتا ہے اور جب نصاب مکمل ہو گا خمس واجب ہو گا۔
۱۶۸۲۔ نصاب و خمس سے قبل مزدوروں اور معدن وغیرہ کی صفائی کے اخراجات وضع کئے جائیں گے۔
۱۶۸۳۔ نصاب کی تکمیل کے لئے ہر حصہ دار کے حصہ کا نصاب تک پہنچنا ضروری ہے اور سب کے حصے مجموعی طور پر نصاب تک پہنچیں تو خمس نہیں ہو گا۔
۱۶۸۴۔ اگر معدن کسی کی ذاتی ملکیت ہو یا اس کا کوئی شرعی مالک نہ ہو تب بھی اس میں تصرف کرنا جائز ہو گا اور کسی غیر کی مملوکہ زمین مالک کی اجازت کے بغیر تصرف جائز نہیں ہے۔
۱۶۸۵۔ اگر معدن کا مالک نابالغ بچہ ہو تو اس کے شرعی ولی پر خمس نکالنا واجب ہو گا۔
۱۶۸۶۔ اگر معدن سے اشیاء متعلقہ نکالنے والا کافر ہو تب بھی خمس واجب ہو گا۔

سوم: "خزانہ":

۱۶۸۷- وہ مال ہے جو ذخیرہ شدہ حالت میں کہیں پایا جائے چاہے سونا ہو یا چاندی، سکہ دار ہو یا نہ ہو زمین کے اندر ملے یا کسی درخت کے اندر سے دارالحرب میں ملے اور اس پر اسلام کا اثر ہو یا دارالاسلام میں سے ملے اور اس پر کوئی اثر معلوم نہ ہو۔

۱۶۸۸- اگر خزانہ دارالاسلام میں سے ملے اور اس پر اسلامی ملکیت کی کوئی نشانی ہو تو لقطہ کے حکم میں ہو تو لقطہ کے حکم میں ہوگا جس کے احکام آگے بیان ہوں گے۔

۱۶۸۹- اگر خزانہ کسی غیر کی ملکیت ہو یا کسی سابق زمانہ ہو اور مالک معلوم ہو اور وہ اعتراف کرے تو ثبوت و مدرک طلب کئے بغیر اس کے حوالے کیا جائے گا- ورنہ وہ پہلے مالک کی ملکیت ہوگا اگر وہ اس کا اعتراف کر لے۔

۱۶۹۰- خزانہ میں اسی وقت خمس واجب الادا ہوگا جبکہ وہ اخراجات نکالنے کے بعد نصاب تک پہنچے جو کہ بیس دینار ہے یعنی ۱۵ مثقال صیرفی جیسا کہ سکہ دار سونا کے لئے ہے۔

۱۶۹۱- اگر کسی کو کوئی خزانہ ملے اور معلوم ہو کہ وہ کسی مسلمان یا ذمی کافر کا ہے اور مالک کا پتہ نہ چلے تو مجہول المالک کے حکم میں ہے اور زمانۂ غیبت میں حاکم شرع کے سپرد کیا جائے لیکن اگر یہ ثابت ہو کہ یہ قدیمی خزانہ ہے تو پانے والے کی ملکیت ہوگا اور اس پر خمس واجب ہوگا۔

۱۶۹۲- معدن کی طرح خزانے کا خمس بھی واجب ہے۔

۱۶۹۳- اگر خزانہ نکالنے پر پوری جماعت کام کرے تو تمام کے تمام حصہ نصاب کے مطابق ہونا ہی خمس کے وجوب کا موجوب ہوگا اور اس کا حکم معدن کی طرح نہیں ہے کہ ہر ایک حصہ منفرد طور پر نصاب کے مطابق ہو۔

۱۶۹۴- اگر کوئی مچھلی خریدے اور اس کے شکم سے قیمتی موتی نکلے تو اس کے پچھلے مالک کے سامنے پیش کرنا واجب ہے اگر وہ اعتراف کرے تو بلا مطالبہ دلیل یہ موتی اس کی ملکیت متصور ہوگا اور اس پر خمس واجب ہوگا اسی طرح اگر پرندے وغیرہ کے شکم میں سے کوئی قیمتی چیز نکلے تو اس میں نصاب کی شرط نہیں ہے۔

چہارم: غوطہ زنی:

۱۶۹۵- جس کے ذریعہ سے سمندر کی تہہ سے موتی اور مرجان نکلیں چاہے انسان غوطہ لگائے یا آلات کے ذریعہ نکالے جائیں۔

۱۶۹۶- اس کا نصاب ایک دینار ہے اس سے کم پر واجب نہیں چاہے دفعتہً نکالے یا بار بار۔

۱۶۹۷- معتبر یہ ہے کہ سمندر کی تہہ سے موتی نکالے جائیں اگر ساحل پر پڑے ہوئے ملیں تو وہ حکم میں نہ ہوں گے بلکہ مکاسب سے ملحق ہوں گے۔

۱۶۹۸- ان میں بھی سال کی شرط نہیں ہے بلکہ حصول کے وقت کامل انصاب ہونا مشروط ہے۔

۱۶۹۹- عنبر بھی موتی اور مرجان کے حکم میں ہے بشرطیکہ پانی کے اندر یا سے حاصل ہو اور اگر پانی کی سطح یا سمندر کے ساحل سے ملے تو مکاسب سے ملحق ہو گا۔

پنجم: مال مخلوط بالحرام:

۱۷۰۰- ایسا مال حلال جو حرام کے ساتھ مل جائے اور امتیاز نہ ہو سکے تو اس میں خمس واجب ہونے کی پانچ شرطیں ہیں:-

اول:- اس مال کے اصل مالک کا علم نہ ہو ور نہ وہ اس کو معاف کر دیا جائے گا۔

دوم:- حرام کی مقدار معلوم نہ ہو چونکہ معلوم ہونے کی صورت میں حرام الگ کر دیا جائے گا اور خمس نہ ہو گا۔

سوم:- یہ معلوم نہ ہو کہ حرام کی مقدار خمس سے زیادہ ہے ور نہ اس سے بری الذمہ ہونا واجب ہو گا۔

۱۷۰۱- چہارم:- اگر حرام کی مقدار معلوم ہو اور مالک کا علم نہ ہو تو مالک کے علم و اطلاع پانے سے مایوسی کی صورت میں مجتہد جامع الشرائط کی اجازت لے کر مالک کی طرف سے صدقہ کر دیا جائے۔

۱۷۰۲- پنجم:- اگر مالک کا علم ہو مگر مال کی مقدار معلوم نہ ہو تو مالک کے ساتھ مصالحت کر لی جائے۔

۱۷۰۳- اگر اجمالی طور پر یہ علم ہو کہ حرام مخلوط کی مقدار خمس سے زیادہ ہے اور زیادہ کی مقدار معلوم نہ ہو تو پہلے خمس نکال لیا جائے اور پھر باقی کو مجتہد کی اجازت سے صدقہ کر دیا جائے اور اسی مقدار پر مالک کے ساتھ صلح کر لی جائے جس سے برائت ذمہ حاصل ہو سکے۔

۱۷۰۴- اگر یہ معلوم ہو کہ حرام کی مقدار خمس سے کم ہے اور اتنی مقدار پر اختصار کرے جس سے برائت ذمہ حاصل ہو۔

۱۷۰۵- مال مخلوط بالحرام اگر اختلاط سے پہلے خمس میں شامل ہے تو واجب ہے کہ پہلے حرام سے خمس نکال کر پھر اصل مال سے خمس نکالے۔

۱۷۰۶- اگر خمس نکالنے کے بعد مالک کا علم ہو جائے تو وہ ضامن ہو گا۔

ششم: وہ زمین جو ذمی کافر مسلمان سے خریدے

۱۷۰۷۔ اگر کوئی زمین بوجہ خریداری ذمی سے مسلمان کی طرف منتقل ہوجائے تو ذمی پر اس کا خمس نکالنا واجب ہے۔

۱۷۰۸۔ احوط یہ ہے کہ اگر یہ زمین خریداری کے بغیر بھی ذمی کی طرف منتقل ہو مثلاً ہبہ وغیرہ تب بھی خمس واجب ہے اگرچہ بیع کے علاوہ انتقال پر احتیاط یہ ہے کہ مسلم پہلے ذمی پر یہ شرط عائد کرے کہ وہ اس کا خمس نکال دے۔

۱۷۰۹۔ اگرچہ زمین کا ظاہری مفہوم زرعی زمین پر ہوتا ہے مگر یہاں عام ہوگا چاہے وہ زمین رہائشی ہو اس پر ہوٹل، مسافر خانہ، مارکیٹ، دکان، باغات وغیرہ کیوں نہ ہوں چونکہ علی الاطلاق زمین کا مفہوم سب کو شامل ہے۔

۱۷۱۰۔ مذکورہ بالا چیزوں سے خمس کی مقدار پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ صرف خالی زمین کی قیمت کرائے اور اس کا ۱/۵ حصہ الگ کردے۔

۱۷۱۱۔ اس خمس کا کوئی نصاب نہیں اور معطی کی طرف سے نیت شرط ہے چونکہ غیر مسلم کی طرف سے نیت قربت غیر متصور ہے اور نہ قابلِ قبول ہے لیکن احتمال ہے کہ خمس لینے والا مسلمان لیتے وقت وجوباً نیت کرے۔

۱۷۱۲۔ اگر ذمی مسلمان سے کوئی زمین خریدے اور خمس نکالنے سے قبل اس کی فروخت کردے اور دوبارہ پھر خرید لے تو اس پر دو دفعہ خمس نکالنا واجب ہوگا پہلی مرتبہ پوری زمین کا خمس اور دوسری مرتبہ باقی کا خمس جو کہ اس کا ۱/۵ ۴ ہے اگر تیسری بار پھر خمس نکالنے سے قبل فروخت کردے اور پھر خریدے تو تیسری مرتبہ اس کو ۱/۵ ۲ یعنی باقی کا خمس نکالنا ہوگا اور فروخت کرنے سے یہ خمس ساقط نہ ہوگا اگرچہ مسلمان کے ہاتھ فروخت کرے۔

ہفتم: مکاسب:

اگر کسی کو تجارت، صنعت، زراعت، کرایہ داری، اجرت خدمت و عمل، شکار، تعلیم بلکہ کسی قسم کا فائدہ حاصل ہو تو اس کا خمس دے گا چاہے وہ پیداوار سے ہو یا قیمت بڑھ جانے سے۔

۱۷۱۳۔ بعض فقہاء کے اس قول میں کوئی مانع نہیں جنہوں نے ہبہ اور انعام اور وصیت سے حاصل شدہ مال پر بھی خمس واجب قرار دیا ہے اور احتیاط اس کے عدم ترک میں ہے۔

۱۷۱۴۔ میراث کا خمس نکالنا مستحب ہے لیکن اگر وارث کو یہ علم ہو کہ مال موروث میں خمس لاگو ہے تو واجب ہوگا۔

۱۷۱۵- اگر غیر متوقع طور پر کسی کو کوئی میراث مل جائے تو احوط ہے کہ اس کا خمس نکالے۔

۱۷۱۶- اگر کوئی مال بطور قرض لے اور جانتا ہو کہ اس پر خمس واجب ہے تو واجب ہو گا کہ فوراً اس کا خمس نکال دے۔

۱۷۱۷- اگر کوئی شخص جو مستحق ہو خمس وصول کرے تو اس پر پھر اس مال کا خمس نکالنا واجب نہیں۔ البتہ اگر زمین، باغ، حیوان ہو تو ان کی پیداوار سے خمس نکالنا واجب ہے۔

۱۷۱۸- خمس اسی وقت واجب ہو گا جب کہ منفعت اس کے اور اہل و عیال کے سالانہ اخراجات سے وافر ہو۔

۱۷۱۹- اخراجات سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کی دوران سال میں انسان کو اپنے لئے اور اپنے واجب النفقہ متعلقین کے کھانے پینے، لباس، سفر، واجب یا مستحب، شادی، ولیمہ، دعوت، ہدیہ، اثاث منزل، اشیاء ضرورت، وسائل سفر گھوڑا، موٹر وغیرہ کو حسب زمان و مکان ضرورت ہو اور ضرورت میں انسان کی حیثیت کے مطابق ہو اور ان ضروریات میں حد اوسط کا اندازہ ہی معتبر ہو گا۔

۱۷۲۰- اگر کوئی شخص مال مخمس سے زمین یا وافر الضرورت مکان باغ، دکان خرید لے اور پھر ان کی قیمت بڑھ جائے تو اس منفعت پر خمس نکالنا واجب نہیں ہے لیکن اگر فروخت کرے اور زیادہ قیمت پائے تو منفعت پر خمس واجب ہو گا۔

۱۷۲۱- اگر کسی کے دو مکان ہوں ایک مخمس ایک غیر مخمس اور احوط ہے کہ مخمس ہی کو تصرف میں لائے۔

۱۷۲۲- اگر کوئی شخص مال مخمس سے زمین خریدے اور پھر اس کو درختوں یا زراعت سے آباد کرے اور سال گزرنے پر اس پیداوار کا خمس نکالنا واجب ہو گا۔

۱۷۲۳- اہل مکاسب و صنعت کا سال ان کے کاروبار شروع کرنے سے شمار کیا جائے گا۔

۱۷۲۴- جو شخص کسب و عمل میں مشغول نہ ہو بلکہ اسباب مذکورہ میں سے کسی سبب کے ساتھ دفعتہً غنی بن جائے تو اسی وقت اس پر اپنے مال کا خمس نکالنا واجب ہو گا۔

خمس کی تقسیم اور مستحقین کا بیان

۱۷۲۵- ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَاعلَمو اَنما غَنِمتُم مِنْ شَئی فَاِنَّ لله خُمُسَہٗ وَللرَّسُولِ وَلِذی القُربیٰ وَالیتامیٰ وَالمَساکِینِ وَابنِ السَّبِیلِ۔

۱۷۲۶۔ آیت مذکورہ میں تقسیم خمس کے چھ مقامات کا ذکر ہے تین حصے امام غائب کے عجل اللہ ظہورہ چونکہ وہ سہم اللہ اور سہم الرسول کے وارث ہیں جو ان کی غیبت میں ان کے نائبین یعنی فقہاء ومراجع کی طرف لوٹائے جائیں گے اور تین حصے بنی ہاشم سادات عظام کو دیئے جائیں گے۔

۱۷۲۷۔ سہم امام میں ان کی غیبت کے دوران مجتہد جامع الشرائط کے ذریعہ یا ان کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔

۱۷۲۸۔ سہم امام میں ہر شخص اپنے مرجع تقلید کو پیش کرے یا اس کی اجازت سے تصرف کرے۔

۱۷۲۹۔ اگر کوئی شخص سہم امام میں اپنے مرجع ومجتہد کی اجازت کے بغیر تصرف کرے وہ ضامن ہوگا اگرچہ اس کا مستحق سید علوی ہی کیوں نہ ہو؟

۱۷۳۰۔ خمس نکالنے والے کے لئے جائز ہے کہ وہ حق سادات کو خود ان تک پہنچائے اگرچہ افضل ہے کہ اس کو بھی مجتہد الشرائط کے ذریعہ سے تقسیم کرائے جو کہ مواقع استحقاق کے متعلق زیادہ بصیرت رکھتے ہیں۔

۱۷۳۱۔ اگر کوئی شخص ماں کی طرف سے ہاشمی ہو تو احوط ہے کہ اس کے بدلے خمس اس کو دیا جائے جو طرفین سے ہاشمی ہو۔

۱۷۳۲۔ مجتہد جامع الشرائط اپنی نظر ونگرانی میں موالی مستحقین کو سہم امام تقسیم کرے گا۔

۱۷۳۳۔ اس زمانہ میں سہم امام ان مبلغین کو دیا جائے جو کہ دین کی ترویج اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کے فضائل ومناقب کی اشاعت میں مصروف رہتے ہیں۔ اور تمام مجاہدین محبین کو دیا جائے جو کہ امام کے خدام وحاشیہ نشین ہیں اور باقی تمام دیگر مستحقین میں تقسیم کیا جائے۔

۱۷۳۴۔ سہم امام کے استحقاق کی شرط یہ ہے کہ لینے والا عادل اور ظاہر الصلاح ہو۔

۱۷۳۵۔ مستحق ہاشمی کے لئے شرط نہیں کہ وہ خمس حاصل کرنے کے لئے مشروط بالعدالت ہو اگرچہ اس کا مومن ہونا شرط ہے۔

انفال کا بیان

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یَسئَلُونَکَ عَنِ الاَنفَالِ قُلِ الاَنفَالُ لِلّٰہِ وَالرَّسُولِ۔

تتمہ

جن مسائل کا ترجمہ کتاب الطہارت سے کتاب الزکوۃ تک باقی رہ گیا ہے ان کو یہاں درج کیا جاتا ہے۔

کتاب الطہارت

مسئلہ نمبر

۱۶۸: تراوح میں مردوں کے بدلے عورتیں یا مرد اور عورتیں ہر مرد کے بدلے دو عورتیں یا خنثٰی یا بچے کافی نہیں اگرچہ وہ مردوں سے تیز اور طاقتور ہوں۔

۲۵۰: اگر استنجاء میں تین ڈھیلوں سے زیادہ کی ضرورت ہو تو مستحب ہے کہ طاق عدد استعمال کرے۔

۲۵۱: تین گوشوں والا ایک ہی پتھر استعمال کرنا کافی نہیں ہے۔ وہ تین پتھروں کا بدل قرار نہیں دیا جا سکتا۔

۲۵۲: ایسی اشیاء سے استنجاء کرنا جائز ہے جو نجاست کو صاف نہیں کرتیں۔ مثلاً چکنے کاغذات شیشے وغیرہ۔ ہاں جو کاغذ خصوصی طور پر استنجاء کے لئے بنائے جاتے ہیں ان سے استنجاء کرنا جائز ہے چونکہ یہ نجاست کو صاف کردیتے ہیں۔

۲۵۳: احسن یہی ہے کہ ہڈی اور گوبر استعمال نہ کرے۔

۲۵۴: واجب ہے کہ استنجاء کے پتھر غیر مستعمل ہوں۔

۲۵۵: ایسی اشیاء سے استنجاء کرنا جائز نہیں ہے جن کا استعمال کرنا اس سلسلہ میں شرعاً حرام ہے مثلاً قرآن مجید، تربت حسینیہ یا وہ اشیاء جن پر کتابت یا کھدائی سے معصومین علیہم السلام کے اسماء تحریر ہوں اگر ایسا کرنے والا ازروئے اہانت و تحقیر و توہین ایسا کرے گا تو وہ کافر ہے۔

۲۵۶: مقدس اشیاء سے استنجاء کرنا مطہر نہیں ہے جیسا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس مسئلہ کے جواب میں ارشاد فرمایا:

لا یصلح لشئی من ذلک۔

یہ اشیاء اس کی صلاحیت نہیں رکھتیں۔

اور حدیث اگرچہ ضعیف ہے مگر ہمیشہ اس پر علماء کا عمل رہنا۔ اس کے ضعف کو قوی کر دیتا ہے۔

۳۵۵: افضل ہے کہ تمام انگلیوں کے ساتھ پاؤں کی پوری پشت پر مسح کرے۔

۴۸۹: اگر کوئی (معاذاللہ) خنثیٰ کے ساتھ دبر میں وطی کرے تو موجب غسل ہو گا۔ اور اگر فرج میں کرے تب بھی احتیاطاً غسل اور وضو دونوں بجالانے ہوں گے۔

۴۹۱: اگر خنثیٰ معاذاللہ قبل و دبر میں وطی کرے تو دخول ثابت نہ ہونے کی صورت میں غسل واجب نہ ہو گا۔

۴۹۳: یہ مسائل اس خنثیٰ کے متعلق ہیں جن کی جنس کا تعین مشکل ہو اور اس کی ذکوریت ثابت نہ ہو اور عادی قسم کے خنثیٰ کے احکام اس میں مذکر یا مؤنث ہونے کی علامات کے تابع ہیں۔

۶۰۷: جس عورت کیعادت دس دن ہے مگر خون مسلسل دس روز کے بعد بھی جاری رہا ہو تو وہ بھی استظہار پر عمل نہ کرے گی چونکہ اس صورت میں وہ بلا اشکال اس کو استحاضہ کے احکام پر عمل کرنا ہے۔

۶۲۱: متحیرہ عورت روایات پر عمل کرے گی یعنی ہر ماہ میں چھ یا سات روز حیض قرار دے گی اور یہ ایام مہینے کے اندر جس وقت چاہے قرار دے چاہے مہینے کے اوائل یا اوسط یا آخری ایام میں اور اسی طرح مہینے کی پہلی تاریخ سے سات تاریخ تک روایات قرار دے اسی طرح باقی مہینوں میں بھی اسی وقت کو لازم پکڑے یا تین اور دس کی روایت پر عمل کرے یعنی پہلے مہینے میں تین دن اور دوسرے میں دس دن کو روایات قرار دے۔

۶۲۱: دوسری نوع کی دوسری قسم کی وہ عورت ہے جو عدد بھول جائے اور وقت یاد رکھے اور تمیز کو گم کر دے تو ایسی عورت کو اگر اپنے ایام عادت یا پہلا یا درمیانہ یا آخری دن یاد ہو تو پہلا دن یاد رکھنے والی عورت حیض کی کم از کم مدت کے ایام سے اس کو پورا کر دے جو کہ یقینی طور پر تین دن ہے پھر اس کو چھ یا سات کے ساتھ مکمل کر دے۔ اگر مثلاً اول ماہ ہو تو پہلے سات ایام کو حیض قرار دے اور جس کو درمیان کے ایام یاد ہوں تو ایسی عورت کو یا ان میں سے ایک دن یاد ہو گا یا دو دن اگر یقیناً ایک دن یاد ہو تو سات دنوں والی روایت کو لازم پکڑے اور اس دن کو دو دن پہلے یا دو دن بعد والے ساتھ ملا لے اور اس کو تین دن کے ساتھ ملا کر تمام کرے جو کہ اقل مدت حیض ہیں پھر ان کو دو دن اول میں اور دو دن آخر میں کل چار دن کے ساتھ ملا کر سات روز مکمل کرے اور اگر اس کو درمیان کے دو دن یقینی طور پر یاد ہوں تو ان کو دو مزید دنوں کے ساتھ ملا کر چھ کی روایت پر عمل کرے اور پھر ان کو مزید دو دن پہلے اور دو

دن کے بعد ملا کر دس دن پورے کر دے اگر وسط میں سے ایک یا دو دن یاد ہوں یعنی مطلقاً اثناء میں سے تو دو دن پہلے اور دو دن بعد کو شامل کر لے۔

پھر چھ یا سات مقدم یا موخر یا متفرق طور پر پورے کر لے۔ اور اگر فی الجملہ چند ایام یاد ہو تو خاص طور پر یقینی ہوں گے۔ ان کو دو یا متعدد روایات میں سے کسی کے ساتھ شامل کر لے اور اگر آخری دن یاد ہو تو اس کو یقینی طور پر تین دن کا آخری دن قرار دے اور چھ یا سات کے ساتھ شامل کر لے یعنی اس سے پہلے تین دن اور چار دن قرار دے کر چھ یا سات کی روایت کو پورا کر کے عمل کرے۔

۸۷۲: اگر چٹائیاں ایسے تاگے سے سلی ہوئی ہوں جو اون یا روئی کے ہوں تو احوط ہے کہ ان کو کُر یا آب جاری سے پاک کرے وہ آبِ قلیل سے پاک نہ ہوں گی۔ چونکہ وہ نچوڑے کی محتاج ہیں اور ان کا نچوڑنا ممکن نہیں ہوتا۔

۸۷۳: اسٹیمر کشتیاں، ہوائی جہاز وغیرہ کو غیر منقول کے حکم سے ملحق کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے وہ سورج کی چمک اور اسکے ذریعے خشک ہونے سے پاک ہو جائیں گے لیکن ریل گاڑی، موٹر، تانگہ وغیرہ منقول کے حکم میں ہیں یہ پانی کے بغیر پاک نہ ہوں گی۔

۱۱۱۲: تیمم میں ترتیب و موالات واجب ہے اور یہ بھی واجب ہے کہ از خود بجا لائے۔

۱۱۴۱: اگر نمازی مسجد میں ہو اور رکوع میں داخل ہونے سے قبل پہلی رکعت میں اس کو پانی میسر آجائے تو تیمم ٹوٹ جائے گا۔ اور نماز باطل ہو جائے گی اور واجب ہو گا کہ وضو یا غسل بجا لائے لیکن اگر رکوع میں جانے کے بعد پانی ملے تو نماز صحیح ہو گی اور تیمم نہ ٹوٹے گا۔

کتاب الصلوٰۃ

۱۱۴: یہود و نصاریٰ کی عبادت گاہوں میں نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ ان کی طرف سے رکاوٹ نہ ہو اور شرائط نماز مکمل ہوں۔

۱۷۱: اگر دو کپڑوں میں سے ایک کپڑا حرام گوشت والے حیوان کی کھال کا بنا ہوا ہو اور دوسرا بھی غصبی ہو تو دونوں کو ترک کر کے مجبوری کی حالت میں برہنہ نماز پڑھ لے لیکن اگر برہنہ نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو حرام گوشت والے حیوان کی کھال استعمال کرے اور غصبی لباس استعمال نہ کرے۔

۲۵۹: شمالی سوڈان کے شہروں اور امریکہ کے مرکزی جزیرہ کا شہر کوبہ اور میکسکو کے وسطی شہر کا قبلہ

تمام طور پر مشرق کی جانب ہے۔

۲۶۴: جنوبی امریکہ کے شمال و مشرق کے درمیانی علاقے جس قدر شمال کے قریب ہوں گے ان کا قبلہ مشرق کی طرف زیادہ منحرف ہو گا۔ لیکن شمالی علاقوں اور ہائینی جزیرہ کا قبلہ تقریباً مشرق کی طرف ہے۔

۷۴۲: اگر کسی معین سورت کا قصد کرے اور اس کے لئے بسم اللہ پڑھ لے پھر بعینہ وہ سورت بھول جائے تو سورت کو معین کرنے کے ساتھ اس کے لئے بسم اللہ پڑھنا بھی واجب ہے۔

۸۶۳: جس شخص کو معلوم ہو کہ اس کے ذمہ سفر کے فرائض یومیہ میں سے کوئی فریضہ ہے اور وہ بعینہ اس کی شناخت نہ رکھتا ہو تو ایک تین رکعتی یا ایک دو رکعتی نماز بقصد مافی الذمہ قضاء کی نیت سے پڑھے گا۔

۹۷۲: عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ نماز میں عورت کی امامت کرے۔

۱۰۶۲: اگر پیشہ ور مسافر کسی سفر میں اپنے پیشہ کی حیثیت سے سفر نہ کرے بلکہ اپنا کوئی دوسرا کام ہو یا سفر حج یا زیارت ہو یا صلۂ رحمی کے لئے تو نماز قصر پڑھے گا۔ اور روزہ افطار کرے گا۔

کتاب الصوم

۱۲۲۳: اگر ماہ رمضان میں روزے رکھے پھر دن کے وقت عمداً بطور معصیت افطار کی نیت کرے تو اس کا روزہ باطل ہو گا اگرچہ وہ بعد میں پشیمان ہو جائے اور توبہ کرے اور کوئی مفطر بجا نہ لائے۔

کتاب الزکوۃ

۱۶۰۱: اگر ظلم کرنے والے کو کچھ گھاس دے دے تو اس کو چرنے والی بھیڑ بکریاں وغیرہ معلوفہ نہیں دی جائیں گی بلکہ وہ جنگل میں چرنے کے حکم میں ہوں گی۔

۱۶۶۱: مالک زکوۃ کے لئے جائز ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو زکوۃ دے جن کا نفقہ اس پر واجب ہے تا کہ وہ اس سے اپنا قرضہ ادا کریں بشرطیکہ وہ مقروض ہوں۔

فہرست

صفحہ	
	پیش لفظ
	آیۃ اللہ احقاقی کے حالاتِ زندگی
۱۰	مبحث توحید
//	وجودِ خداوند عالم کا اثبات
۱۲	صفات ثبوتیہ ذاتیہ
۱۴	توحید ذات
۱۴	توحید صفات
۱۵	توحید افعال
۱۶	توحید عبادت
۱۸	صفات ذاتی اور صفات فعلی
۱۹	صفات سلبیہ
۲۱	ذاتِ خداوندی کی معرفت محال ہے
۲۵	مبحث عدل
۲۷	مبحث نبوت
۲۸	اثبات نبوت کے دلائل
۳۲	حضرتِ خاتم الانبیاء کے معجزات
۳۳	مبحث امامت
۳۴	اثبات امامت کے دلائل
۳۵	ولایت مطلقہ معصومین
//	مناظرہ ہشام و عمرو بن عبید

	صفحہ
حضرت علی کی خلافت بلافصل	۴۱
واقعہ مباہلہ	۴۶
آئمہ کشتی نجات ہیں	۴۹
آئمہ اہل بیت علوم کے محیط و مرکز ہیں	۵۰
قرآن کے کل علوم صرف آئمہ اطہار کے پاس ہیں	۵۴
محمد و آل محمد اشرف المخلوقات اور علت موجودات ہیں	۵۶
مختصر احوالِ زندگی چہاردہ معصومین علیہم السلام	۶۳
غزوات پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	۶۶
جنگ جمل	۷۲
جنگ صفین	۷۳
جنگ نہروان	۷۴
حالات حضرت حجۃ بن العسکری علیہ السلام	۸۲
نواب اربعہ کے حالاتِ زندگی	۸۶
بحث معاد جسمانی	۸۹
دلائل در اثبات معادِ جسمانی	//
مقدمہ در احکام تقلید	۹۵
مسائل تقلید	//
شرائط اجتہاد و تقلید	۹۶
اعلم کی تقلید	۹۸
کتاب الطہارت	۱۰۴

صفحہ	
۱۰۴	پانی کی اقسام
۱۰۵	آبِ مطلق
۱۰۸	کر کی حد بندی
۱۱۰	آبِ جاری کا بیان
۱۱۱	کنویں کے پانی کے احکام
۱۱۵	تراوح کا بیان
۱۱۶	کنویں کے احکام
۱۱۶	حمام کے پانی کے احکام
۱۱۷	آبِ مطلق اور مضاف کا اختلاط
۱۱۸	بارش کے پانی کے احکام
۱۲۲	استعمال شدہ پانی کے احکام
۱۲۶	مستحبات خلوت
۱۲۷	مکروہات خلوت
۱۲۸	وضو اور موجبات وضو
۱۳۰	جن امور کے لئے وضو مستحب ہے
۱۳۱	مستحبات وضو
۱۳۲	مکروہاتِ وضو
۱۳۲	کیفیت وضو
۱۳۴	وضو ارتماسی
۱۳۷	شرائط وضو
۱۴۵	زخم اور پھوڑے کا حکم
۱۴۷	مسلول اور مبطون کا حکم
۱۴۸	غسل کا بیان
۱۴۸	جنابت کے احکام
۱۵۱	محرمات جنابت
۱۵۲	مکروہات جنابت
۱۵۳	کیفیت غسل
۱۵۶	مستحبات غسل
۱۵۷	حیض کے احکام
۱۶۰	اقسامِ حیض
۱۶۶	محرماتِ حیض
۱۶۷	مستحباتِ حیض
۱۶۸	استحاضہ کے احکام
۱۶۸	استحاضہ کی اقسام
۱۷۱	نفاس کا بیان
۱۷۴	نجاست کا بیان
۱۸۶	احکام نجاست
۱۸۷	نجاست کی ملاقات سے اشیاء کا حکم
۱۹۰	نماز میں معاف شدہ نجاستیں
۱۹۳	مطہرات کا بیان
۱۹۶	مطہرات کی اقسام اور احکام
۲۱۰	برتنوں کے احکام
۲۱۳	جان کنی کے احکام
۲۱۴	احتضار کے مستحبات
۲۱۸	مستحبات غسل میت
۲۲۰	کفن کے احکام
۲۲۱	کفن کے مستحبات
۲۲۱	کفن کے مکروہات
۲۲۴	نماز میت
۲۲۹	دفن کا بیان
۲۳۷	غسل مس میت
۲۳۹	مستحب غسل کا بیان

صفحہ	عنوان
۲۴۲	احکام تیمم
۲۴۶	تیمم کی کیفیت
۲۴۷	تیمم کن اشیاء پر جائز ہے
۲۵۱	حمام کے احکام کا بیان
۲۵۲	حمام کے آداب و مستحبات
۲۵۴	مختلف آداب کا بیان
۲۵۷	کتاب الصلوٰۃ
۲۵۷	واجب نمازیں
۲۵۸	یومیہ نمازیں
〃	نوافل یومیہ
۲۵۹	اوقات فرائض
۲۶۱	اوقات نوافل
	نماز کی جگہ کے احکام
	وہ مقامات جہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔
	نماز پڑھنے والے کا لباس
	شرائط لباس
	مستحبات لباس
	مکروہات لباس
	قبلہ کا بیان
۲۸۱	قبلہ سے انحراف کا حکم
۲۸۳	متفرق مسائل
۲۸۴	علامات قبلہ
〃	انتباہ
۲۸۸	وہ مقامات جہاں رو بقبلہ ہونا ضروری نہیں
۲۸۹	اذان اقامت کا بیان
۲۹۲	سقوط اذان و اقامت
۲۹۴	اذان و اقامت کے صحیح ہونے کی شرطیں
۲۹۵	احکام اذان و اقامت
۲۹۶	مستحبات اذان و اقامت
	مکروہات اذان و اقامت
	واجبات نماز کا بیان
	قرأت
	وہ امور جو موالات کے منافی نہیں ہیں
۳۰۸	بسم اللہ کا حکم
۳۰۹	وہ سورتیں جو مختلف اوقات میں مستحب ہیں
۳۱۱	جہر و اخفاف کا بیان
۳۱۱	قرأت کے چند اہم مسائل
۳۱۴	بعض مستحبات قرأت
〃	بعض مکروہات
۳۱۵	قیام کا بیان
۳۱۷	مستحبات قیام
۳۱۸	رکوع کا بیان
۳۲۰	مستحبات رکوع
۳۲۱	مکروہات رکوع
۳۲۱	شرائط سجدہ شرعی
۳۲۵	مستحبات سجدہ
〃	بعض مکروہات سجدہ
۳۲۷	واجب اور مستحب سجدے
۳۲۸	تشہد کا بیان
۳۲۹	مستحبات تشہد
۳۳۱	سلام کا بیان
۳۳۴	قنوت کا بیان

۳۳۴ تعقیبات نماز
۳۳۵ سجدۂ شکر کا بیان
// سجدۂ شکر کی کیفیت
۳۳۶ محمد و آل محمد پر درود کا بیان
۳۳۸ احکام سہو
۳۳۹ اقسام سہو
۳۴۲ سجدۂ سہو کی صورت
۳۴۴ احکام شک
۳۴۱ عدد رکعات میں شک
// وہ مقامات جہاں شک کی پرواہ نہ کی جائے
۳۵۲ نماز احتیاط
۳۵۵ نماز توڑنے کے احکام
۳۵۵ مبطلات نماز
۳۵۱ مکروہات نماز
۳۵۱ احکام قضا
۳۶ قضا کے مسائل
۳۶۷ احکام نماز جماعت
۳۶۸ موارد جماعت
۳۷۲ احکام جماعت کا بیان
۳۷۷ امام جماعت کے شرائط
۳۷۵ جماعت کے شرائط
۳۷۹ مستحبات جماعت
۳۸۱ مکروہات جماعت
۳۸۲ نماز مسافر کا بیان
// شرائط قصر
۳۸۲ مسائل مسافت

۳۹۱ وطن اصلی و عرضی کا فرق
۳۹۲ قصر کے چند مسائل
۳۹۶ نماز آیات کی کیفیت
۳۹۸ نماز آیات کا مفصل طریقہ
۴۰۰ نماز آیات کے احکام
۴۰۱ نماز عہد و نذر و قسم کا بیان
۴۰۲ نماز اجارہ کا بیان
۴۰۳ بعض مستحب نمازوں کا بیان
کتاب الصوم
احکام روزہ
روزہ کی شرعی حد اور اس کے احکام
اقسام روزہ
ماہ رمضان کے روزوں کا بیان
علامات ماہ رمضان کا بیان
شرائط روزہ
مفطرات کا بیان
مسائل ضروریہ
موجبات قضا کا بیان
موجبات قضاء و کفارہ
کفارہ کے روزے
نماز عشاء پڑھے بغیر سو جانے کا کفارہ
اہم مسائل روزہ
حرام روزوں کی قسمیں
مستحب روزہ کی قسمیں
چند مقامات جہاں امساک کرنا مستحب ہے
مکروہ روزہ کی اقسام

روزہ دار کے مکروہات
زکوٰۃ فطرہ کا بیان
وجوب فطرہ کے شرائط
وجوب فطرہ کا وقت
مستحق فطرہ کا بیان
فطرہ کی جنس اور مقدار
عید کے چاند کا اختلاف اور اس کا شرعی حل
کتاب الزکوٰۃ
زکوٰۃ نو چیزوں پر واجب ہے
حیوانات کی زکوٰۃ کے شرائط
نقدین کی زکوٰۃ
غلات چہارگانہ کی زکوٰۃ
مستحقین زکوٰۃ کی قسمیں
کتاب الخمس
خمس سات چیزوں پر واجب ہے
خمس کی تقسیم اور مستحقین کا بیان
انفال کا بیان
تتمہ کتاب الطہارت
تتمہ کتاب الصلوٰۃ
تتمہ کتاب الصوم
تتمہ کتاب الزکوٰۃ
شہادت ثالثہ کے متعلق آیۃ اللہ میرزا عبد الرسول
احقاقی دام ظلہ و فرزند آیۃ اللہ میرزا [illegible] کا بیان

اسلامی اصلاحی ٹرسٹ
جامعۃ الثقلین ــــ احمد پارک ــــ خانیوال روڈ
ـــــ ملتان پاکستان ـــــ

احکام الشیعة

اردو

المجلد الأول

من فتاوی المرجع الدینی
الإمام المصلح آیة الله العظمی سماحة
الحاج میرزا حسن الحائري الاحقاقي
«دام ظله العالي»

ترجمه

محمد حسنین السابقی النجفی

احکام الشیعة (اردو)

1

اسلامی اصلاحی ٹرسٹ
جامعة الثقلین — احمد پارک — خانیوال روڈ
— ملتان پاکستان —